دیباچه

الحمد لله الذي حكم علي الاعمار بالآجال ' و تفرد بالعظمة والبقا والجلال ' و علا ان يكون له نظير او امثال . و صلي الله علي سيدنا و نبينا محمد المبعوث لتبيين الحرام من الحلال ' والمخصوص من بين كافة الخلق بالفضل والكمال ' والمحبؤ باوضح برهان و افصح مقال ' و علي آله خير آل ؛ و علي صحابته ذوي المناقب والافضال ' صلاة تدوم علي مر الايام والليال . و بعد :—

جي تو يه چاهتا هي كه ابنائے زمان ' اؤر خصوصاً برادران اسلام ' سے تاريخ اسلاميه كي طرف قلت اعتناء بلكه عدم توجه كي شكايت سے اس ديباجه كا افتتاح كرون . مگر خوف هوتا هي كه قارئين كرام كي طبايع كو ناگوار گزريگا ' اؤر يه خيال هوگا كه اردو مين تاريخ اسلام پر جو كتاب نكلتي هي اس كا آغاز ضرور اس نوع كي تلخ كلامي سے هوتا هي ؛ آخر كوئي كهان تک سنے . ميرے خيال مين يه امر تا بحدے بجا بهي هي . لهذا قلم كو روک كر بجائے شكوه كے شكريه ادا كرتا هون . مين مدعي اسلام هون ' قنوط من رحمة الله نهين ' بلكه قنوت الي الله ميرا شيوه هي . اسي بناء پر مين اس چهوتي سي كتاب كو قارئين كے هاتهون مين ديتے هوئے يه اميد كر رها هون كه وه اس كي قدر فرماكر مجهے معزز فرمائينگے . ممكن هي كه ان اوراق مين كوئي صفحه ' كوئي عبارت كوئي جمله ' يا كوئي لفظ واحد ان كے لئے مفيد مطلب هو ' اؤر ان كي حيات طولاني مين ' اگر هميشه اؤر هر وقت كے لئے نهين تو شايد ايک

لمحہ کے لئے ہي، کار آمد ثابت ہو؛ اوْر وہ تمام ہستیان، جن کے اجسام نہین بلکہ اسماء ان اوراق مین مدفون اوْر بہ فحوائے

جمال ذي الارض کانوا في الحياة وهم
بعد الممات جمال الکتب والسير

ان کي زیب و زینت کا باعث ہین، ان کي روشن دماغي اوْر عالي ظرفي مین کچھہ اوْر اضافہ کر سکین ۔ مین مانتا هون کہ وہ تمام صاحبان اسماء صرف صفات حسنہ ہی کے جامع نہ تھے ۔ مجھے تسلیم ہي کہ ان مین خرابیان بھي تھین، اوْر یہ کہ ان کي حیات کے بعض اوقات و کوائف ہماري تعریف و توصیف کے مستحق نہین ہین ۔ گو وہ مسلم تھے، گو وہ مومن تھے، گو وہ ہدایت کے سر چشمۂ سرمدي سے سیراب اوْر منبع نور حقیقی ہي سے مستنیر تھے، مگر آخر انسان تھے؛ اوْر اس لحاظ سے "ظلوم و جہول" کا خطاب شاید ان پر بھی عائد ہوسکتا تھا ۔ ان سے لغزشین ہوئی ہونگی ۔ انہون نے کہین کہین ٹھوکرین بھي کھائی ہونگی (اوْر ممکن ہی کہ کبھی کبھی ان ہی ٹھوکرون کي بدولت ان کي آنکھین کھل گئي ہون اوْر وہ صاف اوْر سیدھے راستے پر پہنچ گئے ہون) ۔ انہون نے غلطیان بھي کي ہونگي، اوْر ہماري طرح چڑیون کے کھیت چگ جانے کے بعد پچھتائے بھی ہونگے ۔ انہون نے وہ کام بھی کئے ہونگے، جو ان کے (اوْر پھر شاید خود ہمارے) حق مین زہر کا کام کرگئے ۔ سب بجا، سب مسلم ہي ۔ مگر مجھے کچھہ ایسا معلوم ہوتا ہي کہ وہ تمام ہستیان میرے سامنے کھڑي ہین ۔ ان کے نیک اوْر پاک سیرت افراد مجھے آگے بڑھنے کا راستہ بتا رہے ہین، اوْر کہہ رہے ہین کہ "راستہ صاف، سیدھا اوْر آسان ہي؛ چلے جاؤ" ۔ اوْر ان کے وہ افراد، جنھین ہم "ظلوم و جہول" کے خطاب کے خاص مستحقین مین سے تصور کرتے اوْر کڑے تیورون سے دیکھتے ہین، میري طرف ہاتھ

بڑھ بڑھکر به لجاجت معافي مانگ رهے هین اور ان کے چہرے کہہ رهے هین که

من نه کردم ، شما حذر بکنید !

لهذا آئیے ! هم

(۱) ان کے نیک و پاک افراد کي مشعلون سے اپني شمعون کو کرلین اور آگے بڑھین ۔ اور مین محسوس کررها هون که هم راه راست هي کي طرف مهتدي هونگے ۔ آپ یقین رکھئے که هم بھٹکنے نه پائینگے ۔ بسم الله مجریها و مرسٰیها ، ان ربي لغفور رحیم *

(۲) ان کے خطا کارن — (میرا قلم ان کي شان مین یه لفظ استعمال کرتے هوئے رکتا هي ۔ والله ، وه حضرات با وصف اپني خطاؤن کے هم سے بدرجها بہتر تھے) — کو " فاصفح ، الصفح الجمیل " کے فرمان الهي پر عمل پیرا هوتے هوئے نگاه لطف و ترحم سے دیکھین ، ان کو معاف کردین ، — (آپ کو یاد نهین که هم نے اپنے جاني دشمنون کو معاف کیا هي ؟ تو کیا هم اپنے بھائیون کو معاف نهین کر سکتے ؟) — خود کو نعمائے الهي کا مهبط و مورد بنالین ، اور ان کي خطاؤن سے عبرت حاصل کرتے هوئے اپنے اعمال و افعال اور حرکات و سکنات کي اصلاح کرین ؛ تا که :-

هر دو اصناف اسلاف کے اقتضاء و اهتداء سے همارا راسته صاف و واضح ، اور هماري خطائین اور لغزشین موهوم اور نا پید هو جائین ، اور هم اس مقصد اسنٰي اور اس مراد اعلي کي طرف ترقي کر سکین ، جو نیابت الله في الارض یا خلافت الله في الارض کے لقب سے ملقب هي : هان وهي که جس کو قبول کرنے سے ارض و سماء تک گھبرا اٹھے تھے اور کانون پر هاتھ دھر کے الگ هوگئے تھے ، اور انسان نے ، هم نے اسے قبول کرلیا تھا ! اي کاش که هم اس امانت کو پورا کرتے ! مجھے یاد پڑتا هي که هم نے اسے کسي حد تک ضرور پورا کیا تھا ۔ آئیے ، ان

اۋر ان کے مثل دیگر اوراق تاریخي سے استمداد کرکے پھر ایک مرتبہ کوشش کرین ۔ محنت شرط ہي ۔ اجر نیک کا ضامن خدا ہي ۔ ان وعد اللہ حق !!

مین پھر دھراتا هون که اگر اس کتاب سے کسي پڑھنے والے کے علم مین اضافه هو (خواه وه کیسا ہي حقیر کیون نه هو) یا اس کا دماغ ایک انتشار صحیح اۋر ایک جذب وقیع کي کیفیت سے متکیف هو جائے' تو مین سمجھونگا که میري اس تمام دماغ سوزي کا اجر مل گیا' جو آج کئي صدیون کے بعد ایک ہي مضمون کو دوسرے رنگ مین اسلام کي برادري کے ایک دوسرے حصے کے سامنے پیش کرنے کے لئے برداشت کي گئی ہي ۔ اس کي کامیابي کی کفالت مین نے خدا ہي کے سپرد کردي ہي ۔ هو نعم المولیٰ و نعم النصیر *

نه مین مؤرخ هون' نه ایسا دعوی کرتا هون' نه کرسکتا هون ۔ میرے خیال مین (جس کے ناقص یا کامل هونے کا فیصله قارئین کرام ہي بهتر کرسکتے ہین) تاریخ اسلامیه کو مسلمانان ہند کے سامنے پیش کرنے کے لئے اصلي عربي ادبیات ہي مین اتنا ذخیره موجود ہي که ان کے تراجم کے ذریعے سے جس قدر جلد اۋر به آساني یه کام انجام پا سکتا ہي اتنا اصلي تالیفات سے نہین هوسکتا ۔ حاشا و کلا که اس قول سے میري یه مراد نہین ہي که اسلامي تاریخ کے متعلق تالیفات کو یک قلم موقوف کردینا چاهئے ۔ بلکه یه عرض کرنا مقصود ہي که عربي کتب تاریخیه کا براه راست ترجمه کے ذریعے سے اردو دانان و اردو خوانان کے مطالعه اۋر استفاره کے لئے پیش نه کرنا ایک علمي جرم کا ارتکاب' انجماد دماغ کا ثبوت' مؤرخین و مصنفین صلحاء کی نا قدر شناسي' اۋر (گستاخي معاف) خود ہماري وسعت نظر کي قلت اۋر عدم لیاقت پر ایک برهان قاطع ہي ۔ مین نے یه کتاب خود تالیف نہین کي ہي' بلکه علامه الشیخ الفقیه الحافظ المتقن الواعظ المفتن محي الدین ابو محمد

عبد الواحد ابن علي التميمي المراكشي کي عربی کتاب "المعجب في تلخيص اخبار المغرب" کو زبان اردو کا جامه پهنايا هي - تقريباً پچهتر سال کا واقعه هي که ڈاکٹر آر - پي - اے - دوزي نے لائڈن کے کتب خانے مين اس کتاب کا ايک قلمي نسخه پايا اؤر اس کمال محنت و مشقت کے ساتهه، جو يورپ کے علماء عربيه کا بالعموم اؤر ڈاکٹر دوزي کا بالخصوص خاصه هي، انهون نے اسے فروري سنه ۱۸۴۷ عيسوي مين لائڈن مين طبع کراکر شائع کيا - گو که اس کے بعد قاهره مين بهي اس کي نقل کي گئي، وهان کے مطابع نے بهي اسے شائع کيا، اؤر بازار مين وه نسخے دستياب هو سکتے هين؛ مگر مين نے چند در چند وجوه سے ڈاکٹر دوزي هي کے نسخے کو ترجمه کے لئے منتخب کيا - ميري سمجهه مين نهين آتا که مين اپنے قابل دوست جناب پروفيسر کے - ايم - ميترا صاحب ايم - اے؛ ايم - آر - اے - ايس (لاهور) کا کن الفاظ مين شکريه ادا کرون، جنهون نے اپنا نسخه مجهے عنايت فرمايا - قريب دو سال کے زمانه گزر چکا هي که اس کتاب عربي کا يه نسخه ميرے پاس هي، مگر انهون نے اس تمام عرصے مين کبهي مجهه سے واپس نهين طلب کيا - کاش که مين ان کي اس عنايت اؤر علم دوستي کا نا کافي شکريه هي ادا کر سکتا *

مصنف کتاب، علامهٔ مراکشي، نے دوران کتاب مين مختلف مقامات پر، کهين برسبيل تذکرۂ عامه اؤر کهين تصديق وقائع کي غرض سے، اپنے متعلق کچهه کچهه ذکر کيا هي - الموحدون کے اقامت جمعه کے حالات کے باب کو ختم کرتے هوئے شهر مراکش کے ذکر مين کهتے هين :—

"يهي شهر، يعني مراکش، ميرا جنم بهوم هي، اؤر يه پهلي سرزمين هي جس کي زمين کو ميري جلد نے چُهوا - وهان بسنه ۵۸۱ (هجري) کي ساتوين ربيع الاخر کو ابو يوسف يعقوب بن يوسف بن

عبد المومن بن علي کے زمانے مین میري پیدائس هوئي • نو برس کي عمر مین مین وهان سے شهر فاس کو چلا گیا٬ جهان علوم قرآن وتجوید حاصل کرتے اؤر وهان کے علوم قرآن و نحو کے بڑے بڑے علماء کي ایک جماعت سے روایت کرنے تک ٹهیرا رها • پهر مراکش کو واپس آیا٬ اؤر (کچهه عرصه) ان هی دونون شهرون مین ادهر سے ادهر آتا جاتا رها٬ اؤر سنه ۶۰۳ کے آغاز مین عبور دریا کرکے جزیرہ نمائے اندلس کو چلا گیا. وهان مین نے هر قسم کے فضلاء کي جماعت کو پایا" .

مگر چونکه ان کو اس "جماعت فضلاء" سے کچهه زیاده فیض حاصل نه هوا٬ اس لئے اسی سلسلۀ سخن مین کهتے هین که :—

"خدا کا شکر هی که مین نے ان سے سوا اس کے که ان کي پیدایش اؤر وفات کی تاریخین کیا تهین٬ اؤر وہ کن کن علوم کے علماء تهے اؤر کوئي علم حاصل نهین کیا • وہ اپني فضیلت کو لئے هوئے مجهه سے الگ تهلگ هي رهے" *

مزید برآن ان کے مختلف اشارات سے یه معلوم هوتا هي که —

سنه ۵۹۵ هجري مین وہ ابو بکر ابن زهر فلسفي سے ملے تهے٬ جو ان دنون بهت معمر هو چکے تهے٬ اِن سے نهایت لطف و مکرمت سے پیش آئے٬ اؤر ان کو اپنے اؤر ابن عبدون کے اشعار بهی سنائے تهے (۱) سنه ۶۰۳ مین وہ مشهور آفاق فلسفي٬ ابن طفیل٬ کے بیٹے سے مراکش مین ملاقی هوئے تهے اؤر ان سے ابن طفیل کے اشعار سنے تهے (۲) اسي سال وہ اندلس جاکر وهان کے متعدد علماء سے مختلف علوم و فنون کي تحصیل مین مشغول هوئے تهے؛ مگر٬ جیسا که خود ان هي کے متذکرہ بالا بیان سے معلوم هوتا هي٬ وہ اُن حضرات سے کچهه زیاده فائدہ نه اٹها سکے • پهر سنه ۶۰۵ مین وہ اپنے ایک دوست ابن الفضل کي وساطت

(۱) دیکهو باب معنون به احوال اندلس بعد از انقطاع دعوت امویه .
(۲) دیکهو باب ذکر ولایت ابو یعقوب یوسف بن عبد المومن .

سے امیر المومنین ابو عبد الله محمد کے بھائي ابراہیم سے متعرف ہوئے، اؤر ان کے دوستانہ تعلقات یے یہان تک نرقي کہ وہ ابراہیم ان سے یہ کہا کرتے تھے کہ "مین آپ کی ملاقات کا نہایت مشتاق رہتا ہون، اؤر جب آپ نہیں ہوتے نو آپ کي صحبت کي آررو کیا کرتا ہون (۱)" • سنہ ٦٠٦ مین ہم انہیں اپنے استاد ابو جعفر احمد بن محمد بن یحیی حمیري (المتوفي سنہ ٦١٠) کے قدمون مین علوم شریفہ اخذ کرتے ہوئے (۲)، اؤر پھر سنہ ٦١٠ مین مراکش مین امیر المومنین ابو یعقوب یوسف کي بیعت خلافت مین شریک پاتے ہین (۳)، جن سے وہ سنہ ٦١١ مین ملاقی ہوئے (۴) • اسي سال وہ اندلس کو گئے (۵)، جہان آئندہ سال، یعني سنہ ٦١٢ مین وہ اشبیلیہ مین نظر آتے ہین (٦) • بعد ازان سنہ ٦١٣ کے عین آخري دن وہ اشبیلیہ (۷) سے رخصت ہوکر مصر کي طرف راہي ہوئے (۸) • سنہ ٦١٧ مین وہ مصر مین تھے، بلکہ سنہ ٦١٨ (۹) اؤر سنہ ٦١٩ (۱۰) بھي وہین گزارے • سنہ ٦٢٠ کے ماہ رمضان مین انہون نے مکۂ معظمہ (زادها الله شرفا) کا سفر کیا (۱۱) • ان کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہي کہ انہون نے المغرب اؤر اندلس کے مختلف بلاد و قریٰ مین بھي سیر و سیاحت کي تھي • جیسا کہ اس

(۱) دیکھو باب ذکر ولایت ابو عبد الله محمد بن ابی یوسف •

(۲) دیکھو باب ذکر ولایت ابو یوسف یعقوب بن یوسف بن عبد المومن •

(۳) و (۴) دیکھو باب ذکر ولایت ابو یعقوب یوسف بن محمد •

(۵) دیکھو اختتام باب معنون بہ ذکر ولایت عبد المومن •

(٦) دیکھو باب ذکر ولایت ابو یعقوب یوسف بن محمد •

(۷) دیکھو باب ذکر ولایت ابو عبد الله محمد بن ابی یوسف

(۸) دیکھو باب مذکور در (۹) اور باب معنون بہ ذکر ولایت ابو یوسف یعقوب بن یوسف بن عبد المومن •

(۹) دیکھو باب ذکر ولایت ابو یعقوب یوسف بن محمد ,

(۱۰) دیکھو باب ذکر ولایت ابو یعقوب یوسف بن محمد، و باب ذکر ولایت ابو یوسف یعقوب بن یوسف بن عبد المومن •

(۱۱) دیکھو باب ذکر ولایت ابو یعقوب یوسف بن عبد المومن •

کتاب کے آخري فقرے سے واضح هوتا ہي ' انهون نے اس کتاب کو سنه ۶۲۱ مين ماه جمادي الاخر کي ۲۳ يا ۲۴ تاريخ کو ختم کيا ہي • وه متن کتاب مين بهي بار بار اس سنه کا ذکر کرتے ہين • مگر کهين صريح طور پر يه پته نهين لگتا که انهون نے اس سنه مين يه کتاب کس مقام مين بيٹهکر لکهي ہي • ڈاکٹر دوزي نهايت کاوش کے بعد اس نتيجه پر پهنچے ہين ' اؤر مين بهي تنقيح بليغ کے بعد اسي خيال کا مؤيد هوا ہون ' که يه کتاب ان کے قيام مصر کے دوران مين لکهي گئي ہي • اس سال کے بعد ان کے حيات و ممات کے متعلق کسي قسم کي اطلاع بهم نهين پهنچتي • والله اعلم *

متفرق مقامات کے اشارات شاهد ہين که علامۀ مراکشي نے يه کتاب کسي وزير کے ايماء سے تاليف کي تهي • مگر افسوس که يه اشارات نهايت مبهم ہين ' اؤر طرح طرح کے شائبات و شکوک کے محرک هوتے ہين • ڈاکٹر دوزي نے جس نسخے سے اس کتاب کو نقل کيا ہي ' اس کے سر ورق پر کي ايک تحرير کے مطابق وه يه فيصله کرتے ہين که علامۀ موصوف کے لفظ "مولانا" سے ان کے سر پرست الوزير الصاحب عزالدين ابو الفتح عبد الله ابن القاضي الوزير الصاحب شمس الدين ابو محمد (۱) ... ابن محمد ابن الشريف الزهري مراد ہين *

مضمون کتاب کے باب مين يه ياد رکهنا چاهئے که علامۀ مراکشي کا مقصد اصلي ' جيسا که خود ان کے افتتاحي الفاظ سے معلوم هوتا ہي ' الموحدون کي تاريخ لکهنا تها • سلسلۀ واقعات اؤر اس کي وضاحت کے لئے انهون نے اندلس کے حالات اؤر اس کي مختصر تاريخ سے شروع کيا ہي ' اؤر الموحدون کے حالات کو تفصيل سے بيان کيا ہي • گو که تاريخ اندلس کے بيان مين ان سے (اؤر يه بهي بسا ممکن ہي که ان کي کتاب کے ناقل سے ايسا هوا هو) چند غلطيان سرزد هوئي ہين ؛ مثلاً انهون نے :—

(۱) يهان کے الفاظ اس قلمي نسخے مين مٹے هوئے تهے ' ڈاکٹر دوزي پڑه نهين سکے •

(ا) طلیطلہ کي فتح کو سنہ ۴۷۶ مین بیان کیا ہي ' حالانکہ وہ سنہ ۴۷۸ کا واقعہ ہي ؛

(ب) حکومت المیریہ مبن خیران کو زھیر کا جانشین بتایا ہي ' مگر اصلیت اس کے برعکس ہي ؛

(ج) یوسف بن تاشفین مرابطی کي وفات سنہ ۵۰۰ کي جگہ سنہ ۴۹۳ مین بیان کی ہی '

اؤر گو کہ وہ عربي مورخین کي عادت کے موافق بعض جگہ غیر ضروري امور بھي بیان کر گئے ہین ' مگر کتاب کے اصلي مضمون یعني الموحدون کي تاریخ نویسي مین ان کا قام بہترین تعریف کا مستحق ہي . وہ اپني مختصر گیري کي عادت کے ساتھ ساتھ ' جمع و منع کي شان کو قائم رکھتے ھوئے ' بار بار اپنے ماخذ اؤر ہم عصر اشخاص کا حوالہ دیتے جاتے ہین . اؤر جب ہم ان اسماء مین یحیی (۱) کا نام پاتے ہین ' تو ہمارے شک و شبہ کي کوئي گنجائش باقي نہین رہتي . بلا شبہ الموحدون کي تاریخ کے متعلق ان کے بیانات نہایت صحیح و وقیع اؤر قابل قدر ہین . اس امر کا جس قدر افسوس کیا جائے کم ہي کہ ' ڈاکٹر ڈوزي کے قول کے مطابق ' کتاب کے شروع مین چند صفحات کے بعد تقریباً بیس صفحے قلمي نسخے مین سے غائب تھے . خدا ہي کو علم ہي کہ ان مین کیا جواھر ریزے تھے کہ جن سے ہم محروم رہ گئے !

ترجمۂ کتاب کے متعلق چند امور عرض کر دینا ضروري سمجھتا ھون :—

۱ - سب سے پہلا سوال شاید زبان کے متعلق ھوگا . شاید مجھے یہ کہنے کي اجازت مل سکیگي کہ مین نے اپنے مقدور بھر اپني صوبۂ اودہ کي پیدائش اؤر شہر میرٹھ کے توطن کا اگر پورا پورا نہین تو کچھ نہ کچھ حق ادا کرنے کي کوشش ضرور کي ہي . مین نہین کہہ سکتا

(۱) دیکھو باب معنون بہ ذکر ولایت ابو یعقوب یوسف بن عبد المومن .

که میري زبان مین کہان تک دہلی اؤر لکھنؤ کے محاورات خاصه کو دخل ہي • اس کي تعیین و تشخیص اؤر داد یا تعریض کو قارئین ہي پر چھوڑتا ہون • مگر اتنا عرض کئے بغیر بھي نہین رہ سکتا که

(ا) کتب تاریخي مین زبان اؤر اس کے متعلقات کے تفصیلی کوائف کي تدقیق طلب کرنا ایک حد تک ظلم کے تحت مین آ سکتا ہي ' اؤر

(ب) جس زبان سے ترجمه کیا گیا ہي ' اگر اس کی ساخت اؤر طرز ادا و بیان کو ملحوظ رکھا جائے اؤر مترجم سے یه امید کی جائے که وہ بہر صورت اصلي زبان کے مطالب کو مصنف کے خیالات کي قدر اؤر اس کي اقتداء کرتا ہوا بیان کریگا ' تو ممکن ہي که بعض بعض مقامات ' جو بظاہر سقیم نظر آتے ہون ' قابل معافي قرار دئے جا سکین *

۲ ـ قدیم عربی طرز تحریر کے مطابق علامۂ مراکشي نے مختلف عناوین تو ضرور قائم کئے ہین ' مگر کتاب از اول تا آخر ایک ہي پیراگراف (فصل) پر منقسم ہی • ڈاکٹر دوزي نے تصحیح و اشاعت کرتے ہوئے اسے جابجا فصول کي صورت مین ڈھال دیا ہي • مگر چونکه اس بارے مین مجھے ان سے بھي اختلاف ہي ' لہذا مین نے تمام کتاب کو اپنے خیال کے موافق فصول مین تقسیم کردیا ہی اؤر عناوین کو اسي طرح قائم رکھا ہي • اس طرز عمل کو موجودہ زمانے مین ضروریات سے خیال کیا جاتا ہی ؛ اس لئے نه اس مین کلام کي گنجائش ہي نه ضرورت *

۳ ـ بعض بعض جگه مصنف نے مختلف اسماء و امور کا شمار کیا ہي ' اؤر سیاق اسماء وغیرہ پر اکتفا کیا ہي • مین نے صرف اس قدر تصرف کیا ہي که ان کو (۱) ' (۲) ' (۳) ' وغیرہ اعداد کي قید سے درج کیا ہي ' تا که قارئ کتاب کے لئے اؤر زیادہ وضاحت و صراحت کا سامان ہو جائے *

۴ - اسماء کے ذکر مین مبن نے کنیت کو الف لام تعریف کے ساتھ لکھا ہی ؛ مگر فارسي اؤر اردو قاعدے کے مطابق اسماء کے باقي حصون مین صرف حسب ضرورت ہي اس نوع کے الف لام کو قایم رکھا ہي ' ورنه گرا دبا ہي ۰ علي هذا القیاس صفات نسبتي کے شروع مین جو الف لام آتا ہي مین نے اسے بھي حذف کردبا ہی *

۵ - مین نے عربی اشعار کالاصل ہي نقل کردئے ہین ' اؤر جہان جہان ضروري سمجھا ہي ان کا ترجمه بھي حاشیه مین دیا ہی ' ورنه صرف سیاق اشعار پر ہي اکتفا کیا ہي ۰ ممکن ہی که بعض قارئین کو میرے اس انتخاب سے اختلاف هو ۰ مین ان سے به ادب معافي کا خواستگار هون *

چونکه مین ہندي الاصل هون ' اس لئے اشعار کے ترجمه مین اسقام کا هونا غیر ممکن یا غیر مترقبه امر نہین هو سکتا ۰ کیا مین یه امید کرسکتا هون که جن حضرات کو ترجمه کے باب مین مجھ سے اختلاف هو وہ براہ نوازش مجھے اپنے اختلاف ' وجه اختلاف ' اصلاح ' اؤر وجه اصلاح سے مطلع فرماکر سرفراز فرمائینگے ' تا که بصورت اتفاق آئنده اشاعت مین اس کي تصحیح کردي جائے ؟

۶ - ڈاکٹر دوزي نے قلمي نسخے مین جگه جگه اسماء الرجال اؤر اسماء الاماکن پر اعراب لگے هوئے پائے تھے ' اؤر انہون نے تنقیح و تحقیق کے بعد یه رائے قائم کي ہي که وہ اعراب نہایت صحیح ہین ۰ چنانچه انہون نے بالالتزام اپنے مصححه نسخے مین ان اعراب کو اسي طرح نقل کر دیا ہي ۰ مین بھي چاهتا تھا که یہي التزام کرون ' اؤر اسی خیال سے مین نے نه صرف ان تمام اسماء کو ' بلکه عربي اشعار مین بھي ضروري الفاظ کو بھي معرب کردیا تھا ۰ مگر بقول شاعر که

به هر زمین که رسیدیم آسمان پیدا ست

مین کئي وجه سے لکھنو پریس سے گھبراکر ٹائپ کي طرف پناہ گیر هوا تھا

اؤر امید وار تھا کہ یہاں طباعت میں ہر طرح کی آسانی نصیب ہوگی ؛ مگر

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ،

میرے دوست جناب محمد عظیم الدین صاحب ہیڈ کمپوزیٹر ڈیوسي زن پریس ، مدراس نے (جن کی عنایات کا میں نہایت ممنون ہون) مجھے اس بناء پر ایسا کرنے سے روک دیا کہ بقول ان کے " پریس مین اعراب تھوڑے ہین ، اس واسطے اعراب زیادہ نہ لگائے " • مین نے سر تسلیم خم کیا ، اؤر سوا اس کے اؤر کوئي چارہ نہ دیکھا کہ کتاب کے بعد انڈیکس سے پہلے ان تمام اسماء وغیرہ کو حروف تہجي کي ترتیب سے درج کردون ، اؤر ان کا مفصل اعراب بیان کردون • چنانچہ ایسا ہي کیا گیا ہي • گو موجودہ صورت مین ان اسماء پر کہین کہین اعراب لگے ہوئے پائے جائینگے ، مگر وہ نہایت نا کافي ہین ، اؤر مین نے ایسا کرنا ضروري سمجھا *

۷ - مین نے کتاب کے آخر مین تین قسم کے انڈیکس بھي شامل کئے ہین • ڈاکٹر ڈوزي نے بھي اپنے نسخے مین انڈیکس دئے ہین ، اؤر مجھے امید تھي کہ ان سے بہت کچھ مدد مل جائیگي • لیکن میرے اؤر ان کے انڈیکس کے مقابلے سے بہ آساني معلوم ہوگا کہ مجھے اس کي ترتیب و تنظیم مین از سر نو محنت اٹھاني پڑي ہي • مجھے یقین ہي کہ یہ انڈیکس قارئین کے لئے کئي طرح کار آمد ثابت ہونگے *

۸ - اگرچہ مجھے زیادہ صرف زر کا متحمل ہونا پڑا ہي ، مگر سہولت امر ، طباعت کي سلاست اؤر رواني ، احساس ضرورت ، سہولت اشاعت ادبیات ، اؤر کفایت وقت وغیرہ خیالات نے مجھے مجبور کیا کہ کتاب کو بجائے لتھو کے ٹائپ ہي مین چھپواؤن • لہذا قدامت پسند بزرگون سے معافي اؤر جدت پسند حضرات سے نظر کیمیا اثر کا عطف و بذل طلب کرتے ہوئے اس کتاب کو ٹائپ ہي مین چھپواکر پیش کرتا ہون *

۹ - جہان تک مجھے علم ہي اردو زبان مین یہ پہلي کتاب ہي ؛
جو الموحدون کی مستقل اور مستند تاریخ پیش کرتی ہی *

میرے برادر عزیز پروفیسر معتضد ولي الرحمان صاحب ایم ۰ اے ۰
اور میري اهلیہ صاحبہ نے مجھے اس کتاب کے پروف دیکھنے اور صحیح
کرنے مین حو نہایت قابل قدر اور گران بہا مدد دي ہي اور میرے لئے
یہ محنت طلب ؛ بصارت آزما ؛ اور دماغ سوز کام جس قدر آسان
کردیا ہی ؛ مجھے اس کي پوري قدر ہي ۰ مین نہایت صدق دل سے
ان کي تکلیف و تصدیع کا شکریہ ادا کرتا ہون *

الحمد للہ کہ آج عین سات سؤ اٹھارہ سال کے بعد مین اس نفیس
و انیق کتاب کا ترجمہ ختم کرکے تقریباً دو سال کي محنت کے بعد
قلم کو سپرد قلمدان اور کتاب کو قدردانان ادبیات اسلامیہ اور بہي
خواہان اردو کي خدمت مین پیش کرتا ہون *

و آخر دعوینا ان الحمد للہ ربّ العالمین ؛ وصلي اللہ علي سیّدنا
محمد وعلي آلہ وصحبہ اجمعین *

محمد نعیم الرحمان

مدراس ؛ ۲۷ جمادي الاخر سنہ ۱۳۳۹ ہجري
مطابق ۹ مارچ سنہ ۱۹۲۱ عیسوي ۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و بہ نستعین

الحمد للہ مغني الامم، و باعث الرمم، و واهب الحکم،... (البیاض في الاصل)... البقاء والقدم، الذي لا مطمع في ادراکہ لثواقب الاذهان و نوافذ الهمم، احمدہ علي ما علّم و الهم، و سوّغ وانعم، و صلي اللہ علي کاشف الظلم، و رافع التهم، و موضح الطریق الأمم، المخصوص بجوامع الکلم، والمبعث الی جمیع العرب والعجم، و علي آلہ و صحبہ اهل الفضل والکرم، و سلّم علیہ و علیهم و شرّف و عظّم - اما بعد :—

آقائِ من! وہ آقا جسکے انعام میرے اوپر برابر جاري هین، جسکے اعتنا و کرم نے میرا هاتھ پکڑکر مجھے فقر اوٖر خمول کے گڑھون سے نکال لیا هي، اوٖر جسنے اپنے اُس احسان اوٖر محبت کو میرے لئے وقف کردیا هي جس کی بر و طاعت کا التزام مین اپني جبلت هي مین لیکر پیدا هوا تھا!! جس طرح خدا نے آپ کے وجود سے ادب کی مجلسون کو رونق دے رکھی هی ویسے هی وہ آپ کو اعلیٰ مراتب پر فائز فرمائے اوٖر جس طرح اُسنے آپ مین تدبیر و قلم کي فضیلتین جمع فرمادي هین ویسے هي وہ آپ کو دنیا اوٖر آخرت کی سعادت مین سے بهي بهترین حصہ عنایت فرمائے۔ آپ نے مجھے حکم دیا تها کہ مین المغرب کي کچھ تاریخ، اُس کي هیئت، اُس کے علاقہ جات کي حدود اوٖر اُس کے بادشاهون — بالخصوص ملوک المصامدہ یعنی بنو عبد المومن — کي ابتداء دولت سے آج یعني سنہ ۶۲۱ (هجري) تک کے حالات لکھون اوٖر اُس کے ساتھ هي اُن شعراء، علماء، اوٖر دیگر اهل فضل کے بهي حالات لکھون جن سے مین خود ملا هون یا اُن سے

ملنے والون سے ملا هون یا اپني کسي روایت میں اُنسے روایت کي ہی٬ اس لئے میں نے آپ کے حکم کي بجا آوري اوْر آپ کي رضامندي کي طلب میں سرعت کرنے کو ضروري خیال کیا٬ کیونکہ یہي وہ غایت ہی جس طرف میں چل رہا هون اوْر یہي وہ مراد ہی جو مجھے ہمیشہ مد نظر رہتي ہی ٭ اس کے علاوہ آپ کي اطاعت کرنا اوْر کثیر التعداد وجوہ کی بندہ پر یہی میرے لئے ضروري ہی - لہذا میں نے آپ کے اس حکم کے لئے خدائے عز و جل سے طلب خیر کیا٬ اُس سے استعانت کي اوْر اُسي پر اس تمام دوران میں اعتماد کیا٬ کیونکہ وہی حقیقی جائي بازگشت اوْر ملجأ ہي : وهو حسبنا و نعم الوکیل ٭ با وصف اس کے میں اپنے آقائي نعمت (خدا اُس کی مدت حیات کو وسیع کرے!) سے اپني کوتاہي کے لئے اعتذار کرتا هون٬ جس کے لئے تین وجوہ ہین :—

اول — اِس غلام کا ضعف عبادت اوْر اُس کي طبیعت پر گمراہي کا غلبہ ٭ پس اگر اس تحریر میں کوئي فتور لفظي یا خلل عبارت واقع هو تو وہ لکھنے والے کي ضعف خلقت پر مبني هوگا ٭

دوم — یہہ کہ اس نوعیت کي کوئي کتاب میرے پاس نہ تھي جسپر میں اعتماد کرتا اوْر استناد کرتا٬ جیسا کہ مصنفین کي عادت ہي ٭ پھر خصوصاً المصامدہ کی دولت کے متعلق کوئي کتاب مجھے دستیاب نہین هوئي ٭ البتہ میں نے سنا ہي کہ ہمارے هان ایک صاحب نے محنت کرکے اُس دولت و سلطنت کے حالات جمع کئے ہین٬ مگر میں نے اُس مجموعے کا صرف ذکر سنا ہي اس سے واقف نہین هون ٭

سوم — یہہ کہ اس وقت میرے تمام محفوظات نہایت درجہ اختلال اوْر پریشاني کے عالم میں ہین٬ جو اُن افکار و غموم کا نتیجہ ہي جو میرے دل میں ازدحام اوْر میرے فکر و هوش کو اپنے میں مستغرق کئے هوے ہین ٭

لہذا اس بندۂ صغیر و حقیر کي خواہش ہی کہ جناب اپنے جمال عادت اؤر حُسن خلق سے ان خطاؤن سے درگزر اؤر حشم پوشی فرمائین • حدا کرے کہ جناب کا مجد عالي ہمیشہ ہمتون کو بلند' وعدہائي فضل و احسان کو پورا اؤر دوسرون پر انعامات کرتا رہے' اؤر فضل و کرم کے مقامات کو ہمیشہ ہمیشہ آباد و پر رونق رکھے *

فصل

ذکر جزیرہ نماو حدود اندلس

سب سے پہلے جس جیز سے ابتداء کي جائے وہ جزیرہ نمائی اندلس اؤر اُس کي حدود کا ذکر ہي • نیز یہہ کہ اُس کے شہرون سے تعارف کرایا جائے' اُس کي مختصر کیفیت بیان کي جائے اؤر اُن بادشاہون کے حالات بتائے جائین جو اس ملک کي فتح کے وقت سے لیکر ہمارے زمانے یعني سنہ ۶۲۱ (ہجري) تک گزرے ہین' کیونکہ یہہ مُلک مغرب اقصي کا معتمد و معتبر رہا ہی اؤر سب کي نظرین اُسي کي طرف رہا کرتي تہین • وہ ملک کُرسي مملکت' مقر تدبیر اؤر اُن ممالک کا اُم القري رہا ہي • وہ اپنے اس ممتاز درجے پر اُس وقت تک قائم رہا کہ جب یوسف بن تاشفین لمتوني نے اُسپر غلبہ پایا • اُس کے بعد یہہ ملک سلطنت مراکش کا تابع ہوگیا' جو سرحدي ملک ہي • بعد ازان اسپر المصامدہ غالب ہوگئے' اؤر یہي حالت ہمارے زمانے تک جلي جا رہي ہی • چناچہ مین اب بیان کرتا ہون اؤر خدا ہي سے مدد مانگتا ہون :—

حدود جزیرہ نمائي اندلس

اندلس کی جنوبي حد خلیج رومي کا مقام انتہا ہي جو بحر مانطس یعني بحر رومي سے خارج ہي اؤر جو طنجہ کے مقابل زقاق نامي مقام

پر واقع ہي • اُس جگه سمندر کی وسعت بارہ میل ہی • یهه حلیج دو سمندرون یعنی بحرِ دانطس اوٗر بحر افقابس کا مقام اتصال ہی *

جزیرہ نما کي شمالي اوٗر مغربي حدود پر بحر اعظم یعنی بحر اقیانوس ہی جو ہمارے ہان "بحر ظلمت" کے نام سے مشہور ہي *

حد مشرقي پر وہ پہاڑ ہي جسپر زهرہ کا مندر بنا هوا ہی اوٗر جسپر دو سمندر یعني بحر روم (دا مانطس) اوٗر بحر اعظم آکر ملتے ہین • اس پہاڑ سے ان دونون سمندرون کي مسافت تقریباً تین منزل کی ہی *

یہہ سب اندلس کی چھوٹي حدود ہین • اُس کي جنوبی اوٗر شمالي بڑي بڑي حدود کي مسافت تیس منزل کی ہي • جس پہاڑ کا ہمنے ذکر کیا ہي که اُسپر زهرہ کا مندر بنا هوا ہي اوٗر وہ اندلس کي حد مشرقي ہی • وہ پہاڑ بلاد اندلس اوٗر بلاد افرنسه (فرانس) کے درمیان حایل ہی • ملک افرنسه سرزمین روم مین سے ہي جو اہل فرنگ کا سب سے بڑا ملک ہي • مغرب مین اندلس سب سے آخري آبادي ہي٬ کیونکه جیسا که ہمنے ذکر کیا ہي اُس کا منتہا بحر اقیانوس تک ہي • اوٗر اُس کے آگے آبادي نہین ہي • طلیطلة جو تقریباً اندلس کے وسط مین واقع ہي اوٗر شہر رومیه جو ارض کبیر کا دارالسلطنت ہي٬ ان دونون کے درمیان کي مسافت تقریباً چالیس منزل ہي • جیسا که ہم ذکر کر چکے ہین اندلس کے وسط مین طلیطله کا پُرانا شہر واقع ہي جو قوم قوطا کا دارالسلطنت تھا٬ جو اہل فرنگ کے قبایل مین سے تھے • اِس کے بعد جیسا که آگے بیان آئیگا زمانۂ فتح مین اسکو مسلمانون نے لے لیا • اس ملک کا عرض بلد ۳۹ درجه اوٗر ۵۰ دقیقه ہي اوٗر طول بلد تقریباً ۲۸ درجه • اسي وجه سے یہه اقلیم پنجم کے وسط کے قریب واقع ہي • بلاد اندلس کے کمترین عرض پر وہ شہر واقع ہي جو جزیرۂ خضراء کے نام سے مشہور ہي اوٗر بحر جنوبي پر واقع ہي •

اس کا عرض ۳۲ درجه هي ۔ اس کے اکثر شہر اُن شہرون کے عرض مین هین جو ساحل شمالي پر واقع هين، اؤر اُس مقام کا عرض ۴۳ درجه هي*

جو کچهه همنے بيان کيا هي اُس سے ظاهر هوتا هي که اندلس کا بڑا حصه اقليم پنجم مين زياده تر مايل به شمال هي ۔ اسي سبب سے وهان سردي کي شدت هي اؤر موسم سرما کي مدت بهي زياده هوتي هي ۔ اسي وجه سے وهان کے باشندون کے جسم بهي بڑے بڑے هوتے هين اؤر اُن کا رنگ سفيد هوگيا هي ۔ چونکه ان کے ذهن بهي اچهے تهے، اس لئے اس سرزمين مين بہت سے حکيم پيدا هوئے هين *

اندلس کا ايک حصه اقليم چهارم مين هي، مثلاً اشبيليه، مالقه، قرطبه، اغرناطه، مريه اؤر مرسيه ۔ يهه شهر جو اقليم چهارم مين واقع هين، بمقابله اُن شهرون کے جو اقليم پنجم مين هين به لحاظ اعتدال هوا، خوبي زمين اؤر شيرينئ آب اُن سے بهتر هين ۔ وهان کے باشندے نهايت خوش رنگ اؤر حسين هين اؤر اُن کي زبان نهايت فصيح هي ۔ جن لوگون نے اس معاملے مين غور کيا هي اؤر اس کي علت کو سمجها هي وه جانتے هين که اقليمون کے ميلان کا زبان پر کس قدر بڑا اثر پڑتا هي *

جتنے شهر اندلس مين امهات قري، مراکز اعمال اؤر حکام وقت کے مقامات خطاب رهي هين اُن مين سے پهلے شمال کي سرحد پر شهر شلب تها، اُس کے بعد اشبيليه، پهر قرطبه، جيّان، اغرناطه، مريه، مرسيه، بلنسيه اؤر مالقه تهے، جو بحر رومي پر واقع هين ۔ ان مين سے بحر اعظم پر شهرهاي شلب و اشبيليه واقع هين اؤر ان دونون کے مابين تقريباً پانچ منزلون کا فاصله هي ۔ بحر رومي پر وه شهر هي جو جزيرهٔ خضراء کهلاتا هي اؤر اعمال اشبيليه مين شامل هي ۔ اسکے بعد مالقه هي، جو ايک عليحده مستقل شهر هي ۔ بعد ازان مريه، پهر

دانیہ ہی • یہہ سب کے سب بحر رومي پر ہیں • ان کے علاوہ ہم نے جن شہرون کا نام لیا ہي وہ ساحل پر نہیں ہیں *

جب مسلمانون کي حکومت کو ملک اندلس پر دوسري صدي کے شروع مین قرار ہوگیا تو انہون نے شہر قرطبہ کو انتخاب کیا اور اُسکو اپنا دارالسلطنت اور بادشاہ نشین مقام بنایا • جبتک دولت بنو اُمیہ خراب و برباد نہین ہوئی تب تک یہہ شہر برابر دارالسلطنت ہي رہا • اس کے بعد ہرطرف سے غلبہ کرنیوالون نے اُسپر غلبہ پالیا ' جیسا کہ آگے چل کر بیان ہوگا *

جن شہرون کا مین نے ذکر کیا ہي وہ وہ شہر ہین جو اب تک مسلمانون کے قبضے مین ہین • اس سے قبل اُن کے پاس اور بھی بہت سے شہر تھے جن کا مین نے اس مقام پر ذکر نہین کیا ہی ' بلکہ اُن کا ذکر اندلس کي تاریخي تفصیل مین آئیگا اور آپ کو میرے بیان سے اُن کی شناخت ہوگي • خدا ان سب کو پھر مسلمانون کو واپس عطا فرمائے !

یہہ ہین حالات اندلس کی اُن حدود و بلاد کے جو مسلمانون کے قبضے مین تھے *

اندلس کي فتح ' اُس کے کچھہ تفصیلي حالات ' شاہان اندلس اور فضلاء اندلس و غیر اندلس کا ذکر

اب ہم اندلس کي فتح کي طرف متوجہ ہوتے ہین ' اور خداء تعالیٰ کی توفیق کے ساتھہ بیان کرتے ہین *

مسلمانون نے اندلس کو سنہ ۹۲ ہجري کے ماہ رمضان مین فتح کیا • یہہ فتح طارق (اور بہ روایتي ابن زیاد اور بقولي ابن عمرو) کے ہاتھون ہوئي • وہ والي طنجہ تھے جو اقصاءِ مغرب کے متصل شہرون مین سے ایک شہر تھا • طنجہ اور اندلس کے درمیان وہ خلیج ہي

جس کا ہم ذکر کر آئے ہین اور جو زقاق کے نام سے مشہور ہی •
مجازي طور پر یہہ سمجھنا چاہئے کہ موسيٰ بن نصیر امیر قیروان نے اس
فتح کو ترتیب دیا • یہہ بھي کہا جاتا ہي کہ (موسيٰ بن نصیر نے
نہین بلکہ) مروان بن موسيٰ بن نصیر نے طارق کو لشکر پر افسر بناکر
وہان بھیجا تھا اور خود کسی کام کے لئے جو اُن کو پیش آ گیا تھا اپنے
والد کے پاس چلے گئے تھے *

طارق موقع و فرصت کو غنیمت پاکر جزیرہ خضراء کے راستے سے
اندلس گئے • موقع یہہ تھا کہ جو شخص ساحل جزیرۂ خضراء اور اس
علاقے کا عامل تھا اُسنے اپني بیٹي کے متعلق بادشاہ کو لکھا جس سے
وہ نا خوش ہو گیا اور عامل کو دھمکیان دین • جب اس شخص کو
یہہ معلوم ہوا تو اُسنے ایک بڑي جمعیت جمع کي اور دارالسلطنت
کا قصد کیا ٗ اور طارق نے بھہ اطلاع پاکر کہ علاقہ خالي پڑا ہوا ہي اس
موقع کو غنیمت سمجھا اور اُس سے فائدہ اُٹھایا • یہہ بھي کہا جاتا
ہي کہ اُس بے دین ہي نے اُسے لکھکر بلایا تھا ٗ جسکا سبب مین بیان
کرتا ہون ٗ اور وہ یہہ تھا کہ لذریق بادشاہ جزیرہ (لعنہ اللہ) کي یہہ رسم
تھي کہ اعیان و سرداران لشکر وغیرہ اپني بیٹیون کو اُس کے ہان بھیج
دیتے تھے اور وہي اپنے محلون مین رکھکر اُن کي تربیت کرتا اور اُنکو
آداب شاہي سکھاتا تھا • جب اُن لڑکیون مین سے کوئي بالغ ہو جاتي
تھي اور آداب بھي سیکھ جاتی تھي تو بادشاہ اپنے ہي محل مین
کسي ایسے شخص سے اُن کا نکاح کر دیتا تھا جسے وہ اُس لڑکي کے باپ
کا کفو پاتا تھا • اسی رسم کے مطابق صاحب جزیرۂ خضرا نے اپني بیٹي
کو لذریق کے پاس بھیج دیا ٗ اور وہ سن بلوغ کو پہنچکر پوري عورت ہونے
کے وقت تک وہین رہي • اس کو لذریق نے ایک مرتبہ دیکھکر بہت
پسند کیا اور اپنے پاس بلایا • لڑکي نے انکار کیا اور کہا کہ ”قسم خدا
کي یہہ کبھي نہ ہوگا تا وقتیکہ شاہزادے ٗ سپہ سالار اور بڑے بڑے پادري

جمع ہوکر میرے باپ کے مشورے سے میری شادی نہ کردین " ۔ بادشاہ کا نفس اُس پر غالب آگیا اوُر اُس نے اُسے اُس کي مرضي کے خلاف غصب کرلیا ۔ لڑکي نے اپنے باپ کو خط لکھکر اس واقعے سے اُس کو مطلع کیا ۔ یہی سبب تھا جس نے اُس کو طارق اوُر دیگر مسلمانون سے خط و کتابت کرنے پر آمادہ کیا اوُر جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ فتح ہوئي ۔ مگر اللہ ہي بہتر جانتا ہی کہ کیونکر ہوا *

سب سے پہلا مقام جہان طارق اُترے وہ تھا جو آج کل شہر جزیرۂ خضرا کہلاتا ہی ۔ وہان وہ فجر سے پہلے اُترے اوُر ایک مقام پر اُنہون نے صبح کي نماز ادا کي ' پھر اپنے ہمراہیون کو علم تقسیم کئے ۔ اس مقام پر بعد مین ایک مسجد بنا دي گئي ' جو "مسجد رایات" کہلاتي ہي اوُر ہمارے وقت تک باقي ہی ۔ مین اللہ سے دعا کرتا ہون کہ اُسے تا قیام قیامت باقي رکھے *

غرض کہ طارق اندلس مین داخل ہوئے ' اُسے بغور دیکھا اوُر دشمن پر غلبہ حاصل کرلیا ۔ اندلس کے جن جن مقامات پر اُنہون نے غلبہ پایا تھا اوُر جو جو کچھ مال غنیمت اُن کے ہاتھ آیا تھا ' سب سے موسي ابن نصیر کو اطلاع دي ۔ اسپر موسي کو حسد پیدا ہوا کہ طارق اس کامیابي مین تنہا رہے ۔ موسي نے ولید بن عبد الملک بن مروان کو فتح کي خبر دي اوُر اُس کو اپني ہي طرف منسوب کیا ۔ پھر طارق کو دھمکي کا خط لکھا ' کیونکہ وہ اُنکي اجازت حاصل کئے بغیر اندلس مین داخل ہوگئے تھے ' اوُر اُنکو حکم دیا کہ جس جگہ اُنکو یہہ خط ملے وہان سے نہ ہلین جبتک کہ وہ خود وہان نہ پہنچ جائین ۔ خود اندلس جانے کے قصد سے وہان سے نکلے اوُر اپني جگہ قیروان پر اپنے بیٹے عبد اللہ کو مقرر کرگئے ۔ یہہ سنہ ۹۳ (ہجري) کے ماہ رجب کا واقعہ ہي ۔ موسي ' حبیب بن ابو عبدہ فہري ' رؤساء عرب و موالي اوُر مشاہیر بربر کو ہمراہ لیکر ایک ضخیم لشکر ساتھ لیکر روانہ ہوئے اوُر دوسرے راستے سے عبور کرکے اندلس پہنچے *

طارق دارالسلطنت قرطبه پر قبضه کرکے لذریق (لعنه الله) بادشاه اندلس کو قتل کرچکے تھے. طارق موسي سے ملے، اُن کو رضامند کرنے کے ارادے سے اُن کے دل مین جاگزین شده حسد کو نکالا اور کہا که "آخر مین آپ کا غلام اور آپ ہی کا مقرر کرده آدمي ہون، اور یہه فتح آپ کے واسطے اور آپ ہی کے سبب سے ہی". پھر اُنہون نے جو کچھہ مال غنیمت تھا موسي کے سامنے پیش کردیا. اسی وجه سے یہه فتح موسي ابن نصیر سے منسوب ہوگئی، کیونکه طارق کو اُنہون نے ہی تعینات کیا تھا، نیز اس وجه سے که باقي علاقه جو اُس وقت تک فتح نه ہوا تھا وه موسي ہي کے ہاتھون فتح ہوا. موسی اندلس مین سنه ۹۳ اور ۹۴ (زیاده تر یہه مشہور ہي که سنه ۹۵) تک جہاد کرتے، مال جمع کرتے اور وہان کے امور کو درست کرتے رہے. پھر اُنہون نے طارق کو گرفتار کرلیا اور اپنے بیٹے عبد العزیز بن موسي کو اُن کی جگه حاکم مقرر کرکے اُسکے لئے افواج اور رؤساء قبائل کو بھي وہین چھوڑدیا تا که وه شہرون کي حفاظت کرسکین، سرحد پر دشمنون کا سد باب رکھین اور دشمنون سے جہاد کرین. وه خود قیروان کو واپس چلے گئے، اور جو مال غنیمت اور تحائف اُن کو حاصل ہوئے تھے وه سب لیکر ولید بن عبد الملک کے پاس گئے. جو اشیاء طلیطله مین اُس کی فتح کے وقت دستیاب ہوئي تھین اُن مین حضرت سلیمان بن داؤد علیه السلام کا خوان تھا. یہه بھي کہا جاتا ہي که اس کے علاوه ایک طلائي اور ایک نقرئي طوق بھي تھا جن مین موتی اور یاقوت لگے ہوئے تھے. ایک روایت یہه بھي ہی که طارق بھي موسیٰ کے ہمراه تھے. ولید کے انتقال کے وقت موسي سنه ۹۶ مین طبریه پہنچے اور جو اشیاء اُنکے ساتھه تھین اُنکو وه سلیمان بن عبد الملک کے پاس لے گئے. یہه بھي کہا جاتا ہي که اُنہون نے ولید کو زنده پالیا تھا اور اُن سے ملے تھے - والله اعلم *

عبد العزیز بن موسی بن نصیر اندلس پر امیر رہا تا آنکہ فوج مین سے ایک جماعت نے اُس پر حملہ کیا٬ جن مین حبیب بن ابو عبدہ فہري اؤر زیاد بن نابعہ تمیمي شامل تھے۔ لوگون نے اُسے قتل کر دیا اؤر اُسکا سر لیکر سلیمان بن عبد الملک کے پاس چلے گئے۔ یہہ واقعہ شروع سنہ ۹۸ کا ہي۔ اس سے قبل وہ اندلس پر موسی بن نصیر کے بھانجے ایوب کو حاکم بنا چکے تھے۔ یہہ بھي بیان کیا جاتا ہي کہ لوگون نے اُس کے بعض ناپسندیدہ امور کے متعلق سلیمان بن عبد الملک کو شکایت لکھي تھي٬ اؤر یہہ کہ اُنہون نے جو کچھہ کیا اُن کے حکم سے کیا۔ واللہ اعلم *

اِس کے بعد ملک مین اختلاف پڑگیا٬ اؤر اہل اندلس ایک زمانے تک کسي شخص کو اپنا حاکم نہ بنا سکے۔ مگر اِس کے بعد اُنہون نے سنہ ۱۰۰ سے پہلے ہي سمح بن مالک خولاني کو والي مقرر کر دیا اؤر اُسکي اطاعت قبول کي۔ اُسکے بعد عمر بن عبد الرحمان بن عبد اللہ والي ہوا۔ پھر عمر بن عبد الرحمان کے معزول ہونے پر عنبسہ بن سحیم کلبي والی ہوا٬ اؤر اُس کے بعد عبد الرحمان ابن عبد اللہ عکي قریب سنہ ۱۱۰ کے والي ہوے٬ جو ایک صالح آدمي تھے۔ اُنکے بعد عبد الملک بن قَطَن فہري اؤر پھر عقبہ بن حجاج مقرر ہوا۔ مگر چونکہ عقبہ نے اندلس ہي مین انتقال کیا اسلئے عبد الملک بن قطن دوبارہ والي ہوا۔ اُسکے بعد بلج بن بِشر نے وہان پہنچکر یہہ دعوی کیا کہ اُسے ہشام بن عبد الملک نے والي بنا کر بھیجا ہی۔ جو لوگ اُسکے ہمراہ تھے اُنہون نے اس امر کي شہادت دي۔ اس کي وجہ سے بڑا فتنہ پڑگیا اؤر اہل اندلس نے چار امراء اختیار کرلئے۔ آخر کار ابو الخطّار حُسام بن ضِرار کلبي کو والي بنا کر بھیجا گیا٬ جسنے مواد فتنہ کا استیصال کیا اؤر اُن سب کو تفرقہ کے بعد اطاعت پر متفق و مجتمع کردیا۔ اُن امراء کي ترتیب مین اختلاف ہي (کہ پہلے کون والي ہوا اؤر پھر کون) لیکن زمانۂ بنو اُمیہ

میں آنکی سلطنت کے ممالک مشکوفیہ میں ختم ہونے تک صرف یہی لوگ امراء اور سپہ سالار رہے جنکا ذکر کیا گیا *

تابعین میں سے کون کون اندلس میں داخل ہوئے

میں یہاں اُن تابعین کا ذکر کرتا ہوں جو جہاد و رباط کے لئے اندلس میں داخل ہوئے، چنانچہ اُن میں سے حضرات ذیل ہیں —

(۱) محمد بن اوس بن ثابت انصاري، جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں *

(۲) حنش بن عبد اللہ صنعاني، جو علي بن ابي طالب اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں *

(۳) عبد الرحمان بن عبد اللہ غافقي، جو عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں *

(۴) یزید بن قسط (یا بن قصیط) سکسکي مصري، جو عبد اللہ ابن عمرو بن عاص سے روایت کرتے ہیں *

(۵) موسي بن نصیر، جنکي طرف فتح اندلس منسوب ہے۔ یہہ تمیم داري سے حدیث روایت کرتے ہیں *

فصل

ممالک مغرب کي فضیلت میں متعدد احادیث شریفہ وارد ہیں، چنانچہ اُن میں سے ایک یہہ ہے، جسے میں نے فقیہہ و امام متقن متفنن حذاق ابو عبد اللہ محمد بن ابي الفضل سَیْبانی سے سنہ ۶۲۰ میں ماہ رمضان کے دوران میں مکہ میں سنا تھا، اور وہ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے اسے مؤید بن عبد اللہ طوسي سے نیشاپور میں سنا، جنکا بیان ہے کہ امام کمال الدین محمد بن احمد بن صاعد قراوي نے یہہ حدیث اُن سے بیان کي، اور وہ کہتے ہیں کہ یہہ حدیث ان سے

عبد الغافر فارسي نے بیان کي ' جن سے محمد بن عیسی عمرویہ جلودي نے روایت کی ' اور اُن سے ابو اسحق ابراهیم بن سفیان نے ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیري نیشاپوري سے سنکر بیان کیا ' جو یحیی بن یحیی سے هشام بن بشر واسطي ' داؤد بن ابی هند بن ابي عثمان نهدي اور سعد بن ابی وقاص کي معرفت روایت کرتے هین که رسول خدا صلي الله علیه و سلم نے فرمایا هي که "اهل معرب قیام قیامت تک اهل حق کي مدد کرتے رهینگے اور لوگون کا اون کو چهوڑ دینا اُن کو کچهه نقصان نهین پهونچائیگا" *

اندلس کی فضیلت کا ایک ثبوت یهه بهي هي که کسي شخص نے اُس کے منبرون پر سے کبهی سواء ذکر خیر کے اور کچهه نهین کہا *

اندلس مین جتنے والي مقرر هوئے وہ یا تو بنو اُمیه کي طرف سے تهے یا اُنکي طرف سے جنکو بنو اُمیه نے قیروان یا مصر مین اپني جانب سے حاکم مقرر کیا تها ۔ لیکن جب سنه ۱۲۶ مین ولید بن یزید بن عبد الملک کے قتل سے بنو اُمیه کے امور درهم برهم هوے تو وہ دور دست ممالک کي نگراني نه کرسکے ۔ افریقیه مین اضطراب اور اندلس کے قبائل مین اختلاف پهیل گیا ۔ آخرکار اهل اندلس نے اس بات پر اتفاق کیا که کسي قریشي کو اس وقت تک اپنا حاکم بنا لیا جائے که شام کے معاملات درست هو جائین ۔ چنانچه اُنهون نے یوسف بن عبد الرحمان فهري کو والي بنالیا ' جس سے امور مین سکون هو گیا اور قلوب نے بهي اس پر اتفاق کیا ۔ یوسف کی امارت سنه ۱۳۸ یعني بنو اُمیه کي حکومت ختم هو جانے کے چهه سال بعد تک قائم رهي *

ذکر دخول عبد الرحمان بن معاویه در اندلس

اسي سال (یعني سنه ۱۳۸) مین عبد الرحمان بن معاویه بن هشام بن عبد الملک بن مروان اندلس مین داخل هوئے ' اور "الداخل" کے

لقب سے ملقب هوے ۔ اهل یمن نے اُن کا ساتھہ دیا ۔ یوسف بن عبدالرحمان بن ابو عبدہ بن عقبہ بن نافع فہري والی اندلس، جن کا ابهي ذکر هوا ہي، اُن سے جنگ کرنے کے لئے اُٹھہ کھڑے هوے ۔ الداخل نے اُنکو شکست دي اور دارالسلطنت قرطبہ پر قابض هوگئے ۔ انکے دارالسلطنت مین داخل هونے کے دن اُس سال کي عید الاضحي تهي ۔ ان کي حکومت سنہ ۱۷۲، یعني اپنے روز وفات، تک قائم رهي ۔ وہ سنہ ۱۱۳ مین شام مین پیدا هوے تھے ۔ اُن کي والدہ کا نام راح تها اور وہ اُم ولد تهین ۔ اُن کی کنیت ابو المطرب تهي ۔ وہ ماہ ذي قعدہ مین اندلس مین داخل هوکر تاریخ مذکورہ بالا کو دارالسلطنت قرطبہ پر قابض هوگئے ۔ واقعہ یہہ ہي کہ جب بنو عباس کي سلطنت پهیل گئي تو عبدالرحمان الداخل بلاد مغرب مین ایک جگہ سے دوسري جگہ چهپتے هوئے پهرتے رهے ۔ جس وقت اندلس مین داخل هوے هین تو تنها ادهر سے اودهر مارے مارے پهرتے تھے ۔ نہ اُن کے پاس اهل و عیال تها نہ مال ۔ وہ مختلف حیلون اور تدبیرون سے کام لیتے تھے اور همت نہ هارتے تھے ۔ اسکے ساتھہ هي تقدیر بهی اون کے موافق تهي : یہان تک کہ وہ ملک اندلس پر قابض هوگئے اور بعض سرحدي شہرون کو بهي اپنی ملکیت مین شامل کرلیا ۔ جب ابو جعفر منصور نے اونکا حال سنا تو کہا کہ "یہہ شخص قریش کا چراغ ہي" *

عبدالرحمان بن معاویہ صاحب علم اشخاص مین سے تھے اور عدل و انصاف کی سیرت حسنہ سے آراستہ تھے ۔ اُنکے قضاۃ مین سے ایک معاویہ ابن صالح حضرمی حمصي تھے ۔ وہ ادیب اور شاعر بهي تھے ۔ چنانچہ شام کے شوق مین اونہون نے جو اشعار کہے هین اُن مین سے یہہ بهي هین :—

(۱) أيها الراكب الميمّم ارضي   أقرِ من بعضي السلام لبعضي
انّ جسمي كما علمتَ بارض   و فوادي و مالكيه بارض
قُدّر البين بيننا فافترقنا   و طوي البين عن جفوني غمضي
قد قضى الله بالفراق علينا   فعسى باجتماعنا سوف يقضي

اُن کے اوْر بھی بہت سے اشعار ہیں، جو ان سے بھي زیادہ نفیس ہیں اوْر جنکو مورخون نے اپنی کتب مین نقل کیا ہی ۔ دار السلطنت قرطبہ پر قبضہ حاصل کرنے کے وقت سے اُنکي وفات تک اُنکی مدت سلطنت بتیس (۳۲) سال کي ہوئي *

ولایت امیر هشام بن عبد الرحمان

عبد الرحمان کے بعد اُن کے صاحبزادے ہشام تخت نشین ہوئے ۔ اُن کي کنیت ابو الولید تھي، اوْر اُس وقت اُن کي عمر تیس (۳۰) سال کی تھی ۔ اُن کي ولایت کا زمانہ سات برس تک رہا تا آنکہ اُنھون نے سنہ ۱۸۰ کے ماہ صفر مین انتقال کیا ۔ وہ حُسن سیرت رکھتے تھے، عدل و انصاف کی صفت سے متصف تھے، مریضون کي اعادت کرتے اوْر جنازون کے ساتھ جاتے تھے ۔ وہ خیرات بہت کرتے تھے : اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وہ اندھیري راتون مین باران شدید کے وقت درھمون کی تھیلیان اپنے ساتھ لیکر نکل جاتے اوْر پردہ نشین اوْر خانہ نشین ضعیفون کو دیتے ۔ مرتے دم تک اُن کي یہي کیفیت رھي ۔ اُن کي والدہ اُم ولد تھین، جن کا نام حوْراء تھا *

---

(۱) ترجمہ :- اى میری سر زمین کی طرف جانے والے سوار! میرے بعض حصے کی طرف سے دوسرے حصے کو سلام کہہ - جیسا کہ تجھے معلوم ھی ، میرا جسم ایک سر زمین مین ھی : مگر میرا دل اور اُس کے مالک ایک اور سر زمین مین ھین - ھمارے لئے بھی مقدر تھا کہ ھم جدا ھوجائین ، اس لئے جدا ھوگئے ، اور اس جدائی نے میری آنکھون سے نیند کو دور کر دیا ھی .

اللہ نے ھماری جدائی کا حکم صادر کیا : ممکن ھی کہ وہ عنقریب ھمارے اجتماع کا بھی حکم فرمائے ! (مترجم)

ولایت الحکم بن ہشام الملقب بہ ربضی

ہشام کے بعد اُن کے صاحبزادے الحکم بائیس (۲۲) سال کی عمر میں تخت نشین ہوے۔ ان کی کنیت ابو العاص تھی۔ اُن کی والدہ زخرف اُم ولد تھین *

الحکم سرکش اور فضول خرچ تھے۔ اُن کی عادتین قبیح تھین، اور وہ وہی شخص ہین جو اہل ربض پر جا پڑے تھے، جو ایک مشہور واقعہ ہی۔ اُنھون نے اہل ربض کو قتل کر دیا اور اُنکے مکانات اور مسجدین گرادین۔ ربض اُن کے قصر کے پاس ایک محلہ تھا۔ اُنھون نے بعض امور کے متعلق اُن لوگون پر الزام لگایا اور اُن کے ساتھ یہہ حرکت کی۔ اسی سبب سے اُن کا نام الحکم ربضی پڑگیا۔ اُنکے زمانے مین فقہاء نے یہہ نئی بات کی کہ ایسے اشعار کہنے لگے جن مین زہد کی نصیحت ہوتی تھی اور لوگون کو صوامع ـ یعنی صوامع مساجد ـ مین شب بیداری کی ترغیب دلائی جاتی تھی۔ بلکہ اُنھون نے یہہ بھی حکم دیا کہ اُس کے ساتھہ ہی ایسی باتین بھی شامل کردی جائین جن مین تعریض ہو۔ مثلاً یہہ کہا جائے کہ "اے مُسرف جو اپنی سرکشی مین پھنسا ہوا ہی!، اے اپنے غرور پر اصرار کرنیوالے!، اے اپنے خدا کے احکام کی بجا آوری مین سستی کرنیوالے! اپنے نشہ سے بیدار ہوجا اور اپنی غفلت سے ہوشیار ہوجا" اور اسی قبیل کی اور باتین کہی جائین۔ منجملہ اور امور کے ان باتون نے بھی الحکم کو بھڑکا رکھا تھا اور اُن کا دل فقہاء کی بُرائی سے بھرگیا تھا۔ اس فتنے مین سب سے زیادہ شدت اُنہیر فقہاء ہی نے کی تھی، کیونکہ وُہی عوام کو اُن کے خلاف برانگیختہ کرتے اور اُن کو جرأت دلاتے تھے۔ آخر کار فقہاء کی وہ حالت ہوگئی جو ہوئی *

ابو مروان بن حیّان صاحب اخبارالاندلس کا بیان ہی کہ جب الحکم کے قصر پر حملہ کیا گیا اور اُن کو یہہ معلوم ہوا کہ لوگ شرارت

کرنیوالے ہیں ' تو اُنہون نے اپنے ایک خاص غلام کو بلاکر حکم دیا کہ "تم ہماری فلان لونڈي کے پاس جاؤ اۋر اس سے کہو کہ وہ تمہیں غالیہ (ایک خوشبو) کي شیشي دے دے ۔" غلام نے یہہ سنکر کچھہ تأمل کیا اۋر دیر کرنے لگا تو اُنہون نے پھر وُھي حکم دیا ۔ غلام نے عرض کیا "حضور! کیا یہہ وقت غالیہ لگانے کا ہي ؟" اُنہون نے کہا "او نا معقول! جب میرا سر کاٹا جائیگا تو اگر اُس میں غالیہ نہ لگا هوگا تو وہ عوام الناس کے سرون سے کس طرح متمیز هوگا ؟" اس کے بعد وہ باہر نکلے ' وہ بھی اس لئے کہ لوگ قصر کے پاس لڑرهے تھے اۋر عامۂ حشم اۋر فوج اُن کو مشغول کئے هوئے تھي ۔ آخر سوارون نے اُن کو پیچھے سے جاکر گھیرلیا ۔ اُن کو ہزیمت هوئي اۋر بہت بُري طرح سے قتل کئے گئے ۔ اُن کے مکانون اۋر مسجدون کو گرانے اۋر جلانے کا حکم دیا گیا اۋر جو لوگ باقي رہ گئے اُن کو شہر بدر کردینے کا حکم هوا ۔ وہ لوگ نکل کر جزیرۂ اقریطش کو چلے گئے جو بحر رومی کے جزیرون میں سے ایک ہي اۋر اول مغرب میں برقہ کے مقابلے میں واقع ہي ۔ کئي سال وهان پڑے رهنے کے بعد وهان سے بھي متفرق هوگئے ۔ اُن میں سے کچھہ آدمي تو اندلس میں واپس آ گئے ' بعضون نے صقلیہ میں رهائش اختیار کرلي اۋر کچھہ اسکندریہ کو چلے گئے *

اس واقعہ کے متعلق ابو مروان بن حیان مؤرخ نے ایک نہایت عجیب حکایت لکھي ہي ۔ وہ کہتا ہي کہ لوگون کو الحکم کے برخلاف برانگیختہ کرنے میں شدید ترین شخص ایک فقیہ طالوت نامي تھے ' جو فقہاء میں ایک جلیل القدر شخص تھے ۔ اُنہون نے مدینہ جاکر حضرت مالک بن انس سے حدیث سني اۋر اُنکے دیگر اصحاب سے فقہ پڑھي تھي ۔ وہ معاملات دین میں ایک قوي آدمي تھے ۔ جب اہل ربض سے الحکم نے وہ سلوک کیا جسکا ہم ذکر کرآئے ہیں اۋر باقي ماندہ اشخاص کو جلا وطن کردیا تو ان مؤخر الذکر آدمیون میں فقیہ طالوت

نبي تهي . اُن کو وهان سے نکلنا اؤر وطن سے مفارقت اختیار کرنا گوارا نه هوا : لهذا اُنهون نے یهه مناسب خیال کیا که جبتک صورت حالات بدل نه جائے وه کهین چهپے رهین . چنانچه وه کامل ایک سال تک ایک یهودي کے هان روپوش رهے ' جو اس تمام عرصے مین اُنکي بے انتها تکریم اؤر بے حد تعظیم کرتا رها . جب ایک سال گذر گیا اؤر فقیه مذکور کو بهي پوشیده رهنا ناگوار هونے لگا تو اُنهون نے یهودي کو بلاکر اُس کے احسان کا شکریه ادا کیا اؤر کها که "مین نے یهه اراده کرلیا هی که کل یهان سے نکلکر فلان کاتب کے هان چلا جاؤن ' کیونکه اُس کاتب نے مجهه سے پڑها هي اؤر اُس پر میرا حق اُستادي هی . مجهے معلوم هوا هی که اُسے اس شخص (یعني الحکم) کے هان بهت کچهه قدر و جاه حاصل هي ' ممکن هي که وه میري سفارش کرے تو الحکم مجهے امان دے اؤر مجهے پهر اپنے شهر مین رهنے کي اجازت دے دے ." یهودي نے کها " جناب ! آپ ایسا نه کیجئے . آپ کو کوئي شخص یهي امان نهین دلا سکتا ." پهر وه هر طرح کي قسمین کهاکر اُن کو یهه اعتبار کرانے لگا که اگر وه اپني بقیه عمر بهي اُسي کے هان گزار دینگي تو نه اُس کو ملال هوگا ' نه وه اُسپر بار هونگے . مگر فقیه طالوت نے انکار هي کیا ' اؤر چلے جانے هی کو کها . یهودي نے بهي اُنکو رخصت کردیا اؤر وه وهان سے روانه هوکر اندهیرے هي مین اُس کاتب کے مکان پر پهنچ گئے اؤر حاضري کي اجازت چاهي . اُسنے اجازت دي . فقیه اُس کے پاس گئے تو وه بهت تپاک سے پیش آیا اؤر اُن سے پوچهنے لگا که " آپ اتني مدت کهان رهے ؟" اُنهون نے اپنا تمام قصه اؤر یهودي کا حال سنایا اؤر کها که " آپ اس شخص (الحکم) سے میري سفارش کردیجئے تا که وه مجهه کو جان کي امان دے اؤر مجهے میرے

شہر مین پڑا رہنے دے ۔" کاتب نے اُن سے ایسا کرنے کا وعدہ کیا ۔ پھر فوراً سوار ہوکر الحکم کے پاس کیا اور کہا (۱) :—

فقال و قد مضي ليلٌ و ثانٍ — ولم يسمعه غنّي ليت شعري
اجاري المونسي ليلا غناءً — لخيرٍ قطعَ ذلك ام لشرّ
فقالوا انه في سجن عيسي — اتوه به بليلٍ وهو يسري
فنادِي بالطويلة وهي مما — يكون براسه لجليل امر
و يمم جارهٔ عيسي بن موسي — فلاقاه باكرام و برّ
و قال أحاجةً عرضت فاني — لقاضيها و متبعها بشكر
فقال سجنت لي جارا يسمي — بعمرو قال يطلقِ كل عمرو
بسجني حيث وافقه اسم جار — الفقيه ولو سجنتهم بوتر
فاطلقهم له عيسي جميعا — لجار لا يبيت بغير سكر
فان احببت قل لجوارِ جار — و ان احببت قل لطلاب اجر
فان ابا حنيفة لم يأبّ من — تطلّبه تخلّصه بوزر (۲)

(۱) اس مقام پر قلمی نسخے مین وہ تمام صفحات غائب ہین جن مین الحکم اول کے دور حکومت کے واقعات اور اُن کے بعد اندلس کے پانچ اور اموی بادشاھون کے حالات ہونے چاہئیں تھے - اس کے بعد جو بیان آتا ھی وہ شاعر ابو عمر یوسف ابن ھارون المعروف بہ الرمادی کے متعلق ھی (ڈوزی)۔

(۲) ترجمۂ اشعار:—

جب ایک اور پھر دوسری رات گزر گئی اور اُنھون نے اُسے گاتے ھوئے نہین سنا ، تو کہا " ای کاش کہ مجھے معلوم ھوتا کہ میرے اُس رات کو گانیوالے مونس ھمسائے کی طرف سے اُس کے غناء کا قطع ھونا خیر پر مبنی ھی کہ شر پر! "

لوگون نے کہا کہ " وہ عیسیٰ کے قید خانے مین ھی - وہ لوگ اُسے ایک رات کو چلتا ھوا پکڑکر اُس کے پاس لیگئے ۔ "

اسپر وہ دیر تک اُسے اس طرح پکارتے رھے کہ جیسے کوئی نہایت ضروری کام ھوتا ھی ۔

پھر اُنھون نے اپنے ھمسائے عیسیٰ بن موسیٰ کے ھان جانیکا قصد کیا اور عیسیٰ اُن سے اکرام و الطاف سے پیش آیا ، اور کہا "کیا آپ کو کوئی ضرورت پیش آئی ھی ؟ اگر ایسا ھو تو مین اُسے پورا کرون اور آپ کا شکریہ ادا کرون - " اُنھون نے کہا " آپ نے میرے ایک عمرو نامی ھمسائے کو قید کر دیا ھی - " اُسنے حکم دیا کہ " عمرو نام کا ھر شخص جو میرے قید خانے مین ھو آزاد کر دیا جائے ، کیونکہ وہ میرے فقیہ کے ھمسائے کا ھم نام ھی ، گو کہ مین نے اُسے کسی جرم مین ھی پکڑا ھو ۔ "

غرض کہ عیسیٰ نے اُن سب کو ایک ایسے ھمسائے کے عوض مین آزاد کر دیا جو بغیر نشۂ کے کبھی رات بسر ھی نہ کرتا تھا ۔

پس اگر آپ چاھین تو ایک ھمسائے کے قرب کے مطابق حکم دین ، اور اگر آپ پسند کرین تو ایک طالب اجر کے حق کے موافق حکم دین ،

کیونکہ ابو حنیفہ نے اپنی طلب کے بعد اُسپر کوئی بوجھ نہین رکھا ۔ (مترجم)

اس حکایت کا، جس کو ابو عمر نے نظم کیا ہی، خلاصۂ مطلب یہہ ہی کہ (امام) ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہمسائے میں ایک کتیال (تولنے والا) رہا کرتا تھا۔ وہ ہر رات کچھہ مچھلي اور روتي اور تہوڑي سي نبیذ لاتا اور نماز عشاء ادا کرنے کے بعد کہاتا اور پیتا۔ جب نشہ هوجاتا تو بہ آواز بلند یہ شعر گایا کرتا:—

(۱) اضاعوني و اي فتي اضاعوا لیوم کریھۃ و سداد ثغر

اور جب تک نیند نہ آجاتي اسی کو بار بار رتا کرتا۔ امام ابو حنیفہ (رحمہ اللہ)، جیسا کہ مشہور ہی، ایک شب بیدار اور قائم اللیل آدمي تھے۔ ایک رات کو اُس شخص کي آواز نہین سنائي دي تو اُنہون نے اپنے پاس کے موجودین مین سے ایک شخص سے پوچھا کہ "ہمارا وہ ہمسایہ جو ہر روز رات کو گایا کرتا تھا آج کیا کر رھا ہی؟ وہ بیمار ہي یا کہین گیا ھوا ہی؟" حاضرین نے کہا کہ "وہ قید ہي۔" پوچھا کہ "اُس کو کسنے قید کیا ہی؟" اُنہون نے جواب دیا کہ "ایک رات کو وہ اپنے کسي کام کے لئے نکلا تھا۔ اُسے عیسي بن موسي کوتوال کے آدمي مل گئے۔ وہ اُسے پکڑکر عیسی کے پاس لیگئے تو اُنہون نے اُس کو قید کر دینیکا حکم دیدیا۔" صبح هوئي تو ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) نے اپنے کپڑے پہنے اور اپنے جانور پر سوار هوکر عیسي بن موسي کے مکان پر گئے۔ جب عیسي کو ابو حنیفہ کي قدر و منزلت سے آگاہ کیا گیا تو وہ فوراً اُن سے ملاقات کرنے کے لئے نکلا اور اُنکي نہایت تعظیم و تکریم کي۔ پہر اُن سے آنیکي ضرورت دریافت کي۔ اُنہون نے فرمایا کہ "آپ کے قید خانے مین عمرو نامي میرا ایک ہمسایہ ہي۔" عیسي نے حکم دیا کہ "میرے قید خانے مین عمرو نام کے جتنے آدمي ہین سب کو چھوڑ دیا جائے، کیونکہ (اس نام کا ایک آدمي) فقیہ کا ہمسایہ ہي۔" چنانچہ اُسنے اُسے چھوڑ دیا اور اُس کے ساتھ اور بہي بہت سے آدمیون

(۱) ترجمہ:— اُنہون نے مجھے ضائع کر دیا - اور ھائے اُنہون نے روز جنگ اور حفاظت حدود کے لئے کیسے اچھے آدمی کو کھو دیا! (مترجم)

کو رہا کردیا • وہ شخص ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) کے پاس شکریہ ادا کرنے کے لئے آیا • اُنہوں نے اُسے دیکھکر پوچھا "کیا ہمنے تجھے ضائع کردیا؟" اُسنے کہا "قسم خدا کي ہرگز نہیں - بلکہ آپ نے ہمسائے کي حفاظت کي - اللہ آپ کي حفاظت کرے!"

جو بیت کہ ابو عمر اپنی اس نظم میں لائے ہیں اور جسے ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) کا ہمسایہ گایا کرتا تھا وہ عرجي کا ہے جو حضرت عثمان بن عفان (رضي اللہ) کی اولاد میں سے تھا' جسے معیرہ' ہشام بن عبد الملک کے حالو اور اُنکي طرف سے عامل مکہ) نے قید کردیا تھا اور مرتے دم تک قید ہي میں رہا: بلکہ جنازہ بھي قید خانے ہي سے نکلا *

اِسي ابو عمر کے اور بھی بہت سے عمدہ عمدہ اشعار ہیں • یہہ شخص شعراء اندلس کے تیسرے طبقے میں سے ہی • "مجھے اس کے اُس قصیدے کے شروع کے چند اشعار یاد رہ گئے ہیں جو اُسنے ابو علي قالي (۱) (جنکا ذکر ہو چکا ہی) کي شان میں کہا ہے' اور وہ یہہ ہیں :—

(۲) من حاکم بیني و بین عذولي الشجو شجوي والعویل عویلی
اقصر فما دین الهوي کفر ولا اعتدّ لومك لي من التنزیل

(۱) اس جملے کی عدم تصدیق اور گزشتہ نظم کے یکبارگی لفظ "فقال" سے شروع ہو جانے سے ڈوزی کی صحت قول واضح ہوتی ہی - نظم سابقہ کے بعد سے لیکر ہشام بن الحکم کے حالات کے شروع تک جو حالات ہیں وہ الحکم اول کے نہیں بلکہ الحکم ثانی کے ہیں - (مترجم)

(۲) ترجمہ :— میرے اور میرے ملامت‌گر کے درمیان کون حاکم ہی؟ غم و اندوہ ہی تو میرا اور آہ و زاری ہی تو میری.
اپنی ملامت سے باز آو - نہ تو مذہب عشق کفر ہی اور نہ میں تمہاری ملامت کو آیت قرآنی سمجھتا ہوں.
تعجب ہی اُن لوگوں سے جن کے ذہن عشق کے لئے اور جسم گھل گھل کر نابود ہونے کے لئے نہیں بنے!
چونکہ عشق کے معانی اُن لوگوں کی فہموں سے بالا تر تھے' اس لئے اُنہوں نے اُس کی تاویلیں کیں اور بہت ہی بری تاویلیں کیں.
میں اپنے ستانے والے کو اپنے کس عضو میں محفوظ رکھوں جو تعذیب و تنکیل سے بچا ہوا ہو؟
اگر میں یہہ کہوں کہ اُسے اپنی آنکھ میں رکھونگا تو اُس میں میرے آنسو بھرے ہوئے ہیں' اور اگر یہہ کہوں کہ اپنے دل میں جگہ دونگا تو اُس میں سوزش بھری ہوئی ہی - (مترجم)

عجباً لقوم لم تكن اذهانهم لهوي ولا اجسادهم لنحول
دقّت معاني الحبّ عن افهامهم فتأوّلوه اقبح التأويل
في ايّ جارحة أصون معذّبي سلمت من التعذيب والتنكيل
إنْ قلتَ في عيني فتمّ مدامعي او قلتَ في قلبي فثمّ غليلي

اُس قصیدے کے صرف بہي اشعار مجہے حفظ رہ گئے ۔ یہہ ابو عمر شعراء الحکم المستنصر مین پیش پیش تہا ۔ ابوالحسن مصحفی سے اُسے ایک خصوصیت تہی ۔ اُسي نے ابو عمر کو محمد بن ابي عامر کي ہجو پر برانگیختہ کیا تہا ۔ جب موخرالذکر کي حکومت قائم هوئي تو اُنہون نے مصحفی کو پکڑ بلایا' اس کا مال و متاع ضبط کرلیا' اؤر ایک کال کوتہڑي مین بند کردیا' جہان پڑا پڑا وہ بہوک اؤر ضعف سے مرگیا ۔ باقي رہا شاعر ابو عمر: اُس پر بہي بہت سختي هوئي' اُسے طرح طرح سے عذاب دیا اؤر آخر جلا وطن کرنے کا حکم دیا ۔ الحکم سے اُس کے بارے مین سفارش کي گئي کہ اُسے اُسي کے شہر مین رہنے دیا جائے ۔ چنانچہ اُسے ایسا کرنیکي اجازت ملگئي' مگر ساتہ ہي یہہ بہي حکم هوا کہ نہ وہ کسي کام کے لئے باهر نکلے اؤر نہ کسي خاص یا عام شخص سے بات چیت کرے ۔ الحکم نے اپنے منادي کو حکم دیا کہ شہر قرطبہ کے تمام اطراف مین اس امر کي منادي کردے ۔ نتیجہ یہہ هوا کہ ابو عمر مردون کي طرح زندہ رہا اؤر ابو عامر کے آخري زمانے مین اپني موت سے مرگیا *

الحکم المستنصر اهل روم اؤر اپنے خلاف جنگ کرنے والون سے مرتے دم تک لڑتے رہے ۔ اُنہون نے سنہ ۳٦٦ کے ماہ صفر مین انتقال کیا ۔ اس حساب سے اُن کي ولایت کي مدت اُن کي بیعت سے لیکر وفات کے وقت تک سولہ (١٦) سال اؤر چند ماہ کي هوئي ۔ اُن کے بیٹے ہشام کي موت پر اُن کي نسل منقطع هوگئي ۔ ہشام کے سوا اُن کا کوئي بیٹا زندہ نہین رہا *

ولایت هشام المويد بن الحكم المستنصر

اُن کے بعد اُن کے صاحبزادے ہشام بن الحکم تخت نشین ہوئے ۔ اُن کي کنیت ابوالولید تھي اوٖر اُن کي والدہ کا نام صُبح تھا‘ جو اُم ولد تھین ۔ جس وقت اُنکو حکومت ملي ہي اُنکی عمر دس سال اوٖر چند ماہ کي تھي ۔ وہ ہمیشہ پوشیدہ رہتے تھے‘ کبھي باہر نہین نکلتے تھے اوٖر نہ اُن کا حکم نافذ تھا ۔ اول اول اُن کي تولیت‘ حجابت‘ نعون امور اوٖر تدبیر مملکت پر ابو عامر محمد بن عبد اللہ بن ابی عامر محمد بن ولیدین یزید بن عبد الملک بن عامر معافري قحطاني غالب تھے *

اِن ابن ابي عامر کي اصل مشہور شہر جزیرۂ خضراء کے ایک قریہ موسومہ طُرّش سے تھي‘ جو وادي آروا نام کے ایک دریا کے کنارے پر واقع تھا ۔ یہہ ایک شریف اوٖر قدیم خاندان سے تھے ۔ جواني ہي مین قرطبہ آگئے‘ وهین علم اوٖر ادب پڑھا اوٖر سیکھا‘ حدیث شریف سني اوٖر اُس مین اپنے آپ کو ممتاز بنایا ۔ اُن مین اِس قدر ہمت تھي کہ وہ خود ذکر کیا کرتے تھے کہ اُسي کے ذریعے اُنہون نے معالي اُمور کو حاصل کیا : بلکہ دن بدن اُن کو اس مین اوٖر بھي ترقي ہوتي رهي تا آنکہ وہ اپنے خاص خاص دوستون سے اس کے متعلق واقعات بیان کیا کرتے تھے ۔ چنانچہ اس بارے مین اُن کے عجیب و غریب حالات و کوائف ہین‘ جن مین سے چند ایک واقعات کو شیخ فقیہ محدث ضابط و متقن ابو عبد اللہ محمد بن ابي نصر حُمَیدي نے اپني کتاب موسومہ بہ ” الاماني الصادقہ “ مین بیان کیا ہي ۔ مثلاً اُن مین سے ایک یہہ ہي کہ حمیدي کا بیان ہي کہ مجھ سے ابو محمد علي بن احمد بن حزم نے بیان کیا کہ اُن سے ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق تمیمي نے کہا کہ ” ایک مرتبہ محمد بن ابي عامر میرے پاس میرے مکان کے اوپر والے کمرے مین ٹھہیرے ہوئے تھے ۔ مین ایک رات کو اُنکے

پاس آخر شب مین گیا تو مین نے دیکھا کہ وہ اُسي حال مین بیتھے ہین جس حال مین کہ مین اُن کو شروع رات مین چھوڑ آیا تھا • مین نے اُن سے کہا کہ "ایسا معلوم ہوتا ہي کہ آج رات آپ سوئے نہین •" اُنہون نے کہا "نہین •" مین نے کہا "آخر پھر آپ کیون جاگتے رہے ؟" کہا کہ "ایک عجیب فکر تھا •" مین نے پوچھا "آپ کیا سوچ رہے تھے ؟" کہنے لگے کہ "مین یہہ سوچ رہا تھا کہ اگر حکومت مجھے مل جائے اؤر قاضي محمد ابن بشیر مرجائین ' تو مین اُنکي جگہ کسکو قاضي بناؤن - مین نے دل ہي دل مین تمام اندلس کے شہر بہ شہر چھان مارے ' مگر سواء ایک شخص کے کوئي ایسا نہ ملا" مین نے کہا "شاید وہ محمد بن السَّلیم ہین ؟" کہا کہ "ہان واللہ وہي شخص ہین جسپر میرے اؤر تمہارے دل نے اتفاق کیا ہي *"

حمیدي ہي کا بیان ہي کہ مجھہ سے فقیہ ابو محمد علي بن احمد نے کہا کہ "ایک روز ابن ابي عامر اپنے تین طالب علم دوستون مین بیتھے ہوئے تھے • ابن ابي عامر نے اُن سب سے کہا کہ "اگر مین بر سر حکومت ہو جاون تو تم تینون مین سے ہرایک اپنے لئے جو کچھہ چاہو اختیار کرلو•" اُن مین سے ایک نے کہا کہ "مجھے علاقہ ریَّہ کا قاضي بنا دینا (یہ مقام مالقہ اؤر اُس کے اعمال مین ہي) ' کیونکہ مجھے وہان کے وہ انجیر بہت پسند ہین جو اُدھر سے آتے ہین •" دوسرا بولا کہ "مجھے تو تم بازار کي محاسبت کا کام دے دینا ' کیونکہ مجھے اسفنج بہت مرغوب ہین •" تیسرے نے کہا کہ "اگر تجھہ تک حکومت پہنچ جائے تو یہہ حکم دے دیجو کہ مجھے ایک گدھے پر دم کي طرف منھہ کرکے بتھا دیا جائے اؤر تمام شہر قرطبہ مین گشت کرایا جائے • میرے بدن پر شہد ملوا دینا کہ میرے اُوپر خانگي مکھیان اؤر شہد کي مکھیان بھنکتي جائین •" اِس کے بعد چارون الگ ہو گئے ' اؤر جب ابن ابي عامر بر سر حکومت پہنچ گئے تو جس نے جو کچھہ مانگا تھا اُنہون نے اُسے وہي دیا •"

الغرض جب سے کہ وہ قرطبہ پہنچے اِن کی حالت برابر ترقی کرتی گئی؛ یہان تک کہ اُن کو ہشام الموید بن الحکم کی والدہ سیدہ صبح کی وکالت سے تعلق ہوگیا، اور اُنکے مال اور جاگیرات کے ناظر ہو گئے، اس طرح اُن کے ساتھ حالت ترقی پذیر ہوتی رہی، یہان تک کہ الحکم المستنصر کا انتقال ہوگیا۔ جیسا کہ ہم اوپر ذکر کرچکے ہین ہشام ابھی چھوٹے ہی سے تھے۔ خوف یہہ ہوا کہ کہین لوگون مین اضطراب نہ پھیل جائے۔ یہہ دیکھکر ابن ابی عامر نے صبح سے سکون حال، زوال خوف اور اُن کے بیٹے کے لئے استقرار سلطنت کا وعدہ کیا۔ ابن ابی عامر ایک قوی النفس آدمی تھے۔ مقدر نے اُن کی مساعدت کی۔ اُدھر سیدہ صبح نے مال سے اُن کی مدد کی۔ اُنہون نے فوج کو اپنی طرف مائل کرلیا۔ پھر کچھہ ایسے حالات واقع ہوتے رہے کہ جن سے اُن کا قدم بلند ہی ہوتا چلا گیا۔ ہوتے ہوتے اخر وہ خود ہی صاحب تدبیر ہوکر امور پر غلبہ پذیر ہوگئے۔ پھر ہشام المؤید کو تو چھپاکر بٹھا دیا، اور خُود منصور کا لقب اختیار کرکے سب کے دلون مین اپنی ہیبت قائم کی۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ تمام اندلس کا علاقہ اُن کا مطیع و منقاد ہوگیا، ہر طرف اُن کی وجہ سے امن و امان ہوگیا، اور اُن کے رعب اور فرط سیاست کے سبب سے اُنکی زندگی تک کسی طرح کا اضطراب نہین پھیلنے پایا *

اُنہون نے کئی آدمیون کو اپنا وزیر بنایا، جن مین وزیر ابوالحسن جعفر بن عثمان الملقب بہ مُصحفی، وزیر کاتب ابومروان عبد الملک بن ادریس جزیری اور وزیر ابوبکر محمد بن الحسن زبیدی تھے۔ آخر الذکر نے کتاب العین کا خلاصہ کیا تھا، اور اُن کا ذکر پہلے بھی ہوچکا ہی۔ وہ ابن ابی عامر کے کوتوال بھی رہ چکے تھے، اور الحکم المستنصر کے دلی دوست اور دوستون مین نہایت سر بر آوردہ اور عزیز تھے۔ ان کے علاوہ ابن ابی عامر نے ابوالعلا صاعد بن الحسن ربعی

لغوي بغدادي کو بهي وزیر بنایا ۔ ابن ابي عامر کے ساتھ اُن کے لطیفے بہت ہي اچھے ہین ' اؤر انشاء الله تعلي مین اُن لطائف مین سے چند ایک عنقریب بیان بهی کرونگا *

منصور علم دوست ' ادب کو ترجیح دینے والے ' اؤر اُن لوگون کي بے حد تعظیم و تکریم کرنے والے تھے جن کو اُن علوم مین سے کسي سے نسبت هوتي تهي ۔ جو شخص اُن کا متوسل هوتا تها وہ اپنے نصیب کے موافق اُن سے فائدہ اُتھالیتا تھا ' جو کچھ مانگتا تها پالیتا تھا اؤر ہر بات مین اُنکا شریک هوتا تھا ۔ ابو العلا صاعد بن الحسن ربعي مذکور سب سے پہلے منصور ہي کي حکومت کے دوران مین اندلس آئے ۔ اُن کے هان اُن کي قدر و منزلت بڑھگئی اؤر بہت سا مال و منال بهي حاصل هوا ۔ وہ سنه ۳۸۰ مین منصور کے پاس پہنچے تھے ۔ میرا خیال ہي که ابو العلا صاعد کي اصل بلاد موصل سے ہي ۔ وهان سے وہ بغداد گئے ' جہان اُنہون نے تحصیل علم کي ۔ وہ لغت ' ادب اؤر تاریخ کے عالم اؤر حاضر جواب تهے ' شعر اچها کہتے تھے ' ماند و بود اچهي رکھتے تهے ' علم مجلسي سے خوب واقف تھے اؤر اُس سے فائدہ اُتهاتے تهے ۔ اسیوجه سے منصورنے اُن کا اکرام کیا اؤر خوب جي کھولکر اُن کے ساتھ احسان و افضال کیا ۔ مزید بر آن خصائل وہ حُسن سوال کے لطائف طرق سے خوب واقف تهے ' مال اُبھارنے کا طریقه اُن کو اچها آتا تھا ' اؤر عجیب لطف و انداز کے ساتھ شکریه ادا کرتے تھے ۔ چنانچه مجھ سے اندلس کے ایک صاحب نے به روایت صحیح بیان کیا که " ایک دن ابو العلا منصور کي بے تکلف مجلس مین پہنچے ۔ وہ اپنے لباس کے نیچے ایک قمیص اُن تهیلیون کے کپڑون کي پہنے رهتے تهے جن مین وہ (منصور) اُن کو مال و زر عطا کیا کرتے تهے ۔ جب مجلس مین تخلیه هوا اؤر فرصت هوئي تو اُنہون نے اؤر کپڑے اُتاردئے اؤر صرف وهي قمیص پہنے رهے ' جو تهیلیون کي بني هوئي تهي ۔ منصورنے کہا " ابو العلا!

یہہ کیا ہي ؟" کہا کہ "یہہ وہ تھیلیاں ہین جو میرے پاس حضور کے عطیات کے ہمراہ آئي تھین ۔ مین نے اُن کو جوڑ جوڑ کر ایک ایسا کپڑا بنا لیا ہي جو میرے بدن سے ہي لگا رہے ۔" یہہ کہتے ہي وہ رونے لگے اوٗر اپني عادت کے موافق اپنے خاص طرز مین شکریہ ادا کرنے لگے ۔ منصور یہہ سنکر بہت خوش ہوئے اوٗر کہا کہ "ابھی ہمارے پاس تمہارے لئے اوٗر بہت کچھ ہي ۔" چنانچہ ایسا ہي ہوا *

اِن ہی ابو العلا نے منصور کے لئے کئي کتابین تصنیف کي تھین ۔ منجملہ اُن کے ایک کتاب تھي' جسکا نام اُنہون نے "کتاب الفصوص" رکھا تھا' جو اُسي وضع کي تھي جیسي ابوعلی قالي کي "کتاب النوادر ۔" اس کتاب کا ایک عجیب و غریب اتفاق ہوا ۔ جب یہ کتاب مکمل ہو گئي تو ابو العلا نے اپنے ایک غلام کو دیکر اپنے ساتھہ لے لیا ۔ جب قرطبہ کے دریا کو عبور کرنے لگے تو غلام کا پاؤن پھسلا اوٗر وہ اُس کتاب سمیت ہي دریا مین جا پڑا ۔ اس واقعہ کو ایک شاعر ابو عبد اللہ محمد بن یحیی المعروف بہ ابن العریف نے نہایت خوبصورتي کے ساتھہ ایک شعر مین قلمبند کرکے منصور کے سامنے پیش کیا' اوٗر وہ یہہ ہي :—

قد غاص في البحر كتاب الفصوص   وهكذا كل ثقيل يغوص

[یعني :— کتاب الفصوص نے دریا مین غوطہ زني کي ہي' اوٗر ہر ثقیل اوٗر وزني چیز اسي طرح ڈوب جاتي ہي ۔ (مترجم)]

منصور اوٗر حاضرین اُسے سنکر ہنس پڑے ۔ مگر اِس سے ابو العلا نہ شرمندہ ہوے' نہ اُنپر کوئي رعب پڑا : بلکہ اُنہون نے فوراً في البدیہہ ابن العریف کے جواب مین کہا کہ :—

عاد الى معدنه انما   توجد في قعر البحار الفصوص

[یعني :— وہ اپنے معدن کي طرف واپس چلي گئي ۔ جواہرات سمندرون کي تہ ہي مین ملا کرتے ہین ۔ (مترجم)]

اُنہون نے ایک اوٗر کتاب ابو السري سہل بن ابي غالب خزرجي کے رنگ مین کہي تہي جس کا نام "کتاب الهجفجف بن غيدقان بن يثربي مع الخنوت بنت مخرمه بن أنيف" رکہا تہا ۔ ایک اوٗر کتاب تہي جس کا نام تہا "کتاب الجوّاس بن قعطل المذحجي مع ابنة عمه عفراء ۔" یہہ کتاب نہایت نفیس تہي ۔ جب اندلس مین فتنه و فساد برپا هوا تو وہ پہٹ گئي اوٗر اُس کے بہت سے اوراق کم هوگئے ' جو بعد مین دستیاب نہین هوئے ۔ منصور کو اس کتاب یعني الجواس کے دیکہنے کا بیحد شوق تہا ' یہان تک که ایک شخص صرف اس کام کے لئے مقرر تہا که وہ ہر رات کو وہ کتاب نکالکر اُن کے سامنے رکھ دیا کرے ۔

کہتے ہین که ابو العلا ' منصور کے انتقال کے بعد اُن کے اُن بیٹون کي بے تکلف مجلسون مین شامل نہین هوے جو اُن کے جانشین هوئے ' اوٗر یه بہانه کیا که "میري پنڈلي مین ایسا درد ہی که مین لاٹہي کے سہارے بہي نہین چل سکتا ؛ اس لئے حضوري اوٗر خدمت سے معذور هون :" یہان تک که اولاد منصور کي دولت ہي کا خاتمه هوگیا ۔ چنانچه اس کے متعلق اپنے اُس مشہور قصیدے مین ذکر کیا ہی جو ابو المظفر ابو مروان عبد الملک بن المنصور ابو عامر محمد بن ابي عامر (جو اپنے باپ منصور کے جانشین هوئے) کي شان مین لکہا ہي اوٗر جس کے شروع کے اشعار یه ہین :—

١ اليك حدوت ناجية الركاب	محمّلة اماني كالهضاب
و بعت ملوك اهل الشرق طرا	بواحدها و سيّدها اللباب

اسي قصیدے مین کہتے ہین :—

٢ الي الله الشكيةُ من شكاة	رمتْ ساقي فحل بها مُصابي
و أقعدتني عن الملك المرجي	وكنت أرمّ حالي باقترابي

١ ترجمه :— مین نے تیز رو سواریون کو کوہ صفت اُمیدون سے لاد کر تمہاری طرف روانه کیا هی ۔ مین نے اهل مشرق کے تمام بادشاهون کو اُن کے سردار واحد اور خلاصۂ ملوک کے بدلے فروخت کر دیا هی ۔ (مترجم)

٢ ترجمه :— خدا هی کی طرف گلۂ مرض کیا جا سکتا هی ۔ اُس (معشوقه) نے میری پنڈلی پر تیر مارا اور وہ نشانے پر بیٹھا ۔
اُس نے مجھے میرے اُمید پناہ بادشاہ سے دور کر دیا : حالانکه اُس کے قرب سے مین اپنے حال کو درست کرتا تھا ۔ (مترجم)

خصوصاً اُن کا یہہ قول تو بہت ہي پسند کیا گیا ہي کہ :—

۱ حسبتُ المنعمین علی المرایا فالفیتُ اسمه صدر الحساب
. وما قدمته الا کاني أقدم تالیاً اُمَّ الکتاب

ابو عبد الله حمیدي کا قول ہي کہ مُجھہ سے ابو محمد علي بن وزیر ابو عمر احمد بن سعید بن حزم نے بیان کیا کہ " مین نے ابو العلا کو یہ قصیدہ سنہ ۳۹۶ کی عید الفطر مین المظفر کے سامنے پڑھتے ہوے سنا ۔ وہ پہلا ہي دن تھا کہ مین المظفر کے حضور مین باریاب ہوا تھا جب ابو العلا نے دیکھا کہ مین اُس قصیدے کي تعریف کرتا ہون اوٗر اُس کو بہ غور سنتا ہون تو اُنہون نے اُسے اپنے ہاتھہ سے لکھکر ایک نسخہ مجھے دیدیا ۔" انتہی کلام الحمیدي *

ابو العلا اکثر الفاظ غریب کا استعمال کرتے تھے ' اوٗر اگر اُن کے الفاظ کے متعلق سوال کیا جاتا تو فوراً ہي جواب گھڑلیتے تھے ۔ چنانچہ ابو عمر زاہد مطرز غلام **ثعلب** بیان کرتے ہین کہ اگر ابو العلا اکثر مزاح و مذاق نہ کرتے رہتے تو جو کچھہ وہ کہتے رہتے تھے وہ سچ ہي مانا جاتا ۔ تا ہم اُن کي بعض باتون مین صدق بھي معلوم ہوتا تھا ۔ چنانچہ اسکے متعلق اُن کي جو باتین بیان کي جاتي ہین اُن مین سے ایک یہہ بھي ہي کہ وہ ایک دن منصور کے پاس گئے تو اُن کے ہاتھہ مین ایک خط تھا جو اُن کے کسی مقام کے عامل مسمي مَیدَمان بن یزید نے اُنکو لکھا تھا ۔ اُس خط مین دو الفاظ " قلب " اوٗر " قریبیل " درج تھے جو اُس علاقے مین زمین کو زراعت سے پہلے چھوڑ دینے پر استعمال ہوتے تھے ۔ منصور نے کہا " ابو العلا ! " ابو العلا نے کہا " جناب ! ارشاد ۔ "

---

۱ ترجمہ :— مین نے اُن لوگون کا حساب کیا جو مخلوق خدا پر انعام و اکرام کیا کرتے ہین ' تو دیکھا کہ اُس (ممدوح) کا نام اُس حساب کے بالکل شروع ہی مین آتا ہی ۔

مین جب کبھی اُس کے پاس آیا ' تو مجھے ہمیشہ یہی معلوم ہوا کہ گویا مین ام الکتاب کی تلاوت کرتا ہوا آتا ہون ۔ (مترجم)

منصور نے پوچھا " تم نے جو کتب پڑھي ہين کيا اُن مين کبهي ميدمان بن بزيد کي کتاب " القوالب والدوالب " کے ديکهنے کا بهي اتفاق هوا هي ؟ " ابو العلا بولے " جي هان مولانا ! والله مين نے بغداد مين ايک نسخہ ابوبکر دريد کا ديکها تها جو ايسا لکها هوا تها که جيسے چيونٹيان چل رهي ہين ۔ اُس کے دونون طرف وضاع کي علامات بهي بني هوي تهين ' اوٗر اِس اِس طرح لکها هوا تها ۔ " منصور نے کہا " ابو العلا ! تمهين شرم نهين آتي ؟ يهہ ديکهو ميرے هاتهہ مين ميرے فلان شهر کے عامل کا خط هي ۔ اُس کا نام فلان فلان هي ' اوٗر اُس مين يهہ يهہ بات لکهي هوي هي (جيسا که اوپر ذکر هو چکا هي) ۔ مين نے انهي الفاظ کو گهڑ گهڑا کے تم کو سنا ديا تها اوٗر اُن کا مصنف اپنے اُس عامل کو بتايا تها ۔ " يہ سنکر ابو العلا قسمين کهانے لگے که مين نے جهوٹ نهين بولا بلکه امر واقعي بيان کيا هي ۔

اسي طرح ايک اوٗر مرتبه منصور کے پاس ايک طبق تمر (کهجور) سے بهرا هوا آيا تو اُنهون نے کہا " ابو العلا ! کلام عرب مين " تمرکل " کس کو کہتے ہين ؟ " اُنهون نے جواب ديا که " يون کہا جاتا هي که تمرکل الرجل تمرکلا : يعني جب کوئي شخص اپني چادر کو اپنے ارد گرد لپيٹ لے ۔ " اسي نوع کي اوٗر بهي بہت سي باتين اُنکي مشهور ہين ۔ مگر با وصف اس کے وہ عالم ضرور تهے *

ابو عبد الله حميدي هي راوي ہين که مجهہ سے ابو محمد علي بن احمد نے ' اُن سے وزير ابو عبدہ حسان بن مالک بن ابي عبدہ نے اوٗر اُن سے ابو عبد الله عاصمي نحوي نے بيان کيا که " جب صاعد بن الحسن لغوي منصور ابو عامر محمد بن ابي عامر کے پاس آئے تو منصور نے هم سب کو اُن کے پاس جمع کيا ۔ هم نے اُن سے علم نحو کے بہت سے باريک باريک مسائل دريافت کئے ' مگر وہ جواب سے قاصر رهے ۔ ابن ابي عامر نے اُن کي يهہ حالت ديکهکر کہا که " اُن کو ميرے پاس بلاؤ ۔

نحو مین مین اوٗر وہ ایک ہی درجے کے آدمی ہین؛ مین ہی اُن
مناظرہ کرونگا۔""" پھر وہ بیان کرتے ہین کہ" اسکے بعد صاعد نے ہم
سوال کیا اوٗر پوچھا کہ امرؤ القیس کے اس شعر کا کیا مطلب ہی کہ

کانّ دماء الھادیات بنحرہ عصارۃ حناء بشیب مُرجّل"

[یعنی :— اسبان پیش روکے خون کی چھینٹین اُس کے سینے
پڑی ہوی ایسی معلوم ہوتی تھین جیسے بڑھاپے کے سپید اوٗر کنگھ
کئے ہوے بالون مین مہندی لگی ہوتی ہی۔ (مترجم)]

ہم نے کہا " یہ تو بالکل واضح شعر ہی۔ یہہ ایک اشہب گھوڑے ک
تعریف ہی، جس پر کسی وحشی جانور نے حملہ کیا ہی اوٗر اُسکا خو
اُس کے سینے پر بہ آیا ہی۔" صاعد نے کہا " سبحان اللہ! تم اُسکا اس
سے پہلا شعر بھول گئے، کہ وہ کہتا ہی کہ :—

کمیت یزل اللبد عن حال متنہ کما زلّت الصفواء بالمتنز

[یعنی — اُس کا رنگ کمیت ہی۔ نمدہ اُس کی پشت
درمیانی حصے سے اسی طرح پھسلتا ہی جس طرح ایک صاف اوٗ
چکنے پتھر پر سے بارش کا پانی پھسل جاتا ہی۔ (مترجم)]

یہ سن کر ہم حیران رہ گئے، اوٗر ایسا معلوم ہوا کہ گویا ہم نے یہ شع
کبھی سنا ہی نہ تھا۔ ہم نے اضطراری طور پر اُن سے سوال کیا۔ اُنھون۔
کہا کہ " امرؤ القیس کا ان دونون مین ایک مطلب ہی :— یا تو یہ
کہ گھوڑے کا سینہ پسینہ پسینہ ہوگیا ہی۔ اوٗر گھوڑے کا پسینہ سفید ہو
ہی۔ پس یہ پسینہ خون مین ملکر ایسا معلوم ہونے لگا کہ جیسے سفید
بالون مین حنا لگی ہی۔ یا یہ کہ اہل عرب کی عادت تھی کہ وہ گر
دود سے گھوڑون کے سینون پر نشان کیا کرتے تھے۔ اُس مقام پر سے بال
گر جاتے تھے اوٗر اُن کی جگہ نئے سفید بال پیدا ہوجاتے تھے۔ بہر حال
خواہ ان دونون امور مین سے اُس کا مقصود کچھ ہی ہو؛ گھوڑے کی
تعریف بہر وجہ قائم اوٗر بجا ہی۔"""

ابو عبد اللہ کا بیان ہی کہ مجھ سے ابو محمد علی بن احمد نے اور ان سے فقیہ ابو الخیار مسعود بن سلیمان بن مُفلِت نے ذکر کیا کہ ایک دن منصور ابي عامر کي مجلس میں ابو العلا صاعد نے اہل ادب کي ایک جماعت سے شمّاخ بن ضرار کے ان اشعار کے متعلق سوال کیا کہ :—

" دار الفتاة التي كنّا نقول لها   يا ظبيةً عُطُلاً حُسّانَةَ الجيد
يدني الحمامة منها وهي لاهية   من يانع المرد فنوان العناقيد " ۱

تو اُنہوں نے جواب دیا کہ :— " اسکے معني یہہ ہیں کہ اراکہ یا انگور کے درخت کي شاخ پر ایک کبوتر بیٹھا ہي ' اور اُس پر ٹھونگیں مار مار کر کچھہ گرا رہا ہي • ہرن نے اُس پر قابو پالیا ہي اور کبوتر ڈر گیا ہي • " صاعد نے اُن کے اس پیش کردہ مطلب کو قبول کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ " اس بیت میں جو لفظ " حمامة " آیا ہي اُسکے معنی آئنے کے ہیں • یہہ لفظ آئینے کے لئے استعمال ہوتا ہي • شاعر کا مطلب یہہ ہي کہ وہ لڑکی جو ہرن سے مشابہ ہي ' جب آئینہ دیکھتی ہي تو آئینہ اُس کے بالوں کو دیکھکر خود اُس کي طرف کھنچ آتا ہي ' اور وہ بال ایسے گچھے ہوئے ہیں کہ پختہ انگوروں یا اراکہ کے پھل سے مشابہ ہیں اور وہ اُن کو دیکھہ رہي ہي • "

دنیا کے عجائب امور و قصص میں سے ایک واقعہ ایسا ہي کہ جسکا اتفاق بھي کم ہي ہوتا ہي ' اور وہ یہہ کہ صاعد بن الحسن لغوي نے منصور ابي عامر کے پاس ایک بز کوھي بطور تحفہ کے بھیجا اور اُس کے ساتھہ ہي یہہ اشعار بھي بھیجے :—

۱ ترجمہ :— وہ جوان لڑکی جس سے ہم کہا کرتے تھے کہ "ای ہرن - ای بے عیب حسن والی اور ای خوبصورت گردن والی ! "

جب وہ آئینہ لے کر یوں ہی کھیلتی ہی تو آئینہ اُس کے خوشہ ہای انگور یا میوہ ہائے اراک کے قریب ہوجاتا ہی • (مترجم)

ا يا حرز كل مخوف و آمان كل مشرد و معز كل مذلّل
جدواك ان تخصص به فلاهله و تعمّ بالاحسان كل مومل
كالغيث طبّق فاستوي في وبله شعث البلاد مع المراد المُقبل
الله عونك ما ابرّك بالهدي و اشد وقعك بالضلال المُشعِل
ما إن راتْ عيني و علمك شاهد شروي علائك في مُعم مخول
اندي بمغربة كسرحان الغضا ركضا و اوغل في مُثار القصطل
مولاي مونس غربتي متخطفي من ظفر ايامي ممنع معقلي
عبد نشلت بضبعه و غرسته في نعمة اهدي اليك باَبّل
سميتُه غرسيةً و بعثته في حبله ليتاح فيه تفاءلي
فلئن قبلت فتلك اسنی نعمه اسدي بها ذو منحة و تطول
صبحتْك غادية السرور و حُلّلت ارجاء ربعك بالسحاب المُخضل

ا ترجمہ :- ای ہر خائف و ترسیدہ کی پناہ ، اور ہر راندہ و پراگندہ کی امان ، اور ہر ذلیل و خوار کے معزز کرنے والے ! اگر تو اپنی داد و دھش کو مخصوص کرے تو وہ صرف اپنے اہل کے لئے ہوگی ، مگر تو اپنے احسان کو ہر امید وار کے لئے عام کر دیتا ہی ، جس طرح بارش زمین پر پڑتی ہی تو اپنی روانی مین خشک و ویران اور سر سبز بارآور سب زمینون کے لئے مساوی ہوتی ہی - اللہ تیرا مددگار ہی ! تو ہدایت مین کسقدر نیک اور اپنے گمراہ آتش انگیز بد بخت دشمن کو سزا دینے مین کسقدر سخت ہی - میری آنکھ نے بھی نہین دیکھا ، اور تیرا علم بھی شاہد ہی ، کہ کوئی اعمام و اخوال رکھنے والا شخص تیری شان و علو کا مثیل نہین ہی .

نہ کوئی تجھ سا اپنی گرگ غضا جیسی تیز رفتار اونٹنی کو سیراب کرنے والا اور غبار ہائے جنگ مین درآنے والا ہی .

ای میرے آقا ، میری غربت کے مونس ، مجھکو زمانے کے پنجۂ دستبرد سے بچانے والے ، مجھکو محفوظ رکھنے والے اور سرپرست !

ایک غلام تیرے پاس ایک ترکوھی لایا ہی ؛ تونے اُس کا ہاتھ پکڑکر اس کی مدد کی ہی ، اور اپنی نعمت و احسان مین اسے جگہ دی ہی .

مین نے اُس کا نام غرسیہ رکھا ہی اور اُسے اُس کی رسی سمیت تیرے پاس بھیجا ہی تا کہ میرا تفاؤل اُس سے معلوم کیا جا سکے .

اگر تونے اسے قبول کرلیا ، تو یہ ایک بلند ترین احسان ہوگا ، جس سے ایک صاحب نعمت و شفقت احسان کرتا ہی .

سرور و بہجت کی صبح تیرے ساتھ ہی اور ایک تر اور خوش و خرم بادل کے ہمراہ تیرے مکان مین اُتری ہی . (مترجم)

چنانچه خدائے تعالی نے اپنے علم سابق مین یہہ مقرر کر رکھا تھا کہ روم کا ایک بادشاہ عرسیه بن شانجه جو ایک نہایت مشہور آدمی تھا اُسی دن قید ہوا جس دن صاعد نے یہہ بڑ کوھی بھیجا اور اُس کا نام غرسیه رکھا تھ، جس مین اُس کے گرفتار ہونے کی فال موجود تھی ۔ اس سے صاحب و مصحوب دونون کی قدر و اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہی ۔ یہہ غرسیه سنه ۳۸۵ کے ماہ ربیع الاخر مین قید ہوا تھا *

جب اندلس مین فتنه و فساد برپا ہوا تو ابو العلا صاعد وہان سے روانه ہوکر صقلیه چلے گئے اور وہین سنه ۴۱۰ کے قریب، جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہی، بڑی عمر مین انتقال کیا *

منصور ابو عامر محمد بن ابی عامر جب تک برسر اقتدار رہے، نہایت شدت کے ساتھہ رومیون سے غزوات کرتے رہے ۔ کوئی اور شغل اُن کو اس کام سے باز نہین رکھہ سکتا تھا ۔ اُن کے ہان ہر ہفته ایک مجلس منعقد ہوا کرتی تھی، جس مین قرطبه کے تمام اہل علم مناظرہ کے لئے اُن کے حضور مین جمع ہوتے تھے ۔ اُن کو غزوات سے اس قدر محبت تھی کہ اکثر ایسا ہوا ہی کہ وہ عید کی نماز کے لئے نکلے ہین اور یکا یک اُن کی نیت غزوہ کرنے کی ہوگئی ہی ۔ پھر وہ اپنے قصر کی طرف واپس نه جاتے تھے؛ بلکه اُسی حالت مین عیدگاہ ہی سے فوراً جہاد کے لئے روانه ہو جاتے تھے ۔ فوجین اُن کے پیچھے پیچھے یکے بعد دیگری اُن سے جا ملتی تھین، اور ابھی وہ بلاد روم تک پہنچتے بھی نه تھے کہ وہ تمام افواج و عساکر جنکو وہ اپنے ہمراہ لے جانا چاہتے تھے اُن تک پہنچ جاتی تھین ۔ اُنہون نے اپنے زمانے مین پچاس سے زائد لڑائیان لڑی ہین ۔ ان سب کو ابو مروان بن حیّان نے اپنی کتاب موسومه "مآثر العامریه" مین بیان کیا ہی، اور ہر لڑائی کا وقت اور اُسکے آثار و اخبار بیان کئے ہین ۔ اُنہون نے بہت سی فتحین حاصل کین اور اُن مقامات تک پہنچے جہان تک اُن کے پیش رو نہین پہنچ سکے ۔ تمام اندلس اموال غنیمت اور اہل روم کی گرفتار شدہ لڑکیون، لڑکون اور

عورتون سے بُر ھو گیا تھا ۔ اُنکے زمانے مین لوگون نے اپنی لڑکیون کے جہیز کے کپڑون، زیورون اور مکانون پر پہلے سے بھي زیادہ خرچ کیا ؛ کیونکہ رومی لڑکیون کي قیمت کم ھو گئی تھی ۔ لوگون نے اپني لڑکیون کے جہیز کے لئے خوب جی کھولکر خرچ کیا ۔ اگر ایسا نہ ھوتا تو کوئي بھي آزاد عورت سے شادي نہ کرتا ۔ مجھے معلوم ھوا ہي کہ ایک مرتبہ روم کے ایک رئیس کی لڑکی قرطبہ مین نیلام ھوئی، جو نہایت حسین و وجیہ تھي ۔ مگر اُس کي قیمت بیس عدد دینارھاي عامریہ سے متجاوز نہین ھوئی *

منصور کے زمانے مین کوئی سال ایسا خالي نہین گیا جس مین اُنہون نے دو مرتبہ جہاد نہ کیا ھو ۔ جب وہ میدان جنگ سے اپنے خیمے مین واپس آتے تو حکم تھا کہ اُن کے کپڑون پر جنگ کي وجہ سے جو مٹي پڑي ھوتی تھي اُس کو جھاڑکر جمع کیا جائے اور احتیاط سے رکھ لیا جائے ۔ جب اُن کی وفات کا وقت آیا تو اُنہون نے حکم دیا کہ جب وہ قبر مین رکھے جائین تو وہ مٹي اُن کے کفن پر چھڑک دي جائے ۔ اُن کي وفات مقام سالم مین ھوئي، جو مسلمانون کي آخري سرحد واقع تھا ۔ اِس طرح اُن کی شہادت صحیح قرار پائي ہي ۔ اُن کي وفات سنہ ۳۶۳ مین واقع ھوئی، جس حساب سے اُن کي امارت کي مدت قریب ستائیس سال کے ھوئي ۔ وہ معافري النسب تھے ۔ اُن کي والدہ تمیمیہ تھین، اور نام بریہ بنت یحیٰی ابن زکریا تمیمي تھا ۔ یحیي ابن برطل کي کنیت سے مشہور تھے ۔ اسی وجہ سے شاعر ابو عمر احمد بن محمد بن دراج المعروف بہ قسطلي نے اپنے ایک قصیدے مین کہا ہي کہ :-

۱ تلاقت علیہ من تمیم و یعرب   شموس تلألأ في العلا و بدور

ھي حِمیرین الذین اکفھم   سحائب تھمی بالندي و بحور

۱ ترجمہ :- اُس مین تمیم اور یعرب مل جاتے ھین ۔ وہ گویا کئی آفتاب ھین جو بلندی مین چمکتے اور گردش کرتے ھین ۔

وہ حمیری لوگ ھین، جن کے ھاتھ گویا بادل ھین اور سمندر ھین جو جاری ھین ۔ (مترجم)

یہہ ابو عمر اندلس کے نہایت نفیس شعراء میں سے تھا ۔ ابو منصور ثعالبي نے اپنی کتاب " یتیمہ " مین اُس کا ذکر کیا ہی اور لکھا ہي کہ اندلس کے شعراء میں قسطلی ایسا ہي تھا جیسا کہ ملک شام میں متنبي ۔ ابو منصور کا یہي قول ہي' با دون کہئے کہ اُس کا مضمون یہی ہي ۔ ایام جواني مین مجھے اُس کے اشعار کا بہت شوق تھا' اور اکثر اُن کو پڑھتا رہتا تھا ۔ اِس وقت تو مجھے اُسکے دو ابیات کے سوا اور کچھہ بھي یاد نہین ہي ؛ اور وہ بھی وہ اشعار ہین ' جو اُس نے اپني کسي مجلس مین في البدیہہ کہے تھے ۔ وہ یہہ ہین :—

۱ اجد الکلام اذا نطقتَ فانما عقل امرء في لفظه المسموع

کالمرء یختبر الاناء بصوته فیري الصحیح به من المصدوع

منصور ابن ابي عامر کے انتقال کے بعد اُن کے صاحبزادے ابو مروان عبد الملک بن ابي عامر الملقب به مظفر وزارت اور حجابت کے عہدون پر ممتاز ہوے ۔ اُنہون نے بھي ہشام المويد کي طرف سے اپنے باپ کي سنت پر غزوات و سیاست کا سلسلہ برابر جاري رکھا ۔ اُن کا زمانہ اپني ارزاني اور امن کي وجہ سے ایسا تھا کہ گویا ہر روز عید ہي ۔ اُنہون نے سات برس حکومت کرکے انتقال کیا' اور اُن کے بعد فتنہ و فساد شروع ہو گیا *

اُن کے اُٹھہ جانے کے بعد اُنکے بھائي عبد الرحمان نے وہي عہدے سنبھال لئے جو مظفر کے تھے ۔ اُنہون نے اپنا لقب " الناصر " مقرر کیا ۔ اُن کے متعلق خلط مبحث کرکے اُن کو ولي عہد کہا جاتا تھا ۔ چار ماہ تک برابر شورش ہي رہي ۔ آخر ۱۸ جمادي الاخرہ سنہ ۳۹۹ کو محمد بن ہشام بن عبد الجبار بن عبد الرحمان الناصر کھڑے ہو گئے ۔ ہشام المويد نے

---

۱ ترجمہ :— جب تم گفتگو کرتے ہو تو مین کلام سنتا ہون ' اور حقیقت یہہ ہی کہ آدمی کی عقل اُس کے الفاظ مین سنی جاتی ہی ؛
جس طرح آدمی کی خود داری اور عزت کا اندازہ اُس کی آواز سے ہوتا ہی اور اُس کی اصلی حالت اُس کے الفاظ مستعملہ سے معلوم ہوتی ہي ۔ (مترجم)

تخت چھوڑدیا، اؤر افواج نے عبد الرحمان بن محمد بن ابي عامر کو بھي چھوڑدیا ۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ عبد الرحمان قتل ہوئے اؤر سولي پر چڑھائے گئے *

محمد بن ہشام بن عبد الجبار مذکورنے مہدي کا لقب اختیار کیا ۔ یہ فتنہ و فساد محمد بن ہشام بن عبد الجبار کے قتل تک جون کا تون قائم رہا ۔ اُن کے بعد ہشام المويد کو دوبارہ تخت پر بٹھایا گیا ۔ یہ سنہ ۴۰۰ کے ہفتم ماہ ذي الحجہ روز یکشنبہ کا واقعہ ہي ۔ حالت یہ تھي کہ بربري فوج نے سلیمان بن الحکم بن سلیمان کے ساتھہ مل کر اُن کا محاصرہ کرلیا، جو ۵ شوال سنہ ۴۰۳ تک قائم رہا ۔ آخرکار اھل بربر سلیمان کے ہمراہ قرطبہ مین داخل ہوئے اؤر شہر کے مضافات اؤر ربض مشرقي کے ایک حصے تک وہان کے باشندون سے خالي کرالیا ۔ ہشام المويد بن الحکم المستنصر بھي مارے گئے *

جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہین ہشام اپني مدت سلطنت مین برابر مغلوب ہي رہے ۔ اُنکا حکم کسي جگہ بھي نافذ نہ تھا ۔ محمد بن ابي عامر منصور اؤر اُن کے دو بیٹون عبد الملک الظافر اؤر عبد الرحمان الناصر کے بعد اس جنگ و محاصرہ کے بعد سے ایک بربري غلام ملک پر حاوي ہوگیا *

ولایت محمد بن هشام بن عبد الجبار المہدي

جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہین محمد بن ہشام بن عبد الجبار بن عبد الرحمان الناصرنے ہشام بن الحکم کے خلاف جمادي الاخر مین علم بغاوت بلند کیا، اؤر اُن کو تخت سے اُتاردیا ۔ محمد نے اپنا لقب مہدي مقرر کیا ۔ اُس کي کنیت ابو الولید تھي ۔ اُس کي والدہ اُم ولد مُزنہ نامي تھین ۔ مہدي کا ایک بیٹا عبد اللہ نامي تھا ۔ مہدي سنہ ۳۶۶ مین پیدا ہوا، اؤر قتل ہونے کے وقت اُس کي عمر ۳۷ سال

کي تهي • وہ اُس وقت تک برسر حکومت رہا کہ جب ہشام بن سلیمان بن عبد الرحمان الناصر بربرون کو بروز پنجشنبه ماہ شوال سنه ۳۹۹ کي پانچوین تاریخ کو اُس کے بر خلاف لے کر اُٹھ کهڑے هوئے • اُس دن رات اور دوسرے دن تک جنگ جاري رهی • اہل قرطبه محمد مہدي کي طرف هوگئے • بربرون کو ہزیمت هوئی • ہشام بن سلیمان گرفتار هوکر مہدي کے سامنے پیش هوئے ' اور اس کے حکم سے اُن کي گردن ماردي گئي • اہل بربرے بالاتفاق سلیمان بن الحکم بن سلیمان بن عبد الرحمان الناصر یعني ہشام القائم مذکور کے بهتیجے کو اپنا بادشاہ بنالیا • وہ اہل بربر کو اپنے همراہ لے کر سرحد پر گیا ' اور وهان سے عیسائیون کو بهي ساتھ لے کر قرطبه کے دروازے پر پہنچا • اہل قرطبه مقابلے کے لئے نکلے ' اور قلیل عرصے ہي مین اہل قرطبه کے بیس ہزار سے کچھ زائد آدمي اُس پہاڑ پر مارے گئے ' جو کرہ قنطش کہلاتا ہي • یه واقعه مشهور ہی • اِس مین بڑے بڑے آدمي ' فقہاء ' ائمۂ مساجد ' مؤذن ' اور بہت سے اور آدمی کام آئے • محمد بن ہشام مہدي چند روز روپوش رهنے کے بعد طلیطله چلا گیا • طرطوشه سے لے کر اشبونه تک کا تمام علاقه اُس کا مطیع و منقاد رہا اور اُس کي بادشاہت کو تسلیم کرتا رہا • اُسنے بهي اہل فرنگ سے مدد لی اور اُن کو لے کر قرطبه پہنچا ' جہان سلیمان بن الحکم اہل بربر کو همراہ لے کر باہر نکلا اور اُس مقام پر جنگ هوئي ' جو دار البقر کہلاتا ہي اور قرطبه سے تقریباً دس میل پر واقع ہي • سلیمان اور اہل بربر کو ہزیمت هوئي ' اور مہدي قرطبه پر مستولي هوگیا • پھر چند ایام کے بعد وہ تمام اہل بربر کے خلاف جنگ آوري کے لئے بر آمد هوا ' کیونکه اُن لوگون نے جزیرہ مین تباہي و بربادي پهیلا رکھي تهي • ایک مقام معروف به وادي اُرہ مین فریقین کا مقابله هوا • محمد بن ہشام مہدي ہزیمت کهاکر قرطبه کو واپس چلا گیا • وهان اُسے غلامون نے واضح صقلبي کے ساتھ مل کر جا دبوچا اور قتل کردیا • پھر اُنہون نے ہشام المؤید کو دوبارہ تخت پر بٹھا دیا ' جیسا که

ذکر ہو چکا ہي ۔ اس طرح مہدي کي مدت ولایت تخت نشین ہونے سے قتل ہونے تک دس ماہ کي ہوئي ' جن مین وہ چھ ماہ بھي شامل ہین کہ جس عرصے مین سلیمان قرطبہ پر قابض رہے اور وہ سرحد پر ۔ اُس نے کوئی اولاد نہین چھوڑي *

ولایت سلیمان بن الحکم بن سلیمان بن عبد الرحمان الناصر الملقب بہ المستعین باللہ

سلیمان بن الحکم بروز جمعہ ٦ شوال سنہ ۳۹۹ تخت نشین ہوئے ' اور اپنا لقب المستعین باللہ مقرر کیا ۔ پھر ' جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہین ' وہ ربیع الاول سنہ ۴۰۰ مین قرطبہ مین داخل ہوئے ' اور وہان پہنچ کر اُنہون نے اپنے لقب " المستعین باللہ " پر " الظافر بحول اللہ " کے لقب کا اضافہ کیا ۔ سنہ مذکور کے شوال مین وہ وہان سے روانہ ہوئے ' اور بربریون کو ہمراہ لئے ہوے تمام اندلس مین فساد مچاتے ' لوٹ مار کرتے ' اور شہرون اور قصبون کو تلوار سے برباد کرتے اور غارتگري کرتے پھرے ۔ اہل بربر مین سے کوئي شخص ' عام اس سے کہ وہ بچہ ہو یا بڑھا یا عورت ' ایسا باقي نہ بچا تھا جو اُنکے ہمراہ نہ ہو ۔ بالاخر شوال سنہ ۴۰۳ کے آغاز مین وہ قرطبہ مین داخل ہوئے ۔ سلیمان کي فوج مین دو بھائي تھے ' جو حضرت امام حسن بن علي بن ابي طالب (رضي اللہ عنہم) کي اولاد مین سے تھے ۔ بڑے کا نام قاسم تھا اور چھوٹے کا علي ۔ وہ دونون حمود بن میمون بن احمد بن علي ابن عبید اللہ بن عمر بن ادریس بن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن بن علي بن ابي طالب رضي اللہ عنہم کے بیٹے تھے ۔ سلیمان نے اُن دونون کو تمام اہل مغرب کا سپہ سالار بنا رکھا تھا ۔ بعد ازان چھوٹے بھائي علي کو شہرہاے سبتہ و طنجہ کا والي بنایا اور قاسم کو جزیرۂ خضراء اور اُس علاقے کي ولایت سپرد کي جو زقاق کہلاتا ہي ۔ اُس مقام پر دریا کا پاٹ بارہ میل کا ہي ۔ اس کے

متعلق ہم پہلے کہہ آئے ہیں ۔ جب بربري سلیمان کے ساتھ قرطبہ میں داخل ہوئے تو غلام سب الگ ہو گئے ۔ اُنہوں نے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کرلیا اور قلعہ نشین ہو بیٹھے ۔ اب علي بن حمود کو ولایت اندلس کی طمع ہوئي ۔ لہذا اُنہوں نے اُن سب کو لکھا کہ ہشام بن الحکم نے اپنے محاصرۂ قرطبہ کے دوران میں اُن کو تحریراً اپنا ولي عہد مقرر کیا تھا ۔ سب نے اُس کو منظور کرلیا ' اور اُن سے بیعت کرلي ۔ پھر علي نے سبتہ سے مالقہ کي طرف کوچ کیا ' جہاں عامر بن فتوح فائقي ' غلام فائق ' غلام الحکم المستنصر حکمران تھا ۔ اُس نے بھي اُن کي ولایت عہد کو تسلیم کرلیا اور شہر مالقہ میں داخل کرلیا ۔ علي بن حمود نے مالقہ پر قبضہ جماکر عامر بن فتوح کو وہاں سے نکال باہر کیا ' اور اپنے بربري ہمراہیوں اور غلاموں کو لے کر قرطبہ پر فوج کشي کي ۔ اُدھر سے محمد بن سلیمان بربري فوج کو لیکر مقابل ہوئے ' مگر ہزیمت اُٹھائي ۔ علي بن حمود قرطبہ نے میں داخل ہوکر سنہ ۴۰۷ کے ماہ محرم کے اختتام سے نو دن قبل یکشنبہ کے دن اپنے ہاتھ سے نہایت بیرحمي کے ساتھ سلیمان بن الحکم کي گردن ماردي ۔ اُسی دن اُن کے والد الحکم بن سلیمان بن الناصر کو بھي قتل کردیا ' جو بہت بوڑھے آدمي تھے اور اُس وقت اُن کی عمر ۷۲ سال کي تھی ۔ سلیمان کي مدت ولایت دخول قرطبہ سے وقت قتل تک تین سال ' تین ماہ اور چند ایام کي ہوئي ۔ اس سے پہلے بھي (جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں) وہ چھ ماہ تک قرطبہ پر قابض رہ چکے تھے ' اور جب سے بربریوں نے اُن کا ساتھ دیا تھا اُس وقت سے قتل ہونے تک کي مدت سات برس اور تین ماہ کي ہوئي *

اُس وقت دولت بنو اُمیہ کا انقطاع ہوگیا ۔ تمام ممالک اندلس میں کسي منبر پر اُن کا نام نہیں لیا جاتا تھا ۔ لیکن اس کے بعد ایک مرتبہ پھر اُن کا دور آیا ' جس کا ہم انشاء اللہ آگے چل کر ذکر کرینگے ۔

سلیمان کي والدہ أم ولد ظبیہ نامي تهین • اُن کي پیدایش سنہ ۳٥٤ مین هوئي • اولاد مین سے اپنے ولي عهد محمد کو جهوڑا، جنهون نے کوئي اولاد نهین جهوڑي • اِن کے علاوہ ولید اوْر مسلمہ بهي اُن کے بیٹے تهے • سلیمان ادیب اوْر شاعر تهے • حمیدي کا بیان هی کہ "مجهہ سے ابو محمد علي بن احمد نے کها کہ اُن سے شاعر اسماعیل بن اسحاق المنادي کي اولاد مین سے ایک شخص نے (جو ابو جعفر احمد بن سعید بن دحّ کا کاتب تها) بیان کیا کہ اُس سے ابو جعفر نے کها کہ اُس کو خُود امیر المؤمنین سلیمان الظافر نے اوْر پهر خُود ابو محمد کو قاسم بن محمد مروانی نے امیر المؤمنین سلیمان الظافر سے سنکر سلیمان کے یہہ اشعار سنائے :—

۱ عجباً یهاب اللیث حد سناني و اهاب لحظ فواتر الاجفان

و اقارع الاهوال لا متهیّبا منها سوي الاعراض والهجران

۱ ترجمہ :— تعجب هی کہ شیر میرے نیزے کی نوک سے ڈرتا هی، حالانکہ مین خواب آلودہ آنکهون والیون سے ڈرتا هون . مین تمام هولناک اُمور و اشیاء کا مقابلہ کرتا هون اور نهین ڈرتا : مگر محبوبون کی روگردانی اور هجران سے ڈرتا هون . میرا نفس تین پر قابض هی • جو لعبت کی مانند هین، شگفتہ رو اور نازک بدن هین :

جو ایسے ستارون کی مثل هین جو دودهائی رنگ پر سے شاخون کے درمیان مین سے تاریکی مین کواکب کی طرح ضیاپاش هین

یہ هلال هی، وہ ایسے حسن مین مشتری زادہ هی، اور یہ درخت بان کی (نازک) شاخ کی همشیر هی .

مین نے اُن کی فراموشی اور بے غمی کے متعلق هوائی کے پاس محاکمہ کیا تو اُس نے بهی سلطان پر غلبہ کا فیصلہ دیا . اُن کے لئے میرے قلب کی جائداد مباح کردی گئی، اور اُنهون نے مجهے میری عزت شاهانہ کے ساتهہ ایک اسیر و گرفتار کی طرح پهرایا .

اس بات پر ملامت نہ کرو کہ ایک بادشاہ نے اپنے آپ کو محبت کے لئے خوار و ذلیل کردیا هی ؛ کیونکہ ذلت عشق بهی عزت هی اور ایک اور طرح کی بادشاهت هی .

مجهے اس امر سے کوئی ضرر نهین پهنچتا کہ مین اُن محبوبون کا غلام عشق هون : گو کہ اثنائی زمانہ اور وہ خود میرے غلام هین .

اگر مین اُن کا گرویدہ هوکر بهی اُن هی کے متعلق شاہ عشق کی اطاعت نہ کرون تو مین مروان کی نسل سے نهین .

جب کوئی شریف النفس آدمی عاشق هو جاتا هی تو اپنے محبوب کو حادثات عسرت اور فراموشی سے مامون کر دیتا هی .

اور جب اهل محبت محبت مین ایک دوسرے سے مقابلہ و مجارات کرتے هین تو محبت شوق و امن مین رهتی هی . (مترجم)

وتملكت نفسي ثلاث كالدما | زهر الوجوه نواعم الابدان
ككواكب الظلماء لحن لناظر | من فوق اغصان علي كثبان
هذي الهلال و تلك بنت المشتري | حسنا و هذي اخت غصن البان
حاكمت فيهن السلو الي الصبي | فقضي بسلطان علي سلطان
فابحن من قلبي الحمي وتنيننني | في عز ملكي كالاسير العاني
لا تعذلوا ملكا تذلل للهوي | ذل الهوي عز و ملك ثان
ما ضر اني عبد هن صبابة | و بنو الزمان و هن من عبدان
ان لم اطع فيهن سلطان الهوي | كلفا بهن فلست من مروان
و اذا الكريم احب امن الفه | خطب القلي و حوادث السلوان
و اذا تجاري في الهوي اهل الهوي | عاش الهوي الهوي في غبطة و امان

المستعين بالله نے یه اشعار عباس بن احنف کی ابیات کے مقابلے میں لکھے ہیں، جو عباس نے ہارون الرشید کي زبان سے ادا کئے ہیں اور ہارون ہي کي طرف منسوب بھي کردئے ہیں ۔ عباس کي ابیات یه ہیں :—

١ ملك الثلاث الانسات عناني | و حللن من قلبي بكل مكان
مالي تطاوعني البرية كلها | و اطيعهن و هن في عصياني
ما ذاك الا ان سلطان الهوي | و به قوين اعز من سلطاني

حمیدي نے جس ابو محمد سے یہہ اشعار نقل کئے ہیں وہ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صلح بن خلف بن معدان ابن سفیان بن یزید فارسي مولائي یزید بن ابي سفیان بن حرب

١ ترجمة :— مجھ کو تین دختران خوش نفس کی ملکیت نے تکلیف میں ڈال رکھا ہی، جو میرے دل کے ہر ہر گوشے میں پیری ہوی ہیں ۔

میرا بھی عجیب حال ہی کہ تمام دنیا تو میری اطاعت کرتی ہی، مگر میں خود اُن محبوبوں کا مطیع ہوں : حالانکہ وہ میری نا فرمانی کرتی ہیں ۔

اس کی وجہ صرف یہ ہی کہ بادشاہت عشق — اور اُسی کے بل پر وہ قوی بنی ہوي ہیں — میری بادشاہت سے زیادہ زبردست ہي ۔ (مترجم)

ابن أمیه بن عبد شمس بن عبد مناف قرشي ہین • أن کا یه نسب مجھے أنہین کی ایک تصنیف پر لکھا ھوا ملا • أن کے قریبی آباء کی اصل اقلیم لبله واقع غرب اندلس کے ایک قریه سے ہي • وہ اور أن کے والد دونون قرطبه مین رھتے تھے • موخر الذکر منصور محمد بن ابی عامر اور أن کے بیٹے مظفر کے وزراء مین تھے ' اور دونون کی دولتون کے وھی مدبر بھي تھے • أن کے بیٹے ابو محمد فقیه ' عبد الرحمان بن ہشام بن عبد الجبار الناصر الملقب به المستظهر بالله برادر مهدي کے وزیر تھے • پھر أنہون نے از خود وزارت چھوڑکر حصول علوم آثار و سنن شروع کردیا ' اور أس مین وہ قابلیت پیدا کی که أن سے پہلے کسي اهل اندلس نے پیدا نه کي تھي • وہ ایک زمانه تک امام ابو عبد الله شافعي رحمه الله کے مذهب پر چلتے رھے ' پھر اهل ظاهر کے ہم خیال ھو گئے • أس مین أنہون نے اس قدر مبالغه کیا که بالاخر وہ علي ابو سلیمان داؤد طاهري کے طرف دار ھو گئے • أن کی بہت سی تصانیف اصول و فروع فقه پر ہین ' جو جلیلة القدر اور شریفة المقصد ہین : اور أن مین أنہون نے تمام مسائل أسي مذہب و مسلک کے موافق نکالے ہین جس وہ خود کاربند تھے ' یعني داؤد بن علی بن خلف اصبہاني ظاهري کا اور أن اهل ظاهر کا مذہب ' جو داؤد کے ہم خیال اور قیاس و تعلیل کے نافي تھے • مجھے ایک سے زائد علماء سے معلوم ھوا ہي که علوم فقه ' حدیث ' اصول ' نحل و ملل ' تاریخ ' نسب ' ادب اور اپنے مخالفین کے رد مین ابو محمد بن علي کي تصانیف کي تعداد تقریباً چار سو (۴۰۰) مجلدات ہي ' جو تقریباً اسي (۸۰) ہزار اوراق پر مشتمل ہین • جہان تک ہمین معلوم ہي ابو جعفر محمد ابن جریر طبريِ کے سواء جتنے لوگ مدت اسلام مین ھو گزرے ہین کسي مین یه بات نه تھي • طبري مسلمانون مین سب سے زیادہ صاحب تصنیف آدمي تھے • ابو محمد بن عبد الله بن محمد بن جعفر فرغاني نے طبري کي بڑي تاریخ

دیکھي ہي ۔ اُنہون نے اپني کتاب معروف بہ " الصلہ " مین لکھا ہي کہ ابو جعفر طبري کے جند شاگردون نے اُن کے سن بلوغ سے اُن کي (سنہ ٣١٠ مین جھیاسي سال کی عمر مین) وفات تک کے ایام کا حساب لگاکر اُنکي تمام تصانیف کے اوراق کي تعداد کو اُس پر تقسیم کیا تو معلوم ہوا کہ اس عرصے مین ہر روز کے لئے چودہ (١٤) اوراق پڑتے ہین ۔ یہہ بات کسي کو صرف جناب باري تعالی کے لطف و کرم اور اُسکي حُسن تائید ہي سے نصیب ہوسکتي ہي ۔ طبري کے بعد ابومحمد ابن حزم کو علوم نحو و لغت مین بہترین و وافرترین حصہ ملا ہي : بلکہ اُن کو قرض شعر اور فن خطابت مین بھي بہت کچھہ دخل تھا ۔

اُن کے چند اشعار یہ ہین :—

١ هل الدهر الا ما عرفنا وادركنا	فجائعه تبقي و لذاته تفنا
اذا امكنت فيه مسرة ساعة	تولت كمر الطرف واستخلفت حزنا
الى تبعات في المعاد و موقف	نود لديه اننا لم نكن كنا
حصلنا على هم و اثم و حسرة	و فات الذي كنا نقر به عينا
حنين لما ولي و شغل بما اتي	و غم لما يرجي فعيشك لا يهنا
كان الذي كنا نسر بكونه	اذا حققته النفس لفظ بلا معنا

١ ترجمہ :- زمانہ آخر اُسی چیز کا نام ھی جس سے ھم آشنا ھین اور جس کا ھمکو ادراک ھی : اُس کی تکالیف باقی رہ جاتی ھین اور لذات فنا ھو جاتی ھین ۔

اگر اُس مین کبھی ذرا سی دیر کے لئے مسرت حاصل بھی ھوتی ھی تو وہ ایک چشم زدن مین ختم ھو جاتی ھی اور اپنے پیچھے حزن و غم کو چھوڑ جاتی ھی ،

اور انجام کار وہ ھمین معاد و موقف مین ایسے انجام ھائی بد کی طرف لے جاتی ھی کہ ھم اُس وقت یہ چاھنے لگتے ھین کہ کاش ھم نہ ھوتے ۔

ھم کو فکر و غم اور گناہ و حسرت تو نصیب ھوگئے ، مگر وہ چیز فوت ھوگئی جو ھماری آنکھون کی ٹھنڈک کا باعث تھی ۔

جب تو گم شدہ کے لئے روتا ھو ، آئندہ کے خیال مین محو ھو اور اپنی فوت شدہ اُمید پر مغموم ھو تو تیری زندگی اچھی نہین رھتی ۔ گویا کہ وہ چیز جس کے وجود سے ھم خوش ھوا کرتے تھے ، تحقیق کرنے پر معلوم ھوا کہ ، صرف ایک لفظ بے معنی تھا ۔ (مترجم)

اُن کے ایک اوٗر طویل قصیدے کے چند اشعار یہ ہیں :—

١ انا الشمس في جو العلوم منيرة　　و لكن عيبي ان مطلعي الغربُ
ولو انني من جانب الشرق طالع　　لجد علي ما ضاع ذكري النهب
ولي نحو اكناف العراق صبابة　　ولا غرو ان ليستو حش الكلف الصب
فان يُنزِل الرحمان رحلي بينهم　　فحينئذ يبدو التاسف والكرب
فكم قائل اغفلتهٗ وهو حاضر　　و اطلب ماعنه تجيىء به الكتب
هنالك يَدرِي ان للعبد قصة　　و ان كساد العلم آفتهُ القرب

اسي قصیدے مین اپني خود ستائي کے لئے اسطرح اعتذار کرتے ہین .—

٢ ولكن لي في يوسف خير اسوة　　وليس علي من بالنبي ائتسي ذنب
يقول و قال الحق والصدق اِنني　　حفيظ عليم ما علي صادق عتب

اُن کے برگزیدہ اشعار مین سے یہ ہین :—

٣ لا يشمتن حاسدي ان نكبة عرضت　　فالدهر ليس علي حال بمتّرك
ذو الفضل كالتبر طورا تحت ميقعة　　و تارة في ذري تاج علي ملك

---

١ ترجمة :— مین آفتاب ہون کہ آسمان علوم مین چمک رہا ہون . مجھہ مین صرف یہ نقص ہی کہ مغرب سے طلوع ہوتا ہون . اگر مبن مشرق کی طرف سے نکلتا ہوتا تو نہب و غنیمت میرے گم شدہ ذکر مین بہت ساعی ہوتی .

مجھے اکناف و اطراف عراق سے عشق ہی . پھر کیا تعجب ہی کہ ایک عاشق پریشان اُس سے متوحش ہو !

اگر خدائی رحمان میرے قافلے کو اُن مین نازل فرمائے ، تو وہ اُس وقت تاسف و کرب کو ظاہر کریگا .

بہت سے گفتگو کرنے والے ہین کہ با وجود اُن کی حاضری کے مبن اُن سے غافل ہو گیا ہون اور اُن کے متعلق خطوط جو بیان کرتے ہین اُسے طلب کرتا ہون .

تب معلوم ہوتا ہی کہ اِس غلام کا بھی ایکھ قصہ ہی ، اور یہ کہ کساد علم کے لئے قرب بھی ایکھ آفت ہی . (مترجم)

٢ ترجمة :— مگر میرے لئے یوسف علیہ السلام مین ایکھ عمدہ نمونہ ہی ; اور کوئی شخص انبیاء کی برابری کرے تو گناہ نہین ہی . اُس کا قول ہی ، اور صحیح ہی ، کہ حفیظ و علیم ہون . سچے آدمی پر عتاب نہین ہو سکتا . (مترجم)

٣ ترجمة :— اگر مجھہ پر کوئی مصیبت پڑے تو حاسدون کو خوش نہ ہونا چاہئے ، کیونکہ زمانہ ہمیشہ ایک ہی حال پر نہین رہتا .

ایکھ صاحب فضیلت آدمی سونے کی طرح ہی ، جو کبھی سنگھ فسان کے نیچے ہوتا ہی اور کبھی کسی بادشاہ کے تاج کی چوٹی مین لگتا ہی . (مترجم)

اُن کے اشعار میں سے یہ بھي ہیں :—

۱ لئن اصبحت مرتحلا بشخصي فروحكم عندكم ابدا مقيم
ولكن للعيان لطيف معني به سال المعاينة الكليم

اُن کے نفیس ترین اشعار میں سے مجھے یہ دو اشعار یاد ہیں ' جو اُنہوں نے ایک نمام شخص کے متعلق کہے ہیں :—

۲ انم من المرءاة كل ما دري واقطع بين الناس من قُضب الهند
كانّ المنايا والزمن تعلما تحيله في القطع بين ذوي الود

ابو محمد علی بن احمد کے ہاتھ کي لکھي ہوئي تحریر سے معلوم ہوتا ہي کہ وہ چہار شنبہ کے دن ' نماز صبح کے بعد ' طلوع آفتاب سے قبل ' ماہ رمضان سنہ ۳۸۴ کي آخري تاریخ کو پیدا ہوئے تھے ؛ اور (خدا اُن پر رحم کرے) سنہ ۴۵۶ میں سلخ شعبان کو انتقال کیا *

اگرچہ نسق مضمون کے خلاف ہي اور بعض اغراض سے دور جا پڑا ہي . مگر میں نے اس شخص کے مختصر حالات اس جگہ اس لئے لکھے ہیں کہ وہ آج کل علماء اندلس میں سب سے زیادہ مشہور ہیں ' اور مجالس رؤسا میں سب سے زیادہ اُن کا ہي ذکر رہتا ہي . وجہ یہ ہي کہ اُنہوں نے مغرب میں امام مالک (رحمہ اللہ) کي مخالفت کي تھي اور علم ظاہر کو اختیار کرلیا تھا . جہاں تک مجھے معلوم ہي اُن سے پہلے کوئي شخص مشہور نہیں ہوا تھا . اُن کے اہل مذہب اور معتقد آج کل ہمارے ہاں اندلس میں بہت پھیلے ہوئے ہیں .

---

۱ ترجمہ :— اگر میں اپنے وجود کو لیکر چلا بھی جاوں ' تب بھی میری روح ہمیشہ تمہارے پاس ہی مقیم رہتی ہی .
مگر رو بہ رو دیکھنے میں ایک معنی لطیف پوشیدہ ہوتا ہی ؛ اور اسی وجہ سے حضرت کلیم (علیہ السلام) نے رو بہ رو دیدار کرانے کا سوال کیا تھا . (مترجم)

۲ ترجمہ :— اُس شخص کو جو کچھہ معلوم ہوتا ہی ' اس میں وہ آئینہ سے بھی زیادہ چغل خور ہی . وہ ہندی تلواروں سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھہ لوگوں میں جدائی ڈالتا ہی .
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مدت اور زمانے نے اہل مودت و محبت کو ایک دوسرے سے جدا کردینا اُسی سے سیکھا ہی . (مترجم)

ولايت علي بن حمود الناصر

اس کے بعد، جیسا کہ ہم کہہ آئے ہیں، علي بن حمود تخت خلافت پر متمکن هوئے؛ اوٗر اپنا لقب "الناصر" رکھا۔ پھر اُن کے غلامون نے، جو اُن سے بیعت کرچکے تھے، اُن کي مخالفت کي اوٗر عبد الرحمان بن محمد بن عبد الملک بن عبد الرحمان الناصر کو اپنا سر کردہ مقرر کیا اوٗر اُس کا لقب "مرتضي" رکھا۔ وہ لوگ عبد الرحمان کو لیکر اغرناطہ تک گئے۔ یہ شہر اُن شہرون مین سے تھا جن پر اهل بربر قابض هوگئے تھے۔ آخرکار یہ غلام اُس کي سخت گیري اوٗر درشت مزاجي کو دیکھہ کر اُنھین اپنا سردار بنانے سے بہت پچھتائے اوٗر اُس کے تمکن اوٗر اقتدار سے خائف هوکر اُسے وهین چھوڑکے چل دئے، اوٗر ایک شخص کو مقرر کرکے خفیہ طور پر اُسے قتل کروا دیا۔ اوٗر یہ سب معاملہ چھپا ہي رہ گیا *

علي بن حمود قرطبہ پر دو ماہ کم دو سال حکمران رہے۔ بالآخر اُن ہي کے صقالبہ نے سنہ ۴۰۸ مین ایک حمام مین قتل کردیا۔ اولاد نرینہ مین سے اُن کے دو بیٹے یحیي اوٗر ادریس تھے *

ولايت قاسم بن حمود المامون

اُن کے بعد اُن کے بھائي قاسم بن حمود تخت پر بیٹھے، جو اُن سے عمر مین دس سال بڑے تھے۔ وہ رعیت پرور تھے: لوگون کو اُن کي وجہ سے امن نصیب هوا *

کہا جاتا ہي کہ وہ شیعہ هوگئے تھے: مگر اُن سے کبھي ایسا ظاہر نہین هوا۔ نہ اُنھون نے لوگون کے ساتھہ برتاوٗ کرنے مین اپني عادت بدلي نہ مذہب۔ بلکہ یہي حال اُن تمام لوگون کا رہا جو اندلس کے بادشاہ هوے اوٗر ان (شیعون) مین سے تھے *

سنه ۴۱۲ کے ماہ ربیع الاول تک اُن کا یہي حال رہا۔ پھر مالقه مین اُن کا بھتیجا یحیٰی بن علی بن حمود اُن کے بر خلاف اُتھ کھڑا ہوا۔ قاسم بغیر جنگ کئے قرطبه سے بھاگ کر اشبیلیه چلے گئے۔ اُنکا بھتیجا لشکر لے کر چڑھ دوڑا' اوٗر قرطبه مین بلا قتال کئے داخل ہوگیا؛ اپنے آپ کو خلیفه کہلایا اوٗر "المعتلي" لقب اختیار کیا۔ کچھ عرصه یہي حالت رہنے کے بعد قاسم کی حالت درست ہوگئي اوٗر اُنہون نے اہل بربر کو بھی اپنی طرف مائل کرلیا۔ پھر اُنہون نے قرطبه پر فوج کشي کي اوٗر سنه ۴۱۳ مین اُس مین داخل ہوگئے۔ یحیٰی بن علي مالقه کي طرف بھاگ گیے۔ قاسم چند ماہ قرطبه مین رہے' اوٗر اُن کا کام بگڑ گیا۔ اُنکا بھتیجا یحیی شہر جزیرۂ خضراء پر قابض ہوگیا' جو مقام قاسم کا جاءِ پناہ تھا اوٗر وہین اُن کي زوجه اوٗر ذخائر بھي رہتے تھے۔ اُن کا دوسرا بھتیجا' ادریس بن علي صاحب سبته' طنجه پر قابض ہوگیا' جو قاسم کے ساز و سامان رکھنے کا مقام تھا۔ جب کبھي اُن کو اندلس مین خطرہ پیش آتا تھا تو وہ اُسي کي طرف رخ کرتے تھے۔ اہل قرطبه کي ایک جماعت اُن کے بر خلاف ہوگئي۔ اُنہون نے شہر کے دروازے بند کرلئے' اوٗر قریب پچاس دن کے محاصرہ رہا۔ جمعه کي نماز بھي شہر کے باہر ایک مسجد مین ہوئي' جو مسجد ابن ابی عثمان کہلاتي تھی اوٗر جس کے آثار آج تک باقي ہین۔ پھر اہل قرطبه نے اہل بربر پر حمله کیا۔ اُنہون نے قاسم کی طرف سے ہمت ہار دي اوٗر سنه ۴۱۴ کے ماہ شعبان مین تمام مضافات شہر سے نکل گئے۔ اہل بربر کي ہر ایک جماعت اُسی شہر مین چلي گئی جس پر وہ قابض تھي۔ قاسم نے اشبیلیه کا قصد کیا' جہان اُن کے دو بیٹے محمد اوٗر حسن تھے۔ اہل اشبیلیه نے اُن کا قرطبه سے روانه ہوکر اپني طرف آنا معلوم کرکے اُن کے دونون بیٹون اوٗر اُن کے بربري ہمراہیون کو وہان سے خارج کردیا۔ پھر شہر پر قبضه جماکر شہر کے تین بڑے بڑے آدمیون کو اپنا حاکم بنالیا'

جن مین سے ایک قاضي ابو القاسم محمد بن اسماعیل ابن عباد لخمي تھے ' دوسرے محمد بن یریم الهاني اؤر تیسرے محمد بن حسن زبیدي تھے • چند روز اُنھون نے مشترکا شہر پر حکومت اؤر اُس کي تدبیر و انتظام مین بسر کئے • پھر قاضي ابو القاسم محمد بن اسماعیل بن عباد خود به خود تمام امر و تدبیر پر قابض ھو گئے ' اؤر باقي دونون معمولي آدمیون مین شامل ھو گئے *

قاسم شریش چلے گئے • بربرون نے بالاتفاق اُن کے بھتیجے یحیی کو اپنا امیر بنا لیا اؤر قاسم پر حمله کرنے چلے • وھان پھنچ کر اُن کا محاصرہ کرلیا • آخر وہ اپنے بھتیجے کے قبضهٔ قدرت مین آ گئے • یحیی تو بربر کے بادشاہ ھوگئے ' مگر قاسم اُن کي قید مین رھے • بعد مین وہ انکے بھائي ادریس کي قید مین بھي رھے ' اؤر اُسي حالت مین انتقال کیا • اُن کو سنه ۴۳۱ مین گلا گھونٹ کر مار ڈالا گیا ؛ اؤر اُن کي نعش کو اُن کے بیٹے محمد بن قاسم کے پاس جزیرہ مین بھیج دیا گیا • اُن کے بیٹے نے ان کو وھین دفن کر دیا *

قاسم کي ولایت ' جس وقت سے اُن کو قرطبه مین خلیفه تسلیم کیا گیا اُس وقت تک که وہ اپنے بھتیجے کے ھاتھ مین گرفتار ھوے ' چھ سال رھي • وہ سوله سال تک اپنے بھتیجے یحیی اؤر ادریس کے پاس سنه ۴۳۱ مین قتل ھونے کے وقت تک قید رھے ' جس وقت اُن کي عمر آسي (۸۰) سال کي تھي *

اُنھون نے دو بیٹے محمد اؤر حسن چھوڑے ' جن کي والدہ کا نام امیرہ بنت حسن بن قنّون بن ابراھیم بن محمد بن قاسم بن ادریس بن عبد الله بن حسن بن حسن بن علي بن ابي طالب تھا *

ولایت یحیی بن علي المعتلي

اُن کی کنیت کے بارے میں اختلاف ہے: کوئي ابو القاسم بتاتا ہے اوٗر کوئي ابو محمد ۔ اُن کی والدہ کا نام لبونہ بنت محمد بن حسن بن قاسم المعروف بہ قنّون بن ابراہیم بن محمد بن قاسم بن ادریس بن ادریس بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علي بن ابي طالب تھا ۔ حسن بن قنون شاہان حسني میں سے ایک زبردست بادشاہ تھا، اوٗر اُن کے شہرۂ آفاق شجیع، سرکش اوٗر سخت گیر افراد میں سے تھا *

جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہین یحیی سنہ ۴۱۳ مین بمقام قرطبہ خلیفہ ہوئے ۔ پھر حسب ذکر سابق وہ وہان سے سنہ ۴۱۴ مین مالقہ کي طرف بھاگ دئے ۔ سنہ ۴۱۶ مین مفسدین کا ارادہ ہوا کہ اُن کي سلطنت کو دوبارہ قرطبہ مین قائم کیا جائے ۔ اس اُمید مین وہ کامیاب تو ضرور ہوئے، مگر اُنہون نے اپنے اختیار سے ہي قرطبہ مین داخل ہونے سے تامل کیا اوٗر اپني طرف سے عبد الرحمان ابن عطاف یفرنی کو وہان قائم مقام کر دیا ۔ سنہ ۴۱۷ تک یہي کیفیت جاري رہي ۔ پھر اُن کي سلطنت کا قرطبہ مین خاتمہ ہوگیا: وہ فوج کے ہمراہ اِدھر اُدھر مارے پھرتے رہے، تا آنکہ اہل بربر نے پھر اُن کي اطاعت قبول کي اوٗر بہت سے قلعے اوٗر شہر اُن کے سپرد کر دئے ۔ قرمونہ مین اُن کي طاقت بڑھ گئي، اوٗر اس طمع سے کہ اشبیلیہ پر قبضہ حاصل ہو جائے اُنہون نے وہان کا محاصرہ کرلیا ۔ ایک روز وہ حالت سکر مین اشبیلیہ کی جانب سے آتے ہوئے سوارون کے مقابلے کے لئے نکلے ۔ اُن لوگون نے وہان کمین گاہ بنا رکھي تھي: اُنہون نے اُن کو پکڑ کر فوراً قتل کر دیا ۔ یہ واقعہ روز یکشنبہ ہفتم محرم سنہ ۴۲۷ کا ہے *

اُن کے دو بیٹے حسن اوٗر ادریس باقي رہے، اوٗر دونون اُم ولد عورتون کے بطنون سے تھے *

ولایت عبد الرحمان بن هشام المستظهر

جیسا که هم ذکر کرچکے ہین، جب قرطبه مین اہل بربر کو قاسم کے ساتھ شکست هوئي، تو اہل قرطبه کي متفقه راے یه هوئي که بنو أمیه ہي مین سے کسی کو پھر بادشاه بنایا جائے. چنانچه اہل قرطبه نے بنو أمیه مین سے تین اشخاص کا انتخاب کیا :—

اوّل، عبد الرحمان بن ہشام بن عبد الجبار بن عبد الرحمان الناصر، جو أس مہدي کے بھائی تھے جس کا ذکر هو چکا ہی؛

دوم، سلیمان بن مرتضی مذکور؛

سوم، محمد بن عبد الرحمان بن ہشام بن سلیمان جنہون نے مہدي بن الناصر کے خلاف بغاوت کی تھی.

ان مین سے عبد الرحمان بن ہشام بن عبد الجبار کو بادشاہت دینے کا فیصله هوا، اوْر ۱۳ رمضان سنه ۴۱۴ کو أن سے بیعت کي گئي، جب که أن کی عمر بائیس (۲۲) سال کی تھی. أنہون نے اپنا لقب المستظہر رکھا. أن کی پیدائش ماه ذي قعده سنه ۳۹۲ کي تھي، ابو المطرف کنیت تھي، اوْر والده کا نام غادت تھا جو أم ولد تھین. ابو عبد الرحمان محمد بن عبد الرحمان بن عبید الله بن عبد الرحمان الناصر اراذل عوام کے ایک طائفه کے ساتھ أن کے برخلاف أٹھ کھڑے هوے. نتیجه یه هوا که عبد الرحمان بن ہشام سنه ۴۱۴ مین ماه ذي قعده کے اختتام سے تین دن قبل قتل هوئے *

أن کی اولاد مین سے کوئی بھي باقي نہین بچا. وه نہایت ادیب و بلیغ اوْر به غایت درجه فہیم و رقیق النفس آدمي تھے. یه ابو محمد علي بن احمد کا قول ہي، جو أن سے بخوبي واقف تھے: کیونکه وه أن کي وزارت پر فائز تھے. وزیر ابو عامر احمد بن عبد الملک بن شُہَید کا بیان ہي که المستظہر شاعر تھے اوْر نہایت نفیس شعر کہتے تھے. چنانچه وه اپني خواہر عم زاد کے متعلق کہتے ہین که :—

۱ "حمامةُ بنتِ العَبَشَمسين رفرفتْ | فطرتْ اليها من سَراتهم صقرا
تعلّ الثريا آن تكون لها بدا | ويرجو الصباح ان يكون لها نحرا
و اني لطعّان اذا الخيل اقبلت | جوانبها حتى ترى جونها شقرا
و مُكرِم ضيفي حين ينزل ساحتي | و جاعِل وفري عند سائله وُفرا"

یہ اصل میں ایک طویل قصیدہ ہے، جو اُنہوں نے اُس وقت کہا تھا جب اُنہوں نے اپنی خواہر عم زاد اُم الحکم بنت سلیمان المستعین سے نکاح کرنا چاہا تھا۔ ابو عامر کا قول ہے کہ "وہ اپنے اشعار و رسائل میں متہم تھے ۲۔ آخر جب ایک مرتبہ یعلی بن ابی زید اُن کے پس آئے تو اُنہوں نے چند اشعار اُن کے سامنے فی البدیہہ کہے، جن کو سن کر اہل تمییز متعجب ہوئے۔ میرا تو خیر کوئی ذکر ہی نہیں کیونکہ میں اُن کو آزما چکا تھا۔ یعلی اُن کے پاس بالکل اچانک آ گئے تھے، اور جب تک کہ اُنہوں نے اُن کو اس طرح فی البدیہہ امان نہ دے دی وہ اُن کی مجلس سے نہیں اُٹھے۔ اور واللہ میرا یہ حال تھا کہ میں ڈر رہا تھا کہ مبادا وہ اشعار میں کہیں لغزش کر جائیں۔ مگر اُنہوں نے بہت عمدہ اشعار کہے۔" ابو عامر کا قول صرف اسی قدر ہے *

---

۱ ترجمہ :- بنت عبشمسین کی کبوتری اسے دروں کو پھڑپھڑاتی ہوئی نیچے اُترنے لگی، تو میں اپنے گھوڑے کی پشت سے ایک شاھین کی طرح اُس کی طرف اُڑکر گیا۔

وہ ثریا سے مدد لینا اپنے لئے باعث ذلت خیال کرتی ھے، اور صبح اس اُمید میں رھتی ھے کہ وہ اُس کا سینہ بن سکے۔

میں ایسا زبردست نیزہ زن ہوں کہ جب شہسوار آگے بڑھتے ہیں اور میں اُن کے پہلوؤں پر حملہ آور ہوتا ہوں تو اُن کے نہایت سیاہ گھوڑے بھی شوخ سرخ رنگ کے ہو جاتے ہیں۔

اور جب میرے مکان میں کوئی مہمان آ جاتا ھے تو میں اُس کی تکریم کرتا ہوں اور اُس کے سائل کو اپنا تمام مال دے دیتا ہوں۔ (مترجم)

۲ یعنی یہ کہ عام طور پر لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اُن کے اشعار و رسائل فی الاصل کسی اور شخص کے ہوتے ہیں۔ (مترجم)

ولایت محمد بن عبد الرحمان المستکفي بالله

یه محمد بن عبد الرحمان اڑتالیس (۴۸) سال اؤر چند ماه کي عمر مین تخت نشین هوئے ' کیونکه اُن کي تاریخ پیدائش سنه ۳۶۶ تهي . اُن کي کنیت ابو عبد الرحمان تهی . اُن کي والده کا نام حوراء تها جو اُم ولد تهین . اُن کے والد کو ابن ابي عامر (منصور) نے ابتداء سلطنت هشام مین قتل کردیا تها ؛ کیونکه اُنهون نے بغاوت کرنے اؤر خود بادشاه بننے کي کوشش کی تهي . محمد بن عبد الرحمان " المستکفي بالله " کے لقب سے ملقب تهے . اُن کي سلطنت صرف چهه ماه اؤر چند ایام هي رهی . وه نهایت درجه بیوقوف ' رکیک العقل اؤر سوء التدبیر آدمي تهے . اُنهون نے احمد بن خالد نام ایک جولاهے کو اپنا وزیر بنایا ' اؤر وُهي اُن کا مدبر اُمور اؤر مدبر دولت تها . جس سلطنت کا مدبر ایک جولاها هو اُس کي حالت آپ خود هي سمجهه سکتے هین که کیا هو سکتي هي . یه کیفیت اُس وقت تک باقي رهي که جب بادشاه نے خُلع کیا اؤر وزیر مذکور اپنے هي مکان مین قتل هوا . ایک روز عوام قرطبه اُس کے مکان مین گهس گئے ' اؤر اُسے اتنا مارا که وهین ٹهنڈا هوکر ره گیا . اُنهون نے المستکفي بالله سے خلع کرالیا ' اؤر تین دن قید رکها . نه اُن کے پاس پانی پهنچنے دیا نه دانه . پهر اُنکو قرطبه سے خارج کردیا . وه سرحد کو چلے گئے ' اؤر یحیی ابن علي فاطمي پهر بادشاه هو گئے . المستکفي بالله سرحد سے نکل کر ایک قریه شُمُنْت مین چلے گئے ' جو شهر سالم کے پاس هي . اُن کے همراه اُن کا ایک سپه سالار عبد الرحمان بن محمد بن سلیم نامي بهي تها ' جو عبد الرحمان الناصر کے مشهور سپه سالار سعید بن منذر کي اولاد مین سے تها . عبد الرحمان اُن کے ساتهه رهتے رهتے تنگ آگیا تها . ایک روز المستکفي بالله نے اپنا صبح کا کهانا مانگا تو یه سپاه سالار ایک مُرغي اُنکے پاس لے گیا جس مین بِنْش نام کي ایک بوٹي (جو بلاد اندلس اؤر

خصوصاً اُس نواح مین به کثرت پیدا هوتي هي) کا عرق ملا دیا ۔ المستکفي اُسے کهاتے هي مرگئے ۔ سپه سالارنے اُن کو غسل و کفن دیا ' اۆر نماز پڑهه کر دفن کردیا ۔ اُن کی قبر وهین هي ۔ اُنهون نے کوئي اولاد نهین چهوڑي *

اُن کے بعد یحیی بن علي فاطمی بادشاه هوئے ' اۆر اپنا حکم جاري کیا ۔ مگر وه قرطبه مین داخل نهین هوئے ؛ بلکه جیسا که هم پهلے بیان کرچکے هین قرمونه هي مین مقیم رهے اۆر تاریخ متقدم الذکر کو قتل کئے گئے *

ولایت هشام المعتد بالله

جب یحیی بن علی فاطمي کي حکومت قرطبه سے تاریخ مذکور مین منقطع هوگئي تو اهالئ قرطبه کي یه رائے هوئي که امر سلطنت و حکومت کو دوباره بنو اُمیه کے خاندان کي طرف منتقل کردیا جائے ۔ اُس امر مین اُن سب کے سرگروه اۆر اس معامله کو کامیاب بنانے کي سعي کرنے والے وزیر ابوالحزم جهوٓر بن محمد بن جهور بن عبید الله ابن محمد بن غمر بن یحیی بن عبد الغافر بن ابي عبده تهے ۔ جن لوگون کے دلون مین ریاست و حکومت کي هوس تهي اۆر قرطبه مین فتنه و فساد برپا رکهنا چاهتے تهے ' وه سب ختم هوچکے تهے ۔ جهورنے اهل ثغور مین سے اپنے هم خیال اور اُن کے هان کے غالب علي الامور اشخاص سے مراسله کرکے سب کو اس امرمین داخل کرلیا ۔ ایک مدت طویل کے بعد سب لوگ ابوبکر هشام بن محمد بن عبد الملک بن عبد الرحمان الناصر کو بادشاه بنانے پر متفق هوئے ' جو مرتضي مذکور کے بهائي تهے ۔ هشام سرحد کے ایک قلعه موسومه بُنت مین ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن قاسم کے پاس مقیم تهے ' جو ایک سپه سالار تهے اۆر اُس علاقے پر غالب هوگئے تهے *

اُن سے ماہ ربیع الاول سنہ ۴۱۸ میں بیعت کی گئي • اُنہوں نے اپنا لقب " المعتد باللہ " مقرر کیا • اُن کي پیدائش سنہ ۳۶۴ کي بھي ' اوٗر اپنے بھائي مرتضي سے جار سال بڑے تھے • جس دن اُن سے بیعت کي گئي ہي اُن کي عمر چوّن (۵۴) سال کي تھي • اُن کي والدہ اُم ولد عاتب نامي تھیں • وہ تین سال تک ایک سرحد کے علاقوں میں پھرتے رھے ؛ ایک جگہ کھیں نہیں ٹھیرے • وھاں رؤساء متغلبین کے مابین سخت فتنے اوٗر اضطراب برپا رھے • بالاخر اُن کے اُمور میں اجتماع اوٗر رائے میں اتفاق کي صورت قائم ھوئي ' اوٗر فیصلہ ھوا کہ ہشام قرطبہ جلے جائیں • چنانچہ وہ اُس طرف روانہ ھوئے اوٗر آتھویں ذي الحجہ سنہ ۴۲۰ کو قرطبہ میں داخل ھوگئے • ابھي اُنھیں وھاں قیام کئے ھوئے تھوڑا ہي سا عرصہ گزرا تھا کہ افواج نے اُن کے خلاف بغاوت کي اوٗر اُن سے خُلع کرا لیا • اس کے بعد بہت سے واقعات پیش آئے جن کي شرح طولاني ہي • منجملہ اُن کے یہ ہي کہ المعتمد باللہ اوٗر اُن کے حشم و حرم کو قصر سے حارج کردیا گیا • عورتیں برھنہ رو ' برھنہ پا نکلیں • اُن سب کو جامع مسجد میں قیدیوں کي صورت سے داخل کیا گیا • چند ایام تک وہ سب وھیں مُقیم رھے • اُن کے لئے بطور لطف و کرم کھانا پاني بھیج دیا جاتا تھا • آخرکار وہ سب وھاں سے بھي خارج کئے گئے ' اوٗر ہشام اپنے تمام ہمراہیوں کو ساتھ لے کر قرطبہ کي بندش سے آزاد ھوکر سرحد پر چلے گئے ' جھاں ادہر اُدہر پھرنے کے بعد وہ ابن ھود سے جا ملے جو شہرھاي لاردہ ' سرقسطہ ' افراغہ ' طرطوشہ اوٗر اُن کے مضافات پر قبضہ جمائے بیٹھا تھا • ہشام اُسي کے پاس رھتے تھے ؛ سنہ ۴۲۷ میں انتقال کرگئے • اُنھوں نے کوئي اولاد نہیں چھوڑي ' اوٗر وہ اندلس میں بنو اُمیہ کے آخري بادشاہ تھے *

ہشام کا سلسلۂ نسب یہ ہي :—

ہشام بن محمد بن عبد الملک بن عبد الرحمان الناصر بن محمد

ابن عبد الله بن محمد بن عبد الرحمان بن الحکم بن ہشام ابن عبد الرحمان الداخل بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان بن الحکم *

اُن کے خلع کرنے سے بنو اُمیہ کي سلطنت اور تمام اقطار اندلس میں کے منبروں پر سے اُن کا ذکر آج تک کے لئے ختم ہوگیا *

یہ ہي انتہا بنو اُمیہ کے اُن حالات کي جو ہم تک پہنچي ہیں اور جن کو ہم نے بالاختصار بیان کردیا ہي *

سلطنت بنو اُمیہ کے بعد اندلس کے حالات اور اُن اشخاص کے حالات جو ہمارے وقت یعني سنہ ٦٢١ تک وہاں بادشاہ ہوئے

جب٬ ہمارے بیان کے مطابق٬ اندلس سے بنو اُمیہ کی سلطنت منقطع ہوگئي٬ اور اُن کي اولاد میں سے کوئي بھي ایسا نہیں رہ گیا جس میں امارت کي صلاحیت یا ریاست کي لیاقت ہو٬ تو جہور بن محمد بن جہور قرطبہ میں تدبیر ملک پر مستولي ہوگئے۔ اُن کي کنیت ابوالحزم تھي۔ اُن کا نسب ہشام المعتمد کے حالات میں بیان ہوچکا ہی۔ یہ ابوالحزم زمانۂ قدیم سے رئیس چلے آتے تھے٬ شریف خاندان سے تھے٬ اور اُن کے آباء خانواد ہائي حکمیہ و عامریہ کے وزراء رہ چکے تھے۔ ابوالحزم کمال ذہانت٬ غور و فکر٬ حصافت عقل اور حُسن تدبیر کی صفات سے متصف تھے۔ اس وقت سے قبل جتنے فتنے اُٹھے٬ اُن میں وہ اپنے اسي ذہن رسا کي وجہ سے ہي شامل نہیں ہوئے: بلکہ اُن سے بچتے رہے اور پاکیزگي٬ دینداري اور عفاف و تقوي کا اظہار کرتے رہے۔ اخر جب اُن کے لئے مطلع صاف ہوگیا٬ میدان خالي ہوگیا٬ ریاست کا دعوي کرنے والا کوئی باقي نہیں رہا٬ اور ان کو فرصت و فراغت حاصل ہوگئي٬ تو اُنہوں نے سلطنت کو جا سنبھالا٬ اُسکے تمام

امور کو اپنے هاتهہ مین لے لیا اور اُس کی حمایت کی ۔ اُنهون نے اپنے اُس اظهار تقوی کی بناء پر خود کو ظاهرا رتبۂ امارت سے موسوم و منسوب نهین کیا بلکه صرف تدبیر سلطنت مین مصروف رهے اور اِس کام کو اِس خوبی سے سرانجام دیا که اُن سے پهلے کسی نے نه کیا تها ۔ وجه یه تهی که اُنهون نے اپنے آپ کو ایک خاص وضع کا پابند کرلیا اور یه ظاهر کیا که جب تک کوئی ایسا شخص نه پیدا هوجائے جس کی امارت کو سب لوگ بالاتفاق تسلیم کرلین تب تک وه اسی طرح رهینگے اور اُس کے بر سرکار آجانے پر وه امور سلطنت کو اُس کے سپرد کردینگے ۔ اُنهون نے قصر شاهی پر تمام دربانون اور کو اُسی طرح برقرار رکها جس طرح وه دوران سلطنت مین تهے ؛ مگر اپنے مکان سے اُٹهہ کر قصر شاهی مین نهین گئے ۔ اموال سلطانی جن لوگون کے هاتهہ مین تهے اُن هی کے پاس رهنے دئے ؛ مگر خود اُن پر نگران رهے ۔ تمام عوام الناس بازارون کو بهی اُنهون نے اپنی فوج مین داخل کرلیا ' اور جو راس المال اُن کے پاس تها اُس کو اُن کا روزینه مقرر کیا ۔ وه لوگ اُس کا نفع خود لے لیتے تهے مگر راس محفوظ رهتا تها ۔ اُس کے متعلق اُن سے باز پرس هوتی تهی اور وه هر وقت اُسکی حفاظت کرتے تهے ۔ اسلحه اُن کو تقسیم کردئے گئے تهے ' اور اُن کو حکم تها که وه دکانون اور گهرون مین اُن اسلحه کو رکهین ' تا که اگر رات یا دن کو کوئی دشمن اُن پر آ پڑے تو هر شخص کے هتهیار اُس کے پاس موجود هون ' خواه وه اپنے گهر سے لائے یا دکان سے *

صالحین کی عادت کے مطابق ابو الحزم جنازون کے ساتهہ جاتے تهے ' مریضون کی عیادت کرتے تهے ' اور با وجود اسکے وه بادشاهان متغلبین کی طرح تدبیر امور کرتے تهے ۔ وه امن و امان قائم رکهنے والے اور حفاظت کرنے والے تهے ۔ اُن کے زمانے مین قرطبه هر خوف زده شخص کے لئے دار الامن بنا هوا تها ۔ اُن کے انتقال کے وقت تک یهی حالت قائم رهی ' جو غرۂ ماه صفر سنه ۴۳۵ مین واقع هوا ۔ اُنهون نے اپنے حصول غلبه سے اپنی وفات تک چوده سال اور چند ماه حکومت کی *

اُن کے بعد قرطبہ پر اُنکے بیٹے ابو الولید محمد بن جہور حاکم ہوئے • سیاست اؤر حُسن تدبیر مین وہ اپنے والد کے قدم بہ قدم چلتے رہے ' اؤر اپني موت یعني سلخ شوال سنہ ۴۴۳ تک کسي بات مین کسي نوع کا خلل نہین پڑنے دیا *

ان واقعات کے بعد ایک امیرنے زمام سلطنت اپنے هاتھ مین لي ' جس کا لقب مامون ابن ذو النون تھا • وہ طلیطلہ کا حاکم تھا • اُسنے بھي قرطبہ پر چند هي روز حکومت کرنے کے بعد انتقال کیا • اس کے بعد ایک بربري نے حکومت سنبھالي ' جو ابن عُکاشہ کے نام سے مشہور تھا • میرا خیال یہ ہی کہ اُس کا اصلي نام موسی تھا • وہ حکومت کرهي رهي تھي کہ امیر الظافر بحول اللہ ابو القاسم محمد بن عباد نے اُس پر غلبہ پاکر اُسے خارج کردیا • اس کا حال هم انشاء اللہ تعالی آگے چل کر بیان کرینگے *

شہر قرطبہ کے پایۂ تخت هونے کے لحاظ سے یہ اُس کے آخري حالات هین • المعتمد کے غالب هونے کے بعد وہ اشبیلیہ کے ماتحت هوگیا *

فصل

شاهان حسني کے حالات

حسني بادشاهون کے حالات کي کیفیت یہ هی کہ جب ' جیسا کہ هم بیان کرچکے هین ' هفتم محرم سنہ ۴۲۷ کو یحیی بن علي قتل هوگئے ' تو ابو جعفر احمد بن موسي المعروف بہ ابن بقنہ اؤر ایک صقلبي خادم مسمي بہ نجا واپس آگئے • یہ دونون سلطنت حسني کے مدبر تھے • اُن دونون نے اپنے دار السلطنت مالقہ کو جاکر یحیی کے بھائي ادریس بن علي (جو اُس وقت سبتہ مین تھے اؤر طنجہ پر بھي قابض تھے کو مالقہ بلایا ' اؤر اُن سے اس شرط پر بیعت خلافت کي کہ وہ یحیی

مقتول کے بیٹے حسن کو اپنی جگہ سبتہ کا بادشاہ بنادیں • یحیی کے دونوں بیٹوں یعني ادریس اور حسن میں سے کسی نے بھی بیعت نہیں کی ' کیونکہ وہ دونوں کم عمر تھے • مختصر یہ کہ ادریس بن علی نے اُن دونوں کی شرط قبول کرلی • نجا اس حسن کو ساتھ لیکر سبتہ اور طنجہ کی طرف روانہ ہوگیا • حسن یحیی کا چھوٹا بیٹا تھا ؛ مگر عقل و رائے کے اعتبار سے دونوں میں وُهي بہتر تھا *

ادریس نے " المتائد " کا لقب اختیار کیا • سنہ ۴۳۰ یا ۴۳۱ تک ملک اسی حالت پر قائم رہا • پھر فتنہ شروع ہوا اور قاضي ابو القاسم محمد بن اسماعیل بن عباد صاحب اشبیلیہ کو ان شہروں پر قبضہ جمانے کی سوجھی • چنانچہ اُنہوں نے اپنے بیٹے اسماعیل کو ایک فوج دي اور اہل بربر کے جو قبائل اُن کے ہمراہ جانے کے لئے تیار ہوئے وہ بھی اُن کے ساتھ ہوگئے • وہ سیدھے قرمونہ پہنچے ' اور اُس کا محاصرہ کرلیا • اس کے بعد پہلے قلعہ موسوم بہ اشونہ اور قلعۂ استجہ کا رخ کیا اور اُن دونوں کو فتح کرلیا • یہ دونوں قلعے محمد بن عبد الله کے قبضے میں تھے ' جو اہل بربر کے قبیلۂ بنو برزال کے سرکردگان میں سے تھا • محمد بن عبد الله ادریس بن علي حسني اور قبائل صنہاجہ نے مدد طلب کي • اُدہر سے صاحب صنہاجہ مدد کے لئے آئے ' اِدہر سے ادریس نے اپنی فوج کے ساتھ مدد بہم پہنچائي جسکا سپہ سالار اُن کا مدبر دولت ابن بقنہ احمد بن موسي تھا • یہ سب محمد بن عبد الله کے پاس جمع ہوگئے • مگر اُن پر اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن عباد (جو اُن کے باپ قاضي ابو القاسم کي فوج کے سپہ سالار تھے) کي ہیبت طاري ہوگئي ؛ لہذا وہ سب متفرق ہوگئے اور ہر شخص اپنے اپنے شہر کو چلا گیا • جب یہ خبر اسماعیل بن محمد تک پہنچي تو اُن کي اُمید اور بھي قوي ہوگئي ' اور وہ اپنا لشکر لے کر صاحب صنہاجہ کا راستہ روکنے کے لئے روانہ ہوئے • صاحب صنہاجہ نے بہ اندازہ کیا کہ وہ ضرور اُن سے مقابلہ کرنے

پر مجبور ہونگے ' اس لئے ابن بقنہ کي طرف آدمي روانہ کئے کہ اُس کو واپس لے آئین • چونکہ ابن بقنہ کو گئے ہوئے تھوڑي ہي دیر ہوئي تھي اس لئے وہ آ پہنچا ' اور دونون فوجین مل گئین • جون ہي کہ طرفین نے ایک دوسرے کو دیکھا جنگ شروع ہوگئي • ابن عباد کي فوج کو ہزیمت ہوئي اور وہ اسماعیل کو وہین چھوڑکر بھاگ گئے • اسماعیل ہی سب سے پہلے قتل ہوئے ' اور اُنکا سر ادریس بن علي حسني کے پاس بھیج دیا گیا • ادریس کو اپنے ہلاک ہونے کا خیال ہوگیا تھا • وہ مالقہ سے اُترکر کوہ بُباشتر پر آ گئے • یہ وہي مقام تھا جہان ابن حفصون متقدم الذکر ٹھیرے تھے • ادریس وہان پہنچ کر قلعہ بند ہوگئے • سخت بیمار تو تھے ہي ' صرف دو دن زندہ رہ کر انتقال کر گئے • بیٹون مین سے ایک یحیی کو چھوڑا ' جو اُن کے بعد قتل کردئے گئے ؛ دوسرے محمد الملقب بہ مہدي ' اور تیسرے حسن الملقب بہ سامي • اُنکا سب سے بڑا بیٹا ' جس کا نام علی تھا ' اُن کي حین حیات ہي مین انتقال کرچکا تھا • اُنھون نے ایک اور بیٹا عبد اللہ بھي چھوڑا ' جس کو اُس کے چچا نے اپني تخت نشیني کے بعد خارج البلد کردیا *

یحیی بن علي مذکور نے پہلے ہي سے اپنے برادران عم زاد یعني محمد اور حسن (جو قاسم بن حمود کے بیٹے تھے) کو جزیرہ مین قید کرکے دونون پر ابو الحجاج نامی ایک اہل مغرب کو پہرہ دار مقرر کر رکھا تھا • جب اس کو یحیی کے قتل کي خبر ملي تو اُس نے جزیرہ کے تمام اہل مغرب اور اہل سودان کو جمع کیا ' اور محمد اور حسن کو قید خانے سے نکال کر کہا کہ "یہ دونون تمھارے سردار ہین" چونکہ اُن دونون کے والد یحیي ہمیشہ سے سودانیون کي طرف زیادہ مائل تھے ' اور اُن پر احسان کرتے رہتے تھے ' اس لئے سب نے فوراً اُن دونون کي اطاعت قبول کي • محمد نے بادشاہت اختیار کي اور حسن یون ہي رہ گئے • مگر محمد نے بھي اپنے لئے خلافت کا لقب اختیار نہین کیا •

حسن کچھ مدت تک اپنے بھائي کے پاس رھے ؛ پھر اُنھون نے درویشي کا ارادہ کیا اؤر صوف پھن کر دنیا سے کنارہ کش ھو جانے کے خیال سے اپني ھمشیرہ فاطمہ بنت قاسم ' زوجۂ یحیي بن علی المعتلي ' کو ھمراہ لیکر حج کرنے چلے گئے ؛

جب حسب بیان بالا ادریس کا انتقال ھوگیا تو ابن بقنہ احمد بن موسي نے اُن کے بیٹے یحیی بن ادریس المعروف بہ حیّون کو تخت پر بٹھانے کا ارادہ کیا ۔ مگر اُس سے اِس مین پوري جسارت نہ ھو سکي ' اؤر متحیر و متردد رہ گیا *

جب اسماعیل بن عباد کے قتل اؤر ادریس بن علي کی موت کي خبرین نجا ' خادم صقلبي ' کے پاس پھنچین تو وہ اُس وقت سبتہ مین تھا ۔ اُس نے صقالبہ مین سے ایک معتبر شخص کو اپنا قائم مقام بنا دیا ' اؤر خود حسن بن یحیی کو ھمراہ لے جھاز مین سوار ھوکر حسن بن یحیی کے لئے ترتیب امور کے لئے مالقہ پھنچا ۔ جب وہ مالقہ کے بندرگاہ پر پھنچے تو ابن بقنہ کے قوٰی نے جواب دے دیا اؤر وہ قلعۂ کمارش کو بھاگ گیا ' جو مالقہ سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر واقع ہی ۔ حسن اؤر نجا مالقہ مین داخل ھوئے : وھان کے تمام بربري باشندے اُس کے گرد جمع ھو گئے ' اؤر حسن بن یحیی سے بیعت خلافت کرکے اُنکو المستعلي کے نام سے موسوم کیا ۔ پھر حسن نے ابن بقنہ کو مخاطب کیا اؤر اُسے امان دي ۔ مگر جب وہ اُنکے پاس آیا تو اُسے قتل کر دیا ۔ پھر اُنھون نے اپنے برادر عم زاد یحیی بن ادریس کو بھي قتل کر دیا ۔ نجا ایک تاجر شخص کو جو سطیفي کے نام سے مشھور تھا ' حسن کے پاس چھوڑ کر خود سبتہ اؤر طنجہ کو سدھار گیا ؛ کیونکہ اُسے سطیفي پر بھت اعتبار تھا ۔ تقریباً دو برس تک یھي کیفیت رھي ۔ حسن بن یحیی نے اپنے چچا ادریس کي بیٹی سے نکاح کیا تھا ۔ کھتے ھین کہ اُسی نے حسن کو اپنے بھائي کے بدلے زھر دے دیا ۔ جب اُنھون نے انتقال کیا ' تو سطیفي نے

معاملات مین احتیاط سے کام لیا ۔ اُس نے ادریس بن یحیی کو گرفتار کرلیا، اور نجا کو اس واقعہ سے اطلاع دي ۔ حسن کا ایک چھوٹا سا بیٹا نجا کے پاس تھا ۔ کہتے ہین کہ اُسے بھي اُس نے مار ڈالا ۔ واللہ اعلم *

حسن بن یحیی نے کوئي اولاد نہین چھوڑي ۔ جب نجا کو اس واقعہ سے آگاہي ھوئی تو اُس نے سبتہ اوٗر طنجہ پر اپنے ایک معتبر صقلبي شخص کو قائم مقام کیا، اوٗر خود جہاز پر سوار ھوکر مالقہ پہنچا ۔ وھان پہنچ کر اُس نے ادریس بن یحیی کي اوٗر بھي زیادہ حفاظت کي، اوٗر اُن کي قید مین زیادہ سختي کردي ۔ پھر اُسنے یہ قصد کیا کہ حسني بادشاھون کا نام ہي مٹادے اوٗر خود بادشاہ ھوجائے ۔ لہذا اُس نے اُن بربریون کو بلایا، جو شہر کی فوج مین تھے، اوٗر اپنا ارادہ اُن پر ظاہر کردیا ۔ جب اُس نے اُن سے حُسن سلوک کا وعدہ کیا، تو اُن لوگون نے سوائے اُس کي مُساعدت کرنے کے اوٗر کوئي چارہ نہ پاکر ظاہر مین تو اُس سے موافقت کا اظہار کیا، مگر باطن مین اُن کو یہ امر نہایت شاق گزرا ۔ الغرض نجا فوج جمع کرکے محمد بن قاسم کے استیصال کے ارادے سے جزیرہ کي طرف روانہ ھوا ۔ چند ایام تک اُس سے جنگ کرنے کے بعد اُسے اپنے ہمراہیون کی نیت مین فتور سا معلوم ھوا ۔ اِس لئے اُسنے مالقہ کو واپس جانا مناسب خیال کیا، تاکہ وھان پہنچ کر اُن مین سے جو جو خطرناک آدمی ہین اُن سب کو خارج کرکے باقي سب سے صلح کرلي جائے اوٗر جس طرح ممکن ھوسکے صقالبہ کو بلاکر اُن کی امداد سے غیرون کے مقابلے کے لئے تقویت حاصل ھوجائے ۔ مگر بربرون کو اُس کے اس ارادے سے اطلاع ھوگئي، اوٗر اُنہون نے مالقہ پہنچنے سے پہلے راستے ہي مین اُسے اچانک قتل کردیا ۔ اُس وقت وہ اپنے گھوڑے پر سوار ایک تنگ راستے مین سے گزر رھا تھا ۔ جو شخص اُسے مارنے والا تھا وہ پہلے ہي سے اُس راستے کے اندر چلا گیا تھا ۔ اُس کے ہمراھیون مین جس قدر صقالبہ تھے سب اپني جانین لے لے کر بھاگ گئے ۔ جن

لوگون نے اُس سے غدر کیا تھا' اُن میں سے دو سوار آگے بڑھے اۏر گھوڑے دوڑاتے ہوے مالقه پہنچے ۔ شہر میں داخل ہوکر اُن دونون نے "مبارک! مبارک!!" کا شور مچا دیا' اۏر جب سطیفي کے پاس پہنچے تو اُس کو بھي تلوار کے گھاٹ اُتار دیا ۔ بعد میں فوج بھي آ پہنچي' سب نے مل کر ادریس بن یحیی کو قید خانے سے نکالا' اُن کو اپنا پیش رو بنایا' اۏر اُن سے بیعت خلافت کرکے "عالي" کے لقب سے ملقب کیا *

عالي سے متناقض امور سرزد ہوئے :- وہ نہایت رحم دل تھے؛ کثیر الصدقات تھے' اۏر ہر روز پانچ سؤ (درم ؟) صدقه دیتے تھے ۔ اُنہون نے ہر غریب الوطن کو اُس کے وطن بھیج دیا' اۏر اُن کي زمینین اۏر املاک اُن کو واپس دے دین ۔ کبھي نہین سنا گیا که اُن کو اپني رعایا مین سے کسي شخص سے عداوت ہي ۔ وہ خوبصورت تھے' آداب مجلس سے خوب واقف تھے' شعر اچھا کہتے تھے؛ مگر با وجود اِن اوصاف کے وہ ہر رذیل و ناکارہ شخص سے صحبت رکھتے تھے اۏر اپنے حرم کو بھي اُن سے پردہ نہین کراتے تھے ۔ کبھي اُن کے صنہاجه یا بنو یفرن ہم نشینون مین سے کوئي شخص اُن سے کوئي قلعه مانگتا تو اُسے عطا کردیا کرتے تھے ۔ ایک مرتبه امیر صنہاجه نے اُن کو لکھا که وہ اپنے وزیر' مدبر امر اۏر اپنے باپ دادا کے ہم نشین موسی بن عفان سبتي کو اُسکے حوالے کردین ۔ جب اُنہون نے وزیر موصوف سے کہا که صنہاجي نے اُن کو خط لکھ کر اُن کو طلب کیا ہي اۏر یہ که اُن کو دینا پڑیگا' تو موسي بن عفان سبتي نے کہا که "افعل ما تومر ستجدني ان شاءالله من الصابرین" (یعني جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہي کیجئے ۔ اِن شاءالله آپ مجھ کو صابرین مین سے پائینگے) ۔ غرض که عالي نے اُن کو صنہاجي کے پاس بھیج دیا' جس نے اُن کو قتل کیا *

عالي نے اپنے چچیرے بھائي محمد اۏر حسن (ابناء ادریس بن علي) کو قلعۂ اِیرُش مین قید کر رکھا تھا ۔ جب اُس قلعے کے معتبر نے

عالي کي رايۓ کا یہ اضطراب دیکھا ' تو وہ اُن کا مخالف ھوگیا اۏر اُن کے چچیرے بھائي محمد ابن ادریس کو سردار بنا دیا ۔ جب قصبۂ مالقه کے سودانیون کو اس امر کي اطلاع ھوئي ' تو اُنھون نے عالي کے برادر عم زاد محمد بن ادریس کي دعوت کا اعلان کیا اۏر محمد کو اپنے پاس بلالیا اۏر قصبه کا راسته روک دیا ۔ عوام الناس ادریس بن یحیی کے پاس جمع ھوگئے اۏر اُن سے قصبه مین جنگ کرنے کي اجازت طلب کي ۔ اگر وہ اجازت دے دیتے تو سوداني ایک ساعت کے لئے بھي مقابله نه کر سکتے ۔ مگر اُنھون نے اجازت نه دي اۏر کہا کہ " تم سب اپنے اپنے گھر چلے جاۏ اۏر مجھے میرے حال پر چھوڑ دو " اِس پر سب متفرق ھوگئے ۔ اُن کا چچیرا بھائي آیا ۔ سلطنت اُس کے سپرد کر دي گئي اۏر بیعت خلافت کر لینے کے بعد اُس کا لقب " مھدي " رکھا گیا ۔ اُنھون نے خود اپنے بھائي کو اپنا ولي عھد مقرر کیا اۏر اُس کا نام " سامي " رکھا ۔ پھر اپنے چچیرے بھائي ادریس بن یحیی کو اُسي قلعه مین قید کر دیا ' جھان وہ خود پھلے قید رہ چکے تھے *

اِن محمد بن ادریس سے شھامت اۏر شدید جرأت ظاھر ھوئي ۔ تمام بربري اُن سے خوف زدہ ھوگئے ۔ اُنھون نے اُس شخص سے خط و کتابت کي جو اُس قلعه پر پھرہ دار تھا جھان ادریس بن یحیی قید تھے ' اۏر اُس کو اپني طرف مائل کر لیا ۔ اُس شخص نے اُن کي تجویز کو قبول کر کے ادریس کي طرف سے دعوۓ سلطنت پیش کیا *

جیسا کہ ھم ذکر کر چکے ھین ' ادریس کي پھلي ولایت نجا کے قتل کے بعد ھوئي ۔ سبتہ اۏر طنجه پر دو شخص تھے ' جو اُن بربري قبائل مین سے جو اُن کے باپ کے غلام تھے ایک قبیله موسومه به برغواطه کے افراد تھے ۔ ایک کا نام رزق الله تھا اۏر دوسرے کا سکات ۔ جب حسب بیان سابق ادریس نے خلع کیا ' تو وہ دونون اپنے اپنے مقامات کي حفاظت کرتے رھے ۔ جب صاحب قلعۂ آیرش نے اُن کي طرف سے

دعویٔ سلطنت پیش کیا تو محمد نے اس امر کی وجه سے کسي نوع کا فکر نهین ظاهر کیا' بلکه سخت استقلال دکھایا. اُن کي والدہ اُن کو اۆر بھي زیادہ شجاع و دلیر بناتي اۆر اُن کے دل کو مضبوط کرتي تھین. وہ خود میدان جنگ مین جا جاکر مبتلائے جنگ آدمیون کا دل بڑھاتي تھین. جب اهل بربر نے اُن کا یه شدت عزم اۆر ثبات و استقلال دیکھا' تو اُن کے رگ و پي مین فتور آ گیا اۆر ادریس بن یحییٰ کو الگ چھوڑ کے چل دئے. بلکه اُنهون نے یه مناسب سمجھا که ادریس کو اُنهین دونون اهل برغواطه کے پاس بھیج دین' جن کا هم نے اوپر ذکر کیا هي. ادریس نے اپنے بیٹے کو اُن کي حفاظت مین دے رکھا تھا. جب ادریس اُن دونون کے هان پهنچے' تو اُنهون نے اُن کي تعظیم کی اۆر اُن کو لفظ خلیفه سے مخاطب کیا. مگر پھر بھی اُن دونون نے اُن کو اچھي طرح پوشیدہ رکھا اۆر کسی شخص کو اُن تک نهین پهنچنے دیا. آخر کار اهل بربر کے چند اکابر قوم اظهار تلطف کرکے اُن تک پهنچ هي گئے' اۆر اُن سے کها که "یه دونون غلام آپ پر حاوي هو رهے هین اۆر آپ اۆر آپ کے امور مین حائل و هارج هین. آپ همین اجازت دین تو هم آپ کو ان سے نجات دلوادین". مگر ادریس نے انکار کردیا' اۆر ان دونون سے اس بات کا تذکرہ کردیا. نتیجه یه هوا که ان دونون نے ان تمام اهل بربر کو نکال دیا' اۆر ادریس بن یحییٰ کو بھي خارج کرکے اندلس پهنچا دیا: مگر ان کے بیٹے کو اس کي صغر سني کي وجه سے اپنے پاس هي رکھا. تا هم وہ دونون اس دوران مین بھی ان کو خلیفه هي کهه کر مخاطب کرتے رهے *

بعد ازان محمد بن ادریس اپنے بھائي سامي سے کسي خاص وجه سے ناراض هوگئے اۆر ان کو سرحد کي طرف نکال دیا. سامي کوہ هائي غمارہ کي طرف چلے گئے. ان بلاد کے باشندے ان حسنیون اۆر انکے اهل وعیال کے مطیع و منقاد تھے اۆر ان کي بهت عزت کرتے تھے. پھر اهل

بربرنے محمد بن قاسم سے خط و کتابت شروع کي ' جو جزیرۂ خضراء
مین مقیم تھے ۔ وہ لوگ ان کے گرد جمع ہوگئے اؤر ان کو مدد دینے
کا وعدہ کیا ۔ محمد کو بھي طمع نے گھیر لیا ' اؤر وہ بربریون کے ساتھہ نکل
کھڑے ہوئے ۔ ان لوگون نے ان سے بیعت خلافت کرلي اؤر ان کو مہدي
کے نام سے مرسوم کیا ۔ اس وقت کي حالت بھی ہنسي کے قابل اؤر
پر فضیحت تھي ۔ اس وقت چار آدمی تھے ' اؤر ہر ایک اپنے آپ
کو امیرالمومنین کہتا تھا ۔ پھر یہ سب کچھہ اتنے ذرا سے قطعۂ ارض
مین ہو رہا تھا جس کی مقدار تیس (۳۰) فرسنگ کی تھی ! العرض
انجام کار ان بربریون نے محمد کا ساتھہ چھوڑ دیا اؤر اپنے اپنے بلاد کو واپس
چلے گئے ۔ بیچارے محمد ڈر کے مارے جزیرہ چلے گئے اؤر چند روز کے
بعد انتقال کرگئے ۔ کہتے ہین کہ وہ غم مین مرگئے ۔ انہون نے اپنے
پیچھے اپنے آتھہ ذکور قرابت دارون کو چھوڑا ۔ ان کے بعد ان کا بیٹا
قاسم بن محمد بن قاسم جزیرہ کے امور کا متولي ہوا ؛ مگر اس نے خود
کو خلیفہ نہین کہا *

محمد بن ادریس اپني موت یعني سنہ ۱۰۲۵ تک مالقہ مین رہے *

ادریس بن یحیی المعروف بہ علي بنو یفرن کے پاس مقام تاکرونہ
مین رہے ۔ جب محمد بن ادریس بن یحیی نے انتقال کیا ' تو
عوام الناس نے ادریس عالي کو دوبارہ مالقہ کا بادشاہ بنا دیا ۔ حسني
خاندان مین یہ آخري بادشاہ ہین جو مالقہ پر حکمران ہوئے ۔ جب
ان کا انتقال ہوگیا ' تو اُن کي متفقہ رائے یہ ہوئی کہ حسنیون کو اندلس
سے خارج کرکے سرحد پر بھیج دیا جائے ' اؤر جو مقامات اُن کے قبضے
مین تھے اُن کو ضبط کرکے اپنے حسب خواہش حکومت کي جائے ۔
چنانچہ انہون نے ایسا ہي کیا ؛ اؤر وہ جو کچھہ ارادہ کرچکے تھے پورا
ہوگیا ۔ جزیرۂ خضراء اؤر اس کے گرد و نواح کے قریہ جات سے لیکر
تاکرونہ ' مالقہ اؤر ان کے مضافات تک اؤر اُدھر قلعۂ منکب ' اغرناطہ

اۋر اس کے اعمال ' یہ سب بربرون کے قبضے مین تھا ۔ مزید برآن وہ اشبیلیہ کے بعض اعمال پر بھي قابض تھے ۔ مثلاً قلعۂ اشونہ ' قرمونہ اۋر شلبر ۔ وہ اسي طرح تمام علاقہ جات پر قابض رھے ' تا آنکہ اشبیلیہ مین جو کچھہ ان کے پاس تھا وہ سب المعتضد باللہ ابو عمرو عباد بن محمد بن اسماعیل بن عباد لخمي نے ان سے چھین لیا ۔ پھر ان کے بیٹے ابو القاسم المعتمد علي اللہ نے وہ کام پورا کردیا جو ان کے والد نے شروع کیا تھا *

یہ ہین آخري حالات خاندان حسني کے اۋر اس کے دیگر متعلقات ' جیسا کہ ابو عبد اللہ محمد بن ابي نصر حُمیدي نے بیان کئے ہین ' مین نے اکثر حالات مین اُن ہي پر اعتماد کیا ہي اۋر اُن ہي کي کتاب سے نقل کیا ہي ' سواہ اُن مواقع کے ' جہان مین نے اُن کي اغلاط کو ظاہر کیا ہي اۋر اپنے مقدور بھر اُن کي اصلاح کي ہي ' و علي اللہ قصد السبیل و ھو المسئول في الهداية قولا و عملاً *

فصل

متضمن بحالات اندلس بعد از انقطاع دعوت بنو اُمیہ ' بطور اجمال نہ بطریق تفصیل

دعوت بنو اُمیہ کے اختلال کے بعد تمام ملک اندلس کي یہ حالت ھوگئي کہ اھالي اندلس علیحدہ علیحدہ فرقون مین منقسم ھوگئے ۔ ہر طرف لوگ غلبہ حاصل کرنے لگے ' اۋر جس کو جو علاقہ مل گیا ضبط کر بیٹھا ۔ اسي طرح سب نے القاب خلافت بھي آپس مین تقسیم کرلئے ۔ چنانچہ اُن مین سے کسي کا نام معتضد تھا ' کسي کا مامون ' کسي کا مستعین ' کوئي مقتدر تھا ' کوئي معتصم ' معتمد ' موفق ' متوکل وغیرہ وغیرہ ۔ اسي کیفیت کے متعلق ابو علي حسن بن رشیق کہتا ہي کہ :—

۱ "مما يزهدني في أرض اندلس　　سماع مقتدر فيها و معتضد
القاب مملكة في غير موضعها　　كالهر يحكي انتفاخا صوله الاسد"

مین اس فصل مین ان شاء اللہ اُن بادشاھون کے اوٗر اُن علاقه جات کے نام لکھونگا جن پر وہ غالب ھو گئے تھے۔ مگر جیسا که مین شرط کر چکا ھون، یه سب بیان بر سبیل اجمال ہي ھوگا؛ کیونکه اُن مین سے ہر ایک کے حالات، سیر اوٗر وقائع اتنے ہین که اگر مین اُن کي تفصیل کرون تو یه تصنیف حد تلخیص سے متجاوز ھوکر تفصیل و تطویل کے درجے تک پہنچ جائیگي۔ نیز جو بات مجھے اُن لوگون کے تمام و کمال حالات قلمبند کرنے سے مانع ھوتي ہي، وہ یه ہي که اوّل تو میرے پاس کتب قلیل تعداد مین ہین، پھر یه که میرے محفوظات دماغي کا بہت سا حصه بالکل مختل ھو چکا ہي۔ غرضیکه —

سب سے پہلے حصۂ جنوبي پر ایک شخص غالب ھوا، جس کا نام سلیمان ابن ھود اوٗر لقب مؤتمن تھا، اُس کے بیٹے کا مقتدر اوٗر پوتے کا مستعین۔ یه بنو ھود اِس حصۂ جنوبي مین طرطوشه اوٗر اس کے اعمال، سرقسطه اوٗر اس کے اعمال، افراغه، لارده اوٗر قلعۂ ایوب پر قابض تھے۔ آج یه سب علاقه جات اہل فرنگ کے قبضے مین ہین، اوٗر صاحب برشنونه (لعنه الله) اُس کا مالک ہي۔ یه وُھي ملک ہي جس کو آرغن کہتے ہین۔ اس نام سے وہ تمام علاقه موسوم ہي، جو برشنوني کي سلطنت کے آخر مین بلاد فرانس سے ملحق ہي *

ان بنو ھود کا ایک اوٗر ہمسایه تھا، جس کا نام عبد الملک بن عبد العزیز تھا اوٗر کنیت ابو مروان۔ وہ زمانۂ قدیم سے رئیس چلا آتا تھا۔

---

۱ ترجمہ:— سرزمین اندلس مین جو بات مجھے اُس سے نفرت کرنے اور اُسے ترک کرنے پر مجبور کرتی ھی وہ یه ھی که اُس مین ھرطرف سے مقتدر اور معتضد کے الفاظ سنائی دیتے ھین:

یه شاھی القاب ھین جو بالکل بیجا ھین، اور ایسے معلوم ھوتے ھین جیسے کوئی بلی اپنے آپ کو پھلا پھلا کر شیر کی سی صولت کا اظہار کرے۔ (مترجم)

اگر تقدیم کا لحاظ کیا جائے ' تو بہ لحاظ شرافت خاندان وہ تمام ملوک اندلس سے زیادہ مستحق ہے ۔ میں اُس کے لقب سے واقف نہیں ہوں ۔ وہ بلنسیہ اور اُس کے اعمال کا مالک تھا *

اسی سرحد سے ملا ہوا ایک اور شخص تھا ' جو ابو مروان بن رزین کہلاتا تھا ۔ اُس کا ملک اعمال طلیطلہ تک تھا *

جو شخص طلیطلہ اور اُس کے اعمال کا مالک تھا وہ امیر ابو الحسن یحیی ابن اسماعیل بن عبد الرحمان بن اسماعیل بن عامر بن مطرف بن موسیٰ بن ذی النون تھا ۔ یہ ابو الحسن از روئے ریاست تمام بادشاہان اندلس میں اقدم ہے ۔ وہ سب سے زیادہ شریف النسب اور تقدم میں سب سے زیادہ مستحق تھے ۔ اُس کا لقب مأمون تھا ۔ اُس کے باپ نے پہلے ہی طلیطلہ پر قبضہ کرلیا تھا ' اور اُس کے ملک میں سب سے پہلے فتنہ و فساد برپا کیا تھا ۔ ابو الحسن طلیطلہ اور اُس کے اعمال پر قابض رہا تا آنکہ اُسے وہاں سے ادفنش (لعنہ اللہ) نے خارج کردیا ' اور اُس پر سنہ ۴۷۶ میں نصاریٰ قابض ہوگئے ۔ چنانچہ وہ آج ہمارے وقت تک نصاریٰ کا دار السلطنت ہے *

قرطبہ اور اُس کے اعمال پر سرحد تک جہور بن محمد بن جہور قابض تھا ۔ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں ' اور اس کا نسب بھی لکھ چکے ہیں ۔ آخر کار صاحب طلیطلہ اسماعیل بن ذی النون ' والد ابو الحسن مذکور ' نے اُس پر غلبہ پالیا *

اشبیلیہ اور اُس کے اعمال پر قاضی ابو القاسم محمد بن اسماعیل بن عباد لخمی وہاں سے قاسم بن حمود اور اُس کے دونوں بیٹوں محمد اور حسن کو خارج کرکے قابض ہوگیا تھا ۔ ان شاء اللہ اس کی طرف بھی ہم آگے چل کر اشارہ کرینگے *

مالقہ ' جزیرہ ' اغرناطہ اور اُس علاقے کے قرب و جوار پر اہل بربر میں سے بنو برزال صنہاجی قابض تھے ' جیساکہ ہم بیان کرچکے ہیں *

مُرسیہ اوْر اس کے اعمال پر خادم زهیر عامري قابض هوا ۔ پهر خادم خیران عامري نے قبضه کیا ۔ اِن دونون کے بعد اُس پر ابویحییٰ محمد بن معن بن صمادح الملقب به معتصم نے غلبه پایا ' اوْر اُس وقت تک اُس پر متصرف رها که جب سنه ۴۸۴ کے دوران مین یوسف ابن تاشفین لمتوني نے اُسے وهان سے خارج کردیا *

دانیه اوْر اُسکے اعمال کا مالک مُجاهد عامري تها ۔ وہ رومي النسل تها ' اوْر ابو عامر محمد بن ابی عامر کے موالي مین سے تها ۔ اُس کے بعد اُس کے بیٹے علي بن مجاهد نے اُس کو قبضے مین رکها اوْر موفق لقب اختیار کیا ۔ اندلس مین جتنے اشخاص غلبه یاب هوئے اُن مین سے ' جهان تک مجهے علم هي ' کوئي شخص اُس سے زیادہ خود دار ' پاک و خالص عزت و آبرو رکهنے والا اوْر صاف باطن نهین هوا ۔ نه وہ خود کبهي شراب پیتا تها ' نه شراب خوار کو اپنے قریب آنے دیتا تها ۔ علوم شرعیه سے خوب واقف تها ' اوْر علماء شریعت کي تعظیم و تکریم کرتا تها ۔ فتنۂ مرابطین سے چند روز قبل اُس کا انتقال هوا ۔ اُس کي تاریخ وفات مجهے تحقیق طورپر معلوم نهین هوئي *

جو علاقے اندلس کی شمالي جهت مین واقع تهے ' اوْر بعض وہ شهر جو بحر اعظم سے ملحق هین ' اُن پر ابن افطس الملقب به مظفر قابض تها ۔ اُس کا نام مجهے یاد نهین رها ۔ اُس کے بعد اُس کے بیٹے عمر نے قبضه جمایا ' جس کي کنیت ابو محمد تهي اوْر لقب المتوکل علي الله ۔ وہ بطلیوس اوْر اُس کے اعمال ' یابرہ ' شنترین اوْر اشبونه پر قابض تها ۔ یه مظفر علم ادب کے جمع کرنے مین سب سے زیادہ حریص تها ؛ بالخصوص فنون نحو ' لغت ' شعر ' نوادر اخبار اوْر عیون التاریخ کا بهت شائق تها ۔ جو کچهه اُس نے جمع کیا تها ' اُسی سے انتخاب کرکے ایک بڑا ذخیرہ تیار کیا گیا تها اوْر اُس کا نام اُسي کے نام پر رکها گیا تها ۔ وہ اُسي نوعیت کي کتاب تهي جیسي روجي

کي "الاختيارات" اور ابو محمد ابن قتيبه کي "عيون الاخبار"
هين ، يه کتاب تقريباً دس عدد ضخيم جلدون مين تهي ، مين نے
اُس کا اکثر حصه ديکها هي . اُس کا نام "المظفري" تها ، اُس کا بيٹا
ايک طرف صناعت نظم و نثر مين اعلىٰ پايه رکهتا تها اور دوسري طرف
نهايت درجه شجاعت اور اعلى درجے کي شهسواري کي صفات سے
متصف تها : وه کبهي کسي جنگ مين غائب نهين رها ، اور کوئي
شغل اُسے جنگ سے نه روکتا تها ، وه برابر اُس وقت تک حکومت
کرتا رها که جب مرابطين يعني يوسف بن تاشفين کے آدميون نے اُسے
اور اُسکے بيٹون ، فضل اور عباس ، کو نهايت بے رحمي سے قتل کر ديا *

سنه ۴۸۵ کے آغاز هي مين اُن سب کي گردنين ماردي گئين .
غرب اندلس مين بنو مظفر کا زمانه لوگون کے لئے گويا دن عيد اور رات
شب برات تهي ، بنو مظفر اهل ادب کے ملجأ و مأوىٰ تهے ، وه لوگ
هميشه اُنکے هان رها کرتے تهے ، اور اُنکے ايسے ايسے قصايد هين جنهون نے
بنو مظفر کے حالات و مآثر کو مضبوط و محکم کرديا هي اور اُن کے نام
نيک کو زمانے مين زنده رکها هي ، اُنهين کے متعلق وزير کاتب فاضل
ذو الوزارتين ابو محمد عبد المجيد بن عبدون نے ، جو شهر يابره کے
باشنده تهے ، وه قصيدهٔ غرا ، نهين بلکه عقيلهٔ عذرا ، تصنيف کيا هي ،
جو رشک سخن هي ، محسن سحر و فن هي ؛ جس نے عقول کے ساتھ
وهي کيا هي جو شراب کرتي هي ؛ کيا تاب که برتري مين کرئي اُس
سے مقابله کرے ، يا حُسن و خوبي مين مباهله کرے ؛ جس کي نظير
ناياب هي ، جس کي طرف اشاره کرنے والے بے حساب هين ، اور جو
اپني تفضيل و تقديم مين باقل اور جرير کا بهي جواب هي ؛ سبحان الله !
يه بهي عجيب نازنين پرده نشين هي که اپني سهولت مين اس قدر
قريب هي که اُس کي طمع هوتي هي ، پهر بهي دور اور منيع القدر
هي ، مين نے اِسے اپني اس کتاب مين نقل کيا هي ، گو که اس کا طول

مجھے میری حد رسمی سے باہر لے گیا ہی، اور میری شرط تلخیص و اختصار میں مُخل ہوا ہی؛ کیونکہ اُس کے مبانی نہایت درست ہیں، اور الفاظ و معانی نہایت چست ہیں؛ اس کے نظم کرنے میں ابو محمد (رحمہ اللہ) نے ایسا طریقہ اختیار کیا ہی جسکا اُن سے پہلے نشان نہ تھا، اور ایسے اسلوب پر چلے ہیں جس کا کسی کو شان و گمان نہ تھا، یہی وجہ ہی کہ اُس کی مثال کمیاب، نہیں بلکہ نایاب ہی؛ اور اُس کی نظیر اس قدر عزیز و منیع ہی، کہ وہم و گمان سے بھی بدرجہا رفیع ہی؛ اور وہ قصیدہ یہ ہی :—

(۱) الدهر يفجع بعد العين بالاثر   فما البكاء علي الاشباح و الصور
(۲) انهاك انهاك لا آلوك موعظة   عن نومة بين ناب الليث والظفر
(۳) فالدهر حرب وان ابدي مسالمة   والبيض والسود مثل البيض والسمر
(۴) ولا هوادة بين الراس تاخذه   يد الضراب و بين الصارم الذكر
(۵) فلا تغرنك من دنياك نومتها   فما صناعة عينيها سوي السهر
(۶) ما لليالي اقال الله عثرتنا   من الليالي و خانتها يد الغير
(۷) في كل حين لها في كل جارحة   منا جراح وان زاغت عن النظر

ترجمہ :—

(۱) زمانہ ہم کو اصلی چہرہ دینے کے بعد اُس کی نشانی بھی چھین کر دردناک کرتا ھی۔ پھر آخر ان فرضی شکلوں اور صورتوں پر رونے سے کیا حاصل ھے ؟

(۲) میں تم کو منع کرتا ہوں، میں تم کو روکتا ہوں ؛ ہاں ! میں تم کو نصیحت کرنے میں کوتاھی نہیں کرتا : کہ شیر کے دانتوں اور کچلیوں کے درمیان ہرگز بے خبر ھوکر نہ سونا !

(۳) گو کہ زمانہ صلح و امن دکھاتا ھی، پھر بھی وہ اصل میں جنگ ھی ھے ؛ یہ سب گورے اور کالے گویا سفید تلواریں اور گندم گوں نیزے ھیں !

(۴) کسی تلوارچی کے ایک ضرب سے سر کاٹنے اور اُس کی تیغ برندہ کے درمیان کسی طرح کی نیکی یا اُمید صلاح نہیں ھو سکتی۔

(۵) خبردار ! دنیا کی اس خوابیدگی سے دھوکا نہ کھانا ! اُس کی آنکھوں میں سواہ بیخوابی کے اور کچھ نہیں سماتا۔

(۶) خدا ھماری لغزشہائی شبانہ کو معاف کرے ! ان راتوں کو کیا ھوگیا ھی کہ ان سے بھی زمانہ کی گردشوں نے خیانت کی۔

(۷) زمانہ کا یہ حال ھی کہ وہ ہر لمحہ ھمارے کسی نہ کسی عضو کو مجروح کرتا رھتا ھی ؛ گو کہ وہ ھماری نگاھوں سے پوشیدہ ھی۔

(۸) تسر بالشيئ لاكن كي تغربه ... كالابم صار الى الجاني من الزهر
(۹) كم دولة وليت بالنصر خدمتها ... لم تبق منها وسل ذكراك من حبر
(۱۰) هوت بداراً و فلت غرب قاتله ... وكان عضبا علي الاملاك ذا اثر
(۱۱) واسترجعت من بني ساسان ما وهبت ... ولم تدع لبني يونان من اثر
(۱۲) والحقت اختها طسماً وعاد علي ... عاد و جرهم منها ناقص المرر
(۱۳) وما اقالت ذوي الهيات من يمن ... ولا اجارت ذوي الغايات من مضر
(۱۴) و مزقت سبا في كل قاصية ... فما التقى رائح منهم بمبتكر
(۱۵) وانفذت في كليب حكمها ورمت ... مهلهلا بين سمع الارض و البصر
(۱۶) ولم ترد علي الضليل صحته ... ولا ثنت اسدا عن ربها حجر
(۱۷) ودوخت آل ذبيان واخوتهم ... عبسا وغضت بني بدر علي النهر
(۱۸) يوم القليب بنو بدر فنوا وسعي ... قليب بدر بمن فيه الى سعر

ترجمه :-

(۸) وه هم کو کسی حسن سے خوش کرتا هی ؛ مگر اُس پر پورا اعتبار بهی تو نہین هوتا . وه ایک سانپ کی طرح هی ' جو پهول پتون مین سے نکل کر ڈس لیتا هی .

(۹) کتنی سلطنتین تهین جن پر تم فتح کرکرکے قابض هوئے تهے : اب اُن کا کوئی نشان بهی باقی نہین هی . اب تاریخ سے اُن کا حال دریافت کرو .

(۱۰) وه جلد جلد فنا هوگئین اور اُن کے قاتل کی تیزی بهی کند هوگئی ' حالانکه وه ملکون کو بہت تیزی سے کاتتی تهی .

(۱۱) زمانے نے جو کچهه بنو ساسان کو دیا تها اُن سے واپس لے لیا ' اور بنو یونان کا نشان بهی باقی نہین چهوڑا .

(۱۲) پهر اُس نے اُن کی سی قوم ' طسم ' کو بهی اُن هی سے ملا دیا ؛ عاد پر تعدی کی اور جرهم سی کمزور قوم کو بهی غارت کر دیا .

(۱۳) نه اُسنے یمن کے ذی هیات پر رحم کیا ' نه بنو مضر کے ذوی الغایات کو پناه دی

(۱۴) اُس نے اهل سبا کو هر دور و دراز مقام مین بهی فنا کر دیا اور کسی صبح خیز شخص نے بهی اُن کی خوشبو نه سونگهی .

(۱۵) اُس کا حکم بنو کلیب مین جاری هوا . اُس نے مہلهل کو زمین کے کانون اور آنکهون کے سامنے پهینک دیا .

(۱۶) نه اُس نے ضلیل کو اُس کی صحت واپس دی ' نه بنو اسد کو اُن کے مربی حُجر سے پهیرا .

(۱۷) اُس نے بنو ذبیان اور اُن کے بهائی بند بنو عبس کو اپنا مطیع کیا ' اور بنو بدر کو دریا پر ذلیل و خوار کیا .

(۱۸) بنو بدر جنگ قلیب مین فنا هوگئے ' اور بدر کا کنوان اپنے اندر کے آدمیون کو لیکر دوزخ مین چلا گیا .

(١٩) والحقت بعدي بالعراق علي | يد ابنه احمر العينين والشعر
(٢٠) واهلكت ابرويزا بابنه ورمت | بيزدجرد الي مرو فلم يحر
(٢١) وبلعت يزد حرد الصين واخترلت | عنه سوي الفرس جمع الترك والخزر
(٢٢) ولم ترد مواضي رستم وقنا | ذي حاجب عنه سعد ابنة العير
(٢٣) ومزقت جعفرا بالبيض واختلست | من غيله حمزة الظلام للجزر
(٢٤) واشرفت بخبيب فوق فارعة | والصقت طلحة الفياض بالعفر
(٢٥) وخضبت شيب عثمان دما وخطت | الي الزبير ولم تستحي من عمر
(٢٦) ولا رعت لابي اليقظان صحبته | ولم تزوده الا الضيح في الغمر
(٢٧) واجزرت سيف اشقاها ابا حسن | وامكنت من حسين راحتي شمر
(٢٨) وليتها اذ فدت عمرا بخارجة | فدت عليا بمن شاءت من البشر
(٢٩) وفي ابن هند وفي ابن المصطفى حسن | اتت بمعضلة الالباب والفكر

ترجمہ :-

(١٩) اور عدی کو عراق میں اُس کے سرخ آنکھوں اور سرخ بالوں والے بیٹے سے ملا دیا۔

(٢٠) برویز کو اُس کے بیٹے سے مروا دیا، اور یزد جرد کو اس طرح مرو میں پھینکا کہ پھر وہ وہاں سے واپس نہ آسکا۔

(٢١) یزد جرد کو اُس نے چین پہنچا دیا، اور اہل فارس کے علاوہ ترکوں اور اہل خزر نے اُس کو چھوڑ دیا۔

(٢٢) نہ اُس نے رستم کی تلوار کو پھیرا، نہ بنت العیر کے بارے میں ذو حاجب کے نیزے کو سعد سے روکا۔

(٢٣) اُس نے جعفر کو تلواروں سے چیر پھاڑ دیا اور حمزہؓ ظلام کو اُس کے رود بار سے نکال کر درندوں کا شکار سا دیا

(٢٤) اُس نے خبیب کو پہاڑ پر بلند کیا، اور طلحہؓ فیاض کو خاک میں ملا دیا۔

(٢٥) اُس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفید داڑھی کو خون سے رنگا، وہ زبیر کی طرف بڑھا، اور اُسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی شرم نہ آئی۔

(٢٦) اُسنے ابو یقظان کی صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی کچھ رعایت نہ کی، اور اُن کو پانی کے موجود ہوتے بھی صرف دھوپ ھی کا توشہ دیا۔

(٢٧) اُسنے اپنے بد ترین کی تلوار کو ابو حسن کے لئے تیز کیا، اور شمر کے ہاتھوں کو امام حسین رضی اللہ عنہ پر قادر کیا۔

(٢٨) ای کاشکہ جب اُس نے عمر (رضی اللہ) کے بدلے ایک خارجی کو قربان کر دیا تھا، ویسے ھی علی (رضی اللہ عنہ) کے عوض کسی اور شخص کو فدا کر دیتا!

(٢٩) ابن ھند اور حسن ابن مصطفیٰ کے بارے میں اُس نے ایک ایسی صورت پیش کی جس نے عقل و فکر کو عاجز درماندہ کر دیا۔

(۳۰) فبعضنا قائل ما اغتاله احد — و بعضنا ساکت لم یوت من حصر
(۳۱) و اردت ابن زیاد بالحسین فلم — یبو بشسع له قد طاخ او ظفر
(۳۲) وعممت بالظبی فودی ابی انس — ولم ترد الردی عنه قنا زفر
(۳۳) وانزلت مصعبا من رأس شاهقة — کانت بها مهجة المختاري و زر
(۳۴) ولم ترافب مکان ابن الزبیر ولا — راعت عیاذته بالبیت والحجر
(۳۵) و اعملت في لطیم الجن حیلتها — واستوسقت لابي الذبان ذي البخر
(۳٦) ولم تدع لابي الذبان قاضبه — لیس اللطیم لها عمرو بمنتصر
(۳۷) و احرقت شلو زید بعدما احترفت — علیه وجداً قلوب الآي والسور
(۳۸) و اظفرت بالولید بن الیزید ولم — تبق الخلافة بین الکاس والوتر
(۳۹) حبابة حب رمان أتیح لها — و احمد قطرته نفحه القطر
(٤۰) ولم تعد قضب السفاح نابئة — عن راس مروان او اشیاعه الفجر

ترجمة :-

(۳۰) هم میں سے کوئی تو بولنے والا هی اور کسی نے اُس کو هلاک نہیں کیا هی ؛ اور کوئی ساکت هی ، حالانکہ اُس کی بات میں بستگی نہ تھی ۔

(۳۱) زمانے نے ابن زیاد کو حسین (رضی اللہ عنہ) کے مقابلے میں لا کھڑا کیا اور اُن کے گھر میں تسمہ تک نہیں لگا رکھا اور نہ کسی کو آلودۂ زشت کئے بغیر چھوڑا ۔

(۳۲) اُس نے ابو انس کے سر کو تلوار کی دھاروں کا عمامہ پہنایا ، اور زفر کے نیزوں نے اُس سے موت کو نہیں روکا

(۳۳) اُسنے مصعب کو ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر سے اُتارا جہاں مختار کی جان بوجھ سے لدی ہوی تھی ۔

(۳٤) اُس نے ابن زبیر کے مرتبے کی حفاظت نہ کی ، اور نہ اس بات کا لحاظ کیا کہ اُنھوں نے بیت اللہ اور سنگ اسود کے پاس پناہ لے رکھی تھی ۔

(۳۵) اُسنے لطیم الجن کے بارے میں اپنے حیلے سے کام لیا اور ذو البخر کو ابو الذبان کے قابو میں دے دیا ۔

(۳٦) اُس نے ابو الذبان کے پاس اُس کی تیغ برندہ نہ رہنے دی ، اور نہ عمر و لطیم نے اُس کی داد دی ۔

(۳۷) اُس نے زید کے جسم کو جلاکر راکھ کردیا ۔ اس سے پہلے هی اُس پر آیات و سور کا دل جل رہا تھا ۔

(۳۸) وہ ولید بن یزید کے خلاف کامیاب ہوگیا اور اُس نے کاسۂ شراب اور مسرت کے درمیان بھی خلافت کو باقی نہ رہنے دیا ۔

(۳۹) حبابہ کے لئے صرف ایک دانۂ انار مقدر تھا : اور احمد کو ایلوے کی لکڑی کی خوشبو هی نے زمین پر پچھاڑ دیا ۔

(٤۰) اُس نے مروان یا اُس کے اشیاع فاجرین کے سروں پر سے السفاح کی تلواروں کو نہیں باز رکھا

(۴١) واسبلت دمعة الروح الامين علي   دم بفج لآل المصطفي هدر
(۴٢) و اشرقت جعفرا و الفضل بنظره   والشيخ يحيى بريق الصارم الذكر
(۴٣) واخفرت في الامين العهد و انتدبت   لجعفر بابنه والاعبد الغدر
(۴۴) وما وفت بعهود المستعين ولا   بما تأكد للمعتز من مرر
(۴۵) و اوثقت في عراها كل معتمد   و اشرقت بقذاها كل مقتدر
(۴٦) و روعت كل مأمون و مؤتمن   و اسلمت كل منصور و منتصر
(۴٧) و اعثرت آل عباد لعالهم   بذيل ..... لم تنفر من الذعر
(۴٨) بني المظفر والايام لا نزلت   مراحلٌ والوري منها علي سفر
(۴٩) سحقا ليومكم يوما ولا حملت   بمثله ليلة في غابر العمر
(۵۰) من للاسرة او من للاعنة او   من للاسنة يهديها الي الثغر
(۵١) من للظبي وعوالي الخط قد عقدت   اطراف السنها بالعي والحصر
(۵٢) و طوقت بالمنايا السود بيضهم   فاعجب بذاك وما منها سوي الذكر

ترجمہ :-

(۴١) اُس نے خاندان نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خون کے هدر هو جانے پر روح امین کے بھی آنسو بہائے۔

(۴٢) جعفر کو، فضل اور عمر رسیدہ یحیی کے سامنے هی برندہ و تیز تلوار کی دھار سے گلے میں پھندا لگاکر مارڈالا

(۴٣) اُس نے امین سے عہد شکنی کی اور جعفر سے اُس کے بیٹے اور دوسرے غدار و نمک حرام غلاموں کے ساتھ معارضہ کیا

(۴۴) اُس نے المستعین کے وعدوں کو پورا نہیں کیا اور نہ اُس طاقت و توانائی سے وفا کی جس کو اُسی نے المعتز کے لئے مضبوط کیا تھا۔

(۴۵) اس نے اپنے دستوں میں هر ایک معتمد کو باندھ دیا اور اپنے خار و خاشاک سے هر مقتدر کی آنکھیں بھر دیں۔

(۴٦) اُس نے هر مامون و موتمن کو خوف زدہ کر دیا اور هر منصور و منتصر کو چھوڑ دیا۔

(۴٧) اُس نے آل عباد کو پھسلا دیا .... جو کبھی کسی خوف سے نہیں بھاگتے تھے۔

(۴٨) بنو مظفر اور ایام همیشہ مراحل اور لوگ همیشہ مسافر هی رهینگے۔

(۴٩) دوری هو تمہارے دن کے لئے! اور کوئی رات زمانۂ گذشتہ میں ایسی نہیں گزری جیسی تمہاری۔

(۵۰) تختہائے شاهی یا عنانوں کا کون کفیل هی؟ اور کون کفیل هی اُن نیزوں کا جن کو سرحد پر لیجایا جاتا هی۔

(۵١) کون کفیل هی تلواروں کی دھاروں کا اور خطی نیزوں کا جن کی زبانوں کے اطراف عاجزی اور بے چارگی سے بند هوگئے هیں؟

(۵٢) اُن کے سفید آدمی سیاہ موتوں کا طوق پہنے هوئے هیں: اس پر تعجب کرو اور ذکر هی کرکرکے خاموش هوجاو۔

(۵۳) من للميراعة او من للمبراعة او   من للسماحة او للنفع والضرر

(۵۴) او دفع كارثة او ردع آزفة   او قمع حادثة تعيى على القدر

(۵۵) ويب السماح و ويب الباس لو سلما   و حسرة الدين والدنيا على عمر

(۵٦) سقت ثرى الفضل والعباس هامية   تعزى اليهم سماحاً لا الى المطر

(۵۷) ثلثة ما راى السعدان مثلهم   و اخبر و لو عززا في الهوت بالقمر

(۵۸) ثلثة ما ارتقى النسران حيث رقوا   و كل ما طار من نسر و لم يطر

(۵۹) ثلثة كذوات الدهر منذ نأوا   عنّى مضى الدهر لم يربع ولم يحر

(٦۰) ومر من كل شيئ فيه اطيبه   حتى التمتع بالاصال والبكر

(٦۱) ابن الجلال الذي غضت مهابته   قلوبنا و عيون الانجم الزهر

(٦۲) اين الاباء الذى ارسوا قواعده   على دعائم من عز و من ظفر

(٦۳) اين الوفاء الذي اصفوا شرائعه   فلم يرد احدا منها على كدر

ترجمہ :-

(۵۳) کون کفیل ھی براعت کا یا براعت کا یا سماحت کا یا نفع و ضرر کا ؟

(۵۴) یا کون کفیل ھی مصیبت کے دفعہ کا یا قیامت کو ٹال دینے کا یا کسی حادثہ کے قلع و قمع کا جو مقدر کے خلاف عاجز کر دیتے ھین ؟

(۵۵) خرابی و ھلاکت ھی سخاوت و شجاعت کے لئے اگر وہ دونون بیکار کردی جائین اور دین و دنیا کی حسرت زندگی بھر باقی رھے !

(۵٦) چشم اشکبار فضل و عباس کی قبرون کو آنسوون سے سیراب کرتی ھی . وہ اُن کے جود و سخا کی تعزیت کرتی ھین نہ باران سے .

(۵۷) تین چیزین ھین جن کا مثل ستارگان سعد نے بھی نہین دیکھا .

(۵۸) تین چیزین ھین جن تک نہ ستارگان نسر اور نہ کوئی آڑنے والی کرگس پہنچی ھی .

(۵۹) تین چیزین ھین جو زمانے کی خصوصیات کی طرح جب سے میرے پاس سے غائب ھوئی ھین تب ھی سے زمانہ بھی غائب ھوگیا ھی ، نہ ٹھہرا ھی نہ واپس آیا ھی .

(٦۰) وہ ھر لذیذ و عمدہ چیز کو اپنے ساتھ لے گیا ھی ، یہان تک کہ شام اور صبح کو بھی .

(٦۱) وہ جلال کہان ھی جس کی ھیبت نے صرف ھمارے ھی نہین بلکہ ستارگان درخشندہ کے دلون کو بھی پر کر رکھا تھا ؟

(٦۲) وہ احساس غیرت و افتخار کہان ھی جس کی بنیادون کو اُن لوگون نے عزت و فتحمندی کے ستونون پر قائم کیا تھا

(٦۳) وہ وفاداری کہان ھی جس کے راستون کو انھون نے اس طرح صاف کیا تھا کہ کوئی اُسے کبھی گدلا نہین پاتا تھا ؟

(٦٤) كانو رواسي أرض الله مذ مضوا ... عنها استطارت بمن فيها ولم تقر
(٦٥) كانوا مصابيحها فمذ خبوا عثرت ... هذي الخليقة يا لله في سدر
(٦٦) كانوا شجي الدهر فاستهوتهم خدع ... منه بأحلام عاد في خطي الحضر
(٦٧) ويلمه من طلوب الدار مدركة ... منهم بأسد سراة في الوغي صبر
(٦٨) من لي ولامن بهم ان اظلمت نوب ... ولم يكن ليلها يفضي الي السحر
(٦٩) من لي ولامن بهم ان عطلت سنن ... واخفيت السن الاثار والسير
(٧٠) من لي ولامن بهم ان اطنبت محن ... ولم يكن وردها يدعو الي صدر
(٧١) علي الفضائل الا الصبر بعدهم ... سلام مرتقب للاجر منتظر
(٧٢) يرجو عسي وله في اختها امل ... والدهر ذو عقب شتي وذو غير
(٧٣) فرطت اذان من فيها بعاضحة ... علي الحسان حصي الياقوت والدرر

ترجمة :-

(٦٤) وہ خدا کی زمین کی ٹہرن نہین ؛ جب وہ چلے گئے تو وہ بھی زمین کے مافیہا کو همراه لیکر اُڑ گئین ۔

(٦٥) وہ لوگ زمین کے چراغ تھے ۔ جب سے وہ بجھ گئے تب هی سے بار خدایا ! یہ طبیعت و خو بھی دریا برد هو گئی !

(٦٦) وہ همیشہ شادمان و طربناک رھتے تھے ، مکر و فریب نے تک و دو کرکے اُن کی عقلون کو چھین لیا ۔

(٦٧) بدلہ لینے والے بد بخت هین کہ وہ اُن جیسے شیران بیشۂ شجاعت اور حملہ آوران مستعل پر دھاوا کرتے هین ۔

(٦٨) کون میرے یا اُن کے لئے کفیل هوگا ایسے حال میں کہ مصائب کا گھٹاٹوپ چھا جائے اور اُن کی رات کی کبھی سحر هی نہو ؟

(٦٩) کون میرے یا اُن کے لئے کفیل هوگا اگر سنتین بیکار هوجائین اور اخبار و سیر کی زبانین خاموش هو جائین ؟

(٧٠) کون میرے یا اُن کے لئے کفیل هوگا اگر مصیبت و محنت طول پکڑے ، اور آدمی اُن مین داخل هوکر دوبارہ باهر آنے کی اُمید نہ کر سکے ؟

(٧١) اُن لوگون کے بعد سوا اس کے اور کیا هو سکتا هی کہ فضائل پر صبر کیا جائے اور ایک ایسے شخص کی طرح سلام کیا جائے جو اجر و ثواب کا منتظر و مترصد هو ؟

(٧٢) اور جو زمانے کے کسی شعبہ سے کوئی اُمید بازگشت رکھتا هو ؟ زمانے کے نتائج طرح طرح کے اور تغیر پذیر هوتے هین ۔

(٧٣) اس نے اهل دنیا کے کانون مین کوشوارۂ فصیحت پہنا دیا جو اُسنے خوبصورت یاقوت ریزون اور مرواریدپر گویا اضافہ کیا هی ۔

(۷۴) سیّارةٌ في اقاصي الارض قاطعةٌ　　شقاشقاً هدرت في البدو والحضر

(۷۵) مطاعةٌ الامر في الالباب قاضيةٌ　　من المسامع ما لم يقض من وطر

یہ ابو محمد ' المتوکل علی اللہ کے ہاں کاتب تھے ' اور اُن ہی کے ہاں اُن کو ترقی نصیب ہوئی تھی ۔ وہ المغرب کے اُن کاتبوں میں سے ایک تھے ' جن میں کتابت اور شاعری کی دونوں فضیلتیں جمع تھیں ۔ با وصف اس کے وہ شعر بہت کم کہتے تھے ' اور اُن کی غزارت آداب اور نباہت قدر کی نسبت سے جو کچھ اُن سے نقل کیا گیا ہی بہت کم ہی ۔ ہم عنقریب اُن کے رسائل میں سے انتخاب کرکے اِس کتاب میں کسی موزون موقع پر نقل کرینگے جس سے معلوم ہوگا کہ ہمنے جو تعریف کی وہ بجا ہی *

اُنہوں نے خود ہی اپنا قصہ سنایا (خدا اُن پر رحم کرے) کہ جب اُن کی عمر تیرہ سال کی تھی اور وہ اپنے استاد سے پڑھتے تھے ' تو ایک مرتبہ اُن کے استاد کی زبان پر یہ مصرعہ آیا :—

الشعر خُطّةُ خَسفٍ

اور بار بار اس قول کو دہراتے رہے ۔ وزیر ابو محمد (رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ "میں نے اُس کا دوسرا مصرعہ اپنی طرف سے لگایا اور اپنی تختی پر لکھا جو یہ تھا :—

لکل طالب عُرْفٍ

پھر میرے ذہن میں اُس کا دوسرا شعر بھی آ گیا اور وہ یہ تھا :—

للشیخ عَیبَةُ عیبٍ　　وللفتی ظَرفُ ظَرفٍ

ترجمہ :—

(۷۴) وہ زمین کے دور ترین مقامات میں گھومتا اور بدو و حضر کے شقاشق بانگ بردار کو چیرتا پھاڑتا رہتا ھی ۔

(۷۵) وہ ھر امر میں مطاع ھی ' عقلوں پر حکومت کرتا ھی اور وہ وہ باتیں سناتا ھی کہ جن کو سنتے سنتے سیری نہیں ہوتی ۔ (مترجم)

میرے اُستاد نے مجھے دیکھ لیا اور پوچھا کہ " عبدالمجید ! تم کیا لکھ رہے ہو ؟ " میں نے اپنی تختی دکھ دی ۔ اُنہون نے اُسے دیکھ کر میرے تھپڑ مارا اور کان کھینچے اور کہا کہ " اس شغل میں نہ پڑو ۔ " مگر وہ دونوں شعر اپنے پاس لکھ لئے *

اُن (رحمه الله) کے حافظه کی غزارت کا ذکر وزیر اجل ابو بکر محمد بن وزیر ابو مروان عبد الملک بن ابی العلاء زهر بن عبد الملک بن زهر نے کیا ہی ۔ ان ابو بکر نے تقریباً اسی (۸۰) سال کی عمر طویل میں انتقال کیا ۔ اُن کا بیان ہی کہ " ایک دن میں اپنے مکان کے مردانے میں بیٹھا ہوا تھا ۔ میرے پاس ایک کاتب بھی تھا ' جس کو میں نے کتاب الاغانی نقل کرنے کا حکم دیا تھا ۔ وہ کتاب کے کچھ اجزاء لکھ کر میرے پاس لایا ۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ " اصل کتاب لاو جس سے تم نے نقل کیا ہی ' تاکہ میں تمھارے ساتھ اُس سے مقابلہ کر سکون " ۔ اُس نے کہا " وہ تو میں اپنے ہمراہ نہیں لایا " ۔ ابھی ہم دونوں ان باتوں میں مشغول ہی تھے کہ ہمارے پاس مردانے میں ایک شخص آیا ' جو برے حال میں تھا ' موٹے جھوٹے اور زیادہ تر صرف کے کپڑے پہنے ہوئے تھا ' اور ایک پگڑی بندھے ہوئے تھا اور وہ بھی بالکل ڈھیلی ڈھالی ۔ میں نے اُسے دیکھ کر یہ سمجھا کہ شاید کوئی گنوار ہی ۔ وہ شخص سلام کرکے بیٹھ گیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ " بیٹا ! ذرا وزیر ابو مروان سے میری اطلاع کرکے ملنے کی اجازت لے دو " ۔ میں نے کہا " وہ سو رہے ہیں " : اور یہ جواب بھی میں اپنے بچپن کی شرارت کی وجہ سے نہایت تکلف سے دیا ' کیونکہ میں نے اُس شخص کی حالت ایسی خراب و زدہ دیکھی تھی ۔ اِس پر وہ شخص کچھ دیر چپ رہا : پھر کہنے لگا کہ " تم دونوں کے سامنے یہ کیا کتاب رکھی ہی ؟ " میں نے کہا " آپ اسے کیوں پوچھتے ہیں ؟ " اُس نے کہا " میں اس کتاب کا نام معلوم کرنا چاهتا هون ۔ مجھے بھی کبھی کتابوں کے نام معلوم تھے " ۔ میں نے کہا " یہ کتاب الاغانی

ہي " ۔ اُس نے سوال کیا کہ " کاتب اس کتاب کي کہان تک نقل کر چکا ہي ؟ " مین نے جواب دیا کہ " فلان مقام تک پہنچا ہي " : اؤر مین اُس سے محض تمسخر کے طور پر باتین کرنے اؤر ہنسنے لگا ۔ اُسنے کہا " تمھارا کاتب آگے کیون نہین لکھتا ؟ مین نے کہا کہ " مین نے اُس سے اصل کتاب طلب کي تھي ' تا کہ اُس سے اِس کا مقابلہ کر سکون ' مگر وہ کہتا ہی کہ مین اصل لایا ہي نہین " ۔ اُس نے کہا " بیٹا ! اپنے اجزاء کتاب اُٹھالو اؤر مقابلہ کرو " ۔ مین نے کہا " کس سے مقابلہ کرون ؟ اصل کہان ہي ؟ " اُس نے کہا کہ " مین نے اپنے بچپن مین یہ کتاب حفظ کی تھي " ۔ مین اُس کے اِس قول سے مسکرا پڑا ۔ اُس نے میرے تبسم کو دیکھ کر کہا کہ " ہان بیٹا ! لو اب سنو " ۔ مین سننے لگا اؤر اس نے پڑھنا شروع کیا ۔ واللہ کہ اس نے کہین بھي ایک واو یا ایک " ف " کي غلطي نہین کي ۔ اسي طرح تقریباً دو اجزاء پڑھتا چلا گیا ۔ پھر مین نے اس سے وسط اؤر آخر کتاب مین سے پڑھنے کو کہا اؤر ہر مقام پر اُس کا حفظ بالکل یکسان پایا ۔ مجھے اِس سے سخت تعجب ہوا : فوراً اُٹھا اؤر اپنے والد کے پاس جاکر اُن سے یہ قصہ بیان کیا اؤر اُس شخص کي شکل صورت بتائي ۔ وہ اس وقت ایک چادر اوڑھے بیٹھے تھے ' قمیص بھي پہنے ہوئے نہ تھے ۔ اُسي حالت مین فوراً برہنہ سر برہنہ پا باہر نکلے ' دم بھي تو نہ لیا ' اؤر برابر مجھے ملامت کرتے جاتے تھے ۔ وہ سیدھے تیر کي طرح اُس شخص کے پاس پہنچے اؤر اُس سے بغل گیر ہوے ' اؤر اُس کا سر اؤر ہاتھ کو بوسہ دیکر کہنے لگے کہ " مولائي من ! مجھے معاف کیجئیگا ۔ واللہ اس لڑکے نے ابھي ابھي مجھ سے آپ کي آمد کي اطلاع کي ہي " ۔ وہ مجھے برا بھلا کہتے جاتے تھے ' مگر وہ شخص انکسار کرتا اؤر یہ کہتا تھا کہ " اِسنے مجھے پہچانا نہین " ۔ اؤر میرے والد کہتے تھے کہ " اچھا بالفرض اس نے آپ کو نہین بھي پہچانا ' تو حُسن ادب کو ترک کرنے کے لئے اُسکے پاس کیا عذر ہي ؟ "

اس کے بعد والد اُسے مکان مین لے گئے اؤر تعظیم کے ساتھ بٹھایا اؤر بہت دیر تک خلوت مین باتین کرتے رھے • پھر وہ شخص نکلا اؤر میرے والد بھي برھنہ پا اُس کے ھمراہ تھے • جب وہ دروازے پر پہنچ گئے تو والد نے اپنا خاص جانور منگاکر اس پر چار جامہ کسوایا اؤر اُس شخص کو قسم دي کہ وہ ضرور اس پر سوار ھو اؤر پھر اُس جانور کو کبھي واپس نہ کرے • جب وہ شخص جلا گیا' تو مین نے اپنے والد سے کہا کہ " یہ کون صاحب تھے جن کي آپ نے اس قدر تعظیم کي ؟ " اُنھون نے کہا " خاموش' افسوس کہ تم اتنا بھي نہین جانتے کہ یہ اندلس کے ادیب ھین' اؤر علم ادب مین اندلس کے امام و سید ھین • یہ ابو محمد عبد المجید بن عبدون ھین • کتاب الاغاني کا حفظ ھونا تو اُن کي ذکاوت اؤر جودت طبع کے مقابلہ مین ایک ذرا سي بات ھي " •

مین نے یہ قصہ ابو بکر بن زھر (رحمہ اللہ) سے اُس وقت سنا تھا جب وہ سنہ ٥٩٥ کے دوران مین امیر المومنین ابو عبد اللہ محمد بن ابي یوسف سے تجدید بیعت کي غرض سے ایک وفد کے ھمراہ مراکش سے آئے تھے اؤر مین اُن سے ملنے کے لئے گیا تھا • اُسي روز وزیر ابو بکر موصوف نے مجھ سے میرا نام اؤر نسب پوچھ اؤر سن کر اپنے نام و نسب کا بھي ذکر کیا تھا اؤر محض تواضع' شرافت نفس اؤر تھذیب خلق کي روسے بغیر میري استدعاء کے اپنے ہي یہ اشعار سنائے تھے (قدس اللہ روحہ و سامحہ) :—

١ لاح المشیب علي رأسي فقلت لہ   الشیب والعیب لا واللہ ما اجتمع

یا ساقي الکاس لا تعدل الي بھا   فقد ھجرتُ الحمیّا والحمیم معہ

---

١ ترجمہ :— میرے سر پر پیری نمودار ھوئی تو مین نے اس سے کہا کہ " واللہ پیری اور عیب ایک جگہ جمع نہین ھوا کرتے ."

ای ساقی ! جام کو میری طرف مت لا ؛ کیونکہ مین نے نشاط جوانی اور خویشاوند و ھناسا سب ھی کو ترک کر دیا ھی . (مترجم)

اسي طرح اُنهون نے يه اشعار بهی سنائے اوٗر کہا که میري طرف سے ان اشعار کو بهي ياد رکهنا :—

۱ اني نظرت الي المرآت اذ جُليتْ فانكرتْ مقلتاي كلما رأتا
رأيت فيها شنيجا لست اعرفه و كنت اعرف فيها قبل ذاك فتا

اپنے يه اشعار اُنهون نے مجهسے خود ہي اپنے ہی الفاظ مین سنائے : خدا اُن پر رحم کرے ! اُنکے بہت سے اشعار ہین جن مین اکثر نہایت نفیس ہین ۔ خصوصاً موشحات کے تو وہ امام اوّلین ہین اوٗر اُن مین اُن کا طریقہ وہ غایت قصویٰ ہی که جو شخص اُن کے بعد آئیگا وہ اُن ہي کي پیروي کریگا ۔ صنف شعر مین آخري با کمال شاعر ہین ۔ اگر یه رسم نه هوتي که تاریخي کتب مین موشحات درج نه کئے جائین ‘ تو اُن کا اس نوع کا کلام جس قدر مجهے یاد ہی اُس مین سے کچھ نه کچھ ضرور یہان درج کردیتا ۔

اب ہم پهر احوال اندلس کي طرف رجوع کرتے ہین ۔ یه رؤساء ‘ جن کے نام ہم بیان کرچکے ہین ‘ فتنه کے بعد اندلس کے مالک اوٗر اُس کے علاقون پر قابض هوگئے تهے ۔ ان مین سے ہر رئیس اپنے اپنے طور پر اُس علاقے کے انتظام مین مصروف تها جس وہ قبضه کر بیٹها تها ۔ دعوت خلافت بالکل منقطع هوگئي ‘ اُس کا نام تک منبرون پر سے اُٹھ گیا اوٗر اندلس بهر مین کہین خلیفۂ اُموي یا هاشمي کا ذکر بهي باقي نهین رها ‘ ما سواء چند ایام کے که جب اقتضاء حیله اوٗر اضطرار تدبیرِ وقت کے مطابق اشبیلیه اوٗر اُسکے اعمال مین ہشام المويد بن الحکم المستنصر کي طرف سے دعویٰ سلطنت کیا گیا ۔ آخر کار اسکا بهي انقطاع هوگیا

۱ ترجمه :— جب آئینه میرے سامنے لایا گیا اور مین نے اس مین اپنا چہرہ دیکھا تو میری آنکهون نے جو کچھ دیکها اُسے نهین پہچانا ۔

مین نے آئینه مین ایک پیر ترنجیدہ پوست کو دیکها جس کو مین نهین پہچانتا ‘ کیونکه پہلے مین اُس مین ایک جوان کو دیکها کرتا تها ۔ (مترجم)

جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آگے اس کا بیان آئیگا۔ فتنۂ اندلس کے بعد اُس کے بادشاہون کا وہي حال ہوگیا تھا جو دارا بن دارا کے قتل کے بعد ایران مین طوائف الملوکي کی صورت مین نمودار ہوا تھا۔ اُن لوگون کا بہی حال رہا، اندلس کا حال دن بدن ضعیف ہوتا گیا، اُسکي حدود پر اختلال برپا رہا، اوراُس کے ہمسایہ اہل روم کي طمع بڑھتی اور اُنکي نگاہ تیز ہوتي چلي گئي: تا آنکہ خدائي تعالیٰ نے اُن مین اتفاق پیدا کیا، شگاف ناچاقي بند ہوا، تفرقہ کے بعد نظام پیدا ہوا، اختلاف مٹ گیا، دین غالب ہوا، اسلام کا بول بالا ہوا اوردشمن کي طمع ٹوٹ گئي اوریہ سب امیر المسلمین ناصر الدین ابو یعقوب یوسف بن تاشفین لمتوني (رحمہ اللہ) کي برکت نفس کے طفیل سے ہوا۔ اُن کے بعد اُنکے بیٹے علي کو بھي یہي علو شان نصیب رہي، اوراندلس دوبارہ اپنے امن و امان اورقدیم عیش و سرسبزي پر آگیا۔ اُن دونون کے زمانے مین اندلس ایک مقام استوار اور جائي امن بن گیا تھا۔ سب سے پہلے اِن دونون ہي کے زمانے مین اندلس کے منبرون پر خلافت عباسیہ (ابقاها اللہ) کے لئے دعا کي گئي۔ دعوت عباسیہ اورخلفاء عباسیہ کا ذکر المغرب اوراندلس کے منابر پر اُس وقت تک رہا کہ جب بلاد سوس مین ابن تومرت اورالمصامدہ کے قیام سے اُس کا انقطاع ہوا، جیسا کہ ان شاء اللہ عز و جل ہم آگے چل کر بیان کرینگے۔

فصل

ہم برسبیل اجمال اُن ملوک اندلس کا ذکر کرچکے ہین جو فتنہ کے بعد اُس پر قابض ہو بیٹھے تھے۔ اب ہم جزیرہ نمائي اندلس مین سے بالخصوص مملکت اشبیلیہ اور اُس کے بادشاہون کے ذکر کي طرف رجوع ہوتے ہین۔ اسي سلسلۂ سخن سے وہ حالات بھي متصل ہو جائینگے جو ہمارا مقصود ہي اوریہي تذکرہ ہم کو اپني اُس غایت کي طرف

لے جائیگا ۔ کیونکہ بادشاہ اشبیلیہ ہي یوسف بن تاشفین اؤر المرابطون کے اندلس مین داخل ہونے کا سبب ہوا تھا ' جیسا کہ انشاء اللہ تعالي عنقریب بیان کیا جائیگا ۔

اشبیلیہ کے حالات یہ ہین کہ وہ کچھ روز فاطمیّون یعني علي ابن حمود ' قاسم بن حمود اؤر یحییٰ بن علي بن حمود ' کے قبضے مین رہا ۔ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہي امر سلطنت و حکومت اُن ہي کے مابین دائر و سائر رہا ۔ جب یحییٰ بن علي نے بربریون کو ہمراہ لیکر قرطبہ پر فوج کشي کی ' اؤر قاسم بن حمود وہان سے بھاگ گئے اؤر اشبیلیہ کي طرف جانے کا قصد کیا ' جہان اُن کے دو بیٹے محمد اؤر حسن مقیم تھے ۔ تمام اہل اشبیلیہ نے اس امر پر اجماع و اتفاق کیا کہ محمد اؤر حسن کو اُن کے والد قاسم کي آمد سے پہلے ہي شہر سے خارج کردیا جائے ۔ چنانچہ اُنہون نے اُن دونون کو خارج کردیا ۔ جب قاسم آئے تو اُن کو بھی شہر مین داخل ہونے سے روک دیا ' اؤر بالاتفاق یہ رائے قرار پائي کہ اپنے ہي مین سے کسي ایسے شخص کو آگے کیا جائے جس کو وہ اپنا مرجع بنا سکین اؤر جس سے اُن کے مابین اتفاق کلي کی صورت قائم ہو سکے ۔ آخرکار خلوص رائے اؤر تنقیح تدبیر سے اُن سب نے متفقہ طور پر قاضي ابو القاسم محمد بن اسماعیل بن عباد لخمی کا انتخاب کیا ' کیونکہ وہ لوگ اُن کي عقل کي استواري ' آزادي خیال ' علوء ہمت اؤر حُسن تدبیر سے واقف تھے ۔ اُنہون نے قاضي موصوف سے اپني رائے کا اظہار کیا ' تو پہلے تو قاضي صاحب کو اس استبداد مین حصہ لینے اؤر آخر مین تنہا رہ جانے سے خوف ہوا اؤر انکار کردیا : مگر یہ شرط کي کہ وہ لوگ اپنے ہي مین سے چند لوگون کو اُن کا مددگار ' وزیر اؤر شریک بنائین اؤر یہ کہ کوئي امر اُن کے بغیر عمل مین نہ آئے اؤر کوئي نئي بات اُن کے مشورے کے بغیر نہ کي جا سکے ۔ اس غرض کے لئے جن لوگون کا اُنہون نے نام لیا یہ تھے :—

(۱) وزير ابوبكر محمد بن حسن ربيدي'
(۲) محمد بن يريم الهاني'
(۳) ابو الاصبع عيسي بن حجاج حضرمي'
(۴) ابو محمد عبد الله بن علي هوزني' اور

ديگر حضرات كے نام ميرے ذہن سے اُتر گئے ہين' مگر مين اُن كے قبائل اور خاندانون سے واقف هون. چنانچه يهي كيا گيا' اور جو كچهه اُنهون نے چاها اُن لوگون نے وهي كيا. وه اسي طرح اشبيليه كے تدبير امور پر قائم رهے اور يه سب مذكور حضرات اُن كے وزراء رهے. اُن كے دو بيٹے تهے' ايك اسماعيل جس كي كنيت ابو الوليد تهي اور وهي بڑا تها' اور دوسرا عباد جس كي كنيت ابو عمرو تهي. جب قاضي ابو القاسم كو يه اميد هو گئي كه وه اُن قلعون پر قبضه كر سكينگے جو اشبيليه كے قريب هين' تو اسماعيل افواج اشبيليه مين سے ايك لشكر كو همراه ليكر بربرون كے مقابلے كے لئے روانه هوا. اُسكا اور صاحب صنهاجه كا مقابله هوا. مگر اسماعيل كي افواج نے اُس كا ساتهه چهوڑ ديا اور وه سب سے پهلے قتل هوا اور اُس كا سر كاٹ كر ادريس بن علي فاطمي كے پاس پهنچا ديا گيا' جيسا كه هم پهلے بيان كر چكے هين.

حالات ملكي ويسے كے ويسے هي رهے اور قاضي ابو القاسم ملك كا بهترين انتظام كرتے رهے' تا آنكه اُنهون نے سنه ۴۳۹ كے دوران مين انتقال كيا. وه ايك صالح و مصلح آدمي تهے.

ولايت المعتضد بالله عبّادي

قاضي ابو القاسم كے بعد اشبيليه اور اُس كے اعمال پر اُن كے بيٹے ابو عمرو عباد بن محمد بن اسماعيل بن عباد جانشين هوئے. وه اصلاح حال' حسن تدبير اور انصاف و عدل مين كچهه عرصه اپنے باپ كے

نقش قدم پر چلتے رهے : پهر اُن کو امور سلطنت مین استبداد کرنے کي سوجهي • وه چست و چالاک ' صاحب ذهن رسا ' سخت دل ' شجاع النفس ' عالي حوصله اؤر ذهين آدمي تهے • اس کے ساته هي تقديرنے بهي اُن کي مدد کي • وه وزراء مذکور مين سے ايک ايک کي بيخ کني کي کوشش کرتے رهے : اُن مين سے کسي کو قتل کر ديا ' کسي کو جلا وطن کيا اؤر کسی کو خمول و فقر مين مبتلا کرکے مروا ڈالا ' يهان تک که جو کچهه اراده کيا تها اُس کو پورا کرليا اؤر پوري طرح اپنا استبداد امر قائم کرکے خود کو المعتضد بالله سے ملقب کيا •

کهتے هين که اُنهون نے يه ادعا کيا تها که هشام المويد بالله بن الحکم المستنصر بالله اُن کے پاس تهے ' اؤر جس وجه سے اُنهون نے يه تدبير و حيله اختيار کيا وه يه تهي که اُن کو اهل اشبيليه کے اختلاف کو ديکه کر يه خوف دامن گير هوا تها که عامة الناس اُن کے خلاف کهڑے هو جائينگے ' کيونکه اُن لوگون نے المستظهر ' المستکفي اؤر المعتد جيسے اُمراء بنو اُميه کے قرطبه مين ظاهر هونے کا حال سنا تها اؤر اُنهون نے بغير ايک خليفه کے رهنا مناسب نهين سمجها تها • نيز يه که اُن کو يه خبر بهي ملي تهي که اُن وزراء نے اولاد بنو اُميه سے علم خلافت بلند کرنے کي استدعا کی تهي • اس لئے اُنهون نے جو کچهه دعوي کيا کيا •

بيان کيا جاتا هي که هشام اُن کے قصر مين رهتا تها ؛ اُن کے حشم مين سے هشام کے لئے خواص مقرر تهے • هشام اُن کے لئے بطور حاجب کے کام کرتا تها ' اُن کے احکام کا نفاذ اُسي کے سپرد تها اؤر وهي اُن کے لئے منابر پر دعاؤن کے اجراء کا بند و بست کرتا تها • يه کيفيت کئي سال تک قائم رهي • اس کے بعد اُس نے سنه ۴۵۵ مين اُن کا انتقال کرنا ظاهر کيا ' اؤر رعايا کو خبر مرگ دي اؤر يه ظاهر کيا که (بزعم خود) اُنهون نے هشام مذکور سے يه وعده کيا تها که وهي اُن کے بعد تمام اندلس پر امير سلطنت هوگا •

المعتضد مختلف ممالک کو تسخیر اور اقطار اندلس کے باشاهون کو اپنا مطیع کرتے رهے • اُنهون نے اپنے قصر کے صحن مین لکڑیان لگا رکھی تهین' اور جس طرح قصرون مین درخت لگے هوتے هین اُنهون نے بجائے درختون کے اُن لکڑیون کو بادشاهون اور رئیسون کے سرون سے آراسته کر رکھا تھا اور اس باغ کے متعلق کہا کرتے تھے که "اسے خوب سجانا چاهئے" • اس شخص کے تمام حالات یه بتاتے هین که وه شهامت' رسائی فکر و ذهن' شجاعت قلب اور حدت نفس مین یکتائی زمانه تھے • لوگ اُن کو ابو جعفر المنصور عباسی سے تشبیه دیا کرتے تھے • اُن کا خوف اور هیبت دور و نزدیک سب کے لئے برابر تھی' خصوصاً اُس وقت سے که جب سے اُنهون نے اپنے سب سے بڑے بیٹے اور ولی عهد اسماعیل کو نهایت بے رحمی کے ساتھ قتل کروایا تھا • اس کی وجه یه تھی که اُن کو یه اطلاع پهنچی تھی که اُن کا یه بیٹا اپنی حیات کی درازی اور باپ کی موت کی تمنا کرتا هی • المعتضد اس سے باپ کی طرح چشم پوشی اور تغافل کرتے رهے • مگر آخرکار اس تغافل کا انجام یه هوا که ایک رات کو اسماعیل نشے مین متوالا هوکر اُس قصر کی دیوار پر غلامون اور رذیلون کو همراه لیکر چڑھ گیا جس مین المعتضد رهتے تھے اور اُن کو قتل کردینے کا اراده کیا • مگر دربانون اور چوکیدارون کو خبر هوگئی • اسماعیل کے آدمی بھاگ گئے' مگر ایک شخص پکڑا گیا اور اُس نے اُن سب کے سامنے اقرار کرلیا اور جو کچھ هونے والا تھا سب کچھ کہه سنایا • یه بھی کہا جاتا هی که اسماعیل اُن لوگون کے ساتھ نه تھا' بلکه اُس نے ان کو ایسا کرنے پر برانگیخته کیا تھا اور جو شخص اُس کے باپ المعتضد کو قتل کردے اُس کے لئے ایک زبردست انعام مقرر کیا تھا • والله اعلم • المعتضد نے اپنے بیٹے اسماعیل کو پکڑلیا' اور اُس کا تمام مال ضبط کرکے اس کی گردن ماردی • اس واقعه کے بعد اُنکے خواص مین کوئی بھی ایسا شخص نه تھا جو اُن سے نه ڈرتا هو •

مجھے معلوم ہوا ہی کہ اُنہوں نے ایک نا بینا شخص کو مکہ شریف مین قتل کرا دیا' جو وہاں اُن کے حق مین بد دعا کیا کرتا تھا ۔ وہ شخص بادیۂ اشبیلیہ کا باشندہ تھا ۔ المعتضد نے اُس کے مال پر ہاتھ مارا تھا' اوٗر وہ باقي مال کے بھي ضایع ہو جانے سے بالکل فقیر ہوکر مکہ چلا گیا تھا ؛ جہان وہ المعتضد کے حق مین بد دعا کیا کرتا تھا۔ جب المعتضد کو اس امر کي اطلاع ہوئی' تو اُنہوں نے ایک شخص کو بلایا جو حج کو جا رہا تھا اوٗر اُسے ایک صندوقچہ دیا' جس مین زہر آلود دینار بھرے ہوئے تھے ۔ اُنہوں نے اس سے کہا کہ "اس صندوقچہ کو نہ کھولنا تا وقتیکہ مکہ مین فلان نا بینا شخص کو دے دو' اوٗر اُس سے ہمارا سلام کہہ دینا" جب وہ شخص مکہ پہنچا' تو اُس نے اُس نا بینا سے ملاقات کرکے وہ صندوقچہ اُس کو دے دیا اوٗر کہا کہ "یہ المعتضد نے بھیجا ہي" ۔ نا بینا نے لینے سے انکار کیا اوٗر کہا کہ "یہ کیا بات ہي کہ اشبیلیہ مین تو وہ مجھ پر ظلم کرتا ہي اوٗر حجاز مین میرے پاس صدقات بھیجتا ہي" ۔ مگر وہ شخص اُسے سمجھاتا رہا' اوٗر آخر اُسے تسکین ہوگئي تو اُس نے وہ صندوقچہ لے لیا اوٗر سب سے پہلا کام اُس نے یہ کیا کہ اُس صندوقچہ کو کھول کر اُس مین سے ایک دینار نکالا اوٗر منہہ مین رکھہ لیا اوٗر باقي دینارون کو بھي ہاتھہ سے الٹتا پلٹتا رہا ۔ آخر زہر نے اپنا اثر کیا اوٗر رات بھي نہ آنے پائي تھي کہ مرگیا ۔ ذرا غور کیجئے کہ یہ کسقدر تعجب کا مقام ہي کہ ایک شخص جو انتہاء مغرب مین رہتا ہي وہ حجاز مین رہنے والے کے قتل کي فکر کرتا ہي ! بالکل اسي طرح اُنہوں نے اہل اشبیلیہ مین سے ایک مؤذن کو قتل کرایا تھا' جو اُن سے ڈرکر طلیطلہ بھاگ گیا تھا اوٗر صبح کو اُنکے لئے بد دعا کیا کرتا تھا ۔ وہ خیال کرتا تھا کہ چونکہ اب مین کسي اوٗر کي سلطنت مین ہون اس لئے المعتضد کي شرارت سے امن مین ہون ۔ مگر المعتضد برابر حیلہ جوئي کرتے رہے' اوٗر آخر کار ایک ایسے شخص کو اُس پر مامور کیا جو اُسکا سر کاٹ کر اُن کے پاس لے آیا *

اُن کے ہمسایہ متغلبین مین سب سے بڑے رنج دینے والے اوٗر سب سے شدید بربري صنہاجہ اوٗر بنو برزال تھے ' جو اشبیلیہ کے گرد و نواح مین قرمونہ اوٗر اُس کے اعمال پر قابض تھے ۔ اُن کے لئے المعتضد کبھي حیلے کرتے اوٗر کبھي فوج کشي کرتے تھے ۔ آخر اُن کو ذلیل کیا ' اُن مین تفرقہ ڈال دیا ' اُن کے نظام کو پریشان کردیا ' اوٗر اُن کو اُن تمام شہرون سے خارج کردیا : تب جاکر اُن کا راستہ صاف ہوا ۔

المعتضد کا ایک جاسوس قرمونہ مین رہتا تھا ' جو المعتضد کے طرح طرح کے حیلون کے ذریعے اُن کو اہل بربر کي خبرین دیا کرتا تھا ۔ ایک مرتبہ المعتضد نے اپنے اُس قرمونہ والے جاسوس کو کچھ لکھنا چاہا ۔ اس غرض کے لئے اُنہون نے بادیۂ اشبیلیہ کا ایک گنوار بلوایا ' جو نہایت بیوقوف اوٗر سخت غافل آدمي تھا ' اوٗر اُس سے کہا کہ " اپنے کپڑے اُتار دے " ۔ پھر اُسے ایک جبہ پہناکر اُس کي جیب مین ایک خط رکھکر سلوا دیا اوٗر اُس شخص سے کہا کہ " تم قرمونہ جاؤ ' اوٗر جب اُسکے قریب پہنچو تو ایک گٹھا لکڑي کا جمع کرکے شہر مین جانا اوٗر لکڑي بیچنے والون کي جگہ جاکر کھڑے ہوجانا ' اوٗر اپني لکڑیان صرف اُسي شخص کے ہاتھ فروخت کرنا جو تمہین پانچ درم قیمت دے " ۔ یہ تمام باتین اُنہون نے پہلے ہي اپنے جاسوس قرمونہ سے مقرر کر رکھي تھین ۔ غرض کہ وہ گنوار اُسي طرح وہان سے روانہ ہوا جسطرح المعتضد نے حکم دیا تھا ۔ اُس نے قرمونہ کے پاس پہنچکر لکڑیان جمع کین (حالانکہ اس سے قبل اُس نے کبھي یہ کام نہ کیا تھا) اوٗر ایک چھوٹا سا گٹھا جمع کرکے شہر مین داخل ہوا اوٗر لکڑہارون کے کھڑے ہونے کي جگہ جاکر کھڑا ہوگیا ۔ لوگ اسکے پاس سے گزرتے اوٗر قیمت پوچھتے ' تو وہ کہہ دیتا " مین پانچ درم سے کم مین نہ فروخت کرونگا " جو کوئي سنتا ہنسکر چلا جاتا ۔ اُسے یون ہي کھڑے کھڑے رات ہوگئي ۔ لوگ اُس کا مذاق اُڑاتے تھے : کوئي کہتا تھا کہ " یہ آبنوس ہي " :

کوئي کہتا تھا "نہین بلکه عود ہندي ہي" : وغیرہ وغیرہ ۔ آخر المعتضد کا جاسوس بھي وھان سے گزرا اوٗر اُس سے پوچھا کہ "یہ گٹھا کتنے مین بیچوگے ؟" اُس نے کہا "پانچ درم مین" ۔ جاسوس بولا "اچھا" مین خریدتا ھون ۔ میرے مکان تک پہنچادو ۔" چنانچہ وہ شخص اُسے اُٹھاکر لے چلا اوٗر وہ جاسوس اُس کے آگے آگے روانہ ھوا ۔ گھر پہنچ جانے پر اُس سے وہ گٹھا رکھوا لیا اوٗر اُسے پانچ درھم دے دئے ۔ وہ لیکر جانے لگا ' تو جاسوس نے کہا "اس وقت کہان جاتے ھو؟ تم جانتے ھو کہ راستہ خطرناک ہي ۔ آج رات میرے ہی پاس سو رھو ۔ صبح کو اپنے گھر چلے جانا ۔" اس نے مان لیا ۔ جاسوس نے اسے اپنے گھر مین بلا لیا ' اسکے سامنے کھانا لاکر رکھا ' اوٗر اس سے اس طرح سوالات کرنے شروع کئے کہ گویا اُسے جانتا ہي نہین ۔ اُس سے پوچھا کہ "تم کہان کے رھنے والے ھو؟" اُس نے کہا "بادیۂ اشبیلیہ کا ۔" پھر جاسوس نے کہا کہ "تم اِس جگہ کیون آئے ھو؟ حالانکہ تم بربریون کی شرارتون ' سختیون اوٗر خونریزیون سے واقف ھو ۔" اُس نے کہا کہ "مین یہان ایک ضرورت سے آیا ھون" اوٗر یہ نہین ظاھر کیا کہ اُسے المعتضد نے بھیجا ہي ۔ غرض کہ وہ شخص اُس سے باتین کرتے کرتے سو گیا ۔ جب جاسوس نے اُس پر نیند کا غلبہ دیکھا تو اس سے کہا کہ "اپنے کپڑے اُتاردو تاکہ تمھین نیند اچھي طرح آجائے اوٗر جسم ہلکا رھے ۔" اُس شخص نے کپڑے اُتار دئے اوٗر سو گیا ۔ المعتضد کے جاسوس نے جبہ اُٹھایا ' جیب پھاڑي ' خط نکالکر پڑھا ' اوٗر اس کا جواب لکھکر پھر جیب ہي مین رکھکر اسے پہلے کي طرح سي دیا ۔ صبح ھوئي تو اس شخص نے اپنا جبہ پہنا ' اوٗر اشبیلیہ چل دیا ۔ جب وہ دارالامارت کے دروازے پر پہنچا اوٗر باریابي کي اجازت مانگي ' تو فوراً المعتضد کے پاس پہنچا دیا گیا ۔ المعتضد نے کہا کہ "یہ جبہ اتار ڈالو ۔" پھر اسے ایسے عمدہ عمدہ کپڑے پہنا دئے کہ وہ خوش ھوگیا اوٗر اِس خوشي مین وھان سے نکلا کہ اسے خلعت

پہنائي گئی ہي • اسے خبر بھي نه هوئي كه وه كيون گيا اوٗر كيون آيا •
المعتضد نے جبه كی جيب مين سے خط نكال كر پڑھا ' اوٗر جو كچھ
كرنا چاها تها كيا *

المعتضد تدبير ملك اوٗر استحكام امر كے لئے عجيب و غريب
حيلون اوٗر راؤن سے كام ليتے تھے ' اوٗر وه رائين اكثر ايسي تهين كه پہلے
كسي نے نه كي تهين • اگر ہم ان كا شمار كرين ' تو بہت طول هو جائے
اوٗر اس كي تفصيل اختصار كي حد سے نكل جائے *

جب ' حسب بيان بالا ' انہون نے اپنے بيٹے اسماعيل كو ' جسكو
انہون نے المويد كے لقب سے ملقب كيا تها ' قتل كرديا تو انہون نے اپنے
بيٹے ابو القاسم محمد بن عباد بن محمد بن اسماعيل بن عباد كو اپنا
وليعہد بنايا ' اوٗر اسے المعتمد على الله كا لقب ديا • اس ابو القاسم كي
سيرت اپنے باپ كي حين حيات اوٗر بعد از ممات بہت اچھي رهي *

المعتضد بالله كی امارت كے دوران مين بربرون كے دو بڑے بڑے
قبيلے ' لمتونه اوٗر مسوفه ' ميدان مراكس مين آكر اترے اوٗر چونكه
وه مقام تمام بلاد كے وسط مين واقع تها اس لئے اسي كو اپنا دارالملك
قرار ديا • جب وه وهان اترے هين اس وقت وهان جنگل تها ' آبادي
نه تهي • يه نام بهي انہون نے ايك حبشي غلام كے نام پر ركها تها ' جو وهان
رهتا تها اوٗر راسته لوٹا كرتا تها • اس حبشي كا نام مراكش تها • جيسا كه ہم
بيان كر چكے هين ' بربريون نے اسي كو اپنا وطن بنا ليا ' اوٗر ايك شخص
تاشفين بن يوسف نامي كو اپنا سردار مقرر كرليا • المعتضد ہر وقت
اهل سرحد كي خبر دريافت كرتے رهتے تهے كه آيا بربري مراكش كے
ميدان مين آكر اترے هين يا نہين • اس كي وجه يه تهي كه ايك بزرگ
سے ' جو ان كے پاس رها كرتا تها ' ان كو يه معلوم هوا تها كه يه قوم ان سے
يا ان كے بيٹے سے خلع كرائيگي اوٗر اس كو ملك سے خارج كرديگي •
جب ان كو ان لوگون كے وهان جاكر اترنے كي اطلاع هوئي ' تو انہون نے

اپنے بیٹون کو اپنے پاس بلایا ' انہین اوپر سے نیچے تک دیکھا اور کہنے لگي " کاش که مجھے نه معلوم ہو جاتا که اس قوم کي مصیبت مجھپر آکر پڑیگي یا تم پر! " انکے بیٹون مین سے ابو القاسم نے کہا که " خدا مجھکو آپ پر فدا کرے ' اور جو افتاد آپ پر پڑنے والي ہي وہ مجھ پر پڑے! " اتفاق کي بات ہي که جو دعا انہون نے کی تھي وہ ان ہی کے مقدر مین تھي •

المرابطون کے قبیلے ' لمتونه اور مسوفه ' سنه ۴۶۳ کے صدر مین مراکش کے میدان مین آکر اترے ' اور وہ سب کے سب سنه ۵۴۰ کے وسط مین یکبارگي وهان سے نکل گئے • اس حساب سے ان کي مدت اقامت ' جب سے وہ میدان مراکش مین آئے اور المصامدہ نے آکر ان کو وهان سے نکالا ' جهیتر (۷۶) سال کي هوتی ہي *

المعتضد بالله نے ماہ رجب سنه ۴۶۴ مین انتقال کیا • ان کي موت کے سبب مین اختلاف ہي • کوئي کہتا ہي که بادشاہ روم نے ان کے پاس کپڑے بھیجے تھے جن مین زهر تھا ' اور کوئي کہتا ہی که وہ اپني موت مرے • والله اعلم *

---

٥ ولایت ابو القاسم بن عباد المعتمد علی الله

اُن کے بعد ان کے بیٹے ابو القاسم محمد بن عباد بن محمد بن اسماعیل بن عباد تخت پر بیٹھے اور اپنے لقب " المعتمد علي الله " پر " الظافر بحول الله " کا اضافه کیا • یه المعتمد اپني ذکاوت اور غزارت ادب مین هارون الواثق بالله خلیفۂ عباسي سے مشابه تھے • ان کے اشعار ایسے تھے جیسے که زیورات بکھرے ہوے هوتے ہین • ان کے پاس اتنے شعراء اور اهل ادب جمع تھے که ان سے پہلے کسي بادشاہ اندلس کے پاس اتنے جمع نه هوئے تھے • علوم مین صرف علم ادب اور اس کے متعلقات کے شوقین تھے • اس کے علاوہ ان مین ایسے فضائل ذاتي جمع

تھے ' جن کا حد و شمار نہیں : مثلاً شجاعت ' سخاوت ' حیا ' لطافت ' نیز اؤر باتین جو ان اخلاق شـریفه کے مناسب ہین • مختصر یه ہی که مین کسي ایسي خصوصیت کو نہین جانتا جس سے آدمي متصف هو سکتا ہي ' اؤر اس کا سب سے بڑا حصه خدا نے المعتمد کو عطا نه فرمایا هو • اگر وقت فتح سے المعتمد کی تخت نشیني تک اندلس کي خوبیان شمار کي جائین ' تو المعتمد ان مین سب سے یکتا اؤر سب سے بڑے ہین *

المعتمد اپنے والد کے بعد اشـبیلیه کے امور کے متولي هوئے • اس وقت ان کی عمر ۳۷ سال کي تھي • ان پر خلع اؤر ملک سے جلا وطني کي جو مصیبت پڑي وہ ماہ رجب سنه ۴۸۴ مین واقع هوئي • اس حساب سے ان کي مدت ولادت خلع اؤر قید کے وقت تک بیس (۲۰) سـال کي هوئي • مگر انہون نے اسي عرصه مین ایسے ایسے مآثر جمع کر لئے ' جو کوئي اؤر شخص سؤ برس یا اس سے بھي زیادہ مین جمع نه کر سـکتا • ان مین (خدا ان پر رحمت کرے) وہ باتین تھین ' جن سے ان کي تعریف ہمیشه ہمیشه کے لئے باقي رہ گئي *

منجمله انکے شعراء کے ایک صاحب مرسیه کے رہنے والے عبد الجلیل بن وهبون نامي تھے • وہ بہت اچھا شـعر کہتے تھے اؤر بہت خوب مضامین پیدا کرتے اؤر لطیف معاني نہایت نفاست سے نکالتے تھے • ایک روز المعتمد کے سامنے حاضرین مین کسي نے عبد الجلیل بن وهبون کے یه دو شعر پڑھے ' جو انہون نے المعتمد کي خدمت مین حاضر هونے سے پہلے کہے تھے :—

۱ قلّ الوفاء فما تلقاہ في احد   ولا یمر لمخلوق علي بال
و صار عندهم عنقاء مغربة   او مثل ما حدّثوا عن الف مثقال

۱ ترجمه :— وفا کمیاب هی ' اؤر تو اُسے کسی مین بھی نه پائیگا ' نه کسی مخلوق کے دل مین اُس کا خیال گزرتا هی •
وہ اُن کے لئے مثل عنقاء مغرب کے هوگئی هی ' یا مانند اُس کے جیسے لوگ هزار مثقال کی باتین کرین • (مترجم)

المعتمد کو ان اشعار نے تعجب مین ڈال دیا' اور اُنهون نے پوچها که "یه اشعار کس کے هین؟" حاضرین نے بتایا که "یه عبد الجلیل بن وهبون کے هین جو حضور کے خدم مین سے هین . المعتمد نے کہا که "وائے بد بختي که ایک شخص همارے خدام مین سے هو' هم پر بهروسه کرنے والا هو اور پهر وه کهے که "وه ایسي بات هي که جیسے لوگ ایک هزار مثقال کا ذکر کیا کرتے هین"! کیا کوئي شخص همارے متعلق اس سے بهي بد تر بات کهه سکتا هي؟" اور یه کهه کر حکم دیا که عبد الجلیل کو ایک هزار مثقال دے دئے جائین . جب عبد الجلیل پهر اُن کي خدمت مین شکریه ادا کرنے کے لئے باریاب هوئے تو اُنهون نے پوچها که "ابو محمد! اب تو تم نے اپني آنکهه سے دیکهه لیا که وه خبر سچ هي؟" کہا که "والله حضور! دیکهه لیا": اور المعتمد کے طول بقا کي دعا کي . جب اُنهون نے واپس جانے کا اراده کیا' تو اُنهون نے کہا که "ابو محمد! اب کچهه شعر شاعري کي باتین کرو اور اُس (یعني ایک هزار مثقال) کا ذکر نه کرو" .

خدا اُن پر رحمت نازل فرمائے' اُن کے ایسے بهت سے اشعار هین' جن مین وه اکثر شاعرون سے بڑهه گئے هین اور غضب کے شعر نکالے هین . هم اُن کے حالات کي تحریر کے دوران مین اُن کے ایسے ایسے حالات بیان کرینگے' جو صاحبان تمییز کے لئے اُن کے کمال کي شهادت هونگے . اُن کے اشعار مین سے مین نے یه اقوال انتخاب کئے هین :—

١ علّل فوادك قدابلّ علیل   و اغنم حیاتك فالبقاء قلیل

١ ترجمه :— اب که مریض اچها هوگیا هے' اپنے دل کو کسی اور طرف مشغول کرو' اور اپنی زندگی کو غنیمت جانو' کیونکه زندگی تهوڑی هی هے .
اگر تم کو ایک هزار سال کامل کی بهی عمر دی جائے' تب بهی یه کهنا بجا نه هوگا که زندگی طویل هی
کیا تم کو غم و اندوه اسی طرح موت کی طرف لے جاتی هی؟ حالانکه عود عودهی رهتا هی اور باد شمال بهی وهی باد شمال
رنج و غم تمهارے نفس کو سختی سے کهین نهین لے جا سکتا' حالانکه پیاله تمهارے هاتهه مین ایک شمشیر صیقل کی طرح هی
غم و اندوه عقل هی کی وجه سے دل پر حاوی و طاری هو جاتے هین؛ اس لئے مین اسی کو عقل سمجهتا هون که عقلین زائل هو جائین . (مترجم)

لو ان عمرك الف عام كامل   ما كان حقا ان يقال طويل
اكذا يقود بك الاسي نحوالردي   والعود عود والشّمول شمول
لا يستبيك الهم نفسك عنوة   والكاس سيف في يديك صقيل
بالعقل تزدحم الهموم علي الحشا   فالعقل عندي ان تزول عقول

اُن کے جلنے — نہین بلکہ آترنے — والے اشعار مین سے وہ اشعار ہین جو اُنہون نے ایک چھوٹے سے غلام کے متعلق کہے تھے، جو اُنکی خدمت مین رہا کرتا تھا۔ اُس کو صاحب طلیطلہ نے اُن کی خدمت کے لئے پیش کیا تھا، اور اُسکا نام "سیف" تھا۔ وہ اشعار یہ ہین —

سموه سيفا و في عينيه سيفان   هذا لقتلي مسلول و هذان
اما كفت قتلة بالسيف واحدة   حتي اتيح من الاجفان ثنتان
اسرته و ثناني غنج مقلته   اسيره فكلانا آسر عان
يا سيف امسك بمعروف اسير هوي   لا يبتغي منك تسريحا باحسان

اُن کے رشیق و ملیح اور ہلکے پھلکے اشعار مین سے ذیل کے اشعار بھی ہین جو سلاست مین آب رواں ہین اور ملاست مین سنگ تاباں۔ یہ اشعار بھی اُنہون نے اُسی غلام کے متعلق کہے تھے اور بہت ہی خوب کہے تھے :—

ا تم له الحسن بالعذار   و اقترن الليل بالنهار
اخضر في ابيض تبدّي   ذلك آسي وذا بهاري
فقد حوي مجلسي تماما   ان كان من ريقه عقاري

ایک دن وہ اپنے قبہ مین بیٹھے ہوئے کچھ لکھ پڑھ رہے تھے اور اُن کے پاس اُن کی ایک خواص کھڑی تھی۔ ایک روزن مین سے اُن پر

ا ترجمة :— حسن اُس کے رخساروں مین کامل ہوگیا ہی۔ اُس مین رات اور دن دونون مل گئے ہین۔
سفید مین سبز اس طرح ظاہر ہو رہا ہی، جیسے ایک گلشن مین گل آس اور گل بہار۔
میری تمام مجلس بھر گئی ہی۔ کاش کہ اُسکا آب دہن میری شراب ہوتا۔ (مترجم)

دھوپ آ گئي ' تو وہ خواص اس طرح کھڑي ھو گئی کہ اُن پر دھوپ نہ پڑے • اس پر اُنہوں نے (خدا اُن پر رحمت کرے) في البديہہ کہا کہ :—

١ قامت لتحجب ضوء الشمس قامتها　عن ناظري حجبت من ناظر العير

علما لعمرك منها انها قمر　هل تكشف الشمس الا صورة القمر

اسي وقت اُن کے خواص میں سے ایک اؤر لڑکي اُن کے پاس کھڑي ھوئي اُن کو شراب پلاتي جاتي تھي ' پیالہ اُس کے ھاتھ ہي میں تھا کہ بجلی چمکي ' جس سے وہ کانپ اُٹھي • یہ کیفیت دیکھ کر اُنہوں نے (رحمہ اللہ) في البدیہہ کہا کہ :—

٢ ربعت من البرق وبي كفها　برق من القهوة لماع

عجبت منها وهي شمس الضحي　كيف من الانوار ترتاع

ان کے علاوہ اُن کے اؤر بھي قطعات ہیں ' جو اُنہوں نے اپني مجالس اُنس میں یا اپنے اپنے خاص جلساء کی استدعاء پر کہے ہیں • وہ اشعار مجھے بہت کم یاد رہ گئے ہیں ' اس لئے میں اُن کو نقل نہیں کر سکتا • عنقریب اُن کے وہ اشعار نقل کئے جائینگے جو اُنہوں نے اپني مصیبت کے زمانے میں کہے ہیں اؤر جو پتھروں کو پگھلا دیتے اؤر پہاڑوں کو پارہ پارہ کر دیتے ہیں •

المعتمد صرف ایسے ہي شخص کو اپنا وزیر بناتے تھے جو شاعر و ادیب ھوتا تھا • اس لئے اُن پاس اتنے وزیر شعراء جمع ھو گئے تھے کہ اُن سے پہلے کسي کے پاس نہ تھے • اُنکے وزراء میں سے ایک وزیر اجل ذو الرياستين ابو الوليد احمد بن عبد اللہ بن احمد بن زيدون بھي تھے • وہ ایک ادیب باکمال اؤر شاعر رائع تھے ' اندلس کے بڑے زبردست اؤر نفیس القول شعراء میں سے تھے •

---

١ ترجمہ :— وہ اس لئے کھڑی ھوئی ھی کہ اُس کا قد آفتاب کی ضیا کو میری آنکھ سے روک دے اور وہ اغیار کی نگاہ سے محفوظ ھی

قسم ھی تمھاری جان کی کہ وہ جانتی ھی کہ وہ خود چاند ھی • اور سواء چاند کی صورت کے آفتاب کو کون پوشیدہ کر سکتا ھی ؟ (مترجم)

٢ ترجمہ :— وہ بجلی سے ڈر گئی ' حالانکہ اُس کے ھاتھ میں برق شراب ھی •
مجھے تعجب ھی کہ وہ خود آفتاب چاشت ھوکر بھی روشنیوں سے ڈرتی ھی •
(مترجم)

نسب کي تعریف کرتے تو لوگ کُثیر کو بھول جاتے تھے، مدح کرتے تو زھیر کو مات کرتے تھے، اؤر فخریہ اقوال مین امرؤ القیس بھي گرد ھو جاتا تھا۔ چنانچہ جو قطعات اُن کي جودت طبع اؤر اتقان صنعت پر شاھد ھین، اُن مین سے اُن کے یہ اشعار بھي ھین :—

۱ بیني و بینك ما لو شئت لم یضِع سر اذا ذاعت الاسرار لم یذِع
یا بائعاً حظه مني ولو بُذلت لي الحیاة بحظي منه لم ابع
یکفیك انك ان حمّلت قلبي ما لا تستطیع قلوب الناس یستطع
تِه احتمِل واستطِل اصبِر وعِزّ اهُن وولِّ اُقبل وقُل اَسمع ومُر اُطع

المعتمد کي وزارت کرنے سے قبل وہ بنو جھور کے ھان وزیر تھے، کیونکہ اُن کي اصل شھر قرطبہ سے تھي۔ مگر جب بنو جھور کے ھان اُن کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، تو وہ اُن کو چھوڑکر قرطبہ کو خیر باد کھہ کر المعتمد کے ھان اشبیلیہ پھنچے، جھان اُن کا رتبہ بلند ھوا۔ پھر بھي اُنکو بنو جھور کي طرف سے ایسي ایسي باتین پھنچتي رھین جن سے اُنکو رنج ھوتا تھا اؤر قرطبہ سے بیش از پیش نفرت ھوتي جاتي تھي۔ اُنھون نے (خدا اُن پر رحم کرے) بنو جھور کو مخاطب کرتے ھوئے یہ اشعار کھے ھین :—

۲ بنو جھور احرقتموا بجفائکم فوادي فما بال المدائح تعبق

---

۱ ترجمہ :— میرے اور تمھارے درمیان مین وہ بات ھی کہ اگر تم چاھتے تو وہ ضائع نہ ھوتي۔ گوکہ تمام اسرار فاش ھو جاتے ھین، مگر وہ راز فاش نہ ھوتا۔
اي میري طرف سے اپنے حظ کو فروخت کرنے والے! اگر میري حیات بھي بدل جاتي تب بھي مین اُس کي طرف سے اپنے حظ و نصیب کو فروخت نہ کرتا۔
تمھارے لئے یھي کافي ھی کہ تم میرے دل کو اُس بارسے لاد دو کہ جسے اور قلوب برداشت نھین کر سکتے مگر وہ برداشت کرے۔
تم تکبر کرو، مین برداشت کرتا ھون؛ تم ظلم کرو، مین صبر کرتا ھون؛ تم چیرہ دستي کرو مین ذلت برداشت کرونگا؛ تم رو گرداني کرو، مین پیش قدمي کرونگا؛ تم کھو، مین سنونگا؛ تم حکم دو، مین امتثال امر کرونگا؛ (مترجم)
۲ ترجمہ :— اي بنو جھور! تم نے میرے دل کو اپنے ظلم و جفا سے جلا دیا ھی۔ پھر کیا وجہ ھی کہ تعریفین پھیل رھي ھین؟
تم نے مجھے عنبر ورد سمجھا: کیونکہ اُس کے انفاس کي خوشبو تم تک جب ھي پھنچتي ھی کہ وہ جلایا جائے۔ (مترجم)

تعدوننی کالعنبر الورد انما تفوح لکم انفاسه حین یحرق

اُن کے تشبیب کے اشعار کی یہ کیفیت تھی کہ وہ اپنی رقت میں روح سے اور لطافت میں اجزاء ہوا سے مماثل و مشابہ تھے ۔ چنانچہ اُن کے تشبیب و تغزل کی مثال اُن کے اُن اشعار میں ملتی ہی، جو اُنہوں نے اشبیلیہ کے قیام کے دوران میں المہدی کی لڑکی ولادہ کی محبت میں لکھے ہیں جو قرطبہ میں مقیم تھی اور وہ یہ ہیں :—

(۱) بِنتم و بِنا فما ابتلّت جوانحنا شوقا الیکم ولا جفّت مآقینا

(۲) نکاد حین تناجیکم ضمائرنا یقضی علینا الاسی لولا تأسّینا

(۳) حالت لفقدکم ایامنا فغدت سودا وکانت بکم بیضاً لیالینا

(۴) اذ جانب العیش طلق من تالفنا و مورد اللهو صافٍ من تصافینا

(۵) و اذ هصرنا غصون الانس دانیة قطوفها فجنینا منه ماشئنا

(۶) لیسق عهدکم عهد السرور فما کنتم لارواحنا الا ریاحینا

(۷) من مبلغ مُلبسینا بانتزاحهم حُزناً مع الدهر لا یبلی و یبلینا

ترجمہ :—

(۱) تم اور ہم جدا ہوگئے نہ ہماری پسلیاں تمہاری محبت کے مرض سے شفایاب ہوئیں، نہ ہمارے گوشہائے چشم خشک ہوئے ۔

(۲) جب ہمارے دل تم سے سرگوشی کرتے ہیں، تو ہمارا یہ حال ہو جاتا ہی کہ گویا غم و اندوہ عنقریب ہم پر حکم لگانے والے ہیں ۔ اگر ہم کو تسلی نہ ہو جاتی ۔

(۳) تمہاری گم گشتگی کے سبب سے ہمارے دن سیاہ ہوگئے ہیں، حالانکہ تمہاری صحبت میں وہ سفید تھے ۔

(۴) جب کہ خوش عیشی ہماری الفت و محبت سے آزاد ہوگئی، حالانکہ چشمۂ لہو و لعب ہماری آپس کی صفائی سے صاف تھا ۔

(۵) جب کہ ہم نے اُنس کی قریب پھل والی شاخوں کو جھکاکر اپنے قریب کیا، اور اُس میں جو کچھ ہم چاہتے تھے ہم نے چن لیا ۔

(۶) زمانۂ سرور کو چاہئے کہ تمہارے عہد و دیدار کو سیراب کرے، کیونکہ تم ہماری روحوں کے لئے بمنزلہ ریاحین کے تھے ۔

(۷) کون ہی جو ہماری طرف سے اُن لوگوں کو، جنہوں نے ہم کو ایسے زمانے میں رنج و غم کا لباس پہنا دیا ہی، جو بوسیدہ نہیں ہوتا؛ مگر ہم بوسیدہ ہوئے جا رہے ہیں؛ یہ پیغام پہنچادے کہ :—

(٨) آنّ الزمان الذي مازال يُضحكنا ... انساً بقربهم قد عاد يُبكينا
(٩) غيظ العدي من تساقينا الهوى فدعوا ... بان نَغَصّ فقال الدهر آمينا
(١٠) فانحلّ ما كان معقود بانفسنا ... و انبتّ ما كان موصول بايدينا
(١١) و قد نكون و ما يُخشي تفرّقنا ... فاليوم نحن وما يُرجي تلاقينا
(١٢) يا ساري البرق غاد القصر فاسق به ... من كان صرف الهوي والود يسقينا
(١٣) و يا نسيم الصبا بلغ تحيّتنا ... من لو علي البعد حيّا كان يحيينا
(١٤) لا تحسبوا نايكم عنا يغيّرنا ... ان طال ما غيّر الناي المحبّينا
(١٥) والله ما طلبت اهواؤنا بدلا ... منكم ولا انصرفت عنكم امانينا
(١٦) يا روضة طال ما اجنت لواحظنا ... وردا جناه الصبا غضا و نسرينا
(١٧) و يا حياة تملانا بزهرتها ... مُني ضروبا و لذات افانينا

ترجمة :-

(٨) وهی زمانه جو اُن کے قرب کی وجه سے هم کو برابر هنساتا رهتا تها، اب ایسا هوگیا هی که هم کو رلاتا رهتا هی

(٩) هم نے جو ایک دوسرے کو محبت سے سیراب کیا، اُس پر همارے اعداء کو غصه آگیا اور اُنهون نے دعا کی که هماری زندگی تلخ هو جائے: چنانچه زمانے نے اس پر آمین کهی

(١٠) نتیجه یه هوا که هم مین جو دلبستگی تهی وه ختم هوگئی اور جو چیز که همارے هاتهون مین رهتی تهی وه منقطع هوگئی.

(١١) حالانکه هم ایسے تهے که همارے جدا هو جانے کا کبهی خوف نه تها مگر آج هم هی ایسے هین که اب همارے ملنے کی اُمید نهین رهی

(١٢) ای برق دار ابر شب! تو صبح کو قصر کی طرف جا اور وهان اُس شخص کو سیراب کر جو هم کو عشق و محبت پر متصرف رکهتا تها.

(١٣) اور ای نسیم صبا! اُس شخص کو همارا سلام پهنچادے، جو گو که دور هی سے سلام کرتا هی مگر ایک وقت تها که همین زنده رکهتا تها

(١٤) تم یه نه سمجهنا که تمهارا بعد هم کو بدل دیگا دوری اگرچه طویل هی هو پهر بهی عاشقون مین تغیر نهین پیدا کرتی

(١٥) خدا کی قسم هماری خواهشون نے کبهی تمهارے عوض کسی اورکو نهین طلب کیا، اور نه هماری آرزوئین ختم هوئی هین

(١٦) ای باغ! عرصه هوگیا هی که هماری نگاهون نے وه گلهاے رنگین اور وه نسرین نهین چنے جن کو محبت نے سخت محنت کے بعد چنا تها

(١٧) ای وه زندگی! جس کی آرزوؤن کے شگوفون اور طرح طرح کی لذات سے هم اپنے آپ کو پر سمجهتے هین!

(۱۸) لسنا نسمّيك اجلالا و تكرمة — فقدرك المعتلي عن ذاك يغنينا

(۱۹) اذا انفردت فما شوركت في صفة — فحسبك الوصف ايضاحا و تبيينا

(۲۰) كاننا لم نبت والوصل ثالثنا — والسعد قد غض من اجفان واشينا

(۲۱) سرّان في خاطر الظلماء يكتمنا — حتي يكاد لسان الصبح يفشينا

(۲۲) يا جنة الخلد ابدلنا بسلسلها — والكوثر العذب زقوما و غسلينا

(۲۳) انا قرانا الا سي يوم النوي سُوَرا — مكتوبة و اخذنا الصبر تلقينا

میں نے اس قصیدے کو بر سبیل انتخاب نقل کیا ہی نہ کہ مطابق نسق • ممکن ہی کہ میرے ترک کردہ اشعار میں سے اکثر اِن اشعار سے اچھے ہوں جن کو میں نے یہاں نقل کیا ہی • حق یہ ہی کہ میں نے جو اختصار بیان کی شرط کی ہی اُس وعدے کی ایفاء نے مجھے اس قصیدے کے بالتمام والکمال نقل کرنے سے باز رکھا ہی • خدا اُنپر رحم کرے' اُن کے بچپن کے زمانے کے نظم کئے ہوئے اشعار میں سے یہ ہیں :—

ترجمہ :—

(۱۸) ہم اجلال اور مکرمت کے لحاظ سے تمہارا نام نہیں لیتے ' کیونکہ تمہارا مرتبہ عالی ہم کو اس سے غنی کر دیتا ہی •

(۱۹) جب تم منفرد ہو اور کسی صفت میں کسی کے شریک نہیں ہو' تو تمہاری یہی صفت از روئی ایضاح و صراحت کافی ہی •

(۲۰) ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہم نے کبھی ایسی حالت میں شب باشی ہی نہیں کی کہ وصل ہم میں ثالث ہو' اور خوشی نے تو گویا ہمارے چغل خوروں کی آنکھوں کو بندھی کردیا ہی •

(۲۱) ہم گویا ایسے تھے کہ جیسے دو اسرار ہیں جن کو رات چھپائے رہتی ہی اور بالاخر صبح ہمارا افشا کرتی تھی •

(۲۲) ای جنت خلد ! جس نے ہم کو اپنے چشموں' اور کوثر کے بدلے زقوم اور غسلین دے رکھا ہی'

(۲۳) ہم نے جدائی کے دن رنج و غم کی سورتیں پڑھی تھیں اور اُن سے صبر کا سبق اخذ کیا تھا • (مترجم)

۱ اخذتُ ثلث الهوي ولي ثلث　و للمحبين فيما بينهم ثُلث
تالله لو حلف العشاق انهم　موتی من الوجد يوم البين ما حنثوا
قوم اذا هجروا من بعد ما وصلو　ماتوا فان عاد من يهووْنه بعثوا
تري المحبّين صرعي في عراصهم　كفتية للكهف ما يدرون ما لبثوا

ان اشعار مین سے، جو انہون نے المهدي کي مذکورہ بیتي کے عشق مین اور اس کے ایام ملاقات اور قرطبه کي یاد مین کہے ہین اور ان کو متنبي کے قصیدۂ کافوریه کے پہلے شعر :—

بما التعلل لا اهل ولا وطن　ولا نديم ولا كأس ولا سكن

[یعني :— نه یہان اهل ہین، نه وطن ہي، نه ندیم ہي، نه جام شراب ہي، نه سکون ہي؛ پھر آخر کس طرح تسلي هو! (مترجم)] سے تضمین کیا ہي، ایک قصیدہ ہي جس کے شروع کے اشعار یه ہین :—

۲ هل تذكرون غريباً عاده سجن　من ذكركم و جفا اجفانه الوسن

۱ ترجمه :— مین نے عشق کا ایک تہائی حصه حاصل کیا، ایک تہائی میرے هی پاس تہا، اور باقي ایک تہائی دیگر تمام عشاق مین هی۔

قسم به خدا که اگر عشاق یه قسم اٹہالین که وہ جدائی کے دن غم سے مرجائینگے، تو وہ هرگز اس قسم کو فسخ نه کرین۔

وہ لوگ ایسے هین که اگر وہ وصل سے نا مراد هونے کے بعد اپنے محبوبون سے جدا هو جائین، تو وہ مر جاتے هین: لیکن اگر زمانۂ وصل پھر عود کرے تو پھر جی اٹھتے هین۔

تم دیکھوگے که عشاق اپنے میدانون مین اسی طرح مردہ پڑے هین جس طرح اصحاب کہف تھے که وہ نہین جانتے تھے که کتنے عرصے سے سو رهے هین۔ (مترجم)

۲ ترجمه :— کیا تم کبھی اس غریب کو بھی یاد کرتے هو جو هر وقت تمہاری یاد کے فکر و غم مین مبتلا رهتا هی اور جس کی آنکھون پر نیند نے ظلم ڈھا رکھا هی ؟

نیند اس کی سوزشون کو چھپاتی هی اور شوق اسے ظاهر کرتا هی اس طرح اس کے لئے پوشیدگی اور اظہار دونون برابر هین۔

هائے ! کیا اس کا دل اس کی پسلیون مین رہ گیا هی ؟ حالانکه وہ پہاڑیون اور ٹیلون کے هاتھ مین گرو هی !

رات کی مستقل تاریکی مین ایک کبوتری، جسے - اور مجھے بھی - غم نے لاغر و نزار کر رکھا هی، میری آنکھ کو بیدار رکھتی هی۔

اب حال یه هی که ایک طرف مین ایک طرف اپنی شاخ ایکه پر وہ کبوتری رات بسر کرتے هین، اور شاخ بھی همارے مابین آرام کے خیال سے هلتی اور پھڑکتی هوئی رات گزارتی هی۔

هائے ! کیا مین کبھی ان لوگون مین پھر بھی بیٹھ سکونگا جن سے مین محبت کرتا هون ؟ ایک وقت تھا که ان مین اور هم مین ایک عهد تھا، مگر اب وہ کینه توز هو گئے هین۔

یا کیا تم ان عهدون کو محفوظ رکھوگے جن کو مین ضائع نہین کرتا ؟ بزرگ لوگون کا امتحان عهد کی حفاظت هی سے هوا کرتا هی۔ (مترجم)

تخفي لواعجه و الشوق يفضحه فقد تساوی لديه السر والعلن
يا و دلمقاه ايبقى في جوانحه فواده وهو بالاطلال مرتهن
و ارّق العين و الظلماء عاكفة ورقاء قد شفّها او شفّني حزن
فبتّ اشكو و تشكو فوق ابكتها و بات يهفو ارتياحا بيننا الغصن
يا هل أجالس اقواما احبّهم كنا و كانوا علي عهد فقد ضغنوا
او تحفظون عهودا لا اضيّعها ان الكرام بحفظ العهد تمتحن

اسي قصيدے میں سے یہ اشعار بھي ہیں :—

۱ ان كان عادكم عيد فرب فتى بالشوق قد عاده من ذكركم حزن
و افردته الليالي من احبته فبات ينشدها مما جني الزمن
بما التعلل لا اهل ولا وطن ولا نديم ولا كاس ولا سكن

منجملہ ان کے اور وزراء کے ایک وزیر ابو بکر محمد بن عمار بھي تھے ' جو ایک نہایت ذکي النفس اور راسخ العلم بزرگ تھے ۔ وہ اندلس کے زبردست شعراء میں سے تھے ' اور ابو القاسم محمد بن هاني اندلسي کے رنگ میں شعر کہتے تھے : بلکہ اکثر اشعار ابن هاني سے بھی زیادہ لطیف و شیرین ہیں ۔ ان کا دیوان شعر اندلس میں ہاتھوں ہاتھ پھرتا ہے ۔ میں نے اپنے ہم عصر علماء آداب میں کسي کو ایسا نہیں پایا جو ان کے شعر کي تقدیم و تاثیر کا قائل نہ ہو ۔ بلکہ اکثر اوقات ان میں سے بعض اس قدر غلو کرتے ہیں کہ ابن عمار کو ابو الطیب متنبي اور ہیہات سے تشبیہ دیتے ہیں ۔ ان کے نہایت نفیس و لطیف قصائد میں سے ایک وہ قصیدہ ہے ' جو انہوں نے سر قسطہ میں اس وقت لکھا تھا جب المعتضد باللہ نے ان کو المعتمد سے الگ کر دیا تھا ؛ کیونکہ

۱ ترجمہ :- اگر تمھارے ھاں عیدین بار بار آتی ھوں تو آتی ھوں ؛ مگر بہت سے جوان ایسے ھیں جو تمھاری محبت اور یاد کی وجہ سے ھروقت غم و اندوہ میں مبتلا رھتے ھیں ' جن کو راتوں نے اُن کے محبوبوں سے جدا کردیا ھی اور وہ زمانے کی سختیوں کی وجہ سے اُن راتوں کی ھجو کرتے ھوئے رات بسر کرتے ھیں ۔ (مترجم)

موخرالذکر اپنے اکثر امور کو چھوڑ چھاڑکر ان ہي کے ساتھہ مشغول رهتے تھے : اوٗر وہ یہ ہي :—

* علي و إلا ما بكاء الغمائم و في و الا ما نياح الحمائم
و عني اثار الرعد صرخة طالب لثار و هز البرق صفحة صارم
و ما لبست زهر النجوم حدادها لغيري ولا قامت له في مآتم

اسي قصيدہ مین وہ المعتضد باللہ کي مدح کرتے ہوئے کہتے ہین :—

ابي ان يراه الله الا مقلدا حميلة سيف او حمالة غارم

[یعني :— اللہ اُس کو صرف اس حالت مین دیکھنا چاہتا ہي کہ وہ دوال شمشیر سے کمر باندھے ہوئے ہو یا کسي تاوان بردار کا بوجھہ برداشت کرے • (مترجم)]

ان کے تغزل کي ایک عمدہ مثال ان کے اِس قصیدے مین ملتي ہي ' جو انہون نے المعتضد باللہ کی مدح مین کہا تھا :—

(۱) جاه الهوي فاستشعروه عاره و نعيمه فاستعذبوه اواره
(۲) لا تطلبو في الحب عزا انما عبدانه في حكمه احراره
(۳) قالوا اضرّ بك الهوي فاجبتهم يا حبذاه و حبذا اضراره

* ترجمہ :— ابر کا رونا اگر مجھہ پر نہین تو اور کس پر هی ? کبوتریون کا نوحہ اگر میرے بارے مین نہین هی تو کس کے لئے هی ?

مجھہ هی سے تو رعد نے ایک بدلہ لینے والے کی طرح غل مچانا سیکھا هی ' اور مجھہ هی سے تو برق نے تلوار کا پہلو چمکانا لیا هی !

سیارهائے درخشندہ نے میرے لئے هی تو یہ سوگ کے کپڑے پہنے هین اور ماتم کرنے کو کھڑے ہوئے هین ' نہ کہ کسی اور کے لئے ! (مترجم)

ترجمہ :—

(۱) اُنہون نے جاہ محبت کو عار سمجھا ' اور اُس کی گرمی کو عذاب جانا .

(۲) عشق مین عزت نہ طلب کرو ; کیونکہ وهان یہہ حال هی کہ آزاد اُس کے غلام ہوتے هین .

(۳) لوگون نے مجھہ سے کہا کہ " تم کو عشق نے تکلیف دی هی ". مین نے جواب دیا " سبحان اللہ ! عشق اور اُس کے ضرر وهی کیسے اچھے هین ! "

(۴) قلبي هو اختار السقام لجسمه　زيًّا　فخلوه　و　ما　يختاره
(۵) عيّرتموني　بالنحول　و　انما　شرف　المهند　ان ترقّ　شفاره
(٦) و شمتّم لفراق　من　آلفته　و　لربما　حجب　الهلالَ　سراره
(۷) احسبتم السلوان هب نسيمه　او　ان　ذاك　النوم　عاد　غراره
(۸) ان كان اعيى القلب عن حرب الهوى　خذلته　من　دمعي　اذاً　نصاره
(۹) من　قد　قلبي　اذ　تدنى　قده　و اقام　عذري　اذ　اطل　عذاره
(۱۰) ام من طوي الصبح المنير نقابه　و　احاط　بالليل　البهيم　خماره
(۱۱) غصن و لكن　النفوس　رياضه　رشأ　و　لكن　القلوب　عراره
(۱۲) سخرت ببدر التم غرته كما　ازرت　على　آفاقه　ازراره
(۱۳) مازال ليل الوصل من فتكاته　تسري　الي　بعرفة　اشجاره

ترجمہ :-

(۴) " میرے هی دل نے امراض کو اپنے جسم کا لباس بنایا هی　مہربانی کرکے وہ جو کچھ چاهے اُسے اختیار کرنے دو " .

(۵) " تم مجھ پر نزار و نحیف هونے کا عیب لگاتے هو : ذرا نہ تو سمجھو کہ ایک هندی تلوار کی بڑائی اسی مین هی کہ اُس کی دهار باریک هو ! "

(٦) " تم میرے محبوب و مالوف کے فراق سے خوش هوتے هو : حالانکہ بسا اوقات یہ هوتا هی کہ مہینے کی آخری تاریخ مین چاند چھپ جایا کرتا هی ! "

(۷) " کیا تم سمجھتے هو کہ تسلی و بے غمی کی هوا چل پڑی هی ؟ یا نہ کہ وہ نیند هی جو اونگھ کی صورت مین آئی هی ؟ "

(۸) " اگر دل سوزش عشق کا معالجہ کرنے سے عاجز و درماندہ هو گیا هو ، تو خدا کرے کہ اسی کے مددگار یعنی میرے آنسو اُسے بے یار و مددگار چھوڑ دین ! "

(۹) وہ کہ جس کے قد کے نگاہ کے سامنے سے هٹ جانے نے میرے دل کو پارہ پارہ کر دیا هی ، اور جس کے طول رخسار سے میرا عذر قائم هوا هی .

(۱۰) یا وہ کہ جسکے نقاب نے صبح روشن کو پا مال کر دیا هی ، اور جسکے دوپٹہ نے شب تاریک کو احاطہ کر لیا هی .

(۱۱) وہ ایک شاخ هی ، مگر جانین اس کا باغ هین ؛ وہ ایک آهو برہ هی ، مگر دل اس کے لئے بمنزلہ درختان عرار کے هین .

(۱۲) اُس کی پیشانی بدر کامل پر هنستی هی ، بعینہ جیسے کہ اُس کے تکمہ هائے قمیص آفاق کو حقیر سمجھتے هین .

(۱۳) اُس کے اشجار شبہائے وصل مین خوشبو کے ساتھ اُس کی بے باکیون اور خونریزیون کو لئے هوئے میرے پاس آیا کرتے تھے .

(۱۴) ويجود روض الحسن من جبانه فيندي رنده و بهاره
(۱۵) حتي سقاني الدهر كاس فراقه فسكرت سكرا لا يفيق خماره
(۱۶) و وقفت فى مسل المحصّب موقفا للبين من حب القلوب جماره
(۱۷) حيران اعمي الطرف وهو سماؤه و اذاب فيه القلب وهو قراره
(۱۸) و لئن يُذِبهٗ وهو مثواه فكم قد احرقت عود العفارة ناره
(۱۹) ان بهنه اني اذعت لحبه قلبي و ذاعت عنده اسراره
(۲۰) فليهن قلبي ان شكاه وشاحه لسوارة فقتص منه سواره
(۲۱) فوحسنه لقد انتدبت لوصفه بالنجل لولا ان حمصا داره
(۲۲) بلد رمتني بالمني اغصانه و تفجرت لي بالندي انهاره

ان ابن عمار کو المعتمد کے ساتھ عجیب واقعات پیش آئے ۔ اہل اندلس نے اُن کے جمع کرنے میں اعتنا کیا ہے ' اور میں انشاء اللہ

ترجمہ :-

(۱۴) میرے آنسو ٹپک ٹپک کر داغ حسن کو سیراب کرتے ہیں ' جس سے اُس کے گلہائے رند و بہار تر و تازہ ہو جاتے ہیں ۔

(۱۵) آخر زمانے نے مجھے اپنا جام فراق پلا دیا ' جس سے میں ایسا مد ہوش ہوگیا کہ اس مد ہوشی سے کبھی افاقہ نہیں ۔

(۱۶) اور میں مقام محصب کی طرح کھڑا رہ گیا ' کہ دلوں کی محبت اُس پر جدائی کے سنگریزے برساتی ہے ۔

(۱۷) حیران اور کور چشم ' حالانکہ وہ اس کا آسمان ہے ۔ اس نے اس میں دل کو پگھلا دیا ہے ' حالانکہ وہی اس کا مقر تھا ۔

(۱۸) اور اگر اُس نے اُس کو اُس کی قرارگاہ میں پگھلا دیا ' تو یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے ' کیونکہ اس کی آگ اکثر عفارہ درخت کی لکڑی کو جلا دیا ہے ۔

(۱۹) اگر وہ اس سے خوش ہوتا ہےٗ کہ میں نے اس کی محبت میں اپنے دل کو پگھلا دیا ہے اور اس کے پاس اسی کے راز فاش ہوگئے ہیں '

(۲۰) تو میرے دل کو خوش ہونا چاہئیے ' اگر اس کا ہار اس کی شدت اور تیزی کی شکایت کرے ' کہ اس کی شدت کم ہوگئی ۔

(۲۱) قسم ہے اس کے حسن کی کہ اگر شہر حمص اس کا گھر نہ ہوتا تو میں اُسے ضرور بیابان کہتا ۔

(۲۲) وہ ایک ایسا شہر ہے جس کی شاخوں نے میرے دل کو آرزومند کردیا ہے اور جس کے دریاوں نے مجھے پانی سے سیراب کردیا ہے ۔ (مترجم)

اُن میں سے مجھے جو کچھ یاد ہے یہاں درج کرونگا : مگر اُسی شرط کے ساتھ جس کا میں نے التزام کیا ہے' اور اس حد سے نہ گزرونگا جو میں نے مقرر کی ہے • وجہ یہ ہے کہ میں نے شروع شباب میں ابن عمار کے ان حالات کی طرف' جو المعتمد کی صحبت میں آداب کے متعلق گزرے' خاص توجہ کی تھی • میں نے اپنے حافظہ کے خزانے کی تلاش کیا' تو ان میں سے بہت کم کو موجود پایا' اور وہی میں انشاء اللہ عزوجل یہاں بھی درج کرتا ہوں *

اِن کا نام محمد بن عمار اور کنیت ابوبکر ہے • ان کی اصلیت شہر شلب کے اعمال میں سے شنبوس نامی ایک قریہ سے ہے • ان کا اور ان کے والد کا مولد یہی مقام ہے • ان کا خاندان ایک گمنام خاندان تھا • ان کو یا ان کے اسلاف کو زمانۂ قدیم یا خود ان کے ایام میں کوئی ریاست یا شہرت حاصل نہ تھی' نہ اس زمانے میں ان میں سے کسی کا ذکر کیا گیا ہے • ابن عمار ابھی طفلی ہی میں تھے کہ شلب میں وارد ہوئے • وہیں بڑھے اور وہیں علماء کی ایک جماعت سے' جن میں ابوالحجاج یوسف بن عیسیٰ الاعلم بھی شامل ہیں' علم ادب حاصل کیا • پھر قرطبہ گئے • وہاں بھی علم ادب حاصل کیا' شعر و شاعری میں مہارت پیدا کی اور اسی کو اپنا ذریعۂ معاش بنایا • وہ اندلس بھر میں اسی سے فائدہ اٹھاتے پھرتے تھے • وہ سوا بادشاہان اندلس کے اور کسی بادشاہ کی مدح کی خصوصیت نہیں کرتے تھے • وہ اسکی پرواہ نہ کرتے تھے کہ ان کو کوئی بادشاہ عطیہ دیتا ہے یا معمولی بازاری آدمی • اس کے متعلق ان کا ایک عجیب لطیفہ ہے : وہ یہ کہ وہ اپنے مختلف اسفار میں سے ایک کے دوران میں شلب گئے • اس وقت ان کی یہ حالت تھی کہ ان کے پاس سواء ایک سواری کے جانور کے اور کچھ نہ تھا ؛ اور طرہ یہ کہ اس جانور کے لئے بھی چارہ تک نہ تھا • انہوں نے بازاریوں میں سے ایک بڑے آدمی کی شان میں چند اشعار

کہہ کر اس کے پاس بھیج دئے ۔ اس شخص نے ان کي یہ قدر کي کہ جو کا توبرہ بھرکر ان کے پاس بھیج دیا ' اؤر انہون نے اس کو بہت ہي بڑا صلہ اؤر بہترین انعام سمجھا ۔ پھر یہ اتفاق ھوا کہ ابن عمار کے حال مین ترقي ھوتي چلي گئي ' قسمت نے ان کي مساعدت کي اؤر بخت نے یاوري ۔ ھوتے ھوتے یہ نوبت آئي کہ المعتمد نے صاحب امر ھوتے ہي ان کو شہر شلب اؤر اس کے اعمال کا حاکم مقرر کردیا ۔ چنانچہ وہ اپنے بہت سے سوار ' غلام اؤر حشم لیکر وھان پہنچے ؛ اؤر ایسي نخوت دکھلائي کہ المعتمد علي اللہ نے اپنے والد المعتضد باللہ کي طرف سے وھان کا حاکم مقرر ھونے کے وقت نہ ظاھر کي تھي ۔ ابن عمار نے سب سے پہلي بات جو وھان جاکر دریافت کي وہ اپنے جو عطا کرنے والے شخص کے متعلق تھي ۔ اُنہون نے دریافت کیا کہ "وہ شخص کیا کرتا ہے ؟ زندہ بھي ہے ؟" لوگون نے کہا "ھان" ۔ یہ سنکر انہون نے وھي توبرہ ' جو اس نے جو سے بھرکر بھیجا تھا ' درھمون سے بھرکر اُسکے پاس بھیج دیا اؤر اپنے قاصد کے ھاتھ کہلا بھیجا کہ "اگر تم اِس کو گندم بھرکر بھیجتے تو ہم سونا بھر کر دیتے" ۔ غرض کہ ابن عمار یون ہي پریشان حال رہے ' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین ' تمام اندلس مین طالب جود و عطف مین سرگردان پھرتے رہے ' تا آنکہ ان کي المعتضد باللہ ابو عمر تک رسائي ھو گئي اؤر انہون نے ان کي مدح مین اپنا وہ مشہور و معروف قصیدہ پڑھا ' جس کی ابتداء یون ھوتي ہے کہ :—

۱ ادر الزجاجة فالنسيم قد انبري والنجم قد صرف العنان عن السرا

والصبح قد اهدي لنا كافوره لما استرد الليل منا العنبرا

اسي قصیدے مین المعتضد کي مدح مین کہتے ہین کہ :—

---

۱ ترجمہ :— آبگینہ کو گردش دو ' کہ نسیم چلنے لگی ھی اور ستارون نے بھی اپنے سفر شبینہ سے باگ موڑی ھی ۔

اور صبح نے اپنا کافور ھم کو دکھا دیا ھی ' کیونکہ رات نے اپنا عنبر ھم سے واپس لے لیا ھی ۔ (مترجم)

١ عباد المخضر نائل كفه و الجوء قد لبس الرداء الاغبرا
قداح زند المجد لا ينفك من نار الوغى الا الي نار القرا
يختار ان يهب الخريدة كاعبا والطرف اجرد والحسام مجوهرا

اسی قصیدے میں ایک واقعہ کي تعریف میں ، جو المعتضد کو بربر میں پیش آیا تھا ، کہتے ہیں —

٢ شقيت بسيفك امة لم تعتقد الا اليهود و ان تسموا بربرا
اثمرت رمحك من رؤوس كماتهم لما رايت الغصن بعشق مثمرا
وخضبت سيفك من دماء نحورهم لما عهدت الحسن يلبس احمرا

اس قصیدے میں ایک بیت ہي کہ اُس کا مثیل نہ کسي متقدم نے کہا نہ متاخرنے ؛ اور وہ یہ ہی :—

السيف افصح من زياد خطبة في الحرب ان كانت يمينك منبرا

[یعني :— تلوار دوران جنگ میں زیاد سے بھي زیادہ فصاحت کے ساتھہ تقریر کرتي ہی ، بشرطیکہ آپ کا داھنا ھاتھہ منبر ھو ۔ (مترجم)]

المعتضد نے اس قصیدے کو سن کر بہت پسند کیا ، ابن عمار کو مال اور کپڑے اور سواري عطا کي ، اور حکم دیا کہ اُن کا نام شعراء کے دفتر میں درج کردیا جائے ۔ پھر اُنکا تعلق المعتمد علي اللہ سے ھوگیا ،

---

١ ترجمہ :- عباد ، حس کے ھاتھہ کی بخشش تر و تازہ رھتی ھی ، اور جوء نے غبار آلود چادر اوڑھہ لی ھی ۔
وہ مجد کے چقماق سے آگ نکالتا ھی ، اور آتش جنگ سے علیحدہ ھوتا ھی تو آتش مہمان نوازی ھی کو سوزاں کرتا ھی ۔
جب وہ کسی کو انعام دیے لگتا ھی تو دختر ناربستان ، اسپ اجرد اور شمشیر جواھر نگار کو انتخاب کرتا ھی ۔ (مترجم)

٢ ترجمہ :- آپ کی تلوار سے ایک ایسی قوم بر بد بختی ٹوٹ پڑی جو اعتقاداً یہودی ھی اور بربر کہلاتی ھی ۔
آپ نے اپنے نیزے کو اُن لوگون کے دلاورون کے سرون سے باردار کردیا ، جب آپ نے دیکھا کہ شاخ باردار اچھی معلوم ھوتی ھی ۔
اور آپ نے اپنی تلوار کو ان کے سینون کے خون سے رنگ دیا ، جب آپ نے دیکھا کہ حسن سرخ رنگ کے لباس سے پیدا ھوتا ھی ۔ (مترجم)

جو اُن دنون جوان تھے۔ اُن کی وجه سے اُن کے حال مین اؤر بهي ترقي هوتي چلی گئي؛ اؤر ان کے طفیل و وسیله سے ان کي قربت بهی بڑھ گئي اؤر مضبوط هوتی گئی۔ یهان تک که وه المعتمد کے مقربین خاص مین سے هوگئے اؤر یهان نوبت آ گئي که المعتمد ان کو اپنے مُوئے سینه سے بهي زیاده عزیز اؤر اپنی حبل ورید سے بهي زیاده دوست رکھنے لگے؛ اؤر دن رات مین کسي وقت اُن سے جدا نه هوتے۔ اسکے بعد اتفاق یه هوا که المعتمد علی الله اپنے والد کی جانب سے شلب کے حاکم مقرر هوگئے۔ اُنهون نے ابن عمار کو اپنا وزیر بنالیا اؤر تمام امور کو اُن هي کے هاتھ مین دے دیا۔ ابن عمار ان پر اس شدت سے غالب هوگئے که دونون کی برائیان سنتے سنتے لوگون کے کان پک گئے۔ نتیجه یه هوا که المعتضد نے بهي یهی مُناسب سمجها که دونون کو علیحده کردیا جائے۔ چنانچه؛ جیسا که پهلے اشاره کیا جا چکا هي اُن کو وهان سے نکال دیا گیا۔ وه انتهاء بلاد اندلس مین یون هي مُسافرانه پهرتے رهے۔ آخر جب المعتضد کا انتقال هوگیا؛ تو المعتمد نے ان کو دوباره بلاکر پهر مقربان خاص مین شامل کرلیا یهان تک که وه المعتمد کے ساتھ ایسے ایسے امور مین شریک تھے که جن مین کوئی شخص اپنے بهائي یا باپ کو بهي شریک نهین کرتا۔ جس زمانے مین یه دونون شلب مین تھے؛ ابن عمار پر ایک عجیب واقعه گزرا۔ وه یه که ایک رات کو المعتمد نے ان کو اپني مجلس اُنس مین بلایا؛ جیسا که اُن کي عادت تهي۔ لیکن اُس رات انهون نے ان پر زیاده اکرام مبذول فرمائے۔ جب سونے کا وقت هوا؛ تو المعتمد نے ابن عمار کو قسم دي که وه ان هي کے تکیه پر سر رکھ کر سوئین۔ چنانچه ایسا هي هوا۔ ابن عمار کا بیان هی که "خواب مین مئین نے سنا که هاتف غیب مجھ سے کهتا هي که "اي مسکین! اس پر غره نه هونا۔ یه شخص تجھ کو عنقریب قتل کردیگا؛ کچھ هي عرصه گزریگا!" مین گهبراکے جاگ اُتھا اؤر تعوذ کیا۔ مگر پهر

سویا تو ہاتف نے پہلے کی طرح پھر مجھ سے بھی کہا ۔ مین پھر بیدار ہوگیا ؛ اور پھر سویا تو تیسری مرتبہ پھر وھی بات سنی ۔ مین پھر جاگ اُٹھا ' کپڑے اُتار ڈالے اور ایک بوریا اپنے اوپر لپیٹ لیا ۔ پھر یہ ارادہ کیا کہ قصر کے دروازے تک پہنچ جاؤن اور صبح ھو تو پوشیدہ طور پر نکل جاؤن ' ساحل بحر پر پہنچ کر سرحد کو چلا جاؤن ' بربر کے پہاڑون مین جا رھون اور وھین مر جاؤن ۔ اتنے مین المعتمد کی آنکھ کھل گئی ۔ اُنہون نے مجھے دیکھا تو نہ پایا اور میرے ڈھونڈھنے کا حکم دیا ۔ مجھے قصر کے قریب ڈھونڈھا گیا ۔ وہ خود تلوار پر ٹیکی لگاتے ہوئے نکلے اور ایک شخص اُن کے آگے آگے شمع اُٹھائے ہوئے تھا ۔ آخر اُنہون نے ہی مجھے ڈھونڈھ نکالا اور وہ اِس طرح ہوا کہ وہ قصر کے دروازے پر اِس خیال سے آئے کہ یہ دیکھین کہ آیا دروازہ کھلا ہوا ہی یا نہین ۔ پھر وہ اُس بورئے کے سامنے آ کھڑے ہوے جس مین مین لپٹا ہوا تھا ۔ اتفاق سے مین اُس کے اندر ہل پڑا ' جس سے اُن کو میرا اُسی مین ہونا معلوم ہوگیا ' اور پوچھا کہ " اِس بورئے مین کیا ہی ؟ " اُنہون نے اُس بورئے کو کھولنے کا حکم دیا ' تو مین اُسکے اندر سے برہنہ جسم صرف پا جامہ پہنے ہوے بر آمد ہوا ۔ المعتمد مجھے دیکھ کر آنسو بھر لائے اور کہنے لگے " ابوبکر ! تم نے یہ حرکت کیون کی ؟ " مجھے سواء اسکے کچھ چارہ نہین رہا کہ سچ بولون ۔ مین نے اپنا تمام قصہ شروع سے آخر تک بیان کردیا ۔ وہ سن کر ہنس پڑے اور بولے کہ " یہ یونہی فضول خیال تھا ' جو خمار کی وجہ سے پیدا ہوگیا " ۔ پھر کہنے لگے کہ " مین تم کو کیون کر قتل کرسکتا ہون ؟ کیا تم نے دیکھا ہی کہ کوئی شخص اپنے آپ کو قتل کرتا ہی ؟ کیا تم میرے لئے ایسے ہی نہین ہو جیسے خود میری ذات ؟ " ابن عمار نے اُن کا شکریہ ادا کیا ' اور اُن کے طول عمر کی دعا کی ۔ دونون اِس واقعہ کو بھول بسر گئے ۔ چند روز اِس پر گزر گئے اور وہ واقعہ پیش آیا ' جس کی طرف عنقریب اشارہ کیا

جائیگا: ابن عمار کا خواب صحیح ہو گیا ' اور المعتمد نے بقول اپنے خود ہي کو قتل کردیا *

القصہ ' جیسا کہ ہم ذکر کرچکے ہیں ' جب المعتمد بادشاہ ہوئے تو ابن عمار نے اُن سے ولایت شلب کي درخواست کی ' جو اُن کا شہر تھا اور جہان اُنہوں نے پرورش پائي تھی ۔ المعتمد نے اُنکی درخواست منظور کي ' اور وہان کا والی مقرر کردیا ۔ وہان کے تمام امور خارجي و داخلي اُن کے سپرد کر دئے ۔ چنانچہ وہان ابن عمار کي ولایت قائم رہي : مگر المعتمد کو اُن سے ملنے کا اس قدر شوق ہوا کہ صبر نہ کرسکے ۔ اُن کو وہان سے بلادیا اور ولایت شلب سے معزول کرکے اپنا وزیر بنا لیا ۔ المعتمد کے ساتھ اُن کی وہي کیفیت ہوگئي ' جو ہارون الرشید کي جعفر بن یحییٰ برمکی کے ساتھ تھی ۔ المعتمد اُن بڑے بڑے امور پر متعین کرتے اور مراتب عالیہ دیتے رہے ۔ ابن عمار کو بھي جو کام ملتا تھا اُسے بخوبی انجام دیتے تھے ۔ بلاد اندلس میں اُنکي شہرت ہوگئي ؛ یہان تک کہ ادفنش بادشاہ روم کے سامنے جب کبھي ابن عمار کا نام آتا تو کہتا کہ وہ " جزیرہ نما والا " ہي ۔ ابن عمار ہي نے اُس کو اشبیلیہ ' قرطبہ ' اور اُن دونون کے اعمال پر حملہ کرنے سے روک دیا تھا ۔ اس کا قصہ یہ ہي کہ جب ادفنش بہت ضخیم فوج لے کر المعتمد کے ملک پر چڑھائي کرنے نکلا ؛ تو لوگ اُس سے ڈرنے لگے ' سب پر اُس کا رعب پڑ گیا ' اور اُن لوگون نے اپني کمزوري کي وجہ سے یہ یقین کرلیا کہ وہ اُس کو روک نہ سکینگے ۔ ابن عمار نے نہایت عمدہ حیلے اور آسان تدبیر سے اُسکو وہان سے واپس لوٹا دیا ۔ اُس حیلے کي صورت یہ تھي کہ ابن عمار نے ایک شطرنج (بساط اور مہرے) ایسي مضبوط اور عجیب و غریب بنوائي تھي کہ اُس جیسي کسي بادشاہ کے پاس بھي نہ تھي ۔ مہرے آبنوس ' عود رطب اور صندل کے تھے ' جن پر سونے کا کام تھا ۔ اُس کي بساط بھي بڑي مضبوط تھي ۔ ابن عمار المعتمد کے سفیر بن کر

ادفنش کے پاس گئے ' اور بلاد اسلام کے آغاز سرحد ہی مین اُس سے ملاقي ہوئے ۔ ادفنس نے اُن کا بڑي تعظیم کے ساتھ خیر مقدم کیا ' بہت اکرام کیا ' اپنے ارکان دولت کو اُن کی خدمت پر مامور کیا ' اور حکم دیا کہ اُن کي تمام ضروریات بہت جلد مہیا کی جائین ۔ ابن عمار نے وہ بساط نکال کر ادفنش کے بعض خواص کو دکھلائي ۔ اُنہون نے اپنے بادشاہ کو اُس کی اطلاع کردي ۔ یہ بے دین یعنی ادفنش شطرنج کا بڑا شوقین تھا ۔ جب وہ ابن عمار سے ملا ' تو پوچھنے لگا کہ " آپ شطرنج کیسي کھیل سکتے ہین ؟ " ابن عمار کو شطرنج کھیلنے مین نہایت اعلی درجہ کي مہارت تھي ۔ چنانچہ اُنہون نے ایسا ہي کہہ دیا ۔ ادفنش نے کہا کہ " مجھے معلوم ہوا ہي کہ آپ کے پاس ایک عجیب و غریب شطرنج ہي " ۔ ابن عمار نے کہا " ہان " ۔ اُس نے کہا کہ " ہم اُس کو کیون کر دیکھہ سکتے ہین ؟ " ابن عمار نے ترجمان سے کہا کہ " کہہ دو کہ مین شطرنج لئے آتا ہون ' مگر اس شرط سے کہ مین تمہارے ساتھہ کھیلونگا ۔ اگر تم نے مجھے ہرا دیا تو شطرنج تمہاري ' اور اگر تم ہار گئے تو مین تم سے جو چاہون کر والون ۔ " ادفنش نے کہا کہ " شطرنج یہان لے آؤ تا کہ ہم اُسے ایک نظر دیکھہ لین ۔ " چنانچہ ابن عمار نے ایک شخص کو بھیجا ' جو جاکر شطرنج لے آیا ۔ جب اُسے اُس بے دین کے سامنے رکھا گیا ' تو اُس نے از روئے ادب و استعجاب اپنے سینے پر صلیب کي شکل بنائی اور کہنے لگا کہ " مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ شطرنج کي درستي اور مضبوطي اس حد کو پہنچ سکتي ہی ۔ " پھر ابن عمار کي طرف مخاطب ہوکر کہا کہ " آپ کي کیا رائے ہي ؟ " اُنہون نے اپنے پہلے ہي کلام کا اعادہ کیا ۔ ادفنش نے کہا کہ " مین آپ کے ساتھہ کسي نا معلوم شرط پر نہ کھیلونگا ۔ خبر نہین آپ مجھہ سے کیا طلب کرین ' اور وہ مجھہ سے ممکن نہ ہو " ۔ ابن عمار نے کہا کہ " مین بغیر اس شرط کے نہ کھیلونگا ۔ " یہہ کہہ کر اُنہون نے شطرنج اُٹھالي ۔ ابن عمار نے ارادے کا

راز ادفنش کے چند ثقہ ارکان دولت کو بتا دیا، اور اُن کو بہت سا
مال اس شرط پر دیا کہ وہ ادفنش کو کھیلنے کا مشورہ دیں ۔ چنانچہ
اُنھوں نے یہی کیا ۔ اُس بے دین کا دل بھی شطرنج میں پڑا رہا، اور
اس کے خواص دولت نے بھی اُسے وھي مشورہ دیا، جو ابن عمار نے
سکھا دیا تھا ۔ اُنھوں نے اس معاملے کو اس کے سامنے آسان کرکے ظاہر
کیا اور کہا کہ اگر آپ اس پر غالب ہو گئے، تو آپ کے پاس وہ شطرنج
آ جائیگي جو کسي بادشاہ کے پاس بھي نہ نکلیگي ؛ اور اگر وہ آپ پر
غالب آ گیا، تو اس کی کیا مجال ہے کہ وہ آپ پر کوئي حکم لگائے ۔
اور یہ بھی ایک عیب ناک امر ہے کہ کوئي شخص بادشاہ سے کچھ
طلب کرے اور وہ اپنا عجز ظاہر کرے ۔ اگر ابن عمار نے آپ سے کوئي
ایسي بات طلب کي، جس کا اتمام نا ممکن ہو، تو ہم اُس کو رد
کر دینے کا ذمہ لیتے ہیں ۔ " غرض کہ اُنھوں نے اسی قسم کي باتیں کیں،
یہاں تک کہ ادفنش نے منظور کر لیا اور ابن عمار کو بُلا بھیجا ۔ وہ آئے
تو اپنے ہمراہ شطرنج بھي لیتے آئے ۔ ادفنش نے اُن سے کہا کہ " مجھے
آپ کي شرط منظور ہے ۔ " ابن عمار نے کہا کہ " میرے اور اپنے درمیان
میں چند گواہ مقرر کر دو " جنکے نام اُنھوں نے بتا دئے ۔ چنانچہ ادفنش نے
اُن لوگوں کو بلوا بھیجا ۔ وہ لوگ آ گئے، اور کھیل شروع ہوا ۔ جیسا کہ
ہم بیان کر آئے ہیں، ابن عمار اتنے بڑے شاطر تھے کہ کوئي شخص اُن کے
مقابلے میں نہیں ٹھیر سکتا تھا ۔ اُنھوں نے تمام حاضرین کے سامنے ادفنش
پر ایسا غلبہ پایا کہ اُس بے دین کو اُس میں کسی طرح کي چون و چرا
کرنے کي گنجائش باقي نہ رہي ۔ جب غلبہ تسلیم کر لیا گیا، تو ابن
عمار نے کہا کہ " اب میرے لئے جائز ہے کہ جو چاہوں حکم لگاؤں ۔ "
ادفنش نے کہا " ہاں ۔ بتلائے کیا حکم ہے ۔ " ابن عمار نے جواب دیا کہ
" یہ ہے کہ تم یہاں سے اپنے شہر کو واپس چلے جاؤ ۔ " یہ سن کر اُس
بے دین کا مُنہ کالا ہو گیا ۔ وہ کبھي کھڑا ہوتا اور کبھي بیٹھتا تھا ۔ پھر

اُسنے اپنے خواص دولت سے کہا کہ "میں اسی سے ڈرتا تھا ۔ تم ہي نے مجھ پر یہ امر آسان کرکے ظاہر کیا تھا ۔" اور اسی قسم کي باتیں کیں ۔ اُس نے ارادہ کیا کہ اپنے عہد و اقرار سے پھر جائے اور اس معاملے سے روگرداني کرے ۔ مگر خواص دولت نے اس بات کو قبیح قرار دیا اور کہا کہ "آپ کے لئے ایسا کرنا موروں نہیں ہي ' کیونکہ آپ اپنے وقت میں تمام نصاري کے بادشاہ ہیں ۔" غرض کہ وہ لوگ اسی نوع کی باتیں کرتے رہے ۔ آخر اُسکو تسکین ہو گئي اور کہنے لگا کہ "میں اُس وقت تک یہاں سے نہ جاؤنگا کہ جب تک میں اس سال کے علاوہ اور دو سال کے محاصل وصول نہ کرلوں ۔" ابن عمار نے کہا کہ "ہاں ہم یہ سب کچھ تم کو دے دینگے ۔" چنانچہ جتنا کچھ ادفنش نے طلب کیا تھا ابن عمار نے اُسے دے دیا : ادفنش اُسے لے کر واپس چلا گیا ۔ خدا نے اُس کی شرارت کو روک دیا ' اور اپنے فضل و کرم سے اُس کو مسلمانوں کے مقابلے سے با حسن الوجوہ دفع کردیا ۔ ابن عمار اشبیلیہ واپس چلے گئے ' اور المعتمد اُن سے بہت خوش ہوئے *

اس واقعہ کے بعد المعتمد کو مرسیہ اور اس کے اعمال پر ' جو تدمیر کے نام سے مشہور تھا ' قبضہ جمانے کی ہوس پیدا ہوئي ۔ یہ تمام علاقہ ابو عبد الرحمان محمد بن طاہر کے قبضے میں تھا ۔ وہی اُسکا مدبر امر بھي تھا ۔ المعتمد نے بڑي بڑي فوجیں جمع کیں اور ابن عمار کو اس امر کا کفیل بنایا کہ وہ ان افواج کو لیکر جائیں اور ابن طاهر کو مرسیہ سے خارج کردیں ۔ چنانچہ ابن عمار نے اپنے اس عہدے کو بخوبي سرانجام دیا ' اور ابن طاهر کو وهاں سے نکال دیا ۔ ابن طاهر وهاں سے نکل کر بلنسیہ میں بنو عبد العزیز سے جا ملا ' اور وهیں رهتے رهتے انتقال کیا : (رحمہ اللہ) *

جب ' حسب ذکر بالا ' ابن عمار بنو طاهر کے دار الملک ' مرسیہ ' پر قابض هو گئے ' تو ان کي نیت بگڑ گئي ۔ اُن کي بد نیتي نے اُن کو

یہ سکھایا کہ اس علاقے پر دست درازي کریں اور خود قابض ہو جائیں ۔ وہ اس کے لئے طرح طرح کے حیلے کرتے رہے اور بعض حیلے کارگر بھي ہوئے ' اور مرسیہ اور اُس کے اعمال اُن کے مطیع ہو گئے ۔ پھر اُن کو ملک بلنسیہ کی طمع پیدا ہوئی ۔ آخر ان کے بر خلاف اہل مرسیہ میں سے ایک شخص ابن رشیق نامی کھڑا ہوا گیا ۔ ابن رشیق کا باپ افواج مرسیہ کا ایک مشہور سپاہی تھا ۔ صورت حال یہ ہوئي کہ ابن عمار اپنے کسي امر کے لئے باہر گئے تھے ۔ ابن رشیق نے اس علاقے پر دعوي کیا ' اور عوام الناس اور کچھ فوج ان کے ساتھ ہو گئي ۔ ابن عمار نے یہ سنا ' تو وہ یلغار کرتے ہوئے پہنچے : مگر شہر کے دروازے بند تھے ۔ اُنہوں نے اپنے ہمراہیوں کو لیکر چند دن تک شہر کا محاصرہ کئے رکھا ۔ مگر شہر نے ان کا مقابلہ کیا ' اور وہ اُس میں داخل نہ ہو سکے ۔ اب وہ حیران تھے کہ کیا کریں اور کہاں جائیں ۔ المعتمد کو معلوم ہو چکا تھا کہ ابن عمار اُن کے خلاف ہوکر اطاعت سے نکل چکے ہیں ۔ ابن عمار کو سوا اس کے اور کوئي چارہ نہ سوجھا کہ وہاں سے بھاگ کر کوئي پناہ کي جگہ تلاش کریں ۔ چنانچہ وہ فرار کرکے سرقسطہ میں بنو ہود کے پاس جا پہنچے ' اور وہیں قیام کیا ۔ آخر وہ اُن پر بھي بار معلوم ہونے لگے : بنو ہود بھي اُن کي فتنہ پردازي سے خائف ہو گئے ' اور جو کچھ اُنہوں نے اپنے آقا اور ولي نعمت کے ساتھ کیا وہ ان کي نگاہ میں کھٹکنے لگا ۔ چنانچہ بنو ہود نے ان کو اپنے بلاد سے نکال باہر کیا ۔ اب یہ کیفیت رہي کہ وہ ایک شہر سے دوسرے کي طرف نکال دئے جاتے تھے اور سب بادشاہ اُن کو برا سمجھتے تھے ۔ شدہ شدہ وہ اندلس کے قلعوں میں سے ایک قلعہ موسومہ بہ شقورہ میں پہنچے ' جو نہایت مضبوط و محصون تھا اور جس پر ایک شخص ' ابن مبارک ' متغلب تھا ۔ اس نے ان کي خوب آؤ بھگت کی اور اچھي طرح مہمان نوازي سے پیش آیا ۔ مگر چند دن کے بعد اُسے بھي ایک تدبیر سوجھ گئي '

اؤر اُس نے اُن پر قبضہ پاکر اُن کو قید کر دیا اؤر اپنے قید خانے مین محبوس کر دیا ۔ جب ابن عمار نے اُس کا یہ سلوک دیکھا ؛ تو اُنھون نے ابن مبارک سے کہا کہ " تمھارے لئے مناسب یہ ہی کہ تم تمام شاھان اندلس کو اس امر کی اطلاع دو کہ مین تمھاری قید مین ہون ؛ اؤر مجھے ان سب کے پاس پیش کرو ۔ اُن مین سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو میری خواہش نہ کریگا ۔ جس کو میری طرف زیادہ رغبت ہوگی وہ تمکو انعام دیگا ؛ اؤر تم مجھے اُسی کے پاس بھیج دینا " ۔ ابن مبارک نے یہی کیا ۔ اندلس کے ہر ایک بادشاہ نے ابن عمار کو لینے کی خواہش کی ۔ اُن ہی مین سے المعتمد نے بھی اُن کو بلانے کے لئے لکھا ۔ اسی واقعہ کے متعلق ابن عمار کہتے ہین کہ :—

اصبحت في السوق ينادي علي　　راسي بانواع من المال

والله ما جار علي ماله　　من ضمّنى بالثمن الغالي

[یعنی :— میری یہ حالت ہو گئی کہ میرے لئے طرح طرح کے مال و زر کی قیمتین پڑنے لگین ۔ بخدا جس شخص نے میرے لئے بڑی قیمت لگائی اُس نے اپنے مال پر کچھ ظلم نہین کیا ۔ (مترجم)]

اسی قید کی حالت مین ابن عمار نے کسی سے استنظاف کی غرض سے ایک نورہ (استرا) مانگا ؛ مگر عذر کیا گیا ۔ پھر اُنھون نے موسی مانگا ؛ تو اُس نے لا دیا ۔ اس واقعہ کا وہ یون ذکر کرتے ہین :—

بوسا شقورة عندي　　اربي علي كل بوسا

ففدت هرون فيها　　فضلت اطلب موسى

[یعنی :— میرے لئے شقورہ نہایت منحوس تھا ؛ ایسا منحوس کہ اُس کی نحوست سب سے بڑھی ہوئی تھی ۔ وھان مین نے ھارون کو گم کر دیا ؛ تو مین موسی کو مانگنے لگا ۔ (مترجم)]

المعتمد علی اللہ نے اپنے چند آدمیون کو زر و مال اؤر گھوڑے دیکر اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ جاکر ابن عمار کو ابن مبارک کے ھاتھ سے

چھوڑا لائین ' اور اُن سے کہہ دیا کہ جب ابن عمار اُن کی سرحد کی مین آجائین تو وہ اُن کی احتیاط کرین اور بیڑیان ڈال دین ۔ غرض یہ لوگ اُن کو لیکر نکلے ' اور قرطبہ پہنچے ۔ اتنے مین اُن دنون المعتمد بھی وہین تھے ۔ ابن عمار بد ترین اور تباہ حال سے قرطبہ مین داخل ہوئے ۔ وہ خچر پر سوار تھے ' اور دو ہوشیار محافظ ساتھ تھے ۔ اُن کی بیڑیان لوگون کو صاف نظر آتی تھین ۔ المعتمد نے ہر خاص و عام کو حکم دیا تھا کہ سب نکلکر ابن عمار کو اس بد حالی مین دیکھین ۔ اس سے قبل جب ابن عمار قرطبہ مین داخل ہوئے تھے ' تو خوشی منائی گئی تھی ؛ رؤساء و اعیان شہر ان کے استقبال کے لئے برآمد ہوئے تھے ' اور اُن مین سے جو ابن عمار کے ہاتھ کو بوسہ دے سکا تھا یا جس کے سلام کا اُنہون نے جواب دے دیا تھا وہ خود کو خوش نصیب سمجھتا تھا ' اور باقی لوگون کا تو یہ حال تھا کہ اگر وہ ان کے پاس تک پہنچ بھی سکے تھے تو یا اُن کی رکاب کو چوم سکے تھے یا اُن کے کپڑے کے پلے کو ۔ بلکہ اس وقت ایسے لوگ بھی رہ گئے تھے ' جو اُن تک نہ پہنچ سکے بلکہ صرف دور ہی سے دیکھ لیا ۔ پاک ہی اللہ جو احوال کو بدلتا اور دولتون کو گردش دیتا رہتا ہی ! القصہ ابن عمار ' عزت و سرفرازی ' بلندی دولت اور ریاست عالیہ کے بعد ' اُس ذلت و خواری کی حالت مین قرطبہ مین داخل ہوئے جو ہم نے بیان کی ہی ۔ وہ ذلیل تھے ' خائف تھے ' فقیر تھے ' اور سوائے اُن کپڑون کے جو اُن کے جسم پر تھے وہ کسی چیز کے مالک نہ تھے ۔ پاک ہی وہ ذات جس نے اپنا دیا ہوا اُن سے چھین لیا اور جتنا مال و متاع اُن کے پاس تھا اُس سے اُنکو روک دیا !!

ابن عمار کے محافظین مین سے ایک نے اُن کے فرط ذکاوت اور سرعت ذہن کا یہ قصہ بیان کیا ہی کہ " جب ہم قرطبہ کے قریب اس طرح پہنچے کہ لوگ ہمین دیکھ رہے تھے ' تو ہم نے دیکھا کہ ایک سوار شہر سے نکلکر گھوڑا دوڑاتا ہوا ہماری طرف آ رہا ہی ۔ جب ابن

عمار نے اُس کو دیکھا' تو اُنہون نے اپنا عمامہ سر سے اُتار لیا ۔ وہ سوار آیا' ہم تک پہنچکر ابن عمار کي طرف دیکھا اؤر ہماري صف مین شامل ہوکر چلنے لگا ۔ ہم نے اُس سوار سے سوال کیا کہ "تم کیون آئے ہو؟" اُس نے کہا کہ "مین جس کام کے لئے آیا تھا' وہ اس شخص نے اپنے تک پہنچنے سے پہلے ہي کرلیا ۔" اُس وقت ہم کو معلوم ہوا کہ یہ سوار اس لئے بھیجا گیا تھا کہ وہ ان کا عمامہ ان کے سر سے اُتار دے" ۔

الغرض ابن عمار المعتمد علي اللہ کے سامنے اس حال مین پیش کئے گئے جو بیان کیا گیا : کہ وہ اپني بیڑیان پہنے ہوئے چل رہے تھے ۔ المعتمد نے اُن کے سامنے اپنے عطیات اؤر نعمتون کو گننا شروع کیا' اؤر ابن عمار سر جھکائے ہوئے سب کچھہ سنتے رہے' اؤر ہمکے تک نہین ۔ جب المعتمد سب کچھہ کہہ چکے تو ابن عمار نے صرف یہ ہي جواب دیا کہ "جو کچھہ حضور نے (خدا آپ کو سلامت رکھے) فرمایا ہي' مین اُس سے انکار نہین کرتا ۔ اؤر اگر انکار کرون بھي تو ناطق چیزین تو ایک طرف رہین' جمادات تک میرے خلاف شہادت دینگے ۔ مین نے بیجا کیا' حضور معاف فرمائین؛ مین نے گناہ کیا' حضور عفو فرمائین" ۔ المعتمد نے کہا "افسوس' یہ ایسا گناہ نہین کہ معاف کیا جئے" ۔ اُنہون نے حکم دیا کہ ابن عمار کو کشتي مین بٹھاکر اشبیلیہ لے جائین ۔ چنانچہ ان کو آشبیلیہ مین بھي اُسي حال سے داخل کیا گیا جس سے وہ قرطبہ مین داخل ہوئے تھے' اؤر المعتمد کے قصر کے پھاٹک کے ایک جھروکے مین رکھے گئے ۔ اس قصر کا نام "القصر المبارک" تھا' اؤر وہ ہمارے وقت تک باقي ہي ۔ ابن عمار وھان مدتون قید رہے ۔ اسي قید کے دوران مین ان سے بہت سے قصائد مذکور ہین' اؤر وہ ایسے ہین کہ اگر ان قصائد کے توسل سے زمانے سے مدد مانگي جاتي تو وہ اپنے جور سے باز آجاتا' اؤر اگر فلک سے ان کے طفیل سے التجا کي جاتي تو وہ اپنا دور چھوڑ دیتا ۔ مگر وہ قصائد ایسے تعویذ تھے' جنہون نے کوئي

اثر نہیں کیا؛ وہ دعائیں تھیں، جو قبول نہیں ہوئیں؛ اور وہ منتر تھے، جنھون نے کوئي نفع نہیں دیا۔ چنانچه ان قصائد میں سے یه اشعار بھي ہیں :—

(١) سجایاك ان عافیت اندي و اسجح — وعذرك ان عاقبت اجلي و اوضح
(٢) و ان كان بين الخطتين مزية — فانت الي الادني من الله تجنح
(٣) حنانيك في اخذي برايك لا تطع — عداي ولو اثنوا عليك و افصحوا
(٤) فان رجاي ان عندك غير ما — يخوض عدوي اليوم فيه و يمرح
(٥) و لم لا و قد اسلفت ودا و خدمة — يكران في ليل الخطايا فيصبح
(٦) و هبني و قد اعقبت اعمال مفسد — اما تفسد الاعمال ثمت تصلح
(٧) اقلني بما بيني و بينك من رضي — له نحو روح الله باب مفتح
(٨) و عف علي آثار جرم سلكتها — بهبة رحمي منك تمحو وتمصح
(٩) و لا تلتفت قول الوشاة و رايهم — فكل اناء بالذي فيه يرشح

ترجمه :-

(١) اگر آپ معاف فرمائیں، تو آپ کے اخلاق و خصائل نہایت با سخا اور نیک ہیں: اور اگر آپ سزا دیں، تو آپ کا عذر نہایت روشن اور واضح ہی۔

(٢) اگر طرفون کے مابین کوئی مزیت ہو، تو آپ اُس کی طرف مائل ہونے ہیں جو اللہ سے نزدیک ہو۔

(٣) آپ مجھ پر یه لطف وکرم فرمائیے که میرے متعلق اپنی رائے کو کام میں لائیے، مگر میرے دشمنون کی بات نه مانیے، گوکه وہ آپ کی تعریف کریں اور فصاحت سے کام لیں۔

(٤) کیونکه میری امید وہ نہیں ہی جس میں آج میرا عدو خوض کرتا اور اکڑ اکڑکر چلتا ہی۔

(٥) اور کیون نه ہو، جب که میں زمانۂ سلف میں دوستی اور خدمت کا دم بھرتا تھا، جو خطاؤن میں شب گزارتی تھیں اور پھر صبح کرتی تھیں۔

(٦) مین نے نه بھی فرض کیا که آپ نے ایک مفسد کے اعمال کی سزا دی ہی لیکن کیا اعمال ایک مرتبه بگڑکر پھر درست نہیں ہوا کرتے؟

(٧) مجھے اپنے اور میرے مابین کے امور کے لئے معاف فرمائیے اور خوشنودی کو کام فرمائیے، جو خوشنودی الٰہی کی طرف ایک کھلا دروازہ ہی

(٨) مین نے جو جرم کیا ہی اس کے آثار کو مٹادیجئے۔ آپ ایک ذرا سے رحم سے اُس کو محو اور بوسیدہ کر سکتے ہیں۔

(٩) آپ چغل خورون کی بات اور رائے کی طرف التفات نه فرمائیے؛ کیونکه ہر برتن میں سے وہی چیز ٹپکتی ہی جو اُس میں ہوتی ہی۔

(۱۰) سیاتیک فی امری حدیث وقد اتی بزور بنی عبد العزیز موشح
(۱۱) وما ذاك الاما علمت فاننی اذا ثبت لا انفك آسو و اُحرح
(۱۲) کانی بهم لادرّ لله درهم اشاروا تجاهی بالشمات وصرحوا
(۱۳) و قالوا اسیجزیه فلان بفعله فقلت و قد یعفو فلان و یصفح
(۱۴) الا ان بطشا للمؤید یرتمی و لکن حلما للمؤید درجح
(۱۵) و ماذا عسی الو اشون ان یتزیدوا سوی ان ذنبی واضح متصحح
(۱۶) نعم لی ذنب غیر ان لحلمه صفاة یزل الذنب عنها فیسفح
(۱۷) علیه سلام کیف داربه الهوی الی فیدنوا او علی فینزح
(۱۸) و یهنیه ان مت السلوّ واننی اموت و لی شوق الیه مبرح
(۱۹) و بین ضلوعی من هواه تمیمة ستنفع لو ان الحمام یجلح

ترجمہ :۔

(۱۰) عنقریب آپ میرے متعلق کوئی بات سنینگے : بنو عبد العزیز کی رنگین دروغ بافی تو آپ تک پہنچ ہی چکی ہی ۔

(۱۱) اور وہ وہی بات ہی جس سے آپ واقف ہیں ؛ کیونکہ میں جب کبھی صحت یاب ہو جاتا ہوں ، تو پھر غمردہ اور مجروح ہو جاتا ہوں ۔

(۱۲) گویا کہ میں ان کو دیکھ رہا ہوں (خدا ان کو سمجھے) کہ وہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں اور صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ آپ میری اس مصیبت سے خوش ہیں :

(۱۳) اور وہ کہتے ہیں کہ فلان شخص اُسے اسکے فعل بد کا بدلہ دیگا . مگر میں نے کہا کہ نہیں فلان معاف کریگا اور درگزر کریگا .

(۱۴) ہان ، ایک موید شخص کے لئے یکبارگی حملے کا اندیشہ ہو سکتا ہی ، مگر ایک موید شخص کے لئے حلم و بردباری مرجح جز ہی .

(۱۵) یہ بھی ممکن ہی کہ شاید میرے دشمن جعل جور اور یہی باتیں بڑھا بڑھا کر کہیں، علاوہ اس کے کہ میری خطا واضح اور بعینًا صحیح ہی .

(۱۶) ہان میری خطا ضرور ہی ؛ مگر اس کی برداشت کے لئے ایک صاف و ہموار چٹان بھی ہی ، جس پر سے وہ خطا پھسل جائیگی اور گر جائیگی .

(۱۷) اُس پر سلام ہو ، خواہ پھر اُس کی خواہش اُسے میری طرف راغب کرکے مجھ سے قریب کردے یا میرے خلاف کرکے مجھ سے جدا کردے .

(۱۸) اگر میں مر جاوں تو اُسکا مجھے بھلا دینا مبارک ہو ؛ کیونکہ میں اس حالت میں مرونگا کہ میرے دل میں اُس کے لئے ایک سوزان عشق موجزن ہوگا .

(۱۹) میری پسلیوں میں اُس کی محبت کا ایک تعویذ ہی . وہ ضرور نفع دیتا ، مگر موت حملے کر رہی ہی (مترجم)

کے مطابق اختصار الفاظ اور صحت معاني کا لحاظ رکھتے تھے، مگر اسجاع (جن کو متاخرین نے شروع کیا تھا) کي طرف کبھي التفات نہین کرتے تھے ۔ البتہ چند ایک رسائل ایسے ہین، جو انہون نے بغیر استدعاء کے لکھے ہین اور جن مین سجع موجود ہی ۔ ورنہ باقي رسائل، جو المعتمد کی طرف سے لکھے گئے ہین اور مین نے دیکھے ہین، ان مین وہ صفت موجود ہی جس کی مین تعریف کر رہا ہون ۔ مگر اس وقت مجھے ان مین سے کچھ بھي یاد نہین ہي کہ درج کرون *

پھر ان ابوبکر کے بعد یوسف یا انکے بیٹے کے ہان وزیر اجل ابو محمد عبد المجید ابن عبدون کاتب ہوئے ۔ ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہي، اور اس قدر ہو چکا ہي کہ اب اس کے اعادہ و تکرار کي ضرورت باقي نہین ہي ۔ ان دونون کاتبون سے بھي قبل سیر بن ابي بکر بن تاشفین امیر کے کاتب تھے ۔ وہ اشبیلیہ مین المعتمد علي اللہ کے پاس گئے تھے، اور اس وقت تک ان ہي کے ہان عہدۂ کتابت پر رہے کہ جب امیر المسلمین کي استدعاء پر ان کے ہان گئے ۔ امیر المسلمین کے نام ان کا ایک خط ہي، جس مین وہ ان کو شہر شنتریں (اعادها اللہ) کی فتح کي خبر دیتے ہین ۔ سیر شہر مذکور کي فتح کے وقت وہان موجود تھے ۔ اسي کا ذکر کرتے ہوے ابو محمد نے یہ خط لکھا ہي —

"اللہ امیر المسلمین و ناصر الدین ابو الحسن علي بن یوسف بن تاشفین کے امر کو ہمیشہ قائم رکھے، اس کے عَلم ہمیشہ دین کي مدد مین لہراتے اور اس کے قلمون کے تحریر کردہ احکام اقالیم سبعہ مین جاري رہین !

"از اندرون شہر شنترین — جس کو خدائي تعالي نے آپ کي حسن سیرت اور یُمن طبیعت سے اہل اسلام کے لئے فتح کردیا ہی ۔

"تمام ترین حمد اللہ ہي کے لئے ہي : ایسي حمد، جس کے معاني تمام الفاظ شارحہ پر حاوي ہین ؛ جس کي قریب ترین نگاہ بھي

بلند ترین نگاهون پر سبقت لے جاتي ہي ؛ جس کے چہرے کو بد دلي نہین پہیر سکتي؛ جسکي کنہ کو کوئی تخصیص محدود نہین کرسکتي ؛ جس کو کسي مثال یا اندازہ کا قبض و بسطہ احاطہ نہین کرسکتا ؛ جسے نہ کسي خط کے ذریعے محصور کرسکتے ہین ' نہ چپ و راست سے محدود ؛ نہ کوئی زمانہ اس قدر وسیع ہي کہ اس پر حاوي ہو ' نہ ابد مین اتني فوت ہی کہ اس کو پورا کرسکے ' اۋر نہ عدد اس کا حساب کرسکتا ہی ؛ اۋر ایسي حمد کہ جب اس کے پیش روندگان سبقت لے جاتے ہین تو پس آیندگان آگے آکر مل جاتے ہین ۔ صلاۃ و سلام ہو محمد پر' جو اس کے بندے' اس کي وحي کے امانت دار' اس کے اوامر و نواہي کے سرانجام دینے والے' امت کے نظام' ائمہ کے امام' سر اولاد آدم ' اۋر فخر دنیا و ما فیہا ہین ۔ صلاۃ تامہ ' جسکو ہم پورا کرتے ہین ' اۋر تحیۃ عامہ جس کو ہم ادا کرتے ہین ' جو ایک پہول کي طرح شگوفہ مین سے کہل کر نکلتي اۋر مشک کي طرح اپنے پردے مین سے پہوتتي ہي ۔ انہون نے اپني توحید کا اظہار کیا ہي ؛ وعدہ و وعید پر لوگون کو جمع کیا ہي ؛ حق کو واضح کیا ہي ' اسے جلا دي ہي ؛ خلق خدا سے ہمدردي کی ہی اۋر اس کو ہدایت دي ہي ۔ البتہ وہ لوگ اس سے مستثنی ہین ' جن کے لئے کلمۂ عذاب واجب ہوگیا ہي اۋر سب سے پہلے ام الکتاب ہي مین ان کي بد بختي کا ذکر ہوگیا ہي!

" خدائے غالب نے (عزت اسماءہ و جلت کبریاؤہ) اپنے مذہب کو تمام مذاہب پر' صلیبیون کے زعم اۋر بتون کے وہم پر فوقیت دي ہي ۔ اسنے اپنا وعدہ ہم سے پورا کیا اۋر ہم کو اپنے رسول صلي اللہ علیہ و سلم کے ساتھ' اۋر ان کے بعد فتح مند کیا ۔ اس نے اس جزیرہ نما مین اسلام کي شکست و برید کے بعد پھر ہماري پریشانیون کو اطمینان کي صورت مین جمع کیا ہي' مشرکین کے مکر و خدع کو با وجود اس کے انتظام اۋر قوت کے قطع کردیا ہي ' اہل کتاب مین سے کافر ہو جانے والون کو

ہمارے سامنے ان کے قلعون مین سے اتر دیا ہي اؤر ہم ان کے پاؤن اؤر پیشانیان پکڑتے ہین ۔

"قلعۂ سنترین (خدا امیرالمسلمین کو ہمیشہ سلامت رکھے) مشرکین کي نہایت محفوظ جا ھائے پناہ مین سے تھا اؤر مسلمانون کے خلاف نہایت مضبوط مقام تھا ۔ آپ کي سعي کے طفیل سے' جسکي ہم پیروي کرتے تھے' اؤر آپ کي ہدایت کي برکت سے' جس کو ہم کافي سمجھتے تھے' ہم ہمیشہ انکے کانٹون کو کاٹتے اؤر ان کي جڑون کو اکھاڑتے ہي رھے ۔ ہم ان کو یکے بعد دیگرے حاصل کرتے اؤر وقتاً فوقتاً ان مین ایزاد کرتے جاتے تھے ۔ تھوڑي گھڑي بھر کے بعد ہم ان کے سردارون کو قتل کرتے اؤر باربار ان کے بہادر سپاہیون کے پہلوؤن مین دھنس جاتے تھے ۔ ہم انکي جنگ کے غارون مین گھس جاتے اؤر انکي مخالفت کے سمندرون مین کود پڑتے تھے ۔ یہان تک کہ ان کے موہوم جسمون کو پھیلا دیتے اؤر ان کي ارواح قبض کرلیتے تھے ۔ ہم ان کو نیزون کي طرف لے جاتے تھے اؤر ان کے سینون کو ان کے سرون سے بیندھ دیتے تھے ۔ ہم ان کو آگ کي طرف ڈھکیلتے تھے' جس کے شعلے ان کے سانس ھوتے تھے ۔ ہم انہین یمني تلوارون کے ذریعے بھڑکتي ھوئي آگ کي جانب بھیجتے تھے' اپني سعي و استعداد سے ان کے خفیہ مکر کے پردے کو اٹھا دیتے تھے' اؤر خدائے قدیم و قدیر سے طلب خیر کرکے ان کي طاقت و قوت کي چٹانون کو گرا دیتے تھے ۔ جب ہم نے دیکھا کہ یہ قلعۂ شریفہ' جو تمام قلعون مین سب سے زیادہ مناسب اؤر تمام بقاع سلطنت مین بلند ترین ہي مگر اس کي دوا دشوار ہي اؤر مرض بالکل عاجزکن ھوگیا ہي' تو ہم نے اس بلندي پر غالب آنے کے لئے اللہ تعالي سے طلب خیر کیا اؤر اس قصد کي تسہیل کے لئے اس کے سامنے گریہ و زاري کي ۔ ہم نے اس سے سوال کیا کہ وہ ہمین ہمارے نفوس کے حوالے نہ کردے' گوکہ یہ امر اس کي صیانت و دیانت مین

مبذول اۋر بذات خود پسندیدہ و نا پسندیدہ پر محمول ہو۔ پھر ہم اس کي طرف چلے، اۋر موت کي طرح یکبارگي اس پر جا پڑے۔ ہم ایسے وقت میں وہان پہنچے کہ جب تمام راستون کے دروازے بند ہو چکے تھے، اۋر خدا کی مدد سے تمام حیلون نے اس قلعہ کے اہالي کو عاجز و درماندہ کردیا تھا۔ زمانے نے اپنا منھہ کھول کر دانتون کي کچي دکھادي تھی، اۋر جو لوگ کہ دلدلون اۋر سیلابون میں تھے ثابت قدمي کے ساتھہ جمے ہوئے تھے۔

" الغرض ہم قوم کے میدان میں اترے، اۋر اس دن ان کي صبح نہایت بري صبح ہوئی۔ ہم برابر ان پر محتسب اۋر مؤجر کي طرح حملے کرتے رہے، اۋر ایسے شخص کي طرح ان کو ٹالتے رہے، جو امر الہي کا منتظر اۋر مترقب ہوتا ہے۔ ہم ہر چہار طرف سے ان کو غارت و برباد کر رہے تھے۔ چنانچہ جب ہمارے لشکران کی طرف جاتے تھے، تو بالکل ہلکے پھلکے ہوتے تھے؛ مگر وہان سے لدے پھندے آتے تھے۔ اس سے اعداء کے دل خوف ہراس سے معمور ہوگئے، اۋر ہمارے ہمراہیون کے ہاتھہ مال و اسباب سے۔ ہم نے حکم دیا کہ ان کے قیدیون اۋر اموال کا ایک بازار قائم کیا جائے، تاکہ ان کے مرد اۋر عورت سب اسے دیکھین۔ اس سے ان کي ہوا بالکل رک گئي، اۋر ان کي آگ بجھہ گئی۔ اۋر جب محاصرہ کي تنگي نے ان کو گھیر لیا، اۋر ہلاکت کي موجین ہر جانب سے ان پر آ پڑین، بلا ان پر محیط ہوگئی اۋر موت خدائے جبار کے غضب کے ساتھہ ان پر ٹوٹ پڑي، جب انکے خوف و ہراس کي رات کے لئے کوئي ایسي صبح باقي نہ رہي جس کي امید کي جاتي اۋر ان کي مصیبت کے ورود کے لئے کوئي جائے صدور ایسي نہ رہي جس پر تکیہ کیا جا سکتا، تو انہون نے ذلت و خواري کو موت پر ترجیح دي، عبودیت کے لئے خود سپردگي اۋر اپنے اہل و عیال کے لئے قبول اسلام پر راضي ہوگئے: تا کہ اس طرح ان کو کفن کے مدارج اۋر قبور کے ٹھکانون

سے نجات مل جائے ؛ گو کہ وہ نجات ایسے وقت میں نصیب ہوئی کہ وہ جان بلب ہو چکے تھے ۔

" جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ' ان کے بڑے بڑے سردار اور عمدہ شہسوار قتل ہو چکے تھے ' اس لئے صرف ایک ذرا سا گروہ اور ایک ذلیل سی جماعت باقی رہ گئی تھی ۔ نہ تو انکی حیات سے کسی موحد کو ضرر پہنچ سکتا تھا اور نہ ان کی نجات سے کوئی ملحد خوش ہو سکتا تھا ۔ ہم نے ان کو موت کے داہنے ہاتھ سے ذلت کے بائیں ہاتھ کی جانب ' اور دردناک محصرہ سے سخت قید کی طرف منتقل کردیا ۔ انہوں نے ہم سے رحم کی درخواست کی تھی ' مگر ہم نے اس وقت تک ان کو جواب نہیں دیا ' جب تک کہ انہوں نے اپنے راز گویندگان کے سامنے عاجزی اور بیچارگی کا صدقہ ادا نہ کرلیا ' اور ہم نے ان میں سے ایک کو دوسرے کے حوالے کردیا ۔ ہم نے ان کو معاف کرکے اوروں کے لئے بھی یہ راستہ کھول دیا ؛ خصوصاً ان لوگوں کے لئے جنھوں نے ان کی طرح دوسرے دن (جب کہ ہم نے خدا کے حکم سے انکا محاصرہ کیا) یہ نیک کام کیا ۔

" یہ قلعہ ' جس کے قرارگاہ کی طرف ہم نے کوچ کیا اور اس کے حصون پر غالب ہوگئے ' وسعت میں تمام شہروں سے زیادہ وسیع اور سرسبز ہے ۔ نہ وہاں سے فراخ سالی اور بسیار بارانی کبھی دور ہوتی اور ہٹتی ہے ' اور نہ کبھی خشک سالی اور قحط اس کی طرف رخ کرتا ہے نہ وہاں ٹھیرتا ہے ۔ اس کی شاخیں ثریا سے بھی بلند تر ہیں ' اور اس کی جڑیں تحت الثری کے نیچے مضبوطی کے ساتھ جاگزیں ہیں ۔ آسمان کے ستارے اس کے شگوفوں سے مفاخرہ ' اور اس کے اسرار سے جوزا کے کان سرگوشی کرتے ہیں ۔ اسکے سواء ہر جگہ باران کے مواقع غبار آلودہ و کف آلودہ ہیں ؛ حالانکہ وہ سرسبز اور تر و تازہ رہتا ہے ۔ انوار کے مطالع اس کے سواء باقی ہر جگہ غیر متیقن اور تاریک ہیں '

مگر وہ ایک ایسی آنکھ ہے جس کی روشنی صاف و شفاف ہے ۔ زمانۂ گزشتہ مین اس نے بڑے بڑے قیصرون کو عاجز کردیا تھا ' جنہون نے بارش کے قطرون سے بھی زیادہ تعداد کے لشکرون سے اس پر حملے کئے تھے ' اور سمندر سے بھی زیادہ وسیع و وقیع مدد کے ساتھ اس کو گھیرا تھا ۔ مگر اس نے ان کی اطاعت سے قطعی انکار کردیا تھا ' اور ان کی اطاعت طلبی کے جواب مین پوری نا فرمانی اور سرکشی کی تھی ۔ اللہ تعالی نے ہم کو اس کی چوٹی تک پہنچنے کی طاقت عطا فرمائی ' اور اس کے سوارون کو اس پر سے اتار دیا ۔"

اُن کے رسائل "الاخوانیّات" مین ایک خط ہے ' جو انہون نے ابو عبد اللہ محمد بن ابی الخصال کے نام لکھا ہے ' جس مین ان کی محبت و مروت سے خطاب کیا ہے ' اور پھر برادرانہ سلوک کی تجدید کی استدعاء کی ہے :—

"مین اپنے عماد اعظم — خدا اس کے علو کو ہمیشہ قائم رکھے ! — کے ساتھ ایک مسافر کے مانند ہون ' جس کو جد و جہد گرسنہ کردیتی ہے اور تہامہ مین ایک زمین پست اسے چھپا لیتی ہے ؛ جس کی باد بے ابر اور تڑپانے والی گرمی سے اسے کچھ نفع نہین ہوتا : پھر اس کا غرق کردینے والا سراب اور جھلس دینے والی شراب اسے ایک حمام مین پھینک دیتی ہے ' اور وہان اس دوزخ اور آگ کی بھڑک سے محض خدائے رحیم کی مدد سے ' جو اسے موت سے بچاتا ہے ' بلند ہوکر محفوظ رہتا ہے : پھر وہ ایک قبیلے کی طرف پناہ کے لئے بھاگتا ہے اور کوہ فاران سے صبا کا سوال کرتا ہے ' تا کہ وہ نجد کی وساطت سے اس صبا کے جھونکون سے کچھ خنکی حاصل کرے ؛ وہ اپنی نمناک ٹھنڈی ہوا اور نرم و نازک نسیم کے ذریعے اس مین جان ڈال دیتی ہے ' گویا کہ وہ فی الحقیقت بیمار ہوکر تندرست ہوا ہے ۔

"مین نے جو کچھہ کہ آپ سے خطاب کیا ہی' اس مین میرا یہ ارادہ نہین ہي کہ آپ پر فضیلت ابتدا حاصل کرون؟ بلکہ مین تو راہ اقتدا کا سالک اور ہدایت طلبی کي دلیل کا پیرو ہون۔ مین جاہتا ہون کہ آپ کے انوار سے نور حاصل کرون' اور آپ کے آسمان کے ستارون کو برانگیختہ کرون کہ وہ تاریکیون مین میري راہبري کرین یا اس کے رجوم کو ابھاردون کہ سرقۂ کلام سے مجھے باز رکھین۔ پس اگر جناب نے اس کے جواب سے مجھہ پر کرم فرمایا' تو مجھہ کو جو کچھہ جناب سے حاصل ہوگا اسیر مغالطہ ہوگا' اور میرے پاس قمري اپنا راگ' انصار اپنا حسان' زمانہ اپني بہار' بنوطي اپنے ولید و حبیب' بنو سعد اپنے خالد و شبیب کو لیکر آئینگے۔ اس نے مجھے جو کچھہ فخر و راحت عاریت دیا تھا' مین اس سب سے ناواقف ہوگیا اور مین نے ابو العتاھیہ کے لئے ثفیلۂ مُعرب اور خفیفۂ مُطرب مین کوئي چیز نہ جھوڑي' بلکہ اپنے پہلو کو عبید کے نغمون سے لپیٹ لیا' اور لبید کے اشعار سے روگرداني کي۔ مین نے بلغاء عصر سے جمل مصر کي ضرب المثل کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اس پشتے پر تیر اندازي کرو اور اس کو دو نیم کردو' اور اس غایت کي طرف جاؤ یا اسکو چھپادو: اگرچہ اس کے چمکتے ہوئے موتي میري ڈبیہ مین نہ رکھے گئے ہون' اور اسکے درخشندہ ستارے میرے برج مین نہ آئے ہون۔ میرا ھاتھہ اسکے پھلون کے چننے سے خالي ہي اور میري آنکھہ اس کے اقمار کي روشني سے خشک و بے نور۔ مین اس کے سمندر کے موتي اور اس کے دم سحر کي بازداشت کي وجہ سے دو طرح کے گمانون مین مبتلا ہون' جن کي حقیقت کا نشان اور اصلیت کا پتہ مجھے نہین ملتا۔ ایک تو یہ ہي کہ مین نے یہ کہا کہ اُس نے میرے نام کو اپنے دل مین جاري کیا ہي' مگر اُس نے مجھے نہ تو اپنے دوستون مین پایا نہ اپنے شہر مین' اور کہنے لگا کہ مجھے اس سے کوئي غرض نہین ہي وہ تو مغرب

كي طرف كا باشنده هي ' گو كه وه اپنے زعم صميم مين خود كو اهل عرب سے سمجهتا هي ؛ اؤر باقي رها مغرب ' سو وه ممالك مين ايسا هي هي كه جيسے سطرون كے لئے مابين السطور. اؤر دوسرا گمان يه هي كه وه اكثر اوقات ايسى باتين كها كرتا هي كه اسے عقلين تسليم نهين كرتين . مين فلان شخص كي طرف سے زرقاء اليمامه سے بهى زياده نيز نظري كے ساتهه نگاه اتهاكر ايسے شخص كي طرف ديكهتا هون ' جو عنقا سے بهي زياده مرتبه ركهتا هي . پهر وه ابو العلاء بن سليمان شاعر معرة النعمان كا يه قول پڑهتا هي كه :-

" اري العنقاء تكبر ان تصادا "

مجهے قسم هي پر باران موسم بهار اؤر اس كے اوقات كے ائتلاف كي ' شگوفه آور بقيع اؤر اس كے مختلف الوان كي ' شباب اؤر اسكي گردش كي ' مضراب اؤر اس كي صولت كي ' مجهے قسم هي ترانون كي جب وه گائے جائين ' قسم هي شيشون كي اؤر اس كي جو اسكے اندر هوتي هي - اؤر اگر مين ان مين سے بعض كي قسم كهاؤن ' تو نه ان كو داهنى طرف پاونگا نه بائين - كه ميرا نام بڑے بڑے بليغ و فهيم لوگون مين ايسا هي هي جيسے كه عنقا كا نام اؤر نامون مين ؛ يعني ايسا نام هي كه جس كے لئے كوئي مسمي هى نهين ' اؤر ايسا لفظ هي جو كسي معنى پر دلالت هى نهين كرتا . پس آپ كے ارادے كو مين كهان سے پا سكتا هون . ميرا خط ميري تعريف يا سرزنش كے مابين گويا ايك قاصد هي ' جو ميرے گمانون كي سرزمين كو گراتا اؤر ميرے جنون كے تعويذون كو توڑتا هي . جواب كے بارے مين رائے عالي اسى (آقا و ممدوح) كي هى ' با وجود اس خطا يا صواب كے جس پر مين اپنے گمان كي وجه سے قائم تها . ان شاء الله عز و جل . ميرے عماد اعظم اؤر امام پر ميرا عمده ترين اؤر كامل ترين سلام هو! والسلام الاتم الاعم عليه و رحمة الله و بركاته ."

وزیر ابو عبد اللہ نے اس کے جواب میں ایک خط لکھا تھا' جسکا مثل کبھی نہیں لکھا گیا اور جو بہ درجۂ غایت بدیع تھا' اگرچہ اس میں کسی قدر تکلف بھی تھا۔ اس کا نام "الرسالۃ الحولیہ" ہے۔ مگر اس کا طول اس کے اس تحریر میں درج کرنے سے مانع ہے۔

ابو محمد عبد المجید مذکور الصدر کے اس قدر احسانات ہیں کہ وہ ملک میں ضرب الامثال کی طرح مشہور ہیں' اور ان کا ذکر اس میں باد ہائے جنوبی و شمالی کی طرح جاری و ساری ہے۔

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے' امیر المسلمین کا حال اسی طرح انثار غزوات' قلع و قمع ملوک روم اور جزیرہ نمائے اندلس کی حرص و طمع پر جاری رہا' یہاں تک کہ انہوں نے سنہ ۴۹۳ کے دوران میں وفات پائی۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے علی بن یوسف بن تاشفین قیام امر کے لئے قائم ہوگئے۔ انہوں نے بھی اپنے والد کی طرح "امیر المسلمین" ہی کا لقب اختیار کیا اور اپنے ہمراہیوں کو "المرابطون" کے نام سے موسوم کیا۔ انہوں نے بھی ایثار جہاد' تخویف غنیم اور حمایت بلاد کے بارے میں اپنے والد کے طریقوں پر چلنا شروع کیا۔ وہ نیک سیرت' خوش مزاج' پاک نفس اور ظلم سے کنارہ کش تھے۔ حتی کہ ان کی یہ حالت تھی کہ بجائے اس کے کہ ان کو بادشاہوں اور غلبہ حاصل کرنے والوں میں شمار کیا جائے یہ زیادہ قرین مصلحت ہے کہ ان کو زہاد اور گوشہ نشینوں میں گنا جائے۔ انہوں نے نہایت شد و مد سے اہل فقہ اور اہل دین کو ترجیح دینی شروع کی۔ وہ فقہاء سے مشورہ کئے بغیر مملکت کا کوئی کام نہ کرتے تھے۔ چنانچہ جب وہ اپنے قضات میں سے کسی کو والی مقرر کرتے' تو کسی امر کا یا کسی اور چھوٹے یا بڑے معاملہ کا فیصلہ نہیں کرتے تھے جب تک کہ چار فقہاء کا محضر پیش نہ ہو۔ اس وجہ سے ان کے زمانے میں فقہاء ایسے زبردست رتبے پر پہنچ گئے تھے کہ فتح اندلس کے زمانۂ اولین میں بھی نہ تھے۔ وہ

جب تک زندہ رہے، فقہاء کے رسوخ و قدرت کی یہی حالت رہی اؤر مسلمانون کے تمام امور اؤر چھوتے بڑے ہر طرح کے احکام ان ہی کی طرف راجع اؤر ان ہی پر منحصر رہے۔ اس طرح، جیسا کہ ہم نے کہا ہے، فقہاء کو بڑی عظمت حاصل ہو گئی اؤر لوگون کا رخ بھی ان ہی کی جانب ہو گیا۔ اس سے ان کے اموال بکثرت بڑھ گئے اؤر ان کے مکاسب وسیع ہو گئے۔ اسی امر کے متعلق ابو جعفر احمد بن محمد المعروف بہ ابن البنی، جو جزیرہ نمائی اندلس کے شہر جیان کا باشندہ تھا، کہتا ہے :—

۱ اهل الرياء كسبتموا ناموسكم كالذئب أولج في الظلام العاتم
فملكتموا الدنيا بمذهب مالك وقسمتموا الاموال بابن القاسم
وركبتموا شهب الدواب باشهب وباصبغ صبغت لكم في العالم

ان ابیات مین ابو جعفر مذکورنے قاضی ابو عبد اللہ محمد بن حمدین قاضی قرطبہ کی طرف تعریض کی ہی، اؤر ان سے مقصود بھی وہی تھے۔ اس کے بعد شاعر مذکورنے صریح طور پر ان کی ہجو کہی، جس کے شروع کے ابیات یہ ہین :—

ادجّال هذا اوان الخروج وبا شمس لوحی من المغرب
يريد ابن حمدين ان يُعتفي وجدواه أنأيَ من الكوكب
اذا سُئل العرف حك استه لينبت دعواه في تغلب

اسی قسم کے اؤر اشعار بھی تھے۔ قاضی ابو عبد اللہ بن حمدین خود کو وائل کی بیٹی تغلب کی طرف منسوب کیا کرتے تھے۔

---

۱ ترجمہ۔— ای اصحاب ریا! تم نے اس بھیڑیے کی طرح عزت و ناموس کمائی ہی جو سخت تاریکیون مین گھومتا پھرتا ہی۔ اس طرح تم نے امام مالک کے مذہب کے ذریعے دنیا پر قبضہ کرلیا ہی اور اموال کو ابن قاسم کی وساطت سے تقسیم کیا ہی۔ تم مردان رسا و دھین کے طفیل سے سفید سعید سواریون پر سوار ہوئے، اور اپنے خاص خاص رنگون مین رنگے گئے۔ (مترجم)

امیر المسلمین کے ھان سواء ایسے شخص کے جس نے علم فروع یعني امام مالک کے فروع مذہب کو حاصل کیا ھو کبھي کسي کو قرب حاصل نہین ھوتا تھا اؤر نہ کوئي ان کا منظور نظر ھوتا تھا ۔ اس زمانے مین اس مذہب کي تمام کتب ختم کي جاتي تھین اؤر ان ہي کے مقتضا پر عمل کیا جاتا تھا ۔ ان کے سواء باقي اؤر جو کچھہ تھا برباد کردیا گیا ۔ اس بات کی اس قدر کثرت ھوگئی کہ کتاب اللہ اؤر حدیث نبوي (صلی اللہ علیہ و سلم) پر غور و خوض کرنا بھي بھلا دیا گیا ؛ اؤر اس زمانے کے مشاہیر علماء مین سے کوئي بھي ان دونون کي طرف اعتنا نہین کرتا تھا ۔ اگر کوئي شخص علوم کلام مین ذرا بھي غور و خوض کرتا ' تو وہ تکفیر سے ڈرتا تھا ؛ کیونکہ فقہاء نے امیر المسلمین کے دماغ مین علم کلام اؤر سلف کے عیوب کي تقبیح کو پوري طرح بٹھا دیا تھا اؤر سمجھا دیا تھا کہ سلف مین اگر کسي شخص سے اس قسم کي کوئي بات صادر ھوتي تھي تو اس سے تعلقات ترک کر دئے جاتے تھے ' اؤر یہ کہ یہ امر بدعت في الدین ہے اؤر ایسے ایسے اقوال سے اکثر عقائد مین اختلال واقع ھو جاتا ہے ۔ اس کا یہ اثر ھوا کہ امیر المسلمین کے دل مین علم کلام اؤر اہل علم کلام کي طرف سے پوري طرح بغض بیٹھہ گیا ' اؤر وہ ہر وقت نہایت شدت کے ساتھہ مختلف بلاد کي طرف ایسی باتون مین غور و خوض کے انسداد کے لئے احکام جاري کیا کرتے تھے ' اؤر جن لوگون کے پاس ایسي کوئي کتاب نکلے ان کو وعید کرتے تھے ۔ جب ابو حامد الغزالي (رحمہ اللہ) کي کتابین المغرب مین پہنچین ' تو امیر المسلمین نے ان کے جلا دینے کا حکم دیا ' اؤر اعلان کردیا کہ جس کے پاس ایسي کوئي چیز پائي جائیگي اس سے خونریزي اؤر استیصال مال و اسباب کے ساتھہ سلوک کیا جائیگا ۔ یہ امر نہایت شدید ھوگیا ۔

امیر المسلمین نے اپنی امارت کے آغاز ہی سے جزیرہ نمائی اندلس کے بڑے بڑے مصنفین کو اپنے ہاں بلانا اور ان پر عنایات کو مبذول کر شروع کردیا تھا؛ یہاں تک کہ ان کے پاس ایسے ایسے آدمی جمع ہوگ تھے کہ جو کبھی کسی اور بادشاہ کے ہاں نہ ہوئے تھے۔ مثلاً ابو القاس بن الجدّ المعروف بہ اجدب، جو اصحاب بلاغت میں سے تھے ابو بکر محمد بن محمد المعروف بہ ابن قبطرنہ؛ ابو عبد اللہ محمد بن ابی الخصال، ان کے بھائی ابو مروان؛ اور ابو محمد عبد المجید ابن عبدون جن کا ابھی ذکر ہو چکا ہی۔ غرض یہ ایک جماعت کی جماعت تھی جنکا ذکر بہت طویل ہی۔ ان سب میں جو امیر المسلمین کی نگاہ میں نہایت بلند اور رتبہ میں نہایت رفیع تھے، وہ ابو عبد اللہ محمد بن ابی الخصال تھے؛ اور ان کا حق بھی تھا، کیونکہ وہ کُتاب سلطنت میں سے واحد اور آخری شخص تھے جن پر علم ادب ختم ہو گیا اس کے علاوہ ان کو علم القرآن، علم الحدیث والاثر اور اس کے متعلقات میں کمال اور یدطولی حاصل تھا۔ ان کی (رحمہ اللہ) تحریروں میں سے میں نے جو کچھ انتخاب کیا ہی وہ ان کے اس خط کا کچھ حصہ ہی جو انہوں نے اپنے کسی بھائی کے ایک خط کے جواب میں لکھا ہی جس میں ان کے بھائی نے ان سے ان کا کچھ کلام طلب کیا تھا۔ ان کے بھائی کا نام ابو الحسن علی بن بسّام ہی، جو "کتاب الذخیرہ" کے مصنف ہیں۔ وہ انتخاب خط یہ ہی —

"مجھ کو غلامی میں قبول کرنے والے آقا اور مجھ پر استحقاق رکھنے والے مالک کے پاس سے (خدا اس پر انعام فرمائے، جس طرح کہ اس نے فضیلت کو اس پر موقوف کر دیا ہی) اس کا بلیغ و پر لطف خط وصول ہوا۔ اگر اس کا چقماق صرف چٹک کر نہ رہ جاتا، اس کے افتتاح کی آنکھ نہ سو جاتی، اسکے انبساط کا ہاتھ منقبض نہ ہو جاتا، اور اس کی خوشی کا سودا نقصان دہ نہ ہوتا، تو میں اپنی قدر کے مرکز

کو اُسي کے ساتھ لازم و ملزوم کردیتا اور اپنے سینے کے اسرار کو محفوظ رکھتا ۔ لیکن اس کے دمھائے سحر آگین سے بھرے سننے لگتے ہین ' ھاتھون کے نشان مٹ جاتے ہین ' دشوار کام آسان ھو جاتے ہین ' اور چٹانون مین سے دودھ نکالا جاتا ہی ۔ پس جب اس کا آغاز مجھ سے یکایک صادر ھونے لگا ' اور اسکی آواز میرے کان مین پڑي ' تو مین خالي الذہن ھوکر فکر مین لگ گیا اور میرا دل امن اور خوف مین مذبذب ھوگیا ۔ مین نے اپنے فقرون کے ذریعے جنگلون مین بھاگ جانے اور گرد مین غائب ھو جانے والے خیالات کا تعاقب کیا ' حالانکہ وہ اپنے ھانکنے والے پر گرد اڑاتے تھے اور اپنا تعاقب کرنے اور پکڑنے والون کي طرف توجہ نہین کرتے تھے ۔ مین سمجھ گیا کہ یہ چیخ پکار ' خوف و ہراس ' اور درستي و غلطي کے معاملے ہین ؛ تا آنکہ دلون نے مجھ کو مایوس کردیا ' اور تیز رو گھوڑون نے مجھ کو پیچھے چھوڑدیا ۔ البتہ ایک ہلکا سا بادل تھا ' جو ایک شریف گھوڑے کا تعاقب کررھا تھا ' اور زر غیر خالص تھا کہ جو انتقاد کا متحمل نہین ھو سکتا ؛ اور مجھ جیسے شخص نے ' جس کا دل خوف زدہ اور بضاعت قلیل ہي ' براعت خطاب اور فصاحت تحریر کیسے پیدا ھو سکتی ہی ۔ اگر بیان کے نشانات کا مٹ جانا اور اس حالت پر نیستي کا غلبہ نہ ھوتا ' تو اس مین مجھ سے شخص کو کبھي کامیابي نہ ھوتي اور نہ اس بازار مین کبھي نفع حاصل ھوتا ۔ مگر وہ ایک خالي فضا اور جہلاء کا میدان ہي ۔ یہ خدا کي حکمت ہی اس کی خلق کے لئے ' اور اس کے تقسیم رزق کي ایک شان ہي ۔

"مین نے (خدا آپ کو عزت دے) اس آخري مقدار قلیل مین سے بہ قدر ایک ذخیرے کے محفوظ رکھ لیا ہي ' اور مین دیکھتا ھون کہ وہ اپنے انتہا کو پہنچ گیا ہی اور اپني خصوصیات کو پورا کر چکا ہي ' مجھے اندیشہ ہي کہ اس کا قدح و اِخلال آپ کے اختیار مین ہي ۔

یہي وجہ ہي کہ خدا کي قسم میري عادت نہین کہ جو کچھہ مین لکھون اسکو کسي کتاب یا تحریر مین ثبت کردون کہ وھان سے وہ نقل کیا جا سکے ' اۋر نہ وضع مراتب مین ہمارے پاس کوئي مخاطب ہي جس کے ھان ہم جائین اۋر ملین ۔ اصل یہ ہي کہ یہ عفو فکر اۋر ذکر حقیر ہي ۔ عذر یہ ہي کہ (خدا آپ کو عزت دے) مین نے جو کچھہ بھي لکھا ہي ایسي حالت مین لکھا ہي کہ نیند گویا مجھے توم رھي تھي ' سردي نازل ھو رھي تھی ' اۋر ہوا کي یہ حالت تھي کہ وہ چراغ سے چھیڑ چھاڑ اۋر الحجاج کي طرح حملہ کرتي تھي : کبھي اسے نیزے کي طرح سیدھا کردیتي ' کبھی زبان کي طرح ہلاتي ' کبھي (۱) حُبابہ کي طرح لپیٹ دیتي ' کبھي گیسوؤن کي مانند پھیلا دیتي ' کبھي اس شعلہ کي سوئي بناکر سیدھا کھڑا کردیتي اۋر پھر بدل کر طلائي دانۂ گندم یا نیش عقرب بنا دیتي ' کبھي اسے کسي معشوقۂ نازنین کي ابرو کي طرح قوسي کردیتي ' کبھي اسکو اپني بتي پر مسلط کردیتي اۋر کبھي روغن سے دور کردیتي ' کبھي اسے ستارون کا سا خلعت پہنادیتي اۋر ایک چنگاري کي طرح بڑھا دیتي ' کبھي اس کي روح کو اس کي بتي مین سے نکال لیتی اۋر دوبارہ بحال کر دیتي ' کبھي اس کي لو کسي شریف النسب گھوڑے کے کان کي سي اۋر اس کي نوک تذي کي آنکھ کي سي ھو جاني ' اس کا وجود ایسا تھا جیسے باریک کاغذ پر حروف ' کبھي وہ اپني روشني سے اپنے قندیل کو بوسہ دیتي اۋر اپني مندیل کو اس کے پہلو مین رکھ دیتي ۔ غرض کہ نہ تو اس سے آنکھ کو کچھہ فائدہ تھا ' اۋر نہ اس کے ذریعے ھاتھون کو کاغذ پر کسي طرح کي ہدایت ھوتي تھي ۔ اۋر رات کي یہ کیفیت تھي کہ وہ زنگي کي طرح سیاہ تھي ' جس کو ستارون نے چمکا رکھا تھا ۔ اس کي آبنوسي سیاہي ہم پر حاوي اۋر اس کي موجین ہم پر محیط

(۱) حبابہ ایک چھوٹے سے آبی جانور کا نام ھی ۔ (مترجم)

تھیں۔ نہ تو دیکھنے کی مجال تھی' نہ بولنے کا یارا۔ اگر کوئی تیز نگاہ عورت اس کو دیکھتی تو اس کے سرمہ لگ جاتا' اور اگر اس سے سفید بالوں پر خضاب کیا جاتا تو اس کا رنگ نہ اترتا۔ کتے کی ناک اسکی دم سے جا ملی تھی' اور وہ خیمے اور اسکی طنابوں کو نہیں پہچانتا تھا۔ اس پر کُہرے کے چابک پڑ رہے تھے' جس سے اسکا سانس اکھڑا جاتا تھا۔ ایسی حالت میں اس کی حفاظت جائز تھی۔ نہ وہ بھونکتا تھا نہ غراتا تھا۔ آگ ایسی تھی جیسے شراب یا کوئی عزیز دوست۔ وہ دونوں عنقاء مُغرب یا نجم مغرب کی طرح معقود تھے۔ اس سے دونوں کے فرق میں استوا ہوگیا۔ اور آپ کے لئے تمام فضائل ہیں۔ والسلام۔"

ان ہی ابو عبد اللہ کا ایک دیوان رسائل بھی ہے' جو ادبائی اندلس کے ہاتھوں میں رہتا ہے اور جس کو انہوں نے بطور ایک مثال اور امام کے قائم کرلیا ہے جس کی وہ نقل اور پیروی کرتے ہیں۔ اس دیوان میں سے میں ضرور کچھ نقل کرتا؛ مگر اس کی بے جا طوالت اور زیادتی کے خوف سے چھوڑ دیا۔ یہ ابو عبد اللہ اور ان کے بھائی دونوں امیر المسلمین کے کاتب رہے' یہاں تک کہ امیر المسلمین نے ابو مروان کو عہدۂ کتابت سے علیحدہ کر دیا؛ کیونکہ امیر المسلمین ان سے ناراض ہوگئے تھے۔ اس نا رضامندی کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے انکو اور ان کے بھائی کو حکم دیا تھا کہ وہ دونوں بلنسیہ کے لشکر کو خط لکھیں جب کہ وہ لوگ بالکل سست اور ضعیف و کمزور ہوگئے تھے۔ اسکا انجام یہ ہوا کہ ابن رُذمیر (لعنہ اللہ) نے انکو سخت ہزیمت دی اور اکثر کو قتل کر دیا۔ ابو عبد اللہ نے وہ مشہور و معروف خط لکھا' جس کو تمام اہل اندلس اور سب چیزوں سے بڑھ کر حفاظت سے رکھتے تھے۔ مگر اس کا طول اس کی نقل سے مانع ہے۔ اسی طرح ابو مروان نے بھی اسی غرض سے ایک خط لکھا' جس میں انہوں نے المرابطوں کو ضرورت سے زیادہ

سخت سست کہا اوٗر برے الفاظ مین یاد کیا ۔ چنانچہ اسي خط مین یہ بھي ہی :—

”اي بد بختون کے بچو اوٗر اي ہزیمت کے گدھو! پرکھنے والا تم کو کب تک غیر خالص ٹھہرائیگا اوٗر ایک واحد سوار تمہین لوٹاتا رھیگا؟ کاش کہ تمہارے گھوڑے باندھنے کے ساتھ ساتھ تمہارے پاس بھیڑ بکریان ھوتین اوٗر انکے دوھنے والے ھوتے! اب وہ وقت آ پہنچا ہي کہ ہم تم کو سزا دین اوٗر تم چہرون کو نقاب مین نہ لپیٹو ۔ وقت آگیا ہي کہ ہم تم کو تمہارے صحراء کي طرف واپس کردین اوٗر جزیرہ نما کو تمہارے وجودون سے پاک کردین ۔“ اوٗر اسي قبیل کي اوٗر باتین تھین ۔ اس سے امیر المسلمین خفا ھوگئے ۔ انھون نے ان کو کتابت سے علیحدہ کردیا، اوٗر ان کے بھائي ابو عبد اللہ سے کہا کہ ”ابو مروان کو المرابطون سے جو بغض ہي ہم کو اب تک اس مین شک ہي تھا، مگر اب یقین ھوگیا ۔“ جب ابو عبد اللہ نے یہ دیکھا تو انہون نے استعفا دے دیا ۔ امیر المسلمین نے ان کو خدمت سے الگ کردیا، اوٗر جب ان کے بھائي ابو مروان نے مراکش مین انتقال کیا تو وہ قرطبہ کو واپس چلے گئے اوٗر المرابطون کے پہلے فتنے مین اپنے ہي مکان مین شہید ھو جانے تک وھین مقیم رہے ۔

سنہ ٥٠٠ کے بعد امیر المسلمین کے حالات مین اختلال شدید واقع ہوگیا، اوٗر ان کے ملک مین بہت سي خرابیان پیدا ھوگئین، جس کا سبب المرابطون کے اکابر کا استیلاء اوٗر دعوئ استبداد تھا ۔ اس کي انتہائي نوبت تصریح تک پہنچ گئي : یعني ان مین سے ہر شخص یہ دعوي کرتا تھا کہ مین امیر المسلمین سے بہتر اوٗر ان سے زیادہ حق دار ھون ۔ عورتون نے بھي حالات پر غلبہ حاصل کرلیا اوٗر امور ان کي طرف مبذول ھونے لگے ۔ چنانچہ لمتونہ اوٗر مسوفہ کي ہر عورت تمام فسادیون، شریرون، راھزنون، شرابیون اوٗر کنجر خانون پر حاوي ھوگئي ۔ امیر المسلمین

یہ سب حالات دیکھتے تھے؛ مگر ان کی غفلت مین زیادتی ہوتی جاتی تھی، زعف بڑھتا جاتا تھا اور وہ صرف امیرالمسلمین کے نام اور خراج کی آمدنی پر قابض تھے۔ ہر وقت عبادت اور گوشہ نشینی مین رہتے تھے چنانچہ تمام رات نماز پڑھتے اور دن بھر روزہ رکھتے تھے۔ ان کی یہ حالت مشہور تھی۔ انھون نے امور رعیت کو غایت درجہ اہمال کے ساتھ چھوڑ رکھا تھا۔ اس سبب سے بلاد اندلس مین سے اکثر خلل پذیر ہوگئے، اور قریب تھا کہ وہ پھر اپنے پہلے ہی حال پر آجائین، بالخصوص اس وقت کہ جب ابن تومرت نے سوس مین دعوت شروع کردی تھی۔

ذکر قیام محمد ابن تومرت المتسمي به المهدي

سنه ٥١٥ مین سوس مین محمد بن عبد الله بن تومرت آمر بالمعروف و ناہي عن المنکر بن کر ظاہر هوے ۔ یه محمد اہل سوس مین سے تھے ۔ ان کي ولادت وهین ایک گاؤن مین هوئي تھي ' جس کا نام اِیجلي آن وارغن تھا ۔ ان کے قبیله کا نام هرغه تھا ' جو اِیسرغیّن نام کي قوم مین سے تھا ' جس کے معنی المصامده کي زبان مین "شرفاء" کے هوتے ہین ۔ محمد بن تومرت کا نسب حسن بن حسن بن علي بن ابي طالب (رضي الله عنهم) سے ملتا ہي ' جیسا که انکي تحریر سے پایا جاتا ہي ۔ وه طلب علم کي غرض سے سنه ٥٠١ کے دوران مین مشرق کو گئے تھے ۔ وهان سے بغداد گئے ' اؤر ابوبکر شاشي سے اصول فقه اؤر اصول دین اخذ کئے ' اؤر المبارک بن عبد الجبار اؤر ان جیسے دیگر محدثین سے حدیث پڑھي ۔ بیان کیا جاتا ہي که وه ابو حامد غزالي سے ان کے تزهد کے زمانے مین ملے تھے *

کہا جاتا ہي که امام غزالي سے بیان کیا گیا که ان کي جو کتابین المغرب مین پہنچي تھین ان کے ساتھ امیر المسلمین نے ایسا اؤر ایسا سلوک کیا ' اؤر ان کو جلا دیا اؤر برباد کر دیا ۔ ابن تومرت اس مجلس مین موجود تھے ۔ جب امام غزالي کو یه خبر ملي ' تو انهون نے کہا که "اس کا جو تھوڑا بہت ملک باقي رہ گیا ہي وه بھي اس کے هاتھ سے نکل جائیگا اؤر اس کا بیٹا قتل هوگا ؛ اؤر مین نهین سمجھتا که اس کام کو سواء اس شخص کے اؤر کوئي کریگا جو اس وقت ہماري مجلس مین موجود ہي"۔ ابن تومرت ان پر حمله کرنے کے متعلق دل ہي دل مین طرح طرح کي باتین سوچا کرتے تھے ۔ انکي طمع بڑھ گئي ۔ وهان سے واپس هوکر وه اسکندریه پہنچے ' جهان اپنے قیام کے دوران مین کبھي کبھي فقیه ابوبکر طرطوشي کي مجلس مین شامل هوا کرتے تھے ۔

امر بالمعروف اور نہي عن المنكر کے متعلق انکے ساتھ وہان کئي واقعات پيش آئے ۔ نتيجه يه هوا که متولي اسکندريه نے ان کو ان بلاد سے خارج کر ديا ' اور وہ سمندر مين سفر کرنے لگے ۔ مجھے معلوم هوا ہي که انهون نے جہاز مين بهي اپني امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کي عادت جاري رکهي ' اور آخر کار جہاز والون نے بهي ان کو سمندر مين پھينک ديا ۔ وہ نصف يوم سے زيادہ سمندر مين پڑے رهے ' مگر انهين کسي طرح کا گزند نہين پہنچا ۔ جہاز والون نے يه کيفيت ديکھ کر ايک شخص کو پاني مين اتارا ' جو ان کو جہاز مين لے آيا ۔ اس واقعه سے اہل جہاز کے دلون مين ان کي بہت کچھ عظمت بيٹھ گئي ' اور وہ برابر ان کي تعظيم کرتے رهے ' تا آنکه وہ بلاد مغرب مين پہنچ کر بجايه مين اترے ۔ وهان بهي انهون نے تعليم و تدريس اور وعظ و نصيحت کا کام شروع کرديا ۔ آدمي جمع هونے لگے ' اور ان کے قلوب انکي طرف مائل هو گئے ۔ جب صاحب بجايه کو ان کے افعال سے خوف هوا ' تو اس نے ان کو وهان سے نکل جانے کا حکم ديا ۔ چنانچه وہ وهان سے نکل کر مغرب کي طرف روانه هوئے ' اور ملاله نام کے ايک گاؤن مين اترے ' جو بجايه سے ايک فرسنگ کے فاصلے پر واقع تها ۔ وهان ان کي ملاقات عبد المومن بن علي سے هوئي ' جو اس وقت طلب علم کے لئے مشرق کي طرف جا رهے تھے ۔ ابن تومرت نے ان کو ديکھتے ہي ان علامات کے ذريعے ' جو ان کو معلوم تهين ' پہچان ليا ۔ يه ابن تومرت علم خط الرمل مين اپنے زمانے کے وحيد روزگار شخص تھے ۔ اس کے علاوہ مشرق مين ان کو منجمون کا بنايا هوا ايک کپڑا مل گيا تها ' اور انهون نے وهين خلفاء بنو عباس کے خزانون کے چند کوئين بهي پائے تھے ۔ ان اشياء کو انهون نے بڑي محنت کے بعد حاصل کيا تها ' اور وہ اپنے دل مين برابر ايسي ہي باتين سوچتے رهتے تھے ۔ مجھے صحيح طريقون سے يه معلوم هوا ہي که جب وہ ملاله گاؤن مين (جس کا ذکر هو چکا ہي) پہنچے ' تو وہ

بار بار لفظ ملالہ کو اپنی زبان سے دھراتے تھے اور اس کے حروف پر غو کرتے تھے ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے رمل کے ذریعے سے یہ معلو کیا تھا کہ انکا امر ایسے مقام سے شروع ہوگا ' جس کے نام کا سر حروف میم ہی اور جس میں حرف لام دو مرتبہ آتا ہی ۔ العرض ' جیسا ک ہم نے ابھی کہا ہی ' وہ اس نام کو بار بار دھراتے تھے ؛ مگر بار بار یہی کہتے تھے کہ " نہیں یہ وہ جگہ نہیں ہی " ۔ وہ وہاں کئی ماہ تک مقیم رہے چنانچہ ان کے نام سے آج تک ایک مسجد وہاں باقی ہی ۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ ان ہی کے عہد میں بنائی گئی تھی یا ان کے بعد بنی ہی ۔ انہوں نے عبد المومن کو طلب کیا ' اور خلوت میں ان سے ان کے اور ان کے والد کا نام ' ان کے نسب ' اور ان کے مقصد کے متعلق سوالات کئے ۔ انہوں نے سب کچھ بتایا اور کہا کہ " میں طلب علم کے لئے مشرق جا رہا ہوں " ۔ ابن تومرت نے کہا کہ " اچھا اگر میں تم کو اس سے اچھی بات بتاؤں تو کیسا ؟ "

عبد المؤمن :— وہ کیا ہی ؟

ابن ترمرت :— دنیا اور آخرت کا شرف ' بشرطیکہ تم میرے ہمراہ رہو اور امور منکر کی بربادی ' احیاء علم اور غارت بدعت کے لئے میں جو جو کچھ کرنا چاہتا ہوں ' اس میں میری مدد کرو " ۔

عبد المؤمن نے ان ہی کے ارادے کے مطابق ان کو جواب دیا ۔ بعد ازان ابن تومرت ملالہ میں چند ماہ ٹھیر کر وہاں سے روانہ ہوگئے ۔ ان ہی کے خاندان کا ایک شخص مسمی عبد الواحد ان کے ہمراہ تھا ' جسے المصامدہ عبد الواحد مشرقی کہتے ہیں ۔ عبد المومن کے بعد وہ پہلا شخص تھا ' جو ان کے ہمراہ ہوا ۔ مختصر یہ کہ ابن تومرت وہاں سے مغرب کی طرف چلے *

ایک بیان یہ بھی ہی کہ عبد المومن انکو اس مقام میں ملے تھے جس کو فنزارہ کہتے ہیں اور جو بلاد متیجہ میں سے ہی ' اور یہ کہ وہ

اسي گاؤن کے لڑکون کو پڑھایا کرتے تھے • جب ابن تومرت انکو علامتون سے پہچان گئے (جیسا کہ اوپر ذکر ھوا) تو ان سے صحبت ' حصول تعلیم اؤر اعانت کا سوال کیا • اس قریہ مین ان کے قیام کے متعلق ایک عجیب و غریب قصہ بیان کیا جاتا ہے • وہ یہ ہے کہ جس زمانے مین وہ وھان تھے ' انہون نے خواب مین دیکھا کہ وہ امیر المسلمین علي بن یوسف کے ہمراہ ایک ہي پیالہ مین کھانا کھا رھے ہین • ان ہي کا بیان ہے کہ "مین علي سے زیادہ دیر تک کھاتا رھا ' اؤر مین نے محسوس کیا کہ میرا نفس کھانے کي طمع کرتا ہے • کھاتے کھاتے مین نے وہ پیالہ اس کے سامنے سے اچک لیا اؤر اس مین سے اکیلا ہي کھانے لگا ". جاگنے کے بعد انہون نے ایک شخص کو ' جس سے وہ پڑھا کرتے تھے ' یہ خواب سنایا • (اس شخص کا نام عبد المنعم بن عشیر اؤر کنیت ابو محمد تھي) • جب وہ خواب کے آخري حصے تک پہنچے ' تو اسنے کہا کہ "بیٹا عبد المومن ! ضروري ہے کہ خواب تمہارے لئے ہي ھو ' کیونکہ یہ ایک ایسے شخص کے حق مین ہے ' جو حملہ آور ھو اؤر امیر المسلمین پر دھاوا کرکے ان کے ملک کے کچھ حصے مین ان کا شریک ھو جائے ' اؤر بعد مین اس تمام ملک پر غلبہ حاصل کرکے اکیلا ہي اسکا مالک ھوجائے ". اسي طرح ان کو وھان اؤر بھي عجیب عجیب اتفاقات سے سابقہ ھوا ' جو ایسے امور مین شامل ہین جن مین الفاظ عین مقدر کے مطابق منھ سے نکلتے ہین : مثلاً یہ کہ الملک العزیز ابن منصور صنہاجي ' صاحب بجایہ و قلعہ ' کے امراء مین ایک شخص تھا ' جس سے بادشاہ موصوف ناراض ھوگئے • وہ خوف زدہ ھوکر وھان سے بھاگا اؤر اسي قریۂ مذکور مین پہنچا ' جس مین عبد المومن تھے • وھان پہنچ کر وہ بھي ان کے ساتھ مل کر لڑکون کو پڑھانے لگا • رفتہ رفتہ اس شخص کي حالت افلاس تک پہنچ گئي • بعد مین اتفاق سے اسکا آقا اس سے راضي ھوگیا ' اؤر جب اس امر کي خبر اس شخص

کو ملي تو وہ بجايہ جاکر بادشاہ کي خدمت مين حاضر هوا ۔ اس نے پوچها کہ "تم اس تمام زمانے مين کہان رهے؟" اس شخص نے اپنا قصہ سنايا اور يہ بهي بتا ديا کہ کس طرح وهان کے لڑکون نے اسے ٹکڑے دے دے کر زندہ رکها هي ۔ يہ سن کر بادشاہ هنس پڑا اور کہا کہ "اچها وہ گاؤن اور جو کچهہ اس مين هي سب تمهارا هي"۔ پهر حکم ديا کہ اسے مال اور سواري اور کپڑے بهي ديئے جائين ۔ وہ شخص وهان سے نکل کر مع اپنے خيل و رجال کے اس گاؤن مين پهنچا ۔ وهان کے باشندے اس سے ملنے کے لئے گاؤن سے باهر آئے ۔ لڑکے عبد المومن کے پاس گئے ۔ اس وقت وہ مسجد کے صحن مين بيٹهے هوئے تهے لڑکون نے ان سے پوچها کہ آپ پهچانتے هين يہ کون صاحب هين، جن کي آمد کي خوشي مين يهان کي زمين بهي جهومي جاتي هي؟"

عبد المومن :— نهين ۔

لڑکے :— يہ فلان صاحب هين جو آپ کے ساتهہ هم کو پڑهايا کرتے تهے ۔

عبد المومن :— اگر اس شخص کي حالت اس حد کو پهنچ سکتي هي، تو کچهہ بعيد نهين کہ ميں بهي ايک دن امير المومنين هو جاؤن *

چنانچہ جيسا انهون نے کہا تها ويسا هي هوا؛ اور ان کے الفاظ عين مقدر کے مطابق ثابت هوئے *

جيسا کہ هم نے بيان کيا هي، ابن تومرت مغرب کي جانب روانہ هوئے، اور سفر کرتے کرتے شهر تلمسان پهنچے، جهان اپني عادت کے موافق شهر کے باهر ايک مسجد مين قيام پذير هوئے، جس کو مسجد عبّاد کہتے تهے ۔ کچهہ قدرتي بات تهي کہ نفوس کو ان سے هيبت هوتي تهي، اور ان کي عظمت دلون مين بيٹهہ جاتي تهي ۔ چنانچہ جو شخص ان کو ديکهہ ليتا تها خوف زدہ هو جاتا تها ۔ اسي طرح ان کا امر روز بروز ترقي پذير رها ۔ وہ نهايت درجہ خاموش اور منقبض مزاج آدمي تهے: جب مجلس سے اٹهتے تهے تو معلوم هوتا تها کہ اب

ایک لفظ بھي نه بولینگے ۔ مجھ سے تلمسان کے ایک شیخ نے کہا ہي که " ایک مرد صالح میرے ساتھ مسجد عبّاد مین معتکف تھا ۔ ایک مرتبه رات کے وقت وہ عشا کي نماز سے فارغ ہوکر ہم سے ملنے کو آیا ۔ اس نے پہلے ہمین غور سے دیکھا ' پھر ایک شخص سے ' جو اسکے ہمراہ تھا ' یه سوال کیا که فلان شخص کہان ہي ؟ کہا گیا که وہ قید مین ہي ۔ یه سنکر وہ اسي وقت اُتھا اور ہم مین سے ایک شخص سے کہا که " میرے آگے آگے چلو " ۔ وہ اسے ساتھ لیکر سیدھا شہر پناہ پر پہنچا ' اور بڑے زور سے دروازہ کھتکھتاکر دربان کو دروازہ کھولنے کا حکم دیا ۔ دربان نے فوراً بلا درنگ و سستي اتھ کر دروازہ کھول دیا ۔ اگر امیر شہر بھي ہوتا تو شاید وہ کھولنے مین کچھ عذر کرتا ؛ مگر اس شخص سے کچھ نه کیا ۔ غرض که دروازے مین داخل ہوکر وہ اندر گیا اور سیدھا قید خانے کي طرف چلا ۔ وہان کے منتظمین اور حراس اس کي طرف دوڑے ۔ اس نے پکارکر کہا که " اي فلان ! " اس نے جواب دیا " ہان " ۔ اس نے کہا که " نکل آو " ۔ وہ شخص نکلا ' اور منتظمین حبس کي یه کیفیت تھي که وہ خاموش دم بخود کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے ' گویا ان پر کسي نے گرم گرم پاني ڈال دیا تھا ۔ وہ اپنے اس ہمراہي کو ساتھ لیکر وہان سے مسجد عباد کو آ گیا ۔ " اصل یه ہي که وہ جو کچھ کرنا چاہتے تھے اس مین ان کي یہي عادت تھي ۔ ان کو کسي مراد یا مقصد کے حاصل کرنے مین نه کبھي کوئي رکاوت پیش آئي نه کسي تکلیف کا سامنا ہوا ۔ رعیت کو تو انہون نے گویا تسخیر ہي کرلیا تھا ۔ بڑے بڑے جبابرہ انکے مطیع و منقاد تھے ۔ وہ جب تک تلمسان مین رہے ' امیر سے لیکر مامور تک وہان کے سب باشندے ان کي تعظیم کرتے رہے ۔ جب وہ وہان کے سردارون کو اپني طرف مائل اور انکے قلوب کو اپنے قبضے مین لا چکے ' تو شہر فاس کو روانه ہوئے ۔ وہان پہنچکر انہون نے پھر اپنے علمي خیالات کا اظہار اور اسي موضوع پر تقریر و گفتگو

شروع کي • وہ ہر امر مین لوگون کو عقائد اشعریہ کي پیروي کرنے کی دعوت دیتے تھے • مگر' جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہي' ان ہی علوم سے اہل مغرب کو نفرت تھي اور جو شخص اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتا تھا اس کے دشمن ہو جاتے تھے • یہ معلوم کرکے والي شہر نے فقہاء کو بلایا اور ان کو بھي دعوت دي • چنانچہ مناظرہ شروع ہوا' جس مین غلبہ اور کثرت و فوقیت ان ہي کے ہاتھ رہی؛ کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ ان کے مناظرین بمنزلہ ایک خالي خولي جتیل میدان کے ہین' تمام علوم نظریہ سے عاري ہین اور سوا علم الفروع کے اور کچھ نہین جانتے • جب فقہاء نے انکي گفتگو سني' تو والي شہر سے ان کو اس بناء پر خارج البلد کردینے کا اشارہ کیا کہ مبادا عوام الناس کي عقلون مین فتور و فساد واقع ہو • چنانچہ والي شہر نے ان کو شہر بدر ہو جانے کا حکم دیا' اور وہ وہان سے مراکش کے جانب روانہ ہوئے • اُدہر امیرالمسلمین علي بن یوسف کو ان کے حال سے اطلاع دي گئي • وہ شہر مین داخل ہوئے' تو ان کو امیر المسلمین کے سامنے پیش کیا گیا' اور فقہاء کو ان سے مناظرہ کرنے کے لئے طلب کیا گیا • مگر ان سب مین سے ایک بھي تو ان کا مطلب نہ سمجھ سکا' اور سمجھا تو صرف ایک شخص' جو اندلس کا باشندہ تھا • اس کا نام مالک بن وہیب تھا' اور وہ تمام علوم مین ان کا شریک و سہیم تھا • مگر وہ بھي کبھي سوا ان خیالات کے جو اس زمانے مین رائج تھے کسي اور خیال کا اظہار نہ کرتا تھا' حالانکہ اسے متعدد علوم و فنون مین دسترس تھا • چنانچہ مین نے اسکي ایک کتاب "قراضۃ الذہب في ذکر لئام العرب" دیکھي ہي' جس مین زمانہائے جاہلیت و اسلام کے لئام عرب کے حالات درج ہین اور جو دیگر آداب وغیرہ اس کے متعلق ہین وہ بھي اسي مین شامل و منضم ہین • مختصر یہ کہ وہ ایک بے نظیر کتاب ہي' اور مین نے اسے بنو عبد المومن کے ذخیرۂ کتب مین دیکھا ہي • اسي مالک بن وہیب

کو بعض اجزاء فلسفہ مین زبردست تحقیق حاصل ہی • مین نے خود اسي کے هاتهہ کي لکهی هوئي اس کي تصانیف "کتاب الثمرة لبطلمیوس في الاحکام" اور "کتاب المجسطی في علم الهیئة" دیکهي هین • موخرالذکر پر ان کے حواشي اور تقییدات بهي تحریر هین' جو اس زمانے کي هین جب وہ اسے ایک اهل قرطبه موسوم به حمد الذهبي کو پڑهایا کرتے تهے • الغرض جب مالکؒ نے محمد بن تومرت کا یه کلام سنا' ان کي حدت نفس کي کثرت' ذکاوت خاطر اور وسعت عبارت کو بخوبي سمجهہ گیا اور امیر المسلمین سے انکے قتل کے لئے کہا اور کہا کہ "یه شخص فسادي ہی • اس کے مکر و فریب سے بے خوف نه رهنا چاهئے • جو شخص اسکا کلام سنیگا ضرور اسکي طرف مائل هو جائیگا • اگر المصامدہ کے ملک کي یه حالت هوگئي' تو ان کے هان سے ایک شر کثیر هم پر یکبارگي ٹوٹ پڑیگا •" مگر امیر المسلمین نے ان کے قتل کا حکم دینے مین توقف کیا' کیونکه ان کا مذهب ان کو ایسا کرنے سے مانع تها • گو که وہ ایک صالح' مستجاب الدعوات' قائم اللیل اور صائم النهار شخص تهے' مگر خرابي یه تهي که وہ خود بهي ضعیف تهے اور دوسرون کو بهي ضعیف خیال کرتے تهے • یهي وجه تهي که ان کے آخري زمانے مین ملک مین بہت سي خرابیان پیدا هوگئین' اور چونکه عورتون نے حالات حاضرہ پر استیلاء پا لیا تها اور امور مین استبداد اور خود رائي سے کام کرتي تهین' اس لئے فواحش شنیعه کا بهي ظهور هوا : حتی که هر ایک بد معاش' چور اور رهزن کسي نه کسي عورت کي طرف منسوب کیا جاتا تها جسے اس نے اپنا ملجا و ماوا بنا رکها تها • یه سب کچهہ هم پهلے هي بیان کرچکے هین • غرضیکه جب مالک قتل ابن تومرت کے ارادے کے پورے هونے سے مایوس هوگیا' تو اس نے امیر المسلمین سے کہا کہ "اسے موت کے وقت تک کے لئے قید کردیا جائے •" مگر امیر المسلمین نے کہا کہ "هم کسي مسلمان آدمي کو بلا ایسي وجه

کے، جسکي ہم نے تعيين بھي نہين کي ہي، کس طرح قيد کرسکتے ہين؟ اور اصل تو يہ ہي کہ قيد موت کي بہن ہي ۔ ليکن خير، ہم يہ حکم دئے ديتے ہين کہ وہ ہمارے شہر سے نکل جائے اور جہان اس کا جي چاہے حلا جائے ۔" چنانچہ ابن تومرت اور ان کے ہمراہي وہان سے نکل کر سوس کو چلے ۔ وہان پہنچکر تينملل نام کے ايک مقام مين فروکش ہوئے ۔ وہين سے ان کي دعوت کا آغاز ہوا، اور وہين ان کي قبر بھي ہي ۔ ان لوگون کے وہان نازل ہوتے ہي المصامدہ کے سردار وہان جمع ہو گئے ۔ انہون نے تعليم و تدريس اور دعوت الي الخير شروع کردي، مگر اپنا اصلي امر ظاہر نہين کيا؛ اور نہ بادشاہ نے ان کو طلب کيا ۔ انہون نے وہين کي زبان مين، جس مين وہ اپنے زمانے کے فصيح ترين شخص تھے، اپنا عقيدہ سمجھايا؛ اور جب وہ لوگ اس عقيدے کے مطالب و معاني کو سمجھ گئے، تو انہون نے ان کي بہت تعظيم و تکريم کي، اور ان کي محبت ان کے قلوب اور اطاعت انکے جسمون مين جاگزين ہو گئي ۔ جب ابن تومرت کو ان پر پورا پورا اعتماد ہو گيا، تو انکو اپنے ساتھ قيام کي دعوت دي اور شروع شروع مين اس دعوت قيام کو صرف امر بالمعروف اور نہي عن المنکر تک محدود رکھا اور ان لوگون کو سختي کے ساتھ خونريزي کرنے سے منع کرديا ۔ عرصے تک وہ يہي کرتے رہے ۔ بعد ازان انہون نے چند اشخاص کو، جن کي عقلين صلاحيت پذير ہوچکي تھين، آغاز دعوت اور رؤساء قبائل کي استمالت قلوب کرنے کا حکم ديا ۔ پھر انہون نے يہ کرنا شروع کيا کہ وہ ان لوگون کے سامنے امام مہدي عليہ السلام کا ذکر کرتے، ان کو شوق دلاتے، اور امام مہدي کے متعلق جسقدر احاديث وارد ہوئي ہين ان کو سناتے ۔ جب امام مہدي کي فضيلت اور ان کے نسب و تعريف نے ان لوگون کے دلون مين اچھي طرح گھر کرليا، تو ابن تومرت نے خود مہدي ہونے کا دعوي کيا اور کہا کہ "مين محمد بن عبد اللہ ہون ۔" اپنے نسب

کو حضور نبي کریم صلي الله علیه و سلم سے ملا دیا ' اۆر خود اپنے ہي لئے دعوت عصمت کی تصریح کرکے کہا که " مین ہي مہدي معصوم ہون ؛ " بلکه اس دعوت کے ثبوت کے لئے بہت سي احادیث بھي بیان کین ۔ آخر ان لوگون کو یقین ہو گیا که ابن تومرت ضرور مہدي ہین ۔ انہون نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا ' اۆر سب لوگون نے ان سے بیعت کرلي ۔ انہون نے کہا که " مین اسی چیز پر بیعت لیتا ہون جس پر رسول الله صلي الله علیه و سلم کے اصحاب نے رسول الله صلی الله علیه و سلم سے بیعت کي تھي ۔ " پھر انکے لئے مختلف علوم کي کئي کتابین تصنیف کین ' جن مین سے ایک کتاب کا نام " اعز مایطلب " تھا ۔ اسیطرح چند کتب اصول دین اۆر عقائد پر بھي تصنیف کین ۔ وہ اکثر مسائل مین ابو الحسن اشعري کے مذہب کے پیرو تھے ؛ مگر مسئلۂ اثبات صفات کي نفي اۆر چند دیگر مسائل مین معتزله کے موافق تھے ۔ علي هذا القیاس وہ تشیع کو بھي کسی قدر چھپائے رکھتے تھے ' صرف فرق یه تھا که وہ عوام الناس کے سامنے اس کا اظہار نہین کرتے تھے ۔ انہون نے اپنے پیروان کو طبقات مین تقسیم کیا ' اۆر ان کي دس مختلف جماعتین قائم کین ' جن مین سے اولین جماعت مہاجرین کي تھي جنہون نے ان کي دعوت کو سرعت کے ساتھ قبول کیا تھا ۔ انکو وہ " الجماعت " کہا کرتے تھے ۔ پھر انکي جماعت مین " الخمسین " تھے ' جو طبقۂ دوم مین تھے ۔ یه تمام طبقات کسي ایک ہي قبیلے مین سے نه تھے ' بلکه مختلف قبائل کے افراد پر مشتمل تھے ۔ ان سب کو وہ " مؤمنین " کہا کرتے تھے ' اۆر ان سے کہتے تھے که " تمام روئے زمین پر کوئي شخص تم لوگون کا سا سچا اۆر حقیقی ایمان نہین رکھتا ۔ تم ہي وہ جماعت ہو جو آن حضرت علیه السلام کے اس قول مبارک مین معین ہو چکي ہی که " سرزمین مغرب مین ایک جماعت حق کي حمایت مین برابر ظاہر ہوتي رہیگي ' اۆر انہین

کوئي شخص جو ان سے جدا ہو جائے ضرر نه پہنچا سکیگا' یہاں تک که امر خداوندي آپہنچے ." تم ہي وہ جماعت ہو' جسکے ذریعے سے الله فارس اور روم کو فتح اور دجال کو قتل کرائیگا . تم ہي میں سے وہ امیر بھي ہي' جو حضرت عیسي بن مریم علیه السلام کی نماز ادا کرتا ہي . تا قیام قیامت یه امر تم ہی میں رھیگا ." مزید بر آن وہ ان کو اور جزئیات کي بھي خبر دیا کرتے تھے' جن میں سے اکثر واقع بھي ہوئیں . وہ کہا کرتے تھے که "اگر میں جاھوں تو تمھارے تمام خلفاء کے نام بھي ایک ایک کرکے بتا دوں ." اس وجه سے یه فتنه اور بھي زیادہ ھوگیا' اور ان لوگوں نے بیش از پیش اظہار اطاعت کیا . اس تمام امر کي تخلید کے متعلق ہم نے جو کچھ ابن تومرت کے قول کے مطابق بیان کیا ہي' اسے ایک شخص نے نظم میں ادا کیا ہي' جو اہل الجزائر میں سے تھا اور اعمال بجایه کے ایک شہر کا باشندہ تھا . وہ تینملل میں امیر المومنین ابو یعقوب کے پاس گیا تھا' اور وھاں الموحدون کي ایک جماعت کے ساتھ ابن تومرت کي قبر پر کھڑے ھوکر اس نے ایک قصیدہ پڑھا تھا' جس کے شروع کے اشعار یه ہیں :-

(۱) سلام علي قبر الامام الممجد   سلالة خیر العالمین محمد

(۲) و مشبهه فی خلقه ثم في اسمه   و فی اسم ابیه والقضاء المسدد

(۳) و محیی علوم الدین بعد مماتها   و مظهر اسرار الکتاب المسدد

(۴) أتبنا به البشري بان یملأ الدنیا   بقسط و عدل في الانام مخلد

(۵) و یفتح الامصار شرقا و مغربا   و یملك عُربا من مُعیر و مُنجد

ترجمه :-

(۱) سلام ہو اس صاحب مجد امام کی قبر پر . جو دونوں جہان کے بہترین فرد محمد (صلی الله علیه و سلم) کی اولاد میں سے ھی !

(۲) و (۳) اور اپنے اخلاق' اپنے اور باپ کے نام میں اور اپنی قضاء محکم میں اس سے مشابه ھی ; جو علوم دین کی موت کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کرنے والا اور کتاب محکم کے اسرار کو ظاھر کرنے والا ھی !

(۴) و (۵) ھم کو اس سے به خوشخبری ملی ھی که وہ مخلوق میں اپنے عدل و انصاف پایندہ سے دنیا کو پر کردیگا' وہ مشرق و مغرب میں ھر طرف کے شہروں کو فتح کریگا اور عرب کے تمام نشیب و فراز کے باشندوں کا مالک ھوگا .

(٦) فمن وصفه اقني و اجلي و انه علاماته خمس تبين لمهتدي

(٧) زمان و اسم و المكان و نسبة و فعل له في عصمة و تايد

(٨) و يلبث سبعا او فتسعا يعيشها كذا جاء في نص من النقل مسند

(٩) فقد عاش تسعا مثل قول نبيّنا فذالكم المهدي بالله يهتدي

(١٠) و تتبعه للنصر طائفه الهدي فاكرم بهم اخوان ذي الصدق احمد

(١١) هي الملّة المذكور في الذكر امرها و طائفة المهدي بالحق تهتدي

(١٢) و يقدمها المنصور والناصر الذي له النصر حزب اذ يروح و يغتدي

(١٣) هو المنتقي من قيس عيلان مفخرا و من مُرة اهل الجلال الموطّد

(١٤) خليفه مهدي الاله و سيفه و من قد غدا بالعلم والحلم مرتدي

(١٥) بهم يقمع الله الجبارة الالي يصدون عن حكم من الحق مرشد

ترجمه :-

(٦) وہ کہ جس کی توصیف نہایت صاف و واضح ھی : اسکی پانچ علامتیں ھین ' جو ایک ھدایت طلب کے لئے ظاھر ھین :-

(٧) زمانہ ' نام ' مکان ' نسب ' اور اس کا وہ فعل جو گناہ سے مبرا اور خدا کی مدد سے بہرہ ور ھی .

(٨) معتبر نقل کی نص میں یہ لکھا ھی کہ وہ سات یا نو سال زندہ رھیگا .

(٩) چنانچہ وہ ھمارے نبی (صلی اللہ علیہ و سلم) کے فرمان کے مطابق نو سال زندہ رھا . یہی ھی تمھارا وہ مہدی جو اللہ کی طرف سے ھدایت یافتہ تھا .

(١٠) اس کی مدد کے لئے ایک ھدایت یافتہ جماعت اس کی پیروی کرتی ھی . وہ صاحبان صدق کس قدر کریم و قابل ستائش ھین !

(١١) یہی ھی وہ جماعت جس کے امر کا قرآن شریف میں ذکر ھی . یہی ھی مہدی کا وہ گروہ جو حق سے ھدایت کرتا ھی '

(١٢) اور جس کا امام وہ منصور و ناصر شخص ھی کہ فتح و نصرت شام و پگاہ پرا باندھے اس کے ھمراہ رھتی ھی .

(١٣) ازروئے فخر وہ بنو قیس عیلان اور صاحب جلال بنو مرہ میں ایک برگزیدہ شخص ھی

(١٤) وہ خدا کے مہدی کا خلیفہ اور اس کی تلوار ھی . وہ وہ ھی جس نے علم و حلم کی چادر اوڑھ لی ھی .

(١٥) ان ھی کے ذریعے سے خدا ان جابروں کا قلع قمع کریگا ' جو ایک برحق اور ھدایت دھندہ حکم سے روگردانی کرتے ھین '

(۱۶) و بقطع ایام الجبابرة التي ابادت من الاسلام کل مشید
(۱۷) فیغزون اعراب الجزیرة عنوة ویعرون منها فارساً ...... *
(۱۸) و یفتتحون الروم فتح غنیمة و یقتسمون المال بالترس عن ید
(۱۹) و یعدون للدجال یعزونه ضحا یذیقونه حد الحسام المهند
(۲۰) و یقتله في باب لد و تنجلي شکوک امالت ولب امن لم یوحد
(۲۱) و ینزل عیسی فیهم و امیرهم امام فیدعوهم لمحراب مسجد
(۲۲) یصلی بهم ذات الامیر صلاتهم بتقدیم عیسي المصطفي عن تعمد
(۲۳) فیمسح بالکفین منه وجوههم و یخبرهم حقا بعز مجدد
(۲۴) وما ان یزال الامر فیه و فیهم الي آخر الدهر الطویل المسرمد

ترجمه :-

(۱۶) اور ان ظالمون کے زمانے کا خاتمہ کریگا ، جنہون نے اسلام کے ہر مضبوط و مستحکم امر کو برباد کیا ہی ۔

(۱۷) وہ الجزیرہ کے اعراب پر سختی سے حملہ کرینگے اور ...

(۱۸) وہ روم کو فتح غنیمت کے طور پر فتح کرینگے ، اور ڈھال کے ذریعے اپنے ہاتھون سے مال تقسیم کرینگے ۔

(۱۹) وہ دجال کے مقابلے مین دن دھارے جنگ کرینگے اور اس کو ہندی تلوار کی دھار کا مزا چکھائینگے ۔

(۲۰) وہ اسے مخاصمت کے باب مین قتل کرنگا ، اور ان غیر موحد لوگون کے وہ شکوک مٹ جائینگے جنہون نے ان کے دلون کو اپنی طرف مائل کر رکھا ہی ۔

(۲۱) حضرت عیسیٰ ان مین نازل ہونگے ، اور ان کا امیر و امام ان کو مسجد کی محراب کی طرف بلائیگا ۔

(۲۲) ان کا وہ امیر حضرت عیسیٰ کی تقدیم کے ساتھ ان کو نماز پڑھائیگا ۔

(۲۳) وہ اپنے دونون ہاتھون سے ان کی چہرون پر مسح کریگا اور ان کو حق کے ساتھ شمشیر تیز کی خبر دیگا ۔

(۲۴) اور یہ امر اس مین اور ان مین ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیگا ۔

* قلمی نسخے مین جو الفاظ کاتب نے پہلے لکھے تھے مٹا دئے گئے ہین ، اور میری سمجھ مین نہین آتا کہ ان کی جگہ اس نے کیا الفاظ رکھے ہین ۔ معلوم ایسا ہوتا ہی کہ اس نے وکان قد لکھا ہی ۔ مگر کان کے نون کے اوپر ایک ۂ بنی ہوئی ہی ۔ (دوزی)

(۲۵) فابلغ امیر المؤمنین تحیّة علي النائي مني والوداد المؤكد
(۲۶) علیه سلام الله ما ذر شارق و ما صدر الوراد عن ورد مُورد

کہتے ہین کہ اس قصیدہ کا انشا کرنے والا خود اس قبر پر حاضر نہ تہا اؤر اس نے خود یہ قصیدہ نہین پڑھا، کیونکہ کبر سنی اؤر بعد مقام اس کو ایسا کرنے سے مانع تہا؛ بلکہ اس نے یہ قصیدہ بہیج دیا تہا، اؤر اسے امام کي قبر پر پڑھہ دیا گیا تہا۔ اس وقت عبد المومن زندہ تہے۔ والله اعلم *

یہ ایک طویل قصیدہ ہی۔ مین نے جو کچھہ یہان نقل کیا ہي، یہ صرف اس کا انتخاب ہی، اؤر مین نے ان اشعار کو یہان اس وجہ سے نقل نہین کیا ہي کہ وہ اشعار عمدہ ہین، بلکہ اس خیال سے کہ ان سے پہلے جو بیان ہي یہ اس سے متعلق ہین *

المصامدہ اسي طرح روز افزون کیفیت کے ساتھہ ابن تومرت کے مطیع ہوتے رہے۔ انکا فتنہ ابن تومرت کے بل پر زیادہ شدید اؤر انکا ادب و احترام ان کے قلوب مین زیادہ راسخ و مضبوط ہوتا گیا، اؤر رفتہ رفتہ اس حد کو پہنچ گیا کہ اگر وہ ان مین سے کسي کو اسکے باپ، بہائي یا بیٹے کو بہي قتل کرنے کا حکم دیتے تو وہ فوراً بلا درنگ ایسا کرتا۔ اصل یہ ہي کہ چونکہ وہ لوگ خونریزي کو ایک نہایت معمولي بات سمجہتے تہے اس لئے ان کي ایسي طبیعت بہي ان کو اس کام مین مدد دیتي اؤر اسے آسان کردیتي تہي۔ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ یہ کام ان کي فطرت و جبلت ہي مین تہا اؤر ان کے ملک کے جائے وقوع کا

ترجمہ:—
(۲۵) امیر المومنین کو باوجود میری دوری کے میری پختہ دوستی کا سلام پہنچا دو۔
(۲۶) الله کا اس پر سلام ہو، جب تک آفتاب روشن ہی اور جب تک کہ کسی چشمے پر اس کے متلاشی وارد ہوتے ہین۔ (مترجم)

بھي يہي اقتضا تھا ۔ ابو عبيد بکري اندلسي قرطبي اپني کتاب " المسالك والممالك " مين ايک شخص کي زباني يه حکايت بيان کرتا ہي که " بلاد مغرب مين کسي جگه سکندر کے پاس ايک گھوڑا پيش کيا گيا ' جس سے زياده بھاگنے اۋر سبقت لے جانے والا کوئي گھوڑا پيدا نہين ھوا تھا ۔ اس مين سوا اس کے که اس کو کبھی ہنہناتے ھوے نہين سنا گيا اۋر کوئي عيب نه تھا ۔ جب سکندر دوره کرتا ھوا کوه ھاے درن مين پہنچا ' جو بلاد مصامده مين واقع تھا ' تو اس کا وه گھوڑا اس زور سے ہنہنايا که پہاڑ تک ہل گيا ۔ سکندر نے اپنے حکيم کو لکھکر اس کا سبب دريافت کيا ۔ اس نے جواب مين لکھا که " وه شر و فساد اۋر سختي و درشتي کا ملک ہي ۔ وھان سے جلد نکل آؤ ۔ " غرض که ايک ملک کا يه حال ہي ۔ باقي رھا يه امر که وه خونريزي کو ايک معمولي سي بات جانتے تھے ' اس کي کيفيت مين نے خود اس زمانے مين ديکھي جب مين سوس مين تھا ؛ اۋر وه بھي عجيب قصه ہي *

سنه ۵۱۷ مين انھون نے تينملل کے تمام مصامده اۋر ان لوگون کا ' جو سوس سے آکر ان کے ساتھ شامل ھو گئے تھے ' ايک لشکر جرار تيار کيا اۋر ان سے کہا که " ان کافرون اۋر مذہب کو بدلنے والون کي طرف جاؤ ' جنکو المرابطون کہتے ہين ۔ ان کو بد افعالي کي غارت گري ' عمل نيک کے احياء ' ازالۀ بدعت اۋر امام مہدي معصوم کے اقرار کی دعوت دو ۔ اگر وه تمھاري دعوت کو قبول کرلين ' تو وه تمھارے بھائي ھونگے اۋر تمھارا اۋر ان کا ماله و ما عليه ايک ہي ھو جائيگا ۔ ليکن اگر وه ايسا نه کرين تو ان سے لڑو ۔ سنت نبوي (صلي الله عليه و سلم) نے ان سے جنگ آزمائي تمھارے لئے حلال کردي ہي " ۔ انھون نے عبد المومن کو امير لشکر بناکر کہا که " تم لوگ مومنين ھو اۋر يه تمھارے امير ہين " ۔ اس دن سے عبد المومن کو امير المومنين کے نام کا استحقاق حاصل ھو گيا ۔ وه لوگ مراکش کي طرف روانه ھوئے ' اۋر ابھي اس کے قريب

ہی پہنچے تھے کہ ان کو بحیرہ نام ایک مقام پر المرابطون کا ایک لشکر ضخیم ملا، جس میں لمتونہ کے سردار شامل تھے اور زبیر بن علی بن یوسف بن تاشفین ان کا سپہ سالار تھا۔ جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں، تو المصامدہ نے ابن تومرت کے حکم کے مطابق تمام مذکورہ بالا امور کی دعوت کے لئے ان لوگوں کے پاس پیغام بھیجا۔ مگر انہوں نے اسے نہایت بری طرح رد کردیا۔ عبد المومن نے امیر المسلمین علی بن یوسف کو ایک خط لکھا، جس میں وہ تمام باتیں شامل تھیں جو محمد ابن تومرت نے ان سے کہی تھیں۔ امیر المومنین نے اس کے جواب میں ان کو تفرقۂ جماعت سے خوف دلایا۔ اور خونریزی اور فتنہ انگیزی کے بارے میں خدا یاد دلایا۔ مگر عبد المومن نے اسکی کچھ پرواہ نہ کی؛ بلکہ وہ المرابطون کے اور بھی زیادہ حریص ہوگئے اور انھیں انکے ضعف کا یقین ہوگیا۔ فریقین ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ جنگ میں المصامدہ کو ہزیمت ہوئی، اور ان کے بہت سے آدمی بھی کام آئے۔ مگر عبد المومن اور چند اور آدمی بچ گئے۔ جب ابن تومرت کو یہ خبر ملی، تو انہوں نے پوچھا "کیا عبد المومن بھی نہیں بچے؟" کہا گیا "ہاں بچ گئے۔ ابن تومرت نے کہا "تب تو گویا کوئی بھی ضائع نہیں ہوا!" جب فوج کے باقی ماندہ افراد ان کے پاس پہنچے، تو انہوں نے انکی پسپائی کو محض معمولی واقعہ کرکے دکھایا، اور انکے دل میں یہ بات بٹھا دی کہ ان کے مقتولین شہید ہوے، کیونکہ وہ دین الٰہی کو خرابی سے بچانے والے اور سنت نبوی (صلی اللہ علیہ و سلم) کے مظہر تھے۔ اس سے ان لوگوں کی اپنے امر میں بصیرت اور بھی بڑھ گئی، اور وہ اپنے دشمن سے جنگ و قتال کرنے کے لئے پہلے سے بھی زیادہ آمادہ و تیار ہوگئے۔ اسی وقت سے المصامدہ نے نواحی مراکش کو تاخت و تاراج کرنا، وہاں کے سامان معیشت و آسائش کو منقطع کرنا شروع کردیا۔ وہ قتل اور قید کرتے تھے، اور جس جس شخص پر ان کا

فابو چلتا تھا اس پر کبھي رحم نه کرتے تھے ۔ اس طرح ان کي اطاعت مین داخل هونے اۋر اۋرون سے توت کر انکی طرف آنے والون کي تعداد مین کثرت هوتي گئي ؛ اۋر اس تمام عرصے مین ابن تومرت نے زهد ورزي اۋر قلت دنیا داري کو اۋر بهي چمکا دیا تھا ' اۋر خود کو صلحاء سے مشابه کرنے اۋر سنت اولیا کي طرح حدود شرعي کي نگراني مین تشدد کرنے پر تلے هوئے تھے ۔

مجھ سے ایک معتبر شخص نے بیان کیا هي که وه لوگون کو شراب خواري پر کھجور کي چھال اۋر رسي ' اۋر پاپوشون سے سزا دیا کرتے تھے ' جیسا که صحابهٔ کرام کیا کرتے تھے ۔ ایک شخص ' جو موقعه پر موجود تھا ' مجھ سے بیان کرتا هي که ایک مرتبه ایک آدمي حالت سکر مین ان کے پاس لایا گیا ۔ انهون نے اسے سزا کا حکم دیا ۔ اسپر اسکے ایک ذي مرتبه همراهي ' یوسف بن سلیمان ' نے کها که " اگر هم اس پر اس وقت تک برابر سختي کئے جائین جب تک که وه یه نه بتائے که اسنے کهان سے شراب پي هي ' تو یقین هي که اس علت کي بیخ کني هو جائیگي " ۔ مگر ابن تومرت نے منهه پهیرلیا ۔ یوسف نے پهر یهي کها ' اۋر ابن تومرت نے پهر روگرداني کی ۔ جب اسنے تیسري مرتبه ایسا هي کها ' تو انهون نے جواب دیا که " اگر ملزم نے یه کها که ' مین نے یوسف بن سلیمان هي کے گھر مین شراب پي هي ' تو هم کیا کرینگے ؟ " اس سے یوسف بن سلیمان شرمنده هوکر ساکت هو گیا ۔ بعد مین اس امر کا یون انکشاف هوا که یوسف هي کے نوکرون نے اسے شراب پلائي تھي ۔ اۋر یه واقعه بهي منجمله ان واقعات کے هو گیا ' جس سے یه فتنه اۋر بهي ترقي پذیر هو گیا ؛ اۋر ابن تومرت کو جو خبرین ملتي تهین اۋر لفظ به لفظ صحیح هوتي تهین ' ان کي وجه سے ان کي تعظیم و تکریم مین اۋر بهي زیادتي هوگئي ۔

یه باتین یون هي هوتي رهین ؛ ابن تومرت کے احوال برابر نیکي کے ساتھ جاري رهے ' ان کے اصحاب غلبه یاب هوتے رهے ' اۋر المرابطون کے

حالات میں اختلال بڑھتا گیا اور ان کی دولت و سلطنت ٹوٹتی چلی گئی — تا آنکہ ابن تومرت نے سنہ ۵۲۴ء کے دوران میں وفات پائی۔ اس وقت تک وہ تاسیس امور اور احکام تدبیر کر چکے تھے، اور اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح بتا چکے تھے کہ انکو کیا کیا کرنا چاہئے۔

ذکر ولایت عبد المومن

ابن تومرت کے بعد عبد المومن بن علی نے قیام امر کیا۔ المصامدہ نے ان سے بیعت کرلی، اور الجماعت نے بھی ان کی تقدیم و امارت کو قبول کرلیا۔ جن لوگوں نے ان کی تقدیم کے لئے سعی کی اور ان کو اس پر فائز کرایا وہ "الجماعت" کے تین افراد تھے :—

(۱) عمر بن عبد اللہ صنہاجی، جو انکے ہاں عمر ازناج کہلاتے تھے۔

(۲) عمر بن وُمزال، جن کا نام اس وقت سے قبل فصکہ تھا مگر ابن تومرت نے عمر نام رکھا اور عمر اینتی کہنے لگے تھے؛ اور

(۳) عبدا للہ بن سلیمان، جو تینملل کے باشندہ اور قبیلۂ مسکالہ میں سے تھے۔

تمام اہل الجماعت، اہل خمسین اور باقی کے تمام الموحدون نے ان سے اس امر میں اتفاق کیا، جس کی وجہ یہ تھی کہ ابن تومرت نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے ان لوگوں کو جو "الجماعت" کے نام سے موسوم تھے اور اہل خمسین کو اپنے پاس بلایا۔ (اور ہم پہلے ہی ذکر کرچکے ہیں کہ یہ لوگ متفرق قبائل کے افراد تھے اور ان میں کوئی چیز سوا ان کے نام "المصامدہ" کے مشترک نہ تھی۔) جب وہ آئے تو ابن تومرت تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ ان کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے، اور اللہ کے شایان شان حمد و ثنا، اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پر صلات و سلام اؤر خلفائے راشدون کے لئے طلب رضائے الهي کرنے کے بعد ان کے ثبات دين اؤر عزم امر کا ذکر کيا اؤر بتايا کہ ان حضرات مين سے کوئي بهي خدا کي طاعت اؤر رضا جوئي مين کسی ملامت گر کي ملامت کي پرواه نہ کرتے تهے • پهر وہ واقعہ بيان کيا کہ حضرت عمر رضي الله عنہ نے اپنے صاحبزادے کو شراب خواري کي سزا دي تهی، اؤر حق پر کس قدر سختی اؤر پختگي سے قائم تهے • بعد ازان اسي قسم کی اؤر باتين بيان کين اؤر کہا کہ "وہ جماعت گزر گئی — خدا ان کے چہرون کو تر و تازہ رکهے؛ ان کے مساعي کا اجردے؛ اؤر امت نبوي کي طرف سے ان کو جزائے خير عطا کرے! — اؤر لوگون کو ايک فتنہ نے مخبوط الحواس کرديا، جس نے حليم الطبع آدمي کو حيران اؤر عالم کو متجاہل و متذاہل کرديا • علماء نے اپنے علم سے کوئی فائدہ نہين اٹهايا، بلکہ بادشاہون کے هان پہنچے اؤر اس علم کے ذريعے سے دنيا حاصل کي، لوگون کو اپني طرف مائل کيا، اؤر اسي قسم کي باتين کرتے رهے • يہ سب يون ہي هوتا رہا • پهر اي لوکو! تم پر خدائے سبحانہ و تعالی نے (اؤر اسي کے لئے تمام تعريف ہي) يہ احسان فرمايا کہ تمهاري تائيد کي اؤر اس زمانے والون مين اپني حقيقت توحيد کے لئے تم ہي کو مخصوص فرماديا، حالانکہ اس نے تم مين سے ہزارون کے لئے گمراہي مقدر مين لکهہ دي تهی • تم کسي کي ہدايت کو تسليم نہين کرتے تهے • تم اندهے تهے اؤر کچهہ ديکهہ نہ سکتے تهے • نہ تم نيکي کو نيکي سمجهتے اؤر نہ بدي کو بدي جانتے تهے • تم مين بدعتين پهيل گئي تهين • بيهودہ اؤر باطل باتون نے تم کو اپنا گرويدہ کرليا تها • شيطان نے تمهارے لئے گمراہي کو مزين کرديا تها • اؤر اسي قسم کي نامعقول اؤر خرافات باتين تهين، جن کے ذکر سے مين اپنے نطق کو بے لوث اؤر الفاظ کو دور ہي رکهتا هون • غرض کہ الله نے تم کو گمراہي کے بعد ہدايت اؤر کوري کے بعد بينائي عطا فرمائي؛ تم کو متفرق هوجانے کے

بعد مجتمع کیا ' ذلت کے بعد عزت دي ؛ تم پر سے ان نا مسلمان
مسلمانون کا غلبه اٹھا لیا ؛ اۏر عنقریب تم کو ان کی زمین اۏر ان کے
مالک کا وارث بنائیگا ۔ یه سب کچھ اسي کے سبب سے ہي ' جو کچھ
که انکے ہاتھون نے کمایا اۏر ان کے دلون نے چھپایا ' وما ربك بظلام للعبید ۔
لہذا اب تم الله سبحانه کے لئے اپني نیتون کي تجدید کرو ' اۏر اپنے
قول و فعل سے اس طرح اس کا شکر ادا کرو که اس سے تمہارے مساعي کا
تزکیه ہو ' تمہارے اعمال قابل قبول ہون ' اۏر تمہارا امر پھیل جائے ۔
نا اتفاقي ' اختلاف قول اۏر پریشاني رائے سے ڈرو اۏر اپنے دشمن کے لئے
بمنزله ایک دست واحد کے ہو جاؤ ؛ کیونکه اگر تم نے ایسا کیا ' تو لوگ
تم سے ہیبت کرینگے ' تمہاري اطاعت قبول کرنے مین جلدي کرینگے '
تمہارے پیروان کي تعداد مین اضافه ہو جائیگا ' اۏر خداء تعالي حق کو
تمہارے ہاتھ سے ظاہر فرمائیگا ۔ اۏر اگر تم نے ایسا نه کیا ' تو ذلت تم
کو پریشان کردیگي ' خواري تمہارے لئے عام ہو جائیگي ' عوام الناس
تم کو حقیر جانینگے ' اۏر خاصان قوم تم کو بد حواس کرڈینگے ۔ اپنے
تمام امور مین رحم کو درشتي سے اۏر نرمي کو سختي سے ملادو ' اۏر
یه بھي خوب سمجھ رکھو که اِس قوم کا انجام کار صرف اسي بناء پر
درست ہوگا جس پر اس کا آغاز امر درست تھا ۔ ہم نے تمہارے لئے
ایک شخص کو انتخاب کیا ہی اۏر اس کو تم پر امیر بنا دیا ہي ۔ اۏر
یه بھي ہم نے اس وقت کیا ہی که جب ہم نے اس کے تمام احوال '
اس کے لیل و نہار اۏر اس کي آمد و شد کو آزما لیا ہي ' اسکے باطني
و ظاہري حالات و کوائف کو جانچ لیا ہي ' اۏر ان تمام باتون سے معلوم
کرلیا ہي که وه اپنے مذہب پر ثابت قدم اۏر اپنے امر مین متبصر ہي ۔
مجھے امید ہي که اس کے بارے مین کبھي اختلاف کا خیال نه پیدا
ہوگا ۔ وه مشار الیه عبد المومن ہین ۔ جب تک که وه اپنے پروردگار
کے مطیع و منقاد ہین ' تم بھي به سمع و طاعت ان کي فرمانبرداري

کرو۔ اگر وہ بدل جائین، یا پھر جائین، یا اپنے امر مین شک کرین، تو خدا کے فضل سے الموحدون مین — خدا ان کو عزت دے! — برکت اور خیر کثیر موجود ہی؛ اور امر امر الٰہی ہی، وہ جس کو چاھے اس سے سرفراز فرمائے"۔

بعد ازان سب لوگون نے عبد المؤمن سے بیعت کی۔ ابن تومرت نے ان کے لئے دعا کی اور ہر ہر فرد کے چہرے اور سینے پر ھاتھ پھیرا۔ یہ ہی سبب عبد المومن کے امیر المومنین ھوجانے کا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد ابن تومرت نے وفات پائی، اور المصامدہ کا امر بالاجتماع عبد المومن پر وارد ھوا۔

فصل

عبد المومن مذکور کا نام عبد المومن بن علی بن علوی الکومی ہی۔ ان کی والدہ بھی کومیہ اور ایک شریف و آزاد خاتون تھین۔ ان کی قوم بنو مجبر کہلاتی تھی۔ عبد المومن کی ولادت اعمال شہر تلمسان کے ایک موضع مین ھوئی جس کو تاجرا کہتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہی کہ جب ان کے سامنے کومیہ کا ذکر ھوتا تھا تو وہ یہ کہا کرتے تھے کہ "مین ان لوگون مین سے نہین ھون۔ بلکہ ہم لوگ قیس عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان مین سے ہین۔ کومیہ کا ہم پر یہ حق ہی کہ ہم ان کے ھان پیدا ھوئے اور بڑے ھوئے، اور اس لحاظ سے وہ ہمارے اخوال ہین۔ علی ہذا القیاس مین انکی اولاد اور اولاد کی اولاد مین سے بھی جن جن سے ملا ھون انہون نے بھی خود کو قیس عیلان بن مضر ہی سے منسوب کیا۔ اس وجہ سے خطباء نے یہ طریقہ اختیار کرلیا ہی کہ جب کبھی وہ ابن تومرت کے بعد ان کا ذکر کرتے ہین، تو ان کو شرافت نسب مین ان کا ہمسر بتاتے ہین۔ ان کی پیدایش یوسف بن تاشفین کے زمانے مین سنہ ۴۸۷ کے آخر مین ھوئی، اور وفات

سنہ ۵۵۸ کے ماہ جمادي الاخر مين ۔ جس وقت سے کہ امير المسلمين علي بن يوسف کے انتقال يعني سنہ ۵۳۷ سے ان کے امر کو استحکام اور مضبوطي حاصل هوئي ' تب سے ان کي وفات کي تاريخ مذکورہ تک علي التحقيق ان کي ولايت کا زمانہ اکيس سال کا هوا ۔ ان کا رنگ سفيد ' بدن دهرا اور تيز سرخ رنگ کا تها ' بال سياہ ' قد معتدل ' چهرہ روشن اور آواز بلند تهي ۔ وہ فصيح اللفظ اور بسيار گو تهے ۔ لوگون مين عموماً پسند کئے جاتے تهے ۔ کوئي شخص ايسا نہ تها کہ ان کو ديکهہ لے اور از خود رفتہ هوکر ان سے محبت نہ کرنے لگے ۔ مجهے معلوم هوا هي کہ ابن تومرت ' جب کبهي ان کو ديکهتے تهے ' يہ اشعار پڑها کرتے تهے :—

تکاملت فيك اخلاق خُصصت بها   فکلنا بك مسرور و مُغتبط
فالسن ضاحکة والکف مانحة   والصدر منشرح والوجه منبسط

[يعني :— تجهہ مين تمام اخلاق ' جو تيرے هي لئے مخصوص هين ' کمال کو پهونچ گئے هين ' اور هم سب تجهہ سے خوش هين اور تجهہ پر رشک کرتے هين ۔ تيرے دانت خندان هين ' هاتهہ سخي هين ' سينہ کُشادہ ' اور چهرہ پُر از انبساط هي ۔ (مترجم)]

ان کي اولاد

ان کي اولاد مين سولہ (۱۶) لڑکے تهے ' جن کے نام يہ هين :—

(۱) محمد ' جو سب سے بڑا اور ولي عهد تها ۔ اس سے خلع کرايا گيا ۔

(۲) علي ؛ (۳) عمر ؛ (۴) يوسف ؛ (۵) عثمان ؛ (۶) سليمان ؛ (۷) يحيیٰ ؛ (۸) اسماعيل ؛ (۹) حسن ؛ (۱۰) حسين ؛ (۱۱) عبد الله ؛ (۱۲) عبد الرحمان ؛ (۱۳) عيسيٰ ؛ (۱۴) موسيٰ ؛ (۱۵) ابراهيم ؛ اور (۱۶) يعقوب ۔

ان کے وزراء

عبد المومن کے آغاز امر سے لے کر ان کے استمرار و استقلال تک ابو حفص عمر از ناج وزیر رہے ۔ اس کے بعد ان کو معزول کردیا گیا، کیونکہ انکو ان سے زیادہ رتبے کے آدمي مل سکتے تھے ۔ چنانچہ ابو حفص کي جگہ ابو جعفر احمد بن عطیہ کو وزیر بنا دیا ۔ وہ وزیر بھي تھے اور کاتب بھي ۔ اسی وجہ سے ان کا شمار کتاب اور وزراء دونون مین ہوتا ہي ۔ عبد المومن نے بجایہ کی فتح تک یہ دونون عہدے ان ہي کے پاس رہنے دئے ۔ بعد مین اپنے ہي خاندان مین سے ایک زبردست کاتب کو کتابت کا عہدہ دیا ۔ اس کا نام ابو القاسم قالمي تھا ۔ اس کا ذکر عبد المومن کے کتاب کي فصل مین آئیگا ۔ ابو جعفر کي وزارت اس وقت تک قائم رہي کہ جب عبد المومن نے انہین سنہ ۵۳ کے دوران مین قتل کرا دیا، اور ان کا مال و اسباب ضبط کرلیا ۔ ان کے بعد عبد السلام کُومي وزیر ہوا ۔ چونکہ عبد المومن کے ہان اسے بہت کچھ قرب حاصل تھا، اس لئے اسے "المقرب" کہتے تھے ۔ اس کي وزارت اس وقت تک جاري رہی کہ جب عبد المومن نے سنہ ۵۵ کے دوران مین ایک آدمي بھیج کر اس کا گلا گھٹواکر مروا ڈالا ۔ اس کے بعد خود ان کا بیٹا عمر وزیر ہوا، اور ان کي وفات تک وزیر رہا ۔

ان کے کُتّاب

(۱) ابو جعفر احمد بن عطیہ —

ان کا ابھي وزراء مین ذکر ہوچکا ہي ۔ عبد المومن کے دربار مین پہنچنے سے قبل وہ دولت لمتونیہ مین علي بن یوسف کے ہان ان کے آخري ایام مین عہدۂ کتابت پر رہ چکے تھے، اور بعد مین تاشفین بن علي بن یوسف کے بھي کاتب رہے تھے ۔ جب ان لوگون کي حکومت کا خاتمہ ہوگیا تو وہ وہان سے بھاگے، اور اپني ہیئت بدل کر ایک

لشکري کا بھیس بدلا۔ وہ تیر اندازي اچھي جانتے تھے' اؤر اس لشکر مین شامل تھے جو سوس کي طرف اس حملہ آور سے جنگ آزمائي کے لئے کیا تھا جو وھان پیدا ھوگیا تھا۔ اس لشکر کے سپہ سالار ابو حفص عمر اینتی (جن کا پہلے ذکر ھوچکا ہي) تھے اؤر اہل "الجماعت" کو اپنے ہمراہ لئے ھوئے تھے۔ جب اس حملہ آور کے ہمراہیون کو ہزیمت ھوئي اؤر وہ جماعتین برباد ھوگئین' تو ابو حفص کو ایک ایسے شخص کي ضرورت ھوئي جو اس تمام واقعہ کي خبر بذریعۂ تحریر مراکش کے الموحدون کو پہنچادے۔ لوگون نے ابو جعفر کا نام لیا اؤر انکي عظمت قدر کي تعریف کي۔ ابو حفص نے ان کو بلایا' اؤر ابو جعفر نے انکي جانب سے الموحدون کو ایک خط لکھا جس میں انہون تمام حال کي شرح کي اؤر اس کا بیشتر حصہ نہایت خوبي سے لکھا۔ مگر اس خط کا طول اس کے یہان نقل کرنے سے مانع ہي۔ جب وہ خط عبد المومن کے پاس پہنچا' تو انہون نے بہت تعریف کي اؤر ابو جعفر کو بلاکر پہلے کتابت کا عہدہ دیا' اؤر جب انہون نے ان کي شجاعت قلب اؤر کمال عقل کو دیکھا تو اس پر عہدۂ وزارت کي ایزاد کي۔ جیساکہ ہم نے ابھي ذکر کیا ہي' وہ اس تاریخ تک وزیر رھے جب عبد المومن نے ان کو قتل کرا دیا۔ انکے قتل کا سبب' جیسا کہ مجھے معلوم ھوا ہي' یہ تھا کہ ان کے پاس ابوبکر بن یوسف بن تاشفین کي بیٹي تھي جس کو بنت الصحراویہ کہا کرتے تھے' جس کا بھائي یحییٰ المرابطون کا ایک مشہور شہسوار تھا۔ وہ بھي یحییٰ بن الصحراویہ کہلاتا تھا۔ اس یحییٰ نے الموحدون کے ھان رہ کر خوب ترقي کي تھي' اؤر ان کي جانب سے لمتونہ کے موحدین کا سردار بنا دیا گیا تھا۔ وہ الموحدون کے ھان ہمیشہ وجیہ و عزیز رھا۔ اس کے افعال و اقوال کے متعلق چند باتین عبد المومن تک پہنچ گئین' جن کي وجہ سے وہ اس سے ناراض ھوگئے۔ عبد المومن نے ان میں سے چند باتین اپني مجلس میں بیان کین اؤر بعض اوقات یحییٰ کو گرفتار کرلینے کا

بھي ارادہ کیا ۔ مگر ابو جعفر کو یہ خیال آیا کہ دونوں مصالح یعني امیر المومنین کی خیر خواہي اور اپنے برادر زن کی تدبیر کو جمع کر دیا جائے ۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زوجہ ' یعني یحیی کي ہمشیرہ ' سے کہا کہ " تم اپنے بھائي سے کہو کہ وہ اپني حفاظت کا سامان کرلیں ۔ جب ہم کل انکو طلب کریں ' تو ان کو چاھئے کہ علالت کا بہانہ اور مرض ہونے کا اظہار کریں ۔ اور اگر فرار کرنے پر قادر ہوں اور جزیرہ میرقہ کو جا سکیں تو ضرور ایسا ہي کریں " ۔ چنانچہ یحیی کي بہن نے اسے اس بات کي اطلاع دے دي ؛ اور اس نصیحت کے مطابق یحیي نے مرض ہونے کا بہانہ کیا اور ظاہر کیا کہ اسے کہنہ پائي کي شکایت ہي ۔ اس کے چند عزیز دوست اس سے ملنے کو گئے اور اس سے مرض کا حال دریافت کیا ۔ اس نے ان میں جس جس کو نہایت قابل اعتماد دوست سمجھا اس سے وہ تمام ماجرا کہہ دیا ' جس کي خبر اسے وزیر سے ملي تھي ۔ ان احباب میں سے ایک شخص اٹھکر عبد المومن کي اولاد میں سے ایک شخص کے پاس پہنچا اور اسے پورا پورا واقعہ سنا دیا ۔ ابو جعفر مذکور کے قتل کا سب سے بڑا سبب یہي تھا ۔ امیر المومنین عبد المومن نے یحیی کي گرفتاري کا حکم دیا ' اور قید کر دیا ۔ چنانچہ وہ اپني موت تک برابر قید ہي میں پڑا رہا *

(۲) ابو جعفر کے بعد ابو القاسم عبد الرحمان قالمي کاتب ہوا ۔ وہ قالم نام کے ایک موضع کا باشندہ تھا ' جو شہر بجایہ کے اعمال میں سے تھا *

(۳) قالمي کے ساتھ ساتھ دوسرا کاتب ابو محمد عیاش بن عبد الملک بن عیاش بھي تھا ' جو اہل قرطبہ میں سے تھا *

ان کے قضاۃ

(۱) ابو محمد عبد اللہ بن جبل ' جو اعمال تلمسان کے شہر وہران کے رہنے والے تھے *

(۲) عبد اللہ بن عبد الرحمن المعروف بہ مالقي • یہ عبد المومن کي وفات کے بعد بھي ابو یعقوب کي خلافت کے ابتدائي زمانے تک قاضي رھے *

عبد المومن اہل علم کو عزیز رکھتے تھے ' ان سے محبت اور ان پر احسانات کرتے تھے ' انھیں دیگر ممالک سے بلا بلاکر اپنے ھان رکھتے اور اپنے دربار مین قرب دیتے تھے ؛ ان کے لئے بڑي بڑي تنخواہین مقرر کرتے اور بہت قدر و منزلت اور عزت کرتے تھے • انھون نے طلبہ کو دو جماعتون مین تفسیم کر رکھا تھا —

(۱) طلبۃ الموحدین ' اور (۲) طلبۃ الحضر

یہ اس وقت عمل مین آیا تھا جب ابن تومرت نے المصامدہ کو "الموحدون" کے نام سے موسوم کیا ' کیونکہ ان لوگون کے سوا اس زمانے مین اور کوئي فرد بشر کبھي علم الاعتقاد مین غور و خوض نہین کرتا تھا *

عبد المومن بذات خود قوي ہمت ' پاک نفس ' اور سخت گیر تھے ؛ گویا کہ یہ بات انھون نے اپنے بزرگون سے یکے بعد دیگرے ورثہ مین پائي تھي • وہ معالي امور کے سوا اور کسي بات کے لئے راضي نہ ھوتے تھے • مجھے فقیہ متفنن وزیر ابو القاسم عبد الرحمان بن محمد بن ابي جعفر نے اپنے والد کي زباني یہ واقعہ سنایا کہ ان کے دادا یعني وزیر ابو جعفر بیان کرتے تھے کہ "مین ایک مرتبہ عبد المومن کے پاس گیا • اس وقت وہ اپنے باغ مین بیٹھے ہوئے تھے • باغ کے پھل پختہ اور شگوفے شگفتہ تھے • پرندے درختون کي شاخون پر پھدکتے پھرتے تھے • غرضیکہ ہر جہت سے وہ باغ اپنے کمال حسن پر تھا ؛ اور وہ اس مین ایک بلند گنبد مین بیٹھے ھوئے تھے • مین سلام کرکے بیٹھ گیا ' اور اس باغ کے حسن سے متعجب ھوکر مین اس کے سعد و نحس پر غور کرنے لگا • انھون نے مجھ سے کہا کہ "ابو جعفر! مین دیکھتا ھون کہ تم اس باغ کو بڑے غور سے

دیکھ رہے ہو"۔ مین نے عرض کیا کہ "خدا امیر المومنین کو بقاء طویل عطا فرمائے۔ بخدا یہ منظر نہایت عمدہ ہی"۔

عبد المومن۔— کیا واقعي یہ نظارہ نفیس ہي؟

مین — جی ہان *

پھر وہ خاموش ہوگئے' اور مجھے کچھ جواب نہین دیا۔ اس واقعہ کے دو یا تین دن بعد حکم دیا کہ افواج کو معائنہ کے لئے پیش کیا جائے اور سب سپاہي ہتھیار لگائے ہوئے ہون۔ چنانچہ وہ خود ایک بلند مقام پر بیٹھ گئے' اور فوج ایک ایک قبیلہ اور دستہ دستہ ہوکر ان کے سامنے سے گزرنے لگي۔ کوئی دستہ ایسا نہ گزرتا تھا' جو اسلحہ کی خوبي' گھوڑون کي فربھی اور ظہور قوت مین سابق دستہ کی بہ نسبت بہتر نہ ہو۔ یہ دیکھ کر انھون نے میري طرف ملتفت ہوکر کہا کہ "ابو جعفر! دیکھو یہ منظر عمدہ ہي نہ کہ وہ تمھارے اثمار و اشجار!"

ابن تومرت کے انتقال کے بعد عبد المومن مختلف ممالک کو ایک ایک کرکے فتح اور بلاد کو تاخت تاراج کرتے رہے' تا آنکہ بلاد ان کے سامنے عاجز ہوگئے اور لوگون نے اطاعت قبول کرلي۔ المرابطون کا آخري شہر' جس پر وہ قابض ہوئے' شہر مراکش تھا' جو امیر المسلمین ناصر دین یعني علي بن یوسف بن تاشفین کا دار السلطنت تھا۔ یہ واقعہ امیر المسلمین مذکور کے سنہ ۵۳۷ کے دوران مین طبعي طور پر وفات پانے کے بعد ہوا۔ وہ اپنی حیات ہی مین اپنے بیٹے تاشفین کو ولي عہد مقرر کرچکے تھے۔ مگر اس فتنے نے ان کے تمام امور کو روک دیا' اور ان کو اپنے بیٹے تاشفین کو مستقل طور پر تخت نشین کرنے وغیرہ کي جو امیدین تھین' ان مین سے ایک بھي نہ پوري ہوئي۔ تاشفین اپنے باپ کي موت کے بعد تلمسان گیا؛ مگر وہان کے باشندون سے وہ جو کچھ چاہتا تھا کچھ بھي نہ ہوسکا۔ بعد ازان وہ شہر وہران کو گیا' جو تلمسان سے تین منزلون کے فاصلے پر واقع ہي۔ وہان المؤحدون نے

اس کا محاصرہ کرلیا؛ اوٴر جب محاصرہ اس پر سخت گزرنے لگا، تو وہ مع اپنے اسلحہ کے ایک سفید گھوڑے پر سوار ھوکر بھاگا اوٴر سمندر مین کود کر ہلاک ھو گیا۔ کہتے ہین کہ الموحدون نے اس کو سمندر مین سے نکال کر پہلے پھانسي دي اوٴر پھر جلا دیا۔ واللہ اعلم یہ کہان تک درست ہي۔ اس تاشفین کي ولایت اپنے باپ کي موت کے دن سے اپني موت کے دن تک (جو ہمارے مندرجہ بالا بیان کے مطابق شہر وھران مین واقع ھوئی) دو ماہ کم تین سال کی ھوئي۔ اسکی موت سنہ ۵۴۰ مین ھوئي۔ اس ولایت و حکومت کے تمام عرصے مین نہ اسے کبھي قرار نصیب ھوا، اوٴر نہ کبھي خود اس کي حالت کو استقامت ھوئي۔ آئے دن کوئي نہ کوئي شہر حکومت مین سے نکل جاتا تھا، اوٴر لوگ روز بروز اس سے زیادہ زیادہ متنفر ھوتے جاتے تھے۔ اس کي یہي حالت رھي، بلکہ انجام کار وہ نوبت پہنچي جو ہم بیان کر چکے ہین۔ عبد المومن (رحمہ اللہ) کے دخول مراکش کے بعد امیر المسلمین کي قبر کو تلاش کیا گیا، اوٴر خود انہون نے بھي بہت کوشش کي کہ مل جائے۔ مگر خدا نے جس طرح اںھین ان کي زندگي مین چھپائے رکھا، اسي طرح موت کے بعد بھي پوشیدہ ہي رکھا؛ اوٴر خدائے تعالی صالحین و مصلحین کے ساتھ ایسا ہي کیا کرتا ہي۔ امیر المسلمین اوٴر ان کے بیٹے کي موت سے المغرب مین بنو عباس کي دعوت و سلطنت کا خاتمہ ھوگیا۔ اس دن سے آج تک ان کا نام کسي منبر پر سے نہین لیا گیا۔ البتہ افریقیہ مین چند سال تک ان کی سلطنت رھي؛ کیونکہ یحیی بن غانیہ نے جزیرۂ میرقہ سے اس پر حملہ کرکے قبضہ کرلیا تھا، جس کا بیان عنقریب آگے آئیگا۔ المرابطون کے دخول مراکش، اوٴر امیر المسلمین اوٴر ان کے بیٹے کي موت پر ان کي دولت کے یکبارگي خاتمہ تک، المرابطون کا کل زمانۂ حکومت چھیتر (۷۶) سال کا ھوا۔

جب مغرب اقصی کے تمام ممالک، جن پر ہمارے مذکورہ بالا بیان کے مطابق المرابطون قابض تھے، عبد المومن کے قبضے میں آ گئے اور ان کے باشندے بھی ان کے مطیع ہوگئے، تو انہوں نے ایک لشکر عظیم تیار کیا، اور مراکش سے نکل کر یحییٰ بن عزیز بن منصور بن منتصر صنہاجی کی مملکت کی طرف روانہ ہوئے، جس نے بجایہ اور اس کے اعمال پر موضع سیوسیرات سے قبضہ جما رکھا تھا۔ یہی مقام اس کے اور لمتونہ کے مابین سرحد تھا۔ تو جیسا کہ ہمنے کہا، عبد المومن نے سنہ ۵۴۰ میں اس کا رخ کیا اور بجایہ کا محاصرہ کرلیا؛ اور نہایت درجہ سختیاں کرنی شروع کیں۔ جب یحییٰ بن عزیز نے دیکھا کہ اس میں تاب مدافعت نہیں رہی اور وہ لوگ اسکے روکے نہیں رک سکتے، تو وہ سمندر کی راہ سے فرار کرکے شہر بونہ پہنچا، جو بلاد افریقیہ کی پہلی حد ہے۔ پھر وہاں سے نکلکر قسطنطینۃ المغرب کو گیا۔ عبد المومن (رحمۃ اللہ) نے اس کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کئے، جو اسے ان کے پاس پکڑ لائے۔ اس سے پہلے عبد المؤمن نے وعدہ کرلیا تھا کہ یحییٰ اور اس کے اہل و عیال کو امان دی جائیگی۔ عبد المومن نے بجایہ میں داخل ہوکر اسپر قبضہ کرلیا، اور ساتھ ہی قلعۂ بنو حمّاد پر بھی تصرف کرلیا، جو صنہاجہ کا زبردست قلعہ اور نہایت محفوظ مامن تھا۔ اسی میں انکی سلطنت کا نشو و نما ہوا تھا، اور وہیں سے انکا امر پھیلا تھا۔ یہ یحییٰ، اس کا باپ عزیز، اس کے دادا منصور اور منتصر، اور اس کا جد اکبر حمّاد، سب کے سب بنو عبید کی جماعت میں سے تھے، ان ہی کے پیرو تھے اور ان ہی کی دعوت کو لیکر اٹھے تھے۔ ان ہی صنہاجہ کے بلاد سے بنو عبید کی دعوت کا آغاز ہوا تھا، اور انہوں نے ہی ان کو ظاہر کیا، پھیلایا اور مدد دی۔ بنو حماد کی حکومت مستمر و قائم رہی، ان کا امر نافذ رہا، اور کوئی شخص انکے مقبوضات کے بارے میں ان سے تنازع نہیں کرتا تھا، حتیٰ کہ ابو محمد عبد المومن بن

علي نے تاریخ مذکورہ بالا مین ان کا تمام ملک لے لیا اور اپنے مقبوضات مین منضم کرلیا *

جب عبد المومن بجایہ ' قلعہ ' اور ان کے دونون کے اعمال پر قابض ہو گئے ' تو انہون نے الموحدون کي ایک جماعت اس غرض سے تیار کي کہ وہ ان بلاد کي حمایت و حفاظت اور اس سے غنیم کي مدافعت کرے ؛ اور اپنے بیٹے عبد اللہ کو اس پر حاکم مقرر کرکے خود ' اپنے لشکر ' یحیی بن عزیز بادشاہ صنہاجہ ' اور اس کے اعیان دولت کو ہمراہ لیکر مراکش کو واپس چلے گئے ۔ وہان پہنچکر انہون نے ان لوگون کے لئے وسیع مکانات ' عمدہ سواریان ' لباس ہائے فاخرہ اور اموال وافرہ مہیا کرنے کا حکم دیا ؛ اور یحیی کے لئے اس سے بھي زیادہ ' بیش قیمت اور نفیس اشیاء مخصوص کردین ۔ یحیی نے ان کے ہان رتبۂ عالیہ اور زبردست قدر و جاہ حاصل کي ' اور عبد المومن نے اس پر اس قدر عنایات کین جن سے زیادہ ہونا ممکن نہ تھا ۔ مجھے متعدد ذرائع سے معلوم ہوا ہي کہ ایک دن یحیی ' عبد المومن کي مجلس مین بیٹھا ہوا تھا کہ خرچ کي تنگي کا ذکر آیا ۔ یحیی نے کہا کہ " مجھے اس وجہ سے کلفت شدید کا سامنا کرنا پڑتا ہي ۔ میرے غلام آئے دن ان ہي تکالیف کا ذکر کرتے رہتے ہین ' اور کہتے ہین کہ ان کے اکثر حوائج قلت زر کی وجہ سے پورے نہین ہوتے ۔ وجہ یہ ہي کہ بلاد مغرب مین عادت ہي کہ وہ لوگ درہم کے نصف اور چوتھائي اور آٹھوین حصے کے سکے اور خراریب بھي بناتے ہین ' جن سے لوگون کو آرام ملتا ہي ۔ وہ سکے ان کے ہاتھ مین رہتے ہین ' اور وہ بہت سي چیز خرید سکتے ہین ۔ " جب یحیی بن عزیز اس مجلس سے اٹھکر چلا گیا ' تو عبد المومن نے اس کے پیچھے پیچھے تین تھیلیان بھیجین ' اور قاصد سے کہا کہ " اس سے کہہ دینا کہ جب تک تم ہمارے پاس رہوگے انشاءاللہ تم کو خرچ کي کبھي تکلیف نہ ہوگي " ۔

بعد ازان عبد المومن مراکس مین مقیم رهکر امور مملکت کي ترتیب و تدبیر مین مصروف رهے . مثلاً مکان بنوائے ' محل تیار کرائے ' فوج مین اضافه کیا ' مجرمون کو سزائین دین ' راستون مین امن و امان قائم کیا ' اۋر رعایا کے ساتهه نیکیان کین *

فصل

جزیرہ نمائے اندلس کے حالات

امیر المسلمین ابو الحسن علي بن یوسف کے عهد کے آخري حصے مین جزیرہ نمائے اندلس کے حالات مین سخت خلل واقع هوگیا تها ' جس کی وجه یه تهي که المرابطون ضعف و سستي کا شکار هوگئے ' ناز و نعمت کي طرف مائل هوکر آرام و آسائش مین پڑگئے اۋر عورتون کي اطاعت کرنے لگے ' اهل جزیرہ نما ان کو بے عزت سمجهنے لگے ' وہ ان کي نگاهون مین حقیر و ذلیل هوگئے ' دشمن ان کے خلاف جرات کرنے لگے ' اۋر نصاریٰ کو ان کے قرب و جوار کے اکثر بلاد پر استیلاء حاصل هوگیا . علیٰ هذا القیاس ان کے اختلال کے اسباب مین ایک امر یه بهي شامل تها که ابن تومرت ' سوس مین نمودار هوئے ' اۋر علي بن یوسف ' بجائے اس کے که ملک کي حالت پر اعتنا کرتے ' ابن تومرت کے کوائف کے مطالعه مین لگ گئے . جب جزیرہ نما کے مختلف بلاد کے اعیان و سرداران نے المرابطون کا یه ضعف دیکها ' تو انکے والي هر طرف سے نکل نکلکر ان کے شهرون پر قابض هوگئے اۋر استبداد کرنے لگے . قریب تها که اندلس پهر اپني اسي پهلي حالت پر پهنچ جائے ' جو بنو امیه کے انقطاع دولت کے وقت تهي *

بلاد افراغه کے حالات

بلاد افراغه پر بادشاہ ارغن (لعنه الله) غالب آگیا ' اۋر ان کے ساتهه هي وہ سرقسطة (اعادها للمسلمین) اۋر اس علاقے کے کئي اعمال پر بهي قابض هوگیا *

جس وقت یہ قصیدہ المعتمد کے پاس پہنچا اور ان کے سامنے پڑھا گیا، اس وقت ان کی مجلس میں ایک بغدادی شخص موجود تھا۔ وہ اِس شعر پر کہ "و بین ضلوعی ... الخ" اعتراض کرنے اور یہ کہنے لگا کہ "شعر کی اس قول سے کیا مراد ہی؟" المعتمد نے جواب دیا کہ "اگر خدا نے اس سے مروت اور وفاداری نہ سلب کرلی ہوتی، تو وہ اپنی فطنت و ذکاوت کو بھی گم نہ کرتا۔ بات یہ ہی کہ اس نے ھذلیؔ کے اِس شعر کو اچھی طرح آنکھیں کیوں کر نہیں پڑھا کہ :-

و اذا المنیة انشبت اظفرها   الفیت کل تمیمة لا تنفع

[یعنی - جب موت اپنے پنجے گاڑ دیتی ہی، تو میں نے دیکھا ہی کہ کسی طرح کا تعویذ کام نہیں دیا کرتا۔ (مترجم)]

یہ ابن عمار برابر المعتمد کی قید میں رھے اور آخر سنہ ۴۸۹ کے دوران میں نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے۔ ان کے قتل کے حالات کا خلاصہ یہ ہی کہ جب ان کے قید کی مدت بہت بڑھ گئی تو اُنھوں نے المعتمد کے پاس ایک قصیدہ لکھکر بھیجا۔ المعتمد کا دل کچھ نرم ہوا، اور انھوں نے ایک رات اپنی ایک بے تکلف مجلس کے دوران میں ابن عمار کو بلا بھیجا۔ وہ اپنی بیڑیوں کو گھسیٹتے ہوے آئے۔ المعتمد نے ان کے سامنے اپنے احسانات و عطیات گننے شروع کئے۔ ابن عمار نہ کوئی جواب دے سکے نہ عذر کرسکے؛ بلکہ رونے لگے، المعتمد کے سامنے گڑگڑانے اور ایسے الفاظ کہنے لگے کہ جن سے المعتمد کے دل میں مہربانی پیدا ہو۔ چنانچہ اس میں انکو کسی قدر کامیابی بھی ہوئی، اور اِن باتوں نے ان کی زمانۂ سابق کی مہربانی اور قدیم حرمت و عزت کو پھر پیدا کردیا۔ المعتمد نے ان سے ایسی باتیں کیں جو عفو پر متضمن تھیں؛ مگر وہ بھی تعریضاً نہ کہ تصریحاً۔ پھر ان کو قید خانہ میں لے جانے کا حکم دیا۔ ابن عمار نے یہ کیا کہ فوراً ان میں

اؤر المعتمد مین جو باتین هوئي تهین سب انکے بیتے الراضي بالله کو لکھ دین ۔ جس وقت یہ خط الراضي کے پاس پہنچا اس وقت ان کے پاس ایسے لوگ بیتھے هوئے تھے جن کو ابن عمار سے عداوت قدیمہ تهي ۔ الراضي نے خط پڑهکر ان سے کہا کہ "مجھے یہ معلوم هوتا هي کہ ابن عمار بہت جلد رها هو جائینگے" ۔ ان لوگون نے پوچھا کہ "حضور کو یہ کیسے معلوم هوا؟" انہون نے جواب دیا کہ "ابن عمار نے اپنے اِس خط مین لکھا هي کہ مولانا المعتمد نے ان سے رها کردینے کا وعدہ کیا هی" ۔ یہ سن کر ان لوگون نے بہ ظاهر تو خوشي کا اظهار کیا ' مگر دل مین رنجیدہ هوئے ' اؤر جب الراضی کي مجلس سے أتھے تو ابن عمار کے متعلق بري بري باتین مشہور کردین ' بلکہ ان مین اؤر بهي قبیح زیادتیان کین ' جن سے مین نے اپنی اِس کتاب کو محفوظ و مصئون رکھا هی ۔ المعتمد کو اس امر کی اطلاع هوئی ' تو انہون نے ابن عمار سے پوچھہ بھیجا کہ "کل جو کچھہ میرے اؤر تمھارے مابین باتین هوئي نهین ان سے تم نے کسی اؤر کو بهي مطلع کیا هي؟" ابن عمار نے قطعي انکار کیا ۔ المعتمد نے قاصد سے کہا کہ "اس سے جاکر یہ کہو کہ تم نے جو مجھہ سے کاغذ کے دو اوراق مانگے تھے ' ایک پر تو تم نے قصیدہ لکھا تھا ' دوسرا ورق کیا کیا؟" ابن عمار نے کہا کہ "دوسرے پر مین نے قصیدہ کو صاف کرکے لکھا تھا" ۔ المعتمد نے کہا کہ "اس کا مسودہ پیش کرو" ۔ ابن عمار کو اِس کا کوئی جواب نہ ملا ۔ المعتمد غصہ مین أتھے اؤر تبر هاتھہ مین لیکر نکل کھڑے هوئے ' اؤر جس جھروکے مین ابن عمار مقید تھے اس پر جڑھ گئے ۔ ابن عمار ان کو دیکھتے هی جان گئے کہ وہ ضرور ان کو قتل کر ڈالینگے ۔ وہ اپني گران بار بیڑیون کو گھسیتتے هوئے چلے اؤر المعتمد کے قدمون پر جا گرے اؤر قدمبوسي کرنے لگے ۔ مگر المعتمد نے ایک بهی پرواہ نهین کي ' اؤر اسي تبر سے اتنا مارا کہ ابن عمار ٹھنڈے هوگئے ۔ المعتمد نے واپس جاکر ابن عمار کے غسل و تکفین کا

حکم دیا، ان پر نماز پڑھي اؤر قصر مبارک میں دفن کرا دیا ۔ ابن عمار کے یہ حالات ہیں، جو ہم تک پہنچے ہیں، اؤر جو کچھ مجھے یاد تھا میں نے بطریق اختصار بیان کردیا ہے ۔

المعتمد اسي طرح اپني تمام مدت ولایت میں حکومت کرتے رہے ۔ زمانہ ان کا مساعد رہا اؤر جو کچھ وہ چاہتے تھے اس میں انکا ہاتھ بٹاتا اؤر مدد کرتا رہا ۔ ہوتے ہوتے ان کي سلطنت میں انلے بلاد اندلس شامل ہوگئے کہ ان سے قبل کسي اؤر بادشاہ (یعني متغلب) کي حکومت میں نہ تھے ۔ اندلس کے ایسے ایسے شہر ان کي اطاعت میں داخل ہوگئے تھے کہ جن سے اؤر بادشاہ عاجز و درماندہ رہ گئے تھے ۔ ان کی مملکت بڑھتے بڑھتے مرسیہ تک پہنچ گئي تھی ۔ یہي وہ شہر ہي جسکو تدمیر کہتے ہیں ۔ اس میں اؤر اشبیلیہ میں تقریباً بارہ مراحل کا فاصلہ ہي، اؤر ان دونوں کے مابین وسیع شہر اؤر بڑے بڑے قصبے آباد تھے ۔ انہوں نے سنہ ۴۷۱ میں ماہ صفر کے اختتام سے سات دن قبل سہ شنبہ کے دن قرطبہ پر قبضہ جماکر ابن عکاشہ کو وہاں سے نکال باہر کیا، اؤر اپنے بیٹے عباد کو المامون کا لقب دیکر وہاں چھوڑا اؤر خود اشبیلیہ واپس چلے آئے ۔ المامون اُن کا سب سے بڑا بیٹا تھا ۔ وہ اُن کے والد المعتضد کي حیات میں پیدا ہوا تھا، اؤر ان ہي نے اسکا نام عباد رکھا تھا ۔ المعتضد اکثر اسے اپنے سینے سے لگاکر کہا کرتے تھے کہ "اي عباد! کاش مجھے معلوم ہوتا کہ قرطبہ میں کون قتل ہوگا، میں یا تو" ۔ چنانچہ قرطبہ میں عباد بن والد المعتمد کی زندگي ہي میں اس سال قتل ہوا جس سال ان کے ہاتھ سے ملک نکلا *

سنہ ۴۷۹ میں المعتمد براہ دریا یوسف ابن تاشفین سے ملنے کے لئے مراکش گئے تا کہ ان سے اہل روم کے خلاف جنگ کرنے کے لئے مدد طلب کریں ۔ یوسف ان سے خوب گھرے ملے، اکرام کے ساتھ اپنے ہاں ٹھیرایا، اؤر ان سے ان کي حاجت دریافت کي ۔ المعتمد نے کہا کہ

"میں چاهتا هوں کہ اہل روم سے جنگ کروں اور اس جنگ میں گھوڑوں اور آدمیوں کی مدد خود آپ ہی سے لینا چاهتا هوں" ۔ امیر المسلمین مذکور فوراً اس پر آمادہ هوگئے ' اور المعتمد سے کہا کہ "اس دین کی مدد کے لئے میں سب سے پہلے آمادہ هوں ' اور اس مہم پر سواء میرے اور کوئی شخص مامور نہ کیا جائیگا" ۔ امیر المسلمین کے وعدۂ امداد سے خوش هوکر المعتمد اندلس کو واپس چلے گئے اور یہ نہ سمجھے کہ اس تدبیر میں خود ان ہی کی تباہی مقصود ہی ' اور وہ تلوار جو میان سے نکلی ہی اور جسے وہ اپنے حق میں مفید سمجھتے ہیں وہ خود ان ہی کے خلاف ہی ۔ چنانچہ ویسا ہی هوا جیسا کہ ابو فراس کہتا ہی کہ :-

اذا کان غیر اللہ للمرء عدہ   اتتہ الرزایا من وجوہ الفواید
کما جرت الحنفاء حتف حدیعہ   و کان یراها عدة للشدائد

[یعنی :- جب انسان سواء خدا کے کسی اور پر تکیہ کرتا ہی ' تو اس کے فائدے کی باتوں سے بھی اس پر مصیبتیں ٹوٹ پڑتی ہیں ؛ جس طرح حذیعہ کی موت اس کے گھوڑے حنفاء کی وجہ سے هوئی ' حالانکہ وہ اسے شدائد کے وقت میں کار آمد سمجھتا تھا ۔ (مترجم)]

سال مذکور کے ماہ جمادی الاولی میں امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے جزیرہ نمائی اندلس میں جانے کا قصد کیا ' اور افسران فوج اور عمائد قبائل بربر میں سے جتنے آدمی ان سے جمع کئے گئے جمع کرلئے ۔ چنانچہ سات ہزار کے قریب سوار اور ایک کثیر تعداد میں پیدل سپاہی مہیا کرکے اس تمام لشکر ضخیم کو ہمراہ لیکر شہر سبتہ کے راستے سے سمندر کو عبور کیا اور مشہور شہر جزیرۂ خضرا میں جاکر اترے ۔ المعتمد اپنے ارکان دولت کو ہمراہ لیکر وهاں ان سے ملاقی هوئے ' اور امیر المسلمین کا وہ اعزاز و اکرام کیا کہ ان کے خیال میں بھی نہ تھا اور ایسے ایسے شاهانہ تحفے ' هدئے اور ذخائر پیش کئے کہ یوسف کو خیال

یهي نه تہا که کسي بادشاد کے پاس ایسے هو بہي سکتے ہیں ۔ ان ہي اشیاء کو دیکھکر ان کے دل میں جزیرہ نما ئی اندلس کو اپنے قبضے میں کرلینے کا خیال پیدا ہوا تہا ۔ غرض اس کے بعد وہ جزیرۂ حضراء سے اپنی فوج لیکر شرقي اندلس کے ارادے سے نکلے ۔ المعتمد نے ان سے اپنے دارالسلطنت اشبیلیه میں چلنے ' چند ایام آرام کرکے سفر کي تکان دور کرنے اور پھر اپنا قصد پورا کرنے کی درخواست کي ۔ مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا که "میں یہاں دشمن سے جہاد کرنے کے لئے آیا ہوں ۔ جہاں کہیں دشمن ہوگا ' اسی طرف جاونگا" ۔ ان دنوں ادفنش (لعنه الله) مسلمانوں کے ایک قلعه مسمیٰ به حصن اللیط کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا تہا ۔ جب اسے یه معلوم هوا که اہل بربر عبور کر آئے ہیں ' تو وہ قلعه چھوڑکر اپنے بلاد کي طرف اس ارادے سے واپس ہوا که فوج جمع کرکے اہل بربر کا مقابله کرے ۔ یوسف ابن تاشفین اُسي محصور قلعه کو جانے کی نیت سے مشرقي اندلس کي طرف روانه ہوئے ۔ ان کا یه بہي ارادہ تہا که المعتمد علي الله اور اس شخص کے درمیان صلح کرادیں ' جو مرسیه پر قابض ہو بیٹھا تہا اور جس کا نام ابن رشیق تہا ۔ اُس کا ذکر ابن عمار کے حال میں آ چکا ہے ۔ امیرالمسلمین یوسف نے ان دونوں میں اس شرط پر صلح کرادي که ابن رشیق مرسیه چھوڑدے اور خود ان کے مقرر کردہ مال کي مقدار المعتمد اس کو دے دیں اور اشبیلیه میں کسی علاقه کا حاکم بنادیں ۔ ابن رشیق نے تسلیم کیا ' اور المعتمد مرسیه اور اس کے اعمال پر قابض ہوگئے ۔ امیرالمسلمین یوسف ان بادشاہوں سے ملتے گئے ' جو انکے راستے میں پڑے : مثلاً صاحب اغرناطه ' المعتصم بن صمادح صاحب مریه ' ابن عبد العزیز ابوبکر صاحب بلنسیه ۔ پھر یوسف مذکورنے اپني فوج کو حصن لرقه کي طرف بھیجا ' اور انہوں نے اپنے اہل فوج کي وہ باتیں دیکھیں جن سے وہ خوش ہوگئے ۔ انہوں نے المعتمد علي الله سے کہا که " آئیے اب اس کام کي طرف چلیں

جسکے لئے ہم آئے تھے' یعنی جہاد اور دشمن کا قصد"۔ وہ جزیرہ نمای اندلس مین ٹھہیرنے کا افسوس اور مراکش کا شوق ظاہر کرتے رھے اور برابر اندلس کی بے قدری کا اظہار بھی کرتے رھے۔ اکثر اوقات کہا کرتے تھے کہ "جب تک ہم نے اس جزیرہ نما کو نہین دیکھا تھا اس کی قدر ہماری نگاہ مین بہت بڑی تھی۔ لیکن اب کہ ہم نے اس کو دیکھ لیا ہی تو تعریف کے خلاف باتے ہین"۔ اور حقیقت یہ تھی کہ انکے دل مین کچھ اور تھا' مگر ظاہر کچھ اور کرتے تھے۔ الغرض المعتمد انکے آگے آگے طلیطلہ کے قصد سے روانہ ہوئے۔ انکے پاس بھی تمام اقطار اندلس سے بہت بڑی فوج جمع ہو گئی' اور لوگ ہر طرف سے جہاد کے لئے توٹ پڑے۔ ان کے علاوہ جزیرہ نمائی اندلس کے بادشاہون نے بھی جہان تک ان سے ممکن ہو سکا اپنی طرف سے سوارون' پیادون اور اسلحہ سے المعتمد اور یوسف کی مدد کی۔ اس طرح تقریباً بیس ہزار ایسے مسلمانون کی جماعت جمع ہو گئی جن مین تنخواہ دار اور بلا تنخواہ کے آدمی شامل تھے۔ وہ سب بلاد روم کے آغاز سرحد پر دشمن سے مقابل ہوئے۔ ادفنس (لعنہ اللہ) نے سب چھوتے بڑون کو جمع کر رکھا تھا' اور اپنے ممالک کے دورترین حصون سے بھی ہر اس شخص کو اپنے ساتھ لے لیا تھا' جو جنگ کے قابل تھا۔ غرض کہ وہ جہاڑ جھنکاڑ تک کو ہمراہ لے کر چلا۔ اس کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ اہل بربر کو جزیرہ اندلس سے بد دل کرکے ان پر اپنی ہیبت جمادے۔ شاھان اندلس مین سے کوئی بھی ایسا باقی نہ رہا تھا جس نے اس کا ھاتھ نہ بٹایا ہو' اور وہ سب کو حقیر سمجھتا تھا اور اس قابل نہین جانتا تھا کہ ان کے ساتھ مل کر چلے۔ جب مسلمانون اور عیسائیون کی افواج ایک دوسرے کے مقابل ہوئین' تو یوسف بن تاشفین اور ان کے ہمراہیون کو یہ مہم بہت ہی بڑی معلوم ہوئی۔ ان لوگون کی کثرت تعداد' اسلحہ کی عمدگی' اور ان کے گھوڑون اور ان کی قوت کے ظہور سے ان کے دلون مین

وضحتْ و قد فضحت ضياءَ النير　　فكانما التحفتْ ببشر مبشّر
و تبسمت عن جوهر فحسبته　　ما قلدته محامدي من جوهر
و تكلّمت فكان طيب جَدْيها　　مُتّعت منه بطيب مسك اذفر
هزت بنعمة لفظها نفسي كما　　هزت بذكراه اعالي المنبر
اذنبتُ واستغفرتها فجرتْ علي　　عاداتها في المذنب المستغفر
جادت عليّ بوصلها فكانه　　جدوي يديه علي المقل المقفر
و لثمت فها فاعتقدتُ بانني　　من كفه سُوغتُ لثم الخنصر
سمحتْ بتعنيقي فقلت صنيعة　　سمحت علاه بها فلم نتعذر
نهد كقسوة قلبه في معرك　　و حشاً كلين طباعه في محضر
و معاطف تحت الذوائب خلتها　　تحت الخوافق ماله من سمهري
حسنت امامي في خمار مثل ما　　حسن الكميّ امامه في مغفر
و توشحت فكانه في جوشن　　قد قام عنبره مقام العثير
غمزت ببعض قسيّة من حاجب　　ورنت ببعض سهامه من محجر
أومت بمصقول اللحاظ فخلته　　يومي بمصقول الصفيحة مُنهر
وضعت حشاياها فوىق ارائك　　وضع السروج علي الجياد الضمر
مِن رامة او رومة لاعلم لي　　أ أتت عن النعمان ام عن قيصر
بنت الملوك فقل لكسري فارس　　تُعزي و الا قل لتبّع حمير
عاديت فيها عز قومي فاغتدوا　　لا ارضيهم ارضي ولاهم معشري
و كذلك الدنيا عهدنا اهلها　　يتعاورون على الفريد الاعفر
طافت علي بجمرة من خمرة　　فرايت مريخاً براحة مشتري
فكان انملها سيوف مبشر　　وقد اكتست علق النجيع الاحمر
ملك ازرة بُرده ضمت علي　　باس الوصي و عزمة الاسكندر

يهي هي جو كچهه كه ميں نے اس قصيدے ميں سے انتخاب كيا هي . اس كي مليح اور خفيف الروح تشبيب كا نمونه ان اشعار ميں پايا جاتا هي ' جن سے وہ اسي مبشر كي تغزل كرتا اور مدح كهتا هي :—

۱ هلا ثناك عليّ قلب مشفقٌ | فترى فراشا في فراش يحرق
قد صرت كالرمق الذي لا يرتجي | ورجعت كالنفس الذي لا يلحق
وغرقت في دمعي عليك وغمتي | طرفي فهل سببٌ به اتعلقُ
هل خدعة بتحية فخفية | في جنب موعدك الذي لا يصدق
انت المنية والمنى فيك استوى | ظَلّ الغمامة والهجير المحرق
لك قدٌّ ذابلة الوشيج ولونها | لكن سنانك اكحل لا ازرق
ويقال انك ايكة حتي اذا | غنيت قيل هو الحمام الاورق
۲ يا من رشفت الي السلو فردني | سبقت جفونك كل سهم يرشق
لو في يدي سحر و عندي أخذة | لجعلت قلبك بعض حين يعشق

۱ ترجمہ :- کیا تجھے تیرے مہربان دل نے میری طرف نہین پھیرا کہ تو دیکھتی کہ ایک صاحب فراش فرش پر پڑا جل رہا ہی ؟
مین رمق کی طرح ہوگیا ہون ، جس کی کوئی امید نہین ہو سکتی ، اور ایک ایسا سانس ہوگیا ہون جس سے کوئی چیز ملحق نہین ہو سکتی . مین تیری محبت کی وجہ سے اپنے آنسوون مین غرق ہوگیا ہون ؛ میری آنکھ میرا بادل ہی : تو کیا کوئی ایسا ذریعہ ہی جس پر مین سہارا پا سکون ؟
کیا تیرے غیر صادق وعدون کے پہلو مین کسی پوشیدہ سلام و پیام کا دھوکہ بھی ہی ؟
تو موت ہی ؛ اور تیرے متعلق جو آرزوئین ہین ، ان مین بادلون کا پانی اور جلا دینے والی دو پہر دونون یکسان ہین .
تیرا قد دبلے پتلے بوٹے کا سا ہی اور رنگ بھی ویسا ہی ہی ؛ مگر تیرا سنان سرمگین ہی نہ کہ ازرق .
کہتے ہین کہ تو ایکہ کا درخت ہی ؛ لیکن جب تو گاتی ہی ، تو کہا جاتا ہی کہ تو قمری ہی .
۲ ترجمہ :- ای وہ کہ جسنے مجھے تسلی اور فراموشی کی طرف جانے سے روک دیا . تیری پلکین ہر اس تیر سے سبقت لے گئی ہین جو کسی پر چلایا جائے .
کاش کہ میرے ہاتھ مین جادو ہوتا اور مجھ مین طاقت گرفت ہوتی ! تو مین تیرے دل کو ایسا کردیتا کہ کسی وقت اسے ضرور عشق ورزی کرنی پڑتی ، تا کہ تو بھی سوزش و فراق کے اس الم کا ذائقہ چکھ سکتا جو مین چکھ رہا ہون ، اور تا کہ تو میری حالت کو دیکھکر نرم دل اور شفیق ہو جاتی .
میرا جسم تیرے بارے مین اعداء مین سے ہی ، کیونکہ وہ ایک ناظر آنکھ سے افاقہ حاصل نہین کرتا .
تیرے خیال شبینہ کو میرے بستر کے مقام کی خبر نہین ہوئی ، تو مین نے اس کو معذور سمجھا کہ وہ کبھی آتا ہی نہین .
تیری وجہ سے میرے منابت و منابع خشک ہوگئے ہین . آنسو بہتا ہی اور شوق و محبت بے نیل مرام واپس آتے ہین . (مترجم)

لتذوق ما قد ذقت من الم الجوي　وترقّ لي مما تراه و تشفق
جسدي من الاعداء فيك لانه　لا يستعيق لطرف طيف يرمق
لم يدر طيفك موضعي من مضجعي　فعذرته في انه لا يطرق
جئت عليك منابتي و مذابعي　فالدمع ينشغ و الصبابة تورق
و كانّ اعلام الامير مبشر　نشرت على قلبي فاصبح يخفق

اسي قصيدے مين يوم مهرجان مين اسطول کے کهيل کی تعريف کرتے هوئے کهتا هي کہ :-

بشري بيوم المهرجان فانه　يوم عليه من احتفائك رونق
طارت بذات الماء فيه و ريشها　ريش الغراب و غير ذلك شوذق
و علي الخليج كتيبه جرارة　مثل الخليج كلاهما يتدفق
و بنو الحروب علي الجواري التي　تجري كما تجري الجياد السبّق
ملا الكماة ظهورها و بطونها　فاتت كما ياتي السحاب المُغدق
خاضت غدير الماء سابحةً به　فكانما هي في سراب انيُق
عجبا لها ماخلت قبل عيانها　ان يحمل الاسد الضواري زورق
هزت مجاديفا اليك كانها　اهداب عين للرقيب تحدق
و كانها اقلام كاتب دولة　في عرض قرطاس تخط و تمشق

اس مين اس نے اور بهت سي نزاكتين دكهائي هين • اس كا ايک اور قصيده هي' جس مين يون تغزل كرتا هي :-

فوادي معنّي بالحسان معنّتُ　و كل موقي في التصابي موقّتُ
ولي نفس يخفي و يخفت رقةً　ولكن جسمي منه اخفي و اخفت
و بي ميّت الاعضاء حتي دلاله　غرامي به حي و صبريَ ميت
جعلت فوادي جفن صارم جفنه　فيا حر ما يصلي به حين يصلت
اذل له في هجره وهو ينتمي　و اسكن بالشكوي له وهو يسكت
وما انبت حبل منه اذ كان في يدي　لريحان ريعان الشبيبة منبت

اس کے بہترین اشعار میں سے وہ قصیدہ بھی ہی ' جو اس نے مبشر ناصرالدولہ کی مدح مین کہا ہی اور جس کا آغاز یون ھوتا ہی کہ :—

راق الربیع و رقّ طبع ھوائه   فانظر نضارة ارضه و سماءه
واجعل قرین الورد فیه سلافة   یحکي مشعشعها مصعّد ماءه
لولا ذبول الورد قلت بانه   خد الحبیب علیه صبغ حیاءه
هیهات ابن الورد من خد الذي   لا یستحیل علیك عهد وفاءه
الورد لیس صفاته کصفاته   والطیر لیس غناؤها کغناءه
یتنفس الاصباح والریحان من   حرکات معطفه و حسن رواءه
و یجول في الارواح رَوح ما سرت   ریاه من تلقائه بلقاءه
صرف الهوي جسمي شبیه خیاله   من فرط خفّته و فرط خفاءه

اس کے جو اشعار مجھے یاد ہیں ان مین سے بہترین اس کے یہ دو اشعار ہین ' جن مین وہ ایک خال رخسار کی تعریف کرتا ہی :—

بدا علي خده خال یزینه   فزادني شعفا فیه الي شعف
کانّ حبة قلبي عند رویته   طارت فقال لها في الخد منه قف

[یعني :— اس کے رخسار پر ایک خال ہي ' جو اسے زینت دیتا ہي اور جس نے میرے شغف و محبت کو بہت بڑھا دیا ۔ ایسا معلوم ھوتا ہي کہ اسے دیکھکر میرے دل کي محبت اس کي طرف سے ہٹ گئي ' تو اس خال نے اس سے کہا کہ اس معشوق کے رخسار مین ٹھیرجا ۔ (مترجم)]

اس ابن اللبانہ کے بہت سے عمدہ عمدہ اشعار ہین ۔ مگر خوف طوالت ' اور نیز یہ امر کہ یہ کتاب اس کام کے لئے موضوع نہین ' مجھے ان کے نقل کرنے سے روکتا ہي ۔ البتہ اس کتاب مین ایسے اشعار نقل کئے جائینگے جو بیانات کے لحاظ سے ضروري ھونگے ۔

اب ہم پھر المعتمد علي اللہ کے حالات کي طرف رجوع کرتے ہین ۔ مین نے سنا ہي کہ بنو عباد پر اس مصیبت عظمي کے واقع ھونے سے

چند ماہ پیشتر ایک شخص نے شہر قرطبہ مین یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص آکر منبر پر چڑھ گیا اور لوگون کی طرف متوجہ ہوکر بہ آواز بلند یہ اشعار پڑھے :—

رب ركب قد اناخوا عيسهم   في ذري مجدهم حين بسق
سكت الدهر زمانا عنهم   ثم ابكاهم دما حين نطق

[یعنی :— کئی قافلے ایسے ہین جنہون نے اپنے مجد و شرف کی بلندی کے دوران مین اپنے شتران سفید کو بٹھایا ۔ زمانہ کچھ عرصہ ان سے بالکل خاموش رہا ؛ مگر جب بولا ' تو ان کو خون رلایا ۔ (مترجم)]

چنانچہ چند ہی ماہ گزرے تھے کہ بنو عباد پر جو آفت آنی تھی آگئی اور ' حسب قول بالا ' زمانے نے ان کو رلا دیا ۔

اغمات مین المعتمد علی اللہ کے حالات کے متعلق یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان کی ایک نہایت مرحم ' منظور نظر اور بزرگ ترین بیٹی کی حالت سقیمہ اِس نوبت کو پہنچ گئی تھی کہ وہ لوگون سے غزل کی استدعا کرتی تھی ' تا کہ وہ اس کی اجرت سے اپنی بد حالی اور اختلال زندگی کو درست کرسکے ۔ منجملہ اور غزلون کے جو اس کے پاس پہنچین ایک غزل بنت عریف یعنی اس کے والد کے ایک کوتوال شہر کی لڑکی کی تصنیف تھی ۔ یہ وہ کوتوال تھا ' جو بادشاہ کی سواری کے نکلنے کے اوقات مین انتظام و اہتمام کیا کرتا تھا اور سوا اس خاص دن کے کبھی نہین دکھائی دیتا تھا ۔

اسی اثناء مین یہ اتفاق ہوا کہ سیدۂ کبریٰ علیل ہوگئین ۔ اس وقت وزیر ابو العلاء زہر بن عبد الملک بن زہر مراکش مین تھے اور امیر المسلمین کی استدعا پر ان کے معالجہ مین مشغول تھے ۔ المعتمد نے ان کو ایک خط لکھ کر سیدہ کے علاج کے لئے خواہش ظاہر کی اور لکھا کہ وہ خود آکر سیدہ کے حالات کا مطالعہ کرین ۔ وزیر نے اس خط کا جواب لکھا ' جس مین انہون نے اپنا حق پوری طرح ادا کیا اور بادشاہ کی طلب کے موافق حاضر ہونے کا اظہار کیا ۔ انہون نے اپنے خط مین

بادشـاہ کو طول بقاء کي دعا بھي دي، جس کو پڑھکر المعتمد نے یہہ اشـعار کہے :—

۱ دعالی بالبقاء و کیف یھوي | اسـیر ان یطول به البقاء
الیس الموت اروح من حیاۃ | یطول علي الشقيّ بها الشقاء
فمن یك من هواہ لقاء حِبّ | فان هواي من حتفي اللقاء
اارغب ان اعیش اري بناتي | عواري قد اضر بها الحفاء
خوادم بنت من قد کان اعلي | مراتبه اذا أبدوا النداء
و طردُ الناس بین یدي ممري | و کفهم اذا غص الفناء
و رکض عن یمین او شـمال | لنظم الجیش ان رُفع اللواء
یعنیه امام او وراء | اذا اختل الامام او الوراء
ولکن الدعاء اذا ادعاہ | ضمیر خالص نفع الدعاء
جزیت ابا العلاء جزاء بر | ..... * ... و صاحبك العلاء
سیُسلي النفس عن مافات علمي | بانّ الکل یدرکه الفناء

---

۱ ترجمة :— اس نے میرے لئے بقاء کی دعا کی هی ؛ مگر یه کیسے هو سـکتا هی که ایک قیدی شخص اپنی زندگی کے طول کی خواهش کرے ۔

کیا موت ایسی زندگی سے زیادہ آرام دہ نہین هی، جس مین کسی بد بخت کی بد بختی مین اور بھی طول اور اضافه هو جائے ؟

اس کی خواهش تو وہ کرے، جس کو اپنے معشـوق سے ملاقات کی آرزو هو : مجھے تو صرف موت هی سے ملاقی هونے کی تمنا هی ۔

کیا میری یه خواهش هو سکتی هی که مین زندہ رهون، اور اپنی بیٹیون کو اس حال مین دیکھون که وہ برهنه هین اور برهنه پائی کے سـاتھ پھرنے سے انہین تکلیف هوتی هی، اور یه که وہ خادمه هوجائین اُس شخص کی بیٹی کی، جس کا بلند ترین مرتبه یه تھا که جب وہ (میری لڑکیان) نکلا کرین تو لوگون کو هٹانے کے لئے آواز لگائے اور میرے راستے مین سے لوگون کو هٹاکر علیحدہ کرے اور جب تمام صحن آدمیون سے پر هو جائے، تو ان کو چپقلش کرنے سے باز رکھے، اور علم برداری کے وقت لشکر کے انتظام کے لئے چپ و راست بھاگتا پھرے، اور آگے اور پیچھے بھی دوڑے جب کبھی ان اطراف مین کچھ خلل واقع هو ۔

مگر جب دعا ایک خالص دل سے نکلتی هی، تو ضرور نفع دیتی هی ۔

ای ابو العلاء ! تجھے اس کا اچھا اجر ملے ...... اور علوشان تیری همدم رهے !

مگر چونکه مین جانتا هون که آخر الامر هر چیز کو فنا هونا هی، اس لئے نفس کو کچھ تلسیّ هوجاتی هی ۔ (مترجم)

* یہان کے الفاظ علامة دوری سے قلمی نسخے مین نہین پڑھے گئے اس لئے چھوڑ دئے گئے ۔ (مترجم)

متقدم الذکر ابوبکر بن اللبانه ایفاء وعده اور اداء شکر نعمت کے لئے اغمات مین المعتمد کی خدمت مین حاضر ہوا۔ المعتمد اس کے ورود سے بہت خوش ہوئے، اور جب ابن اللبانه نے واپسی کا قصد کیا تو المعتمد نے اپنی وسعت کے مطابق اس کے لئے خرچ کیا۔ چنانچه اس کے پاس بیس (٢٠) مثقال اور دو کپڑے بھیجے، جن کے ہمراہ ذیل کے اشعار بھی تھے:—

١ الیک النزر من کف الاسیر — فان تقبل تکن عین الشکور
تقبّل ما یذوب له حیاء — و ان عذرته حالات الفقیر
ولا تعجب لخطب غضّ منه — الیس الخسف ملتزم البدور
و رجّ لجبره عقبیٰ یداه — فکم جبرت یداه من کسیر

١ ترجمه:— یه حقیر چیزین ایک قیدی کے ہاتھ سے تمہارے پاس آتی ہین۔ اگر ان کو قبول کرلو، تو عین شکریه کا باعث ہی۔
قبول کرلو ایک ایسی چیزکو جس کے لئے حیا بھی پگھلی جاتی ہی؛ اگرچه ایک فقیرکے حالات اس کو معذور رکھتے ہون۔
ایسے حادثه سے تعجب نه کرو، حس سے وه تنگ آگیا ہو. کیا چاند کے لئے گرہن لازمی نہین ہی؟
اسکے ہاتھون کے مآل کار سے ترمیم و درستی کی امید رکھو، کیونکه اسکے ہاتھون نے بہت سے شکستگان کو درست کیا ہی۔
اس کی بلندی نے اکثر اشخاص کو گڑھے سے نکال کر بلندی پر پہنچایا ہی، اور بہت سے امیرون کو اس کی تلوار کی دھارون نے گرا دیا ہی. بہت سے منبرون اور تختون نے آرزو کی ہی که اس کے اعلی جائے نشست بن جائین۔
اس وقت که جب شریف النسل گھوڑے دونون طرف سے ہلاک کن موت لیکر اسپر چڑھ آئے، منحوس آنکھون نے اس کی طرف دیکھا اور ایک معدوم النظیر شخص کو تباه کردیا۔
خوش انجامی کے وقت وه منحوس ہوگئین. خدائے قدیرکی قدرتین یون ہی گردش کیا کرتی ہین۔
بہت سے منظور نظر آدمیون کو اس کی رضا مندی نے خوش اور با اقبال کردیا، اور بہت سے مشہور اشخاص کو اسی کی علو منزلت نے مشہور کیا۔
اس وقت که جب زمانے پر ظلم کرنے والے بادشاه اس کے ملک مین حصه حاصل کرنے کی خواهش کرنے لگے، اور جب که خوف و ہراس سے جری اور بہادر اشخاص حواس باخته ہوجاتے اور اس کو کوه ثبیر سے بھی گران پاتے ہین۔ (مترجم)

و كم اعلتْ علاه من حضيض ‏ و كم حطت ظباه من امير
و كم من منبر حنتْ اليه ‏ اعالي مرتقاه و من سرير
زمانَ تزاحفت عن جانبيه ‏ جياد الخيل بالموت المبير
فقد نظرت اليه عيونُ نحس ‏ مضت منه بمعدوم النظير
نحوس كُن في عقبي سعود ‏ كذاك تدور اقدار القدير
و كم أحظيَ رضاه من حظيّ ‏ و كم شهرت علاه من شهير
زمان تنافست في الحظ منه ‏ ملوك قد تجور علي الدهور
بحيث يطير بالابطال ذُعر ‏ و يلفي ثَم ارجح من ثبير

ابن اللبانه نے ان اشياء كو قبول كرنے سے انكار كيا، اور ان كو واپس كرتے ہوئے اِن اشعار مين جواب ديا :—

* (۱) سقطتَ من الوفاء علي خبير ‏ فذرني والذي لك في ضميري
تركتَ هواك وهو شقيق ديني ‏ لئن شُقّتْ برودي عن غدور
ولا كنت الطليق من الرزايا ‏ لئن اصبحت أجحف بالاسير
اسـير ولا اصير الي اغتنام ‏ معاذ الله من سـوء المصير
اذا ما الشكر كان و انْ تناهي ‏ علي نعمي فما فضلُ الشكور
جذيمة انت والايام خانت ‏ وما انا من يقصر من قصير
(۷) انا ادري بفضلك منك اني ‏ لبست الظل منه في الحرور
(۸) غنيّ النفس انت وان الحّت ‏ علي كفيك حالات الفقير
(۹) تصرف في الندي حِيَل المعالي ‏ فتسمح من قليل بالكثير

* مين ضروری نہين سمجھتا كه ان تمام اشعار كا ترجمه ديا جائے ۔ بنظر تلخيص مضمون چيدة جيدة اشعار كا ترجمه كئے ديتا ہون :—

(۱) تم وفا كے حقيقت كار كے واقف تك پہنچے ہو؛ بس مجھكو اور ان خيالات كو جو ميرے دل مين تمہارے لئے موج زن ہين، الگ رہنے دو ۔

(۷) مين جانتا ہون كه تمہارا فضل و احسان ميرے لئے ايك سـاية هي كه مجھے اس باد گرم سے محفوظ ركھتا هي ۔

(۸) تم غني النفس ہو، اگرچه فقيرانه حالات تم كو گھير ہوئے ہين ۔

(۹) تم معالی كے حيلون كو تصرف مين لاتے ہو، اور ذرا سی بات پر بڑی سخاوت دكھاتے ہو ۔

(۱۰) أحدّث منك عن نبع غريب　　تفتّح من جنازهر نضير
(۱۱) و اعجب منك انك في ظلام　　و ترفع للعفاة منار نور
(۱۲) رويدك سوف توسعني سرورا　　اذا عادك ارتفاعك للسرير
(۱۳) و سوف تحلّني رتب المعالي　　غداة تحل في تلك القصور
تزيد علي ابن مروان عطاءً　　بها و انيف ثمّ علي جرير
(۱۵) تاهب ان تعود علي طلوع　　فليس الخسف ملتزم البدور

المعتمد نے اس کا ان اشعار سے جواب دیا :—

* ردّ بري بغيا عليّ و برّا　　و جفا فاستحق لوما و شكرا
حاط يزري اذ خاف تاكيد ضري　　فاستحق الجفاء اذ حاط نزرا
فاذا ما طويت في البعض حمدا　　عاد لومي في البعض سرا و جهرا

ترجمہ :—

(۱۰) میں تمھارا اس طرح ذکر کرتا ہوں کہ گویا تم ایک خالص نبع ہو، جس میں تر و تازہ شگوفہ ظاہر ہوتا ہے۔

(۱۱) اس سے بھی عجب تر بات یہ ہے کہ گوکہ تم خود تاریکی میں ہو، لیکن اپنے سائلین کے لئے نور کی مینار بلند کرتے ہو۔

(۱۲) ذرا اور ٹھیر جاو؛ تم کو عنقریب سرور کی وسعت حاصل ہوگی، جب کہ تم دوبارہ تخت پر بلندی حاصل کروگے

(۱۳) اور جب تم ان محلوں میں پہنچ جاوگے تو عنقریب مجھکو بلند مراتب پر سرفراز کروگے۔

(۱۵) طلوع کی طرف عود کرنے کے لئے تیار ہو جاو۔ چاند کے لئے گرھن کچھ لازمی امر نہیں ہے۔ (مترجم)

* خلاصۂ اشعار یہ کہ تمھارے اس طرز عمل پر میں تمھارا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور تمکو قابل ملامت بھی سمجھتا ہوں۔ شعر ما قبل آخر میں کہتے ہیں کہ ”ای ابوبکر! تم ایک مسافر و بے کس شخص کے وفا دار ہو۔ خدا نہ کرے کہ ہم تم جیسے ایک خزانے کو مغرب میں گم کردیں۔“ آخری شعر میں کہتے ہیں کہ ”ایک برادر شقیق کی احتیاط بھلا کس کام آ سکتی ہے۔ میں تو مصیبت میں مرھی رہا ہوں، پھر مصیبت سے کیوں ڈروں۔“ (مترجم)

يا ابابكر الغريب وفاءً لا عدمناك في المغارب ذخرا
اي نفع يجدي احتياط شفيق مُت ضراً فكيف ارهب ضرا

ابن اللبانه (رحمه الله) نے یوں جواب دیا :-

(۱) ايها الماجد السميدع عَذْرا صرفيَ البر انما كان بِرّا
(۲) حاش لله ان اجيع كريما يتشكي فقرا و كم سدّ فقرا
لا ازيد الجفاء فيه شقوقا غدر الدهر بي لئن رمتُ غدرا
ليت بي قوة اواوي لركن فتري للوفاء مني سرا
(۵) انتَ علّمتَني السيادة حتي ناهمت همتي الكواكب قدرا
ربحت صفقة ازبل برودا عن اديمي بها والبس فخرا
(۷) و كفاني كلامك الرطب نيلا كيف الفي درّا و اطلب تبرا
(۸) لم تمتْ انما المكارم ماتت لا سقي الله بعدك الارض قطرا

ترجمہ :-

(۱) ای صاحب مجد ، ای مہتر و بزرگ ، ای بسیار عطا ، ای میرے ساتھ نیکی کرنے والے ، جو خود ھی نیکی ھی !

(۲) حاشا و کلا کہ مین اس مرد کریم کی موت چاھوں ، جو فقر کا شاکی ھی ، حالانکہ اس نے اکثر فقر کو روکا ھی ۔

(۵) تم نے ھی تو مجھے سیادت سکھاکر اس قابل کیا ھی کہ مین ھمت مین کواکب سے مقابلہ کرتا ھون ۔

(۷) تمھارا کلام شیرین ھی میرے لئے بطور انعام کے کافی ھی ۔ اگر وہ نہ ھو تو مجھے موتی اور سونا کہان سے ملے ؟

(۸) تم کو موت نہین آئی ، بلکہ مکارم ھی مرگئے ۔ خدا نہ کرے کہ تمھارے بعد زمین کو ایک قطرے سے بھی سیرابی نصیب ھو ۔ (مترجم)

المعتمد نے اپنی موت کے وقت جو اشعار کہے تھے اور حکم دیا تھا کہ ان کو قبر پر لکھوا دبا جائے ، ان مین سے ذیل کے اشعار ہین :—

* قبر الغريب سقاك الرائح الغادي — حقاً ظفرت بأشلاء ابن عباد
بالحلم بالعلم بالنعمي اذا اتصلت — بالخصب ان اجدبوا بالرّي للصادي
بالطاعن الضارب الرامي اذا اقتتلوا — بالموت احمر بالضرغامة العادي
بالدهر في نقم بالبحر في نعم — بالبدر في ظلم بالصدر في النادي
نعم هو الحق حاباني به قدر — من السماء فوافاني لميعادي
ولم اكن قبل ذاك النعش اعلمه — ان الجبال تهادي فوق اعواد
كفاك فارفق بما استودعت من كرم — روّاك كل قطوب البرق رعاد
يبكي اخاه الذي غيّبت وابله — تحت الصفيح بدمع رائح غادي
حتي يجودك دمع الطل منهمر — من اعين الزهر لم تبخل باسعاد
ولا تزل صلوات الله دائمة — علي دفينك لا تحصي بتعداد

* ترجمہ :—

ای مسافر کی قبر! خدا کرے کہ تجھ کو صبح و شام کے ابر سیراب کرین ، اس حق کی بناء پر کہ تو ابن عباد کے جسم پر حاوی ھی . تو کامیاب ھوئی ھی حاوی ھونے مین حلم اور علم اور نعماء پر جب وہ گو کہ خشک ھین ، ایک پیاسے کو سیراب کرنے کے لئے مل جاتے ھین ؛ ایک نیزہ زن ، شمشیر زن ، تیر افگن اور شیر زیان پر جو جنگ کے وقت سرخ ھو جاتا ھی ؛ زمانے پر نقمت مین ، بحر پر نعمتون مین ، بدر پر تاریکیون مین اور محفل کے صدر پر .

ھان یہ وہ حق ھی کہ قضا و قدر آسمانی نے مجھ کو دیا تھا ، مگر اب میعاد کے پورا ھوجانے پر مجھ پر آ پڑے .

اس نیکو حالی سے پہلے مین نہین جانتا تھا کہ پہاڑ تختون پر بھی گر پڑا کرتے ھین .

تیرے لئے کافی ھی . تجھ کو جو کچھ ودیعت دی گئی ھی اسی کو اچھی طرح رکھ .

خدا کرے کہ ھر برق دار اور گھنگھور بادل تجھے سیراب کرے ! جو صبح شام اپنے اس بھائی کے لئے آنسو بہاتا ھی ، جس کی بارش کو تونے پتھرون کے نیچے چھپا دیا ھی : حتی کہ شگوفون کی آنکھون سے تری کے آنسو بہتے ھین ، مگر تجھ کو نیک بخت نہین بناتے .

اور خدا کرے کہ تیرے اندر مدفون شخص پر ھمیشہ ھمیشہ خدا کی بے شمار رحمتین نازل ھوتی رھین . (مترجم)

اِن المعتمد علي الله کا ایک بیٹا تھا، جس کا لقب فخر الدولہ تھا۔ انہوں نے اس کو اپنے بعد حکومت کرنے کے لئے تربیت دی تھی؛ پھر اپنا ولی عہد بناکر "المؤید بنصر الله" کے لقب سے ملقب کیا تھا۔ مگر اس فتنہ نے ان کو اپنی مراد تک نہ پہنچنے دیا، اور قضا و قدر اس کے اصدار و ایراد میں حائل ہوگئی۔ اس فتنہ کے بعد یہ فخر الدولہ برابر گردش ایام میں مبتلا رہا۔ آخر اس نے خود کو بازار کے سپرد کر دیا اور مختلف صنائع میں سے صوّاغي کی صنعت سیکھی۔ ایک مرتبہ متقدم الذکر محمد ابن اللبانہ، اس کے باپ کا شاعر، اس کے پاس سے گزرا اور اس کی حالت پر یہ اشعار کہے:—

(١) اذكي القلوب اسي ابكى العيون دما | خطب وجدناك فيه يشبه العدما
(٢) افراد عقد المنى منا قد انتثرت | و عقد عروتنا الوثقى قد انفصما
(٣) شكاتنا فيك يا فخر العلى عظمت | والرزء يعظم فيمن قدره عظما
(٤) طوّقت من نائبات الدهر مخنقة | ضاقت عليك و كم طوّقتنا نعما
(٥) و عاد كونك في دكان قارعة | من بعد ما كنت في قصر حكي إرما
(٦) صرفت في آلة الصواغ انملة | لم تدر الا الندي والسيف والقلما

ترجمہ:—

(١) اس حادثہ نے، جس میں ہم تم کو مبتلا پاتے ہیں اور جو عدم سے مشابہ ہی، دلوں میں غم و اندوہ کی آگ بھڑکادی ہی اور آنکھوں کو خون رلایا ہی۔

(٢) ہماری تمناوں کے ہار کے افراد بکھر گئے ہیں، اور ہمارے مضبوط دستے کی گرہ کھل گئی ہی۔

(٣) ای فخر علا! تمہاری وجہ سے ہماری شکایات بڑھ گئی ہیں، کیونکہ جس کا مرتبہ بلند ہو، اس کی طرف سے جو مصیبت بڑتی ہی وہ بھی بڑی ہی ہوتی ہی۔

(٤) زمانہ کے مصائب اس طرح تمہارے گلے کا ہار ہوگئے ہیں کہ دم گھٹتا جاتا ہی اور ضیق پیدا ہو گیا ہی، حالانکہ تم نے اکثر ہماری گردنوں میں نعمت و احسان کے ہار ڈالے ہیں!

(٥) و (٦) اس کے بعد کہ تم ارم نما قصروں میں رہتے تھے، اب تمہاری ہستی ایک کوٹنے والے کی دکان میں رہ گئی ہی؛ اور تم نے اپنی ان انگلیوں سے، جو سوائے جود و کرم اور کچھ نہ جانتی تھیں آلۂ صواغی میں کام لینا شروع کیا ہی۔

(٧) يد عهدتُك للتقبيل تبسطها فتستقل الثريا ان تكون فما
(٨) يا صائغاً كانت العليا تصاغ له حليا وكان عليه الحلي منتظما
(٩) للنفخ في الصور هول ما حكاه سوى هول رأيتك فيه تنفخ الفحما
(١٠) وددت اذ نظرتْ عيني اليك به لو ان عيني تشكو قبل ذاك عما
(١١) ما حطك الدهر لما حط من شرف ولا تحيّف من اخلاقك الكرما
(١٢) لُحْ في العلي كوكبا إن لم تلح قمرا وقم بها ربوة ان لم تقم علما
(١٣) واصبر فربتما احمدت عاقبة من يلزم الصبر يحمد غِبَّ مالزما
(١٤) والله لو انصفتك الشهب لانكسفت ولو وفي لك دمع المزن لانسجما
(١٥) بكي حديثك حتي الدرحين غدا يحكيك رهطا والفاظا ومبتسما
(١٦) وروضة الحزن من ازهارها عريت حزنا عليك لان اشبهتها شيما

ترجمہ :-
(٧) وہ ہاتھ ، جس کو میں نے دیکھا ھی کہ تم بوسہ لینے کے لئے بھیلایا کرتے تھے اور اگر ثریا بھی کسی کا منہہ بن جاتا تو تم اسے حقیر سمجھتے تھے !
(٨) و (٩) اے وہ ڈھالنے والے ، جس کے لئے بلند مراتب ڈھالے جاتے تھے اور جسپر زیور نہایت عمدگی سے آراستہ ہوتے تھے ! نفخ صور میں جو ھول و دہشت پنہاں ھی ، وہ صرف اسی ھول کی مانند ھی جو مجھہ پر تم کو کوئلے پھونکتے ہوے دیکھکر طاری ہوتی ھی .
(١٠) جب میری نگاہ تم پر پڑی ، تو میرا جی یہ چاھا کہ کاش کہ اس سے پہلے ھی میری آنکھہ اندھی ہوجاتی .
(١١) جب زمانے نے تم کو شرف سے گرایا ، تو تم کو پست نہیں کیا اور نہ تمھارے اخلاق میں سے کرم کو مٹایا .
(١٢) اگر تم بلندی میں قمر ہوکر نہیں تو ستارہ ہوکر ھی چمکو ، اور اگر جائے نشان مند میں نہیں تو مقام بلند ھی میں کھڑے ہو جاو .
(١٣) صبر کرو ، کیونکہ تمھارے امور کے انجام اکثر قابل تعریف ھی ہوے ہیں . جو شخص صبر کو لازم پکڑتا ھی ، وہ اس کے لزوم کے بعد ضرور قابل ستائش ہوتا ھی .
(١٤) بہ خدا اگر شہاب ھاے ثاقب تم سے انصاف کرتے ، تو چاھئے تھا کہ وہ ڈوب جاتے ؛ اور اگر بارش کے آنسو تم سے وفا کرتے ، تو ان کو جم جانا چاھئے تھا .
(١٥) تمھاری باتیں بھی رونی ہیں ، حتی کہ مروارید ، جب کہ وہ گروہ ، الفاظ اور تبسم میں تمھاری نقل کرتے ہیں .
(١٦) چونکہ تم خصلت میں شگوفہ کی مانند تھے ، اس لئے تمھارے غم میں مرغزار کے باغات بھی اپنے شگوفوں سے عاری ہوگئے ہیں .

(۱۷) بعد النعيم ذوي الريحان حين راي ريحانك الغض يذوي بعد ما نعما
(۱۸) لم يرحم الدهر فضلا انت حامله من ليس يرحم ذاك الفضل لا رحما
(۱۹) شقيقك الصبح ان اضحي يشارقه و انت في ظلمة فالصبح قد ظلما

فصل

ہم نے المعتمد علي اللہ کے حالات اور انکے متعلقات کا یہ مختصر سا بیان، گوکہ وہ ہمارے مقصد سے خارج ہي، اس لئے قلمبند کیا ہي کہ ہم نے اس سے پہلے ان کے فضل، غزارت ادب اور ایثار کے باب مین جو کچھ بیان کیا ہي، اس پر دلیل ہو. اسي طرح اب ہم مملکت اندلس کے ان حالات کے نسق کو المرابطون یعني اصحاب یوسف بن تاشفین کے کوائف سے متصل کرینگے. اس امر کي ایک اور تیسري وجہ یہ ہي کہ المعتمد مذکور کے حال کو جس امرنے نباہت سے خمول، بلندي سے پستي اور بسط سے قبض تک پہنچایا، وہ منجملہ ان عبرتون کے ہي، جو زمانے نے ہم کو دکھائیں، اور ان مواعظ مین سے ہی جس سے دنیا اصحاب فہم کي نگاہ مین ذلیل و خوار معلوم ہوتي ہي *

المعتمد پر قبضہ پانے کے بعد یوسف بن تاشفین کے لئے اندلس کا معاملہ بالکل مجتمع ہوگیا؛ کیونکہ وہي اسکے سرلشکر، عین الاعیان اور بمنزلۂ واسطۂ نظم کے تھے. یوسف بن تاشفین کے ہمراہي اسي طرح ایک ایک ملک کرکے تمام ممالک کو سمیٹتے رہے، تا آنکہ تمام

ترجمہ :-

(۱۷) جب ریحان نے دیکھا کہ تمھارا ریحان تار و نعم کے بعد پژمردہ ہوگیا ھی، تو ریحان بھی خوش عیشی کے بعد پژمردہ ہوگیا.

(۱۸) زمانے نے ان فضائل پر رحم نہین کیا، جن کے تم حامل ہو. جو اس فضیلت پر رحم نہین کرتا، اس پر رحم نہین کیا جاتا.

(۱۹) صبح گویا تمھاری توام ھی، جس وقت وہ روشن ہوتی ھی. مگر چونکہ تم تاریکی مین ہو، اس لئے صبح بھی تاریک ھی. (مترجم)

جزیرہ نما ان کا مطیع ہوگیا ۔ ان کے امر کے آغاز ہی مین دشمن کي گوشمالي ٗ مسلمانون سے مدافعت غنیم اۆر حمایت حدود مین اس قسم کے امور ظہور پذیر ہوئے ٗ جن کي لوگون کے خیالات نے تصدیق کي ٗ اۆر ان کے دلون کو سرور ہوا اۆر آنکھون کو ٹھنڈک پہنچي ۔ اس طرح اہل اندلس کو ان سے اۆر بھي زیادہ محبت ہوگئي اۆر ملوک روم بھي بیش از پیش خائف ہوگئے ۔ یوسف بن تاشفین اس تمام عرصے مین دم بہ دم لشکر پر لشکر اۆر فوج پہ فوج بھیج بھیج کر ان کي مدد کر رہے تھے ٗ اۆر اپني ہر مجلس مین کہا کرتے تھے کہ "ہماري غرض اس ملک مین آنے سے یہ تھي کہ ہم اسے اہل روم کے ہاتھون سے خلاصي دلادین ۔ مگر ہم نے دیکھا کہ اس ملک کے اکثر حصے پر ان کا غلبہ ہوگیا ہي ٗ اۆر اس کے بادشاہ غافل ٗ جنگ آزمائي مین سست ٗ اۆرون کے دست نگر اۆر ان کے سامنے ذلیل ہین ٗ آرام طلبي کو ترجیح دیتے ہین ٗ ہر ایک کي ہمت اسي مین صرف ہوتي ہي کہ وہ جام شراب نوش کرے ٗ کسي مغنیہ کا گیت سنے اۆر لہو و لعب مین اپنے دن تیر کرے ۔ اگر مین زندہ رہا تو ان تمام ممالک کو ٗ جن پر اس فتنے کے دوران مین اہل روم نے قبضہ کرلیا ہي ٗ دوبارہ مسلمانون کے ہاتھ مین پہنچا دونگا ۔ مین اہل روم کے خلاف اس ملک کو سوارون اۆر پیادون سے بھردونگا ۔ نہ ان کو ناز پروري کا موقعہ ملیگا ٗ نہ خوش عیشي کا علم تک ہوگا ۔ بلکہ ان کي ہمت گھوڑون کو سدھانے اۆر ماہر کرنے اسلحہ کي درستي اۆر دعوت جنگ کا جواب دینے مین صرف ہوگي"۔ اۆر اسي قبیل کي اۆر باتین کہا کرتے تھے ۔ اس کي خبر نصاري کے بادشاہون تک پہنچي ٗ تو ان کا خوف و ہراس اۆر بھي بڑھ گیا ٗ اۆر مسلمانون کے ٗ بلکہ یون کہئے کہ خود ان کے ٗ حالات حاضرہ سے ان کي نا امیدي اۆر بھي زیادہ قوي ہوگئي *

جب یوسف امیر المسلمین نے جزیرہ نمائی اندلس پر قبضہ کرلیا ' اؤر وہ تمام ملک انکا مطیع و منقاد ہوگیا اؤر کسی طرح کا اختلاف باقی نہ رہا ' تو وہ اسی دن سے شاہان اندلس مین شمار ہونے لگے اؤر بادشاہ کے نام کے مستحق ہوگئے ۔ وہ اؤر ان کے ہمراہی "المرابطون" کے نام سے موسوم ہوگئے ۔ وہ اؤر انکا بیٹا اکابر ملوک مین شمار ہونے لگے ؛ کیونکہ جزیرہ نمائی اندلس مغرب اقصی کے سامنے واقع ہی ' اس کے لئے بمنزلہ ام القری کے ہی اؤر معدن فضائلَ ہی ۔ چنانچہ عموماً ہر قسم کے علماء اسی سے منسوب ہین اؤر اسی مین محسوب ہوتے ہین ۔ وہ ملک علوم کے شموس و اقمار کے طلوع کا مقام ہی ' فضائل کا مرکز اؤر قطب ہی ' ہوا کے لحاظ سے تمام اقالیم کے مقابلے مین معتدل ترین ہی ' اس کا آسمان صاف ترین ' اس کا پانی نہایت شیرین ' اس کی روئیدگی نہایت خوشبو ' اس کی پہاڑیان بہ کمال سرسبز ' اس کی صبحین نہایت پاکیزہ اؤر شامین بہ غایت پر لطف ہین ۔ (ابیات) —

وہ ایک ایسی سرزمین ہی کہ اس کی آرام گاہ اؤر اسکے باشندون کے شوق سے میرا دل اڑکر وہان جانا چاہتا ہی ۔ وہ ایسے لوگ ہین ' جن کے ذکر ہی سے گویا مین گلہائے تر چن رہا ہون ۔ کیا ان کی ملاقات سے مین گلہائے آس بھی چن سکونگا ؟

تمام جزیرہ نما سے ہر علم کے بہترین علماء ٹوٹ ٹوٹ کر امیر المسلمین کے پاس آ گئے اؤر انکا دربار ایسا ہوگیا جیساکہ عین عروج سلطنت کے زمانے مین بنو عباس کا تھا ۔ انکے اؤر انکے بیٹے کے ہان ایسے ایسے زبردست مصنف اؤر فصیح و بلیغ اشخاص جمع ہوگئے تھے کہ شاید کبھی کسی زمانے مین ایسا اتفاق نہ ہوا ہوگا ۔ چنانچہ امیر المسلمین کے کتّاب مین سے ایک صاحب ابوبکر المعروف بہ ابن القصیرہ تھے ' جو المعتمد علی اللہ ابوبکر کے کاتب تھے ۔ وہ فصحاء مین سے تھے اؤر میدان بلاغت مین دیگر فضلاء پر سبقت رکھتے تھے ۔ وہ قدیم کاتبون کے طریقے

پھول بیٹھ گیا ۔ یوسف نے المعتمد سے کہا کہ " اِسے خدا کی پھٹکار ہو' مین نہین سمجھتا تھا کہ یہ سؤر اس حد تک پہنچ جائیگا "۔ یوسف نے اپنے آدمیون کو جمع کرکے ایسے لوگ مقرر کئے جو ان کے سامنے پند و نصیحت کرین اور بہادری کے قصے یاد دلائین ۔ چنانچہ ایسا کرنے سے ان لوگون کی صدق نیت' شوق جہاد اور شہادت کو محض آسان سمجھنے کا حال معلوم کرکے یوسف اور مسلمان خوش ہو گئے ۔ دونون افواج ۱۲ رمضان کو جمعرات کے دن ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئین تھین ۔ پھر فریقین مین آغاز جنگ اور تیاری کا دن مقرر کرنے کے متعلق رسل و رسائل ہوتے ۔ ادفنش (لعنه الله) نے کہا کہ " جمعه تمہارا مبارک دن ہے اور سبت (شنبه) یہودیون کا دن ہے' جو ہمارے وزراء اور کتاب ہین اور ہم ان کو نظر انداز نہین کر سکتے ۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ دو شنبه کے دن ہم لوگ اپنے مقصد کا کام شروع کرین "۔ درحقیقت اس کا اصلی مطلب مسلمانون کو دھوکا دینا تھا؛ مگر وہ اپنے ارادے مین کامیاب نہین ہوا ۔ جب جمعه کا دن آیا' تو مسلمانون نے نماز جمعه کی تیاری کی ۔ اس وقت تک ان کے ہان کسی شخص کو امارت جنگ پر مامور کرنے کا اہتمام نه ہوا تھا؛ اور یوسف بن تاشفین نے اس خیال کی بناء پر امارت کو قائم کیا تھا کہ بادشاہ غدر نہین کیا کرتے : غرض کہ وہ اور ان کے ہمراہی لباس فاخرہ پہن کر نماز کے لئے نکلے ۔ لیکن المعتمد نے حزم و احتیاط سے کام لیا' اور وہ اور انکے ہمراہی پوری طرح مسلح ہوکر بر آمد ہوئے ۔ انہون نے امیر المسلمین سے کہا کہ " آپ اپنے آدمیون کے ساتھ نماز ادا کیجئے' کیونکہ آج کے دن میرا کچھ جی نہین خوش ہوتا ۔ مین آپ کے پیچھے ہون' اور میرا خیال ہے کہ اِس سؤر نے اپنے دل مین مسلمانون کو اچانک قتل و غارت کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے "۔ چنانچہ یوسف اور انکے ہمراہی نماز مین مشغول ہو گئے ۔ ابھی ان کی پہلی ہی رکعت تھی کہ ان کے سامنے عیسائیون

کی طرف سے سوار نظر آئے ' اور ادفنش (لعنه الله) نے اپنے رفقاء کو لے کر دھاوا کر دیا ؛ کیونکہ اسے یہ خیال تھا کہ اسے اچھی فرصت ھاتھ آ گئی ہی ۔ دفعتہً المعتمد اور ان کی فوج ان لوگون کے پیچھے سے اُن پر جا پڑی ۔ اس دن انہون نے وہ کمال کرکے دکھایا کہ کبھی کسی دن نہ دیکھا گیا تھا ۔ المرابطون نے بھی اپنے اسلحہ سنبھال لئے اور گھوڑون پر سیدھے سوار ہو گئے ۔ دونون فوجین آپس مین خلط ملط ہو گئین ۔ یوسف ابن تاشفین اور ان کے ساتھیون نے وہ صبر اور عزم و ثبات دکھایا کہ جس کا المعتمد کو گمان تک نہ تھا ۔ اللہ نے دشمن کو ہزیمت دی ' اور مسلمانون نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو ہر طرف قتل کرنے لگے ۔ مگر ادفنش (لعنه الله) اپنے نو عدد رفقاء کے ساتھ بچ گیا ۔ اندلس کی ان مشہور فتوح مین سے ایک فتح یہ بھی تھی جس مین اللہ نے اپنے دین کو غالب اور اپنے کلمہ کا بول بالا کیا ' اور ادفنش (لعنه الله) کی طمع جزیرہ نمائی اندلس سے منقطع ہو گئی ' حالانکہ وہ اس سے پہلے یہ سمجھا کرتا تھا کہ وہ اس کا مال ہی اور وہان کے رؤسا اس کے غلام ہین ۔ یہ سب کچھ امیرالمسلمین کے حُسن نیت کا نتیجہ تھا ۔ یہ جنگ واقعۂ زلاقہ کے نام سے موسوم ہی ۔ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہین ' مسلمانون نے سنہ ۴۸۰ مین ماہ رمضان کی تیرھوین تاریخ کو عیسائیون سے یہ جنگ کی تھی ' اور وہ جمعہ کا دن تھا ۔

یوسف ابن تاشفین اور ان کے ہمراہی اُس میدان جنگ سے مظفر و منصور واپس آئے ۔ فتح ان ہی کے لئے اور ان ہی کے ھاتھون ہوئی تھی ۔ اہل اندلس اس سے بہت خوش ہوئے ' اور اس فتح کو امیر المسلمین کے یمن و برکت پر محمول کیا ۔ منبرون پر اور مسجدون مین ان کے لئے بہت دعائین ہوئین ' اور تمام جزیرہ نمائی اندلس مین ان کی ثنا و توصیف اس قدر پھیلی کہ ان کو اندلس کی اور بھی زیادہ طمع ہو گئی ۔ وجہ یہ تھی کہ ان سے پہلے نصاری ہر جگہ غلبہ پذیر ہو گئے تھے

اۆر اندلس کے تمام بادشاھون سے انہون نے اپنی اطاعت کرالي تھي • جب الله نے دشمن پر قہر ڈھایا اۆر اس کو امیرالمسلمین کے ھاتھ سے ہزیمت دي، تو لوگون نے ان کي عظمت ظاہر کي اۆر ان کي محبت دلون میں جڑ پکڑین ھوگئي • تب تو انکو یه خیال آیا که سیر و تفریح کے طور پر اندلس میں گھومیں، حالانکه انکا قصد کچھ اۆر ہی تھا • چنانچه انہون نے چکر لگایا، اۆر جو کچھ چاھتے تھے حاصل کرلیا • پھر اس تمام عرصے میں وه برابر المعتمد کي تعظیم و تکریم ہي ظاہر کرتے رھے، اۆر صاف طور پر یه کہا کرتے تھے که "ہم تو اس شخص کے مہمان اۆر اس کے حکم کے ماتحت ہین • وه جب تک چاھیگا ہم اس کے پاس ٹھیرینگے"• شاھان جزیرہ نما میں سے جس کو امیرالمسلمین سے اختصاص پیدا ھوگیا تھا، جس کا اُن کو لحاظ تھا اۆر جس کو ان سے تقرب حاصل تھا، وه ابویحییٰ محمد بن معن بن صمادح المعتصم، صاحب مریه، تھا • یه المعتصم ہمیشه المعتمد سے دشمنی کرتا تھا، اۆر قدیم زمانے سے ان کا حاسد تھا • ملوک جزیرہ نما میں اس کے سواء کوئي اۆر شخص ایسا نه تھا جو المعتمد کو برا سمجھتا ھو • ان دونون کے درمیان میں بعض اوقات بري بري خط و کتابت ھوا کرتي تھي • المعتصم اپنی مجالس میں المعتمد کي عیب چیني کیا کرتا تھا • ادہر المعتمد کي یه کیفیت تھي که وه اپني مروت، نزاہت نفس، پاکیزگي سیرت اۆر شدت ملوکیت کي وجه سے ایسا کرنے سے باز رہتے تھے • امیرالمسلمین کے ورود سے چند عرصه پیشتر المعتمد مشرقي اندلس میں دورہ کرنے اۆر اپنے عمال و رعیت کي حالت معلوم کرنے کے لئے گئے تھے • جب وه المعتصم کے بلاد کے پاس پہنچے، تو وه اپنے ارکان دولت کو لے کر ان سے ملنے کے لئے آیا تھا، اۆر المعتمد سے یه چاھا تھا که وه اس کے بلاد میں داخل ھون • مگر المعتمد نے انکار کیا • آخرکار بہت کچھ درخواست اۆر خواہش پر دونون نے اس پر اتفاق کیا که وه المعتصم کي

حدود بلاد کے شروع اوٗر المعتمد کے بلاد کي حدود کے آخر مین ایک دوسرے سے ملین ۔ چنانچه ایسا ہي ھوا ' اوٗر دونون مین به ظاہر صلح ھوگئي ۔ المعتصم نے ان کے اکرام کے لئے ایک مجلس منعقد کي ؛ اوٗر ایسے ایسے آلات سلطانیه اوٗر ذخائر شاھانه دکھلائے ' جو ایسے موقعون کے لئے موزون ھوتے ہین ' اوٗر یه سمجھا که اس سے المعتمد کو رنج و غم ھوگا ۔ مگر الله نے المعتمد کو اس سے محفوظ رکھا ' اوٗر ان کے خلق کریم نے ان کو بچا لیا ' اوٗر خدا کے فضل سے وہ اس طرح محفوظ رہ گئے ۔ المعتمد تین ہفتے ۔ان کے مہمان رہ کر اپنے ملک کو واپس آ گئے ' اوٗر بعد ازان مراکش چلے گئے ۔ امیر المسلمین کے آنے تک ان دونون کے درمیان یہي کیفیت جاري رھي ' جیسا که ہم ذکر کر چکے ہین ۔ المعتصم ہدایائے فاخرہ اوٗر تحفه ھائے گران لے کر امیر المسلمین سے ملے ' ان کي خدمت مین بہت سرگرمي دکھائي ' تا آنکه یوسف نے ان کو اپنا نہایت درجه مقرب بنا لیا ' اوٗر اپنے رفقاء سے ان دونون کي نسبت یه کہا کرتے تھے که "یه دونون (یعني المعتمد اوٗر المعتصم) اس جزیرہ نما کے خاص آدمي ہین"۔ المعتصم کے مقرب بن جانے کي بڑي وجه یه تھي که المعتمد نے امیر المسلمین سے اس کي بہت ثنا کی تھی ' اوٗر اسے تمام فضائل سے متصف بتایا تھا ۔ حق تو یه ہي که وہ اوصاف المعتصم سے بہت دور نه تھے ' جو المعتمد نے اس کي نسبت بیان کئے تھے ۔ جب المعتصم کو امیر المسلمین کے مزاج مین بہت درخور ھوگیا تو اس نے یه کوشش شروع کي که کسي طرح ان کا دل المعتمد کي طرف سے پھیر کر دونون مین فساد برپا کردے ۔ اس کي سوء رائے ' نا پاک سیرتي اوٗر انجام بیني کے لئے ضعف بصیرت نے اس کے دل مین یه بات پیدا کردي ۔ اصل یه ہي که خدائے تعالیٰ جو کچھ کرنا چاھتا ہي اسے پورا کرکے رھتا ہي ' جو کچھ مقدر ھوتا ہي وہ ضرور اپنے وقت پر ھوکر رھتا ہي ؛ اوٗر جب الله کسي کام کو پورا کرنا چاھتا ہي تو اس کے اسباب پیدا

کردیتا ہی۔ المعتصم کا جو کچھہ ارادہ تھا' اسکي تدابیر اس نے شروع کردین' مگر وہ یہ نہ سمجھا کہ وہ خود بھي اسي کنوین مین گرنے والا ہي جو وہ کھود رہا ہي' اور ان اسلحہ سے خود ہي قتل ہونے والا ہي جو اس نے تیز کئے ہین۔ جہان اس نے اور باتین امیر المسلمین تک پہنچائین' ان ہي مین سے ایک یہ بھي اظہار کیا کہ المعتمد اپني ذات سے سخت مغرور و متکبر ہی اور یہ کہ وہ کسي کو اپني برابر نہین سمجھتا: بلکہ ان سے ایک مرتبہ یہ بھي کہہ دیا تھا کہ المعتمد نے یہ کہا کہ "یہ شخص (یعني امیر المسلمین) بہت عرصے سے جزیرہ نما مین پڑا ہوا ہي۔ اگر مین اپني انگلي بھي ہلاؤن' تو وہ ایک شب بھي یہان نہین تھیر سکتا اور نہ اسکے ہمراہی رہ سکتے ہین۔ (گویا کہ آپ المعتمد کی دشمني سے ڈرتے ہین) آخر یہ بچارہ اور اس کے ساتھي ہین کیا چیز! یہ لوگ اپنے ملک مین اپني ہستي کے قیام کی کوشش کرتے رہتے تھے اور بھوکے مرے جاتے تھے۔ ہم ان کو اس ملک مین کھلانے پلانے کے لئے لے آئے ہین۔ جب انکے پیٹ بھر جائینگے' تو پھر ان کو ان ہي کے ملک کي طرف نکال دینگے۔" غرض اسي نوع کے اور تحقیر کے کلمے المعتمد کي طرف منسوب کئے۔ اس امر مین امراء اندلس نے بھي المعتصم کي اعانت کي۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح وہ لوگ چاہتے تھے اسي طرح یوسف امیر المسلمین کا دل المعتمد کی طرف سے پھیر دیا۔ في الاصل امیر المسلمین نے اپنے اور اپنے ہمراہیون کے قیام اندلس کے لئے ایک خاص وقت اور حد مقرر کردي تھي۔ اس سے زیادہ وہ وہان نہ تھیرتے۔ ان کے وہان جانے کي غرض صرف یہ تھي کہ المعتمد کي دلجوئي اور تسکین خاطر ہو جائے۔ جب وہ مدت گزر گئي اور ان کے جانے کا وقت قریب آ گیا' تو امیر المسلمین اس کیفیت کے ساتھ سرحد کي طرف چلے گئے کہ انکا دل دشمني سے بھر گیا تھا اور مزاج متغیر ہو چکا تھا۔

و ما النفس الا نطفة في قرارة اذا لم تکدر کان صفوا غدیرها

پھر یہ تمام باتین علاوہ اس کے تھین کہ ان کو جزیرہ نما کي طمع اؤر اس پر قبضہ پانے کا بیحد شوق تھا ۔ قبل اس کے کہ امیر المسلمین وھان سے روانہ ھون، المعتمد کو بہت سي ایسي باتین معلوم ھوگئي تھین جن سے انہون نے یہ سمجھ لیا تھا کہ یوسف کا دل ان کي طرف سے بدل گیا ہي *

غرض کہ امیر المسلمین مراکش کو واپس چلے گئے، اؤر ان کے دل مین جزیرہ نمائي اندلس کے متعلق سخت بے حیني لگي رھی ۔ مجھے معلوم ھوا ہي کہ انہون نے اپنے عمائد اصحاب مین سے ایک ثقہ شخص سے یہ کہا کہ "مین سمجھتا تھا کہ میرے پاس بھي کچھ ہي ۔ مگر جب مین نے اس ملک (یعني اندلس) کو دیکھا، تو میري نگاہ مین میري مملکت حقیر معلوم ھونے لگي ۔ اس کو حاصل کرنے کے لئے کیا حیلہ کرنا چاھئے؟" ان کي اؤر ان کے اصحاب کي یہ رائے قرار پائي کہ المعتمد سے خط و کتابت کرکے اس امر کي اجازت طلب کي جائے کہ ان کے ھان کے صلحاء اندلس مین جاکر جہاد کی نیت سے اقامت کرین، دشمن سے جنگ کرین اؤر ان چند قلعون مین مدت تک رھین جو عیسائیون کے قبضے مین ہین ۔ چنانچہ انھون نے ایسا ہي کیا: کہ المعتمد کو لکھا؛ اؤر المعتمد نے ابن الافطس المتوکل، بادشاہ سرحد، کے اتفاق کرنے پر ان کو ایسا کرنے کي اجازت دے دي ۔ اصل یہ ہي کہ اس سے یوسف اؤر ان کے اصحاب کا منشا یہ تھا کہ ان کے حمایتي اندلس کے شہرون مین پھیلے رھین، اؤر جب ان کے قیام دعوت یا اندلس پر اظہار حکومت کرنے کا موقعہ آئے تو ان کو ہر شہر مین اپنے مددگار مل جائین ۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہین، اہل اندلس کے دل یوسف اؤر ان کے اصحاب کي محبت کا شربت پي چکے تھے ۔ امیر المسلمین نے اپنے چیدہ چیدہ ارکان سلطنت کو انتخاب کیا اؤر اپنے رشتہ دارون مین سے بلجین نام ایک شخص کو ان سب کا سردار

مقرر کردیا ۔ اس شخص کو انہون نے خفیہ طور پر اپنا دلي منشا بتا دیا تھا ۔ بلنجین روانہ ھوا ' اؤر جزیرہ نما کے باڈی بادشاھون کو چھوڑکر سیدھا المعتمد کے ھان پہنچا اؤر ان سے پوچھا کہ " آپ مجھے کہان جانے کا حکم دیتے ہین ؟ " المعتمد نے اپنے چند آدمي اس کے ساتھ کردئے ' جنھون نے اسے ایک قلعہ مین جاکر ٹھیرا دیا جو انہون نے اس کے لئے منتخب کر رکھا تھا ۔ چنانچہ وہ اؤر اس کے ساتھي جہان ٹھیرائے گئے ٹھیر گئے ' اؤراس وقت تک وھین مقیم رھے کہ جب المعتمد کے خلاف فتنہ برپا ھوا ۔ اؤر وہ سنہ ۴۸۳ کے ماہ شوال مین اس طرح شروع ھوا کہ ' بغیر کسي ایسے ظاھري سبب کے جو ایسا کرنے پر آمادہ کرے ' سرحدي شہر طنجہ کے مقابل کے جزیرۂ طریف پر قبضہ کرلیا گیا ۔ ان کي جماعتین پراگندہ ھوگئین ' اؤر ان لوگون کي طبیعتین کھیل کود مین لگي ھوئي تھین ۔ ان کے بلاد بکھر گئے ' جہان کے باشندون کے دلون مین ان کي محبت جاگزین ھوچکي تھي ۔ جب المرابطون نے جزیرہ طریف لے لیا اؤر اس مین امیر المسلمین کي دعوت کا اعلان ھوگیا ' تو بلاد اندلس مین اس امر کي شہرت ھوگئي اؤر وہ لوگ جن کا ہم ذکر کرچکے ہین کہ مختلف قلعون مین ٹھیرائے گئے تھے ' اٹھ کھڑے ھوئے اؤر جاکر قرطبہ کا محاصرہ کرلیا ۔ وھان عباد بن المعتمد الملقب بہ المامون مقیم تھا ' جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہي ' اؤر جو المعتمد کا سب سے بڑا بیٹا تھا ۔ باغي شہر مین داخل ھوگئے ' اؤر عباد کو قتل کردیا ۔ مگر عباد نے بھي مرنے سے پہلے خوب بہادریان دکھلائین ۔ یہ سنہ ۴۸۴ مین ماہ صفر کے شروع کا واقعہ ہي ۔ اس طرح دشمني اؤر تکالیف بڑھ گئین اؤر فتنہ و فساد برابر اپني تیزي مین ترقي کرتا رھا ۔ ایک جمعیت جنگ کے لئے اشبیلیہ پہنچ گئي ۔ المعتمد کو اس گروہ کے حالات و ارادات سے اطلاع دي گئي ۔ ان پر دشمنون کي اصلي مراد کھلي ' اؤر ان کي بد طینتي ظاھر ھوگئي ۔

ان کو ان لوگون کے چمڑون کي آواز کي حرص و آز هوي ' وہ ان لوگون کي خونریزي اۇر اُن کے ہتک حریم اۇر کشف حرم پر آمادہ هوئے ۰ مگر ان کے مجد اثیل ' رائي اصیل اۇر مذہب جمیل نے ان کو ایسا کرنے سے باز رکها ؛ اۇر خدا نے ان کو حسن یقین اۇر صحت عقل و ذہن سے جو بہرہ عطا فرمایا تها اس نے ان کو اس کام سے روک دیا ۰ آخر ان لوگون کو ان کے غرہ نے سال مذکور کے ماہ رجب کے نصف مین سہ شنبہ کے دن قیام پر مجبور کیا ' اۇر وہ اپني فوج بے نصرت اۇر اپنا دستہ فوج ' جس کے عقب مین کچهہ نہ تها ' ہمراہ لیکر آگے بڑهے ۰ المعتمد اپنے قصر سے تلوار هاتهہ مین لئے هوئے نکلے ۰ زیر جامہ کے نیچے ان کا شاماکچہ جمک رہا تها ۰ نہ انکے هاتهہ مین ڈهال تهي ' نہ بدن پر زرہ ۰ انہون نے شہر کے ایک دروازے موسوم بہ باب الفرج پر ایک سوار کو داخل هوتے دیکها جو اپني شجاعت مین مشہور تها اۇر اس وقت پوري طرح مسلح تها ۰ اس سوار نے ان پر ایک چهوٹے سے لچک دار اۇر لمبي اني کے گرہ دار نیزے سے حملہ کیا ' جو ان کے شاماکچہ مین سے گزرتا هوا بغل مین سے نکل گیا ۰ اللہ نے المعتمد کو اس سے بچا لیا اۇر اپنے فضل سے اسے ان سے دور کر دیا ۰ انہون نے اس سوار کے شانہ پر اپني تلوار کا ایک ایسا هاتهہ دیا جس سے اس کي پسلیون تک جسم شق هو گیا ' اۇر وہ تیورا کر گر پڑا ۰ ان جماعتون کو ہزیمت هوئي ' اۇر ان فصیلون پر یکبارگي حملہ کرنے والے وهان سے اتر گئے ۰ اہل اشبیلیہ کو یہ خیال هوا کہ اب اس گلوگیري سے نجات حاصل هوئي ۰ جب اسي دن عصر کا وقت هوا تو لوٹ پهر واپس آئے ۰ شہر پر وادي کي طرف سے حملہ هوا ' اۇر وهان کے باشندون کي امیدین ٹوٹ گئین ۰ حاسد و دشمن کو اس سے اۇر بهي امید بندهہ گئي ' اۇر انکے بد خواهون مین آگ بهڑک اٹهي ۰ اس وقت ان کي امیدین تو ایک طرف ' منہہ سے بات نکلني بهي محال تهي اۇر هاتهہ پاۇن ڈهیلے هو گئے تهے ۰ جن

لوگون نے خشکي کی طرف سے آکر حملہ کیا تھا ان مبن امیر المسلمین یوسف کا ایک آدمي حُدبر بن واسنوا بھي تھا ' اوٖر وادي کے لوگون مین سے ایک اوٖر شخص تھا جسے "سپہ سالار ابو حمامہ" کہہ کرتے تھے اوٖر بنو سجّوت کے موالي مین سے تھا ۔ چند دن تک یہ معاملہ اسي طرح معرض التوا مین رہا ۔ آخر امیر سیر ابن ابی بکر بن تاشـفین ' یعني امیر المسـلمین کا بھتیجا ' ایک زبردست فوج اوٖر اپنی رعیت کي جماعت کثیرہ کے ساتھ آ پہنچا ۔ ان ایام کے دوران مین پریشاني نے لوگون کو دیوانہ کررکھا تھا اوٖر خوف و ہراس ان کے دلون مین جا گزین ہوگیا تھا ۔ لوگ دور دور کي مسافتین طے اوٖر دریاؤن کو عبور کرکے آرہے تھے ۔ انکو گندے نالے پار کرنے پڑتے تھے اوٖر اونچي اونچي فصیلون پر چڑھنا پڑتا تھا ۔ اوٖر غرض صرف یہ تھي کہ اپني جانین بچالین ' اپنے وعدون کو پورا کرین اوٖر خالص دوستي پر قائم رہین ۔ چنانچہ وہ لوگ اس دن تک ثابت قدم رہے کہ سنہ مذکور کی اکیسوین رجب اوٖر یکشنبہ کو واقعۂ عظمي اوٖر نظارۂ رستخیز پیش آیا ۔ اس دن امر واقع نے نہایت شدت اختیار کرلي اوٖر بات ہاتھ سے نکل گئي ۔ لوگ وادي کي طرف سے شـہر مین داخل ہوگئے اوٖر شـہري اوٖر دیہاتی سب ہی پر مصیبت ٹوٹ پڑي ۔ فریقین نے جنگ و قتال مین نہایت سرگرمي سے کام لیا اوٖر دونون جماعتین جان توڑکر لڑین ۔ المعتمد کي مدافعت ' شجاعت اوٖر جانبازي سے یہ بات ظاہر ہوگئي کہ اس سے زیادہ بہادري غیر ممکن الوقوع ہي اوٖر کسي سے رونما نہین ہو سکتي ۔ اسي واقعہ کے متعلق المعتمد نے ' اس وقت کہ جب وہ مقید اوٖر درماندہ ہوکر سرحد پر اترے ہین ' یہ اشعار کہے ہین :-

۱ لما تما سكت الدموع　و تنهنه القلب الصديع
قالوا الخضوع سياسة　فليبد منك لهم خضوع
والذ من طعم الخضو　ع علي فمي السم النقيع
ان تستلب عني الدني　ملكي و تسلمني الجموع
فالقلب بين ضلوعه　لم تسلم القلب الضلوع
لم أستلب شرف الطبا　ع ايسلب الشرف الرفيع
قد رمت يوم نزالهم　الا تحصنني الدروع
و برزت ليس سوي القميـ　ـص عن الحشي شئ دفوع
و بذلت نفسي كي تسيـ　ـل اذا يسيل بها النجيع
اجلي تاخر لم يكن　بهواي ذلي والخشوع
ما سرت قط الي القتا　ل و كان من املي الرجوع
شيم الالي انا منهم　والاصل تتبعه الفروع

---

۱ ترجمہ :- نہ آنسو رکے اور نہ پارہ پارہ شدہ دل باز رہا ۔
لوگ کہتے ہیں کہ عاجزی اچھی تدبیر ہی ؛ لہذا چاہئیے کہ تم بھی ان کے سامنے عجز کا اظہار کرو ۔ مگر (حق یہ ہی کہ) مجھے عجز و خضوع کے ذایقہ سے زہر ہلاہل زیادہ لذیذ معلوم ہوتا ہی ۔
اگر دنیا نے مجھ سے میرا ملک چھین لیا اور فوج نے مجھ کو چھوڑ دیا ،
تو دل تو ابھی اپنی پسلیوں میں موجود ہی اور پسلیوں نے تو دل کو نہین چھوڑا ہی ،
نہ مجھ سے شرافت نفس غصب کی گئی ہی ۔ کیا کبھی شرافت رفیعہ بھی چھینی جا سکتی ہی ؟
جنگ کے دن مجھ پر تیر اندازی ہوی ، اور میں جانتا تھا کہ زرہیں بھی مجھ کو نہ بچائینگی ۔
اور میں اس حالت میں جنگ کے لئے نکلا تھا کہ میرے جسم کو محفوظ رکھنے کے لئے سوا قمیص کے اور کچھ نہ تھا ۔
اور میں نے اپنے جسم کو اس طرح سپرد سنان کیا کہ اگر بہے تو خون خالص بہے ۔
میری موت میں تاخیر ہوگئی ہی ۔ مگر ذلت اور خشوع کی مجھے کبھی خواہش نہ تھی ۔
میں کبھی اس امید سے جنگ کو نہیں گیا کہ وہاں سے واپس بھی آونگا ۔
یہ ان لوگوں کی خوبیاں ہیں جن کی میں اولاد میں سے ہوں ؛ اور شاخیں جڑھی کی پیروی کرتی ہیں ۔ (مترجم)

غرض کہ شہر مین قتل و غارت کا بازار گرم رہا، اور اہل بربر نے کسي اہل شہر کے پاس ایک تنکا تک نہین رہنے دیا۔ المعتمد کے محلون کو بري طرح لوٹا گیا، اور وہ خود بھي گرفتار ہو گئے۔ انکو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے دونون بیٹون المعتد باللہ اور الراضي باللہ کو خط لکھین۔ وہ دونون اندلس کے دو مشہور قلعون مین تھے، اور اگر یہ چاھتے تو وہان اس طرح محفوظ رہ سکتے تھے کہ ان تک کوئي شخص نہ پہنچ سکے۔ ایک قلعہ کا نام رندہ تھا اور دوسرے کا مارتُلہ۔ چنانچہ المعتمد (رحمہ اللہ) اور سیدۂ کبریٰ نے، جو ان دونون کي والدہ تھین، ان دونون سے استعطاف و استرحام کرے اور یہ بتاتے ہوئے خط لکھے کہ ان دونون ہی کے ثبات پر سب کا خون مرھون ہے۔ مگر ان دونون بھائیون نے اس ذلت کو پسند نہ کیا، اور اس سے انکار کر دیا کہ وہ اپنے والدین کے بعد کسي کے ھاتھ مین ھاتھ دین۔ اس کے بعد سیدہ نے ان سے رحم کي درخواست کي اور دوبارہ لکھا کہ ان کو والدین کے حقوق کا خیال کرنا چاھئے، جو اللہ عز و جل کے حق کے برابر ہین۔ تب تو دونون بھائي اپنے فرض کو پورا کرنے کے لئے کمر بستہ ہو گئے، اور دنیا کو الگ پھینک کر اپنے قلعون سے نکل پڑے اور نہایت پختہ عہد اور محکم وعدے کئے۔ المعتد باللہ کا تو یہ ہوا کہ جو افسر فوج انکي طرف گیا تھا اس نے انکي تمام مملوکہ چیزون پر قبضہ کر لیا۔ باقي رہے الراضي باللہ: وہ اپنے قصر سے نکلتے وقت دھوکے سے قتل کر دئے گئے، اور ان کي لاش چھپا دي گئي۔

استیصال حالات کے بعد المعتمد اور ان کے خاندان کو وھان سے روانہ کر دیا گیا۔ ان کے پاس ذرا سا بھي زاد راہ نہ تھا۔ وہ کشتي پر سوار ہوئے، اور سرحد پر پہنچ کر نہایت گمنامي کے عالم مین وھان مقام طنجہ مین کچھ عرصہ مقیم رہے۔ وھین ان سے حُصري شاعر ملا، جو اپني دریوزہ گري اور کثرت سوال کي قبیح عادات کي وجہ سے ان کے ساتھ ساتھ ہو گیا۔ اس نے اپنے پرانے اشعار، جو المعتمد کي مدح مین

تھے٬ ان کے سامنے پیش کئے؛ اؤر ان ہي اشعار کے ساتھ اس نے اس قصیدہ کا بھي اضافہ کیا٬ جو اس نے المعتمد کے وھان پہنچنے پر کہا تھا. جہان تک مجھے معلوم ھوا ہی٬ اس وقت المعتمد کے پاس چھتیس متقال سے زیادہ زاد راہ نہ تھا. المعتمد نے وھي رقم اسکے پاس بھیج دي٬ اؤر اس کے ساتھ ہي ایک قطعۂ اشعار لکھ کر حصري سے تحریراً معذرت کي کہ ان کے باس مال کي قلت ہی. وہ قطعہ میرے ذھن سے اتر گیا ہي. حصري کو جو کچھ ملا اس نے اسے حقیر سمجھ کر جواب نہین دیا. یہ شخص٬ یعني حصري٬ نا بینا تھا. شعر بہت جلد کہتا تھا؛ مگر وہ کچھ زیادہ نفیس نہ ھوتے تھے. المعتمد علي اللہ نے ایک اؤر قطعہ لکھ کر٬ جس کے ابتدائي اشعار ذیل مین درج ہین٬ اس سے جواب کي تحریک کی :—

قل لمن قد جمع العلم　　وما احصي صوابه
كان في الصرة شعر　　فتنظّرنا جوابه
قد اثبناك فهلا　　جلب الشعر ثوابه

جب شعراء کي جماعت اؤر اہل دریوزہ کے حلقہ کو اس واقعہ کي خبر ھوئي کہ المعتمد نے حصري سے کیسا سلوک کیا ہی٬ تو وہ لوگ ہر طرف سے المعتمد کے گرد جمع ھونے اؤر ہر گمنام گڑھے سے ان کے پاس آنے لگے. اس کے متعلق المعتمد (رحمہ اللہ) کہتے ہین کہ :—

۱ شعراء طنجة كلهم والمغرب　　ذهبوا من الاعراب ابعد مذهب

---

۱ ترجمہ :— طنجہ اور المغرب کے تمام شعراء عربون سے بھی کچھ بڑھے ھوے ھی ھین.

وہ لوگ ایک قیدی شخص سے ایک مشکل چیز کا سوال کرتے ھین٬ حالانکہ خود وھی شخص ان سے سوال کرنے کا زیادہ حق رکھتا ھی. تعجب سا تعجب ھی!

اگر حیا اور لخمی عزت نہ ھوتی٬ جس نے دل کو گھیر رکھا ھی٬ تو وہ بھی امر طلب مین ان ھی کے برابر ھوتا.

ایک زمانہ تھا کہ اُس کی یہ حالت تھی کہ اس سے بخشش طلب کی جاتی تھی٬ تو وہ بہت کچھ دے نکلتا تھا اور جب اسکے دروازے پر کھڑے ھوکر پکارا جاتا کہ "سوار ھو جاو" تو وہ سوار ھو جاتا تھا. (مترجم)

سئلو العسير من الاسير و انه　بسؤالهم لاحق فاعجب و اعجب
لولا الحياء و عزة لخمية　طي الحشا ساواهم في المطلب
قد كان ان سئل الندي يجزل و ان　نادي الصريخ ببابه اركب يركب

اسي معني مين کهتے ہين که :—

۱ قبّح الدهر فماذا صنعا　كلما اعطي نفيسا نزعا
قد هوي ظلما بمن عادته　ان ينادي كل من يهوي لعا
من اذا الغيث همي منهمرا　اخجلته كفه فانقطعا
من غمام الجود من راحته　عصفت ريح به فانقشعا
من اذا قيل الخنا صمّ و ان　نطق العافون همسا سمعا
قل لمن يطمع في نائله　قد ازال الياس ذاك الطمعا
راح لا يملك الا دعوة　جبر الله العفاة الضيّعا

المعتمد (رحمه الله) اسي حال مين، جسکا ذکر پہلے گزر چکا ہي، چند دن طنجه مين قيام پذير رهے . پهر وهان سے شهر مکناسه مين منتقل هوے، اۆر چند ماه وهان تهيرے . بالاخر حکم هوا که ان کو شهر اغمات مين پهنچا ديا جائے . چنانچه وه لوگ المعتمد (رحمه الله) کے دم مرگ تک وهين مقيم رهے . ان کو وهين دفن کيا گيا، اۆر ان کي قبر وهان مشهور ہي . ان کي وفات سنه ۸۷ يا بقولے سنه ۸۸ کے کسي

۱ ترجمه :— زمانے کا برا هو، اس نے کيا کيا ! جب کبهی اسنے کوئی عمدہ چيز دی، ضرور چهين لی .

اس نے اس شخص پر ظلم ڈهايا هی، جس کو عادت تهی که کسی کو گرتا هوا دیکهتا تو فوراً " يا الهی خير ! " پکار اٹهتا تها ؛ جس کا يه عالم تها که جب موسلا دهار بارش هورهی هوتی تهی، تو اس کے هاتهه کی جود و عطا اسے شرما ديتی تهی اور بارش بند هوجاتی تهی ؛ جس کی يه حالت تهی که اگر بری بات کہی جاتی، تو بهرہ هوجاتا، اور اگر سوال کرنے والے بالکل نا معلوم طور سے نهی بولتے تو وہ سن ليتا تها .

جو شخص اب اسکی جود و عطا کی طمع رکهتا هی، اس سے کهہ دو که اب ياس نے وہ طمع و خواهش دور کردی هی ؛ اور اب اسکی يه حالت هوگئی هی که سواء دعوت کے اب وہ کسی چيز کا مالک نهين رہا : خدا هی سوال کرنے والے تباہ حال لوگون کی حالت کو درست کرے تو هو ! (مترجم)

مهینے مین هوئي . والله اعلم . وفات کے وقت ان کی عمر اکاون (٥١) سال کي تهي . مجهه تک پہنچے هوے بهترین اشعار مین وہ بهي هین جو ابن اللبانه کے مرثیۂ المعتمد علي الله مین سے منتخب هین ' اور جس کے شروع کے اشعار یہ هین :—

لکلّ شيء من الاشیاء میقاتُ و للمُني من منا یا هنّ غایاتُ
والدهر في صبغة الحرباء منغمس الوان حالاته فیها استحالات
و نحن من لعب الشطرنج في یده و ربما قُمرتْ بالبیدقّ الشاة
فانفض یدیك من الدنیا و ساکنها فالارض قد اقفرت والناس قد ماتوا
و قل لعالمها الارضي قد کتمتْ سریرة العالَم العلوي اغمات
طوت مظلّتها لا بل مذلتها من لم تزل فوقه للعز رایات
من کان بین الندي والباس انصلهُ هندیّة و عطایاه هنَیدات
انکرت الا التواء للقیود به و کیف تُنکر في الروضات حیات
و قلت هن ذوابات فلم عکست من راسه نحو رجلیه الذوابات
راوه لینا فخافوا منه عادیة عذرتُهم فلعدوي اللیث عادات

اسي شاعر کا ایک اور قصیدہ هي ' جس مین وہ ان لوگون کا مرثیه کهتا هي . وہ نهایت عمدہ هي ' اور اس کے شروع کے اشعار یه هین :—

تبکي السماء بدمع رائح غادي علی البها لیل من ابناء عباد
علي الجبال التي هدت قواعدها و کانت الارض منهم ذات اوتاد
والرابیات علیها الیانعات ذوت انوارها فعدت في حفض اوهاد
عربسة دخلتها النائبات علي اساود لهم فیها و آساد
و کعبة کانت الامال تعمرها فالیوم لا عاکف فیها ولا باد
تلك الرماح رماح الخط ثقّفها خطب الزمان ثقافا غیر معتاد
والبیض بیض الظبا فلت مضاربها ابدي الردي و ثنتها دون اغماد
لما دنا الوقت لم تخلف له عدة و کل شيء لمیقات و میعاد
کم من دراريّ سعد قد هوت و وهت هناك من درر للمجد افراد

نُور و نَور فهذا بعد نعمته ذوي و ذاك خبى من بعد ايقاد
يا ضيف اقفر بيت المكرمات فخذ في ضمّ رحلك و اجمع فضلة الزاد
ويا مؤمّل واديهم ليسكنه خَفَّ القطين و جَفَّ الزرع بالوادي
ضلت سبيل الندي بابن السبيل فسر لغير قصد فما بهديك من هادي

اسي قصيدے مين كهتا هي كه :—

لنسيت الا غداة النهر كونهم في المنشئات كاموات بألحاد
والناس قد ملئو العبرين و اعتبروا من لؤلؤ طافيات فوق ازباد
حُطَّ لقناع فلم تستر مخدَّرة و مُزقت اوجه تمزيق ابراد
تفرقوا حيرة من بعد ما ...... * اهلا باهل و اولادا باولاد
حان الوداع فضجّتْ كل صارخة و صارخٍ من مفداة و من فاد
سارت سفائنهم والنوح يتبعها كانها ابل يحدو بها الحادي
كم سال في الماء من دمع وكم حملت تلك القطائع من قطعات اكباد
من لي بكم يا بني ماءِ السماء اذا ماء السماء ابي سقيا حشي الصاد

يه قصيده نهايت طويل هي • مين نے اس مين سے صرف ان اشعار كو منتخب كيا هي • اِس ابن اللبانه كا نام ابوبكر محمد بن عيسي هي • وه شهر دانيه كا باشنده تها ' جو ساحل بحر رومي پر واقع هي • مجاهد عامري اور اس كا بيٹا علي الموفق اس شهر پر قابض تهے ' جيسا كه پهلے بيان هو چكا هي • اِس ابن اللبانه كا ايک بهائي عبد العزيز نام بهي تها • يه دونون بهائي شاعر تهے • مگر عبد العزيز نے شعر كو صنعت اور كمائي كا ذريعه نهين بنايا تها : وه سوداگرون مين سے تها • ابوبكر نے البته شعر كو اپني بضاعت اور ذريعهٔ معاش بنا ركها تها • اس نے بهت اشعار لكهے تهے ' اور ان كو ليكر وه بادشاهون تک پهنچتا ' ان پر انعام

* يہاں کے الفاظ اصلی قلمی نسخے میں نہیں پڑھے جا سکے . علامۂ دوزی نے یہ جگہ خالی چھوڑدی ھی . (مترجم)

وصول کرتا اۋر ان ہي کے ذریعے سے ان لوگون کے ھان بڑے بڑے مراتب حاصل کرتا تھا ۔ اس کے اشعار کا ماخذ بلند اۋر طرز حسین اۋر روشن ھوتا تھا ۔ اشعار میں سہولت الفاظ ' نزاکت ' جودت معاني اۋر لطافت جمع ھوتي تھي ۔ وہ المعتمد ہی کے پاس رھا کرتا تھا اۋر انکے دیگر شعراء کے زمرہ میں شامل تھا ۔ چونکہ وہ ان کے آخري زمانے میں ان کے پاس پہنچا تھا ' اس لئے المعتمد کی مدح میں اس کے اشعار کم ہیں ۔ خدا اس پر رحم فرمائے ' با وجود سہولت اۋر کثرت اشعار کے اسے اسالیب و وجوہ اشعار سے کم ہي واقفیت تھی ۔ اس نے علوم اشعار پر زیادہ غور و خوض نہیں کیا تھا ؛ بلکہ صرف اپني جودت طبع اۋر قوت ذھانت پر اعتماد کرتا تھا ۔ چنانچہ اس کے ایک قصیدے میں ایک شعر اس امر کي کافي دلیل ہي ' اۋر اس کا کچھ انتخاب اپنے موقعہ پر آئیگا ۔ (وہ کہتا ہي کہ) :—

من كان ينفق من سواد كتابه   فانا الذي من نور قلبي انفق

جب المعتمد علي الله کو تخت سے اتارکر اشبیلیہ سے خارج کر دیا گیا ' تو ابوبکر شہر بہ شہر مارا مارا پھرتا رھا ' تا آنکہ وہ جزیرۂ میرقہ پہنچا ' جس پر مبشر عامري الملقب بہ الناصر قابض تھا ۔ ابن اللبانہ کو وھین فروغ ھوا ' اۋر اسي کي صحبت میں اس کے حالات ترقي پذیر ھوئے ۔ الناصر کي مدح میں اس کے کئي قصائد ہیں جن میں وہ اپنے مطالب کو نہایت خوبي سے ادا کرتا ہي ۔ ان ہي میں سے ایک قصیدہ ہي ' جس میں اس نے ایسا طریقہ اختیار کیا ہي ' جو میں نے کبھي کسي متقدم یا متاخر شاعر کے متعلق نہیں سنا : یعني یہ کہ اس نے تمام قصیدے میں شروع سے آخر تک ہر شعر کے شروع کے حصہ میں تغزل اۋر دوسرے میں مدح ممدوح کي ہي ؛ اۋر یہ بات میں نے کسي کے اشعار میں نہیں سني ۔ قصیدہ کي ابتداء یون ھوتي ہي :—

حونکه وہ جانتے تھے کہ ابو الحسن بڑے رتبے کا شخص ہی اؤر حالات سے خوب واقف رهتا ہی ' انہون نے بھی اپنے خیمے اکھاڑنے شروع کردئے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگون نے کچھہ تو اس خیال سے کہ ہجوم ہو جائیگا ' اؤر کچھہ اس نیت سے کہ قیام کے لئے بہترین جگہ مل جائے ' جلد جلد خیمے اکھاڑے اؤر لاد لاد کے چل دئے ۔ اسی طرح فوج کا اکثر حصہ دریا کو عبور کر گیا ' اؤر صرف وہ لوگ باقي رہ گئے جو امیر المومنین کے خیمون کے قریب قریب رہتے تھے ۔ وہ لوگ رات بھر وہین رہے ' اؤر امیر المومنین کو بھي مطلق علم نہ ہوا کہ فوج میں کیا کچھہ ہو رہا ہي ۔ اُدہر جب رومیون نے دیکھا کہ لشکر اسلام دریا کو عبور کرکے واپس جا رہا ہی ' اؤر یقین کر لیا کہ ابو یعقوب اؤر ان کے مسلمان ہمراہي کوچ کر رہے ہین ' تو ان کے انتشار و افتراق کو دیکھہ کر موقع کو غنیمت جانا اؤر یکبارگي مسلمانون پر ٹوٹ پڑے ۔ اپنے قریب کے مسلمانون کو شکست دیتے ہوئے وہ امیر المومنین کے خیمون تک پہنچ گئے ۔ دروازون پر جو سرداران لشکر تعینات تھے ' وہ اؤر اکثر اعدان اندلس جو وہان موجود تھے سب شہید ہوئے اؤر ابو یعقوب اکیلے رہ گئے ۔ ان پر حملہ کیا گیا ۔ غنیم کے ایک شخص نے ان کی ناف کے نیچے ایک نیزہ مارا ' جس سے وہ چند ایام کے بعد فوت ہو گئے ۔ آخر مسلمانون نے مقابلہ شروع کیا ' اؤر رومیون کو ہزیمت کہا کر مجبوراً اپنے شہر کي طرف بھاگنا پڑا ۔ ادھر مسلمانون نے امیر المومنین کو اسی طرح زخم کي حالت مین ہمراہ لیکر دریا کو عبور کیا ' اؤر ان کو ایک محافے مین لٹاکر سفر کرنے لگے ۔ امیر المومنین نے لوگون کي اس نقل بیجا کا سبب دریافت کیا ' جس کي وجہ سے ان کو یہ روز بد دیکھنا پڑا تھا ۔ چنانچہ جو کچھہ ابو الحسن مالقي نے کیا تھا ان کو بتایا گیا ۔ اس کے جواب مین انہون نے صرف یہ تہدیدي فقرہ کہا کہ " انشاء اللہ وہ اس کا پھل پائیگا " ۔ ابو الحسن کو امیر المومنین کے اس فقرے کي اطلاع ہوئي تو وہ بھاگ کھڑا ہوا '

اۋر سیدھا شنتریں جاکر وھان کے بادشاہ ابن الربق کے ھان پناہ گزین ھوگیا ۔ اس نے ابو الحسن کي ہر طرح خاطر و مدارات اۋر عزت افزائي کی اۋر رزق وسیع مہیا کردیا ۔ وہ مدت تک وھان اسي طرح عزت و آبرو کے ساتھ رھا ۔ اس عرصے میں پھر شیطان نے انگلي دکھائي ' اۋر اس نے الموحدون کو ایک خط لکھا ' جس میں ان سے رحم کي درخواست کي ' اۋر جن اعیان سلطنت سے وہ واقف تھا ان سے سفارش چاہي ۔ اسي ضمن میں اس نے شہر شنتریں کے ضعف کا بھي ذکر کیا اۋر لکھا کہ " اگر تم اب کے پھر ایک رات کے لئے بھی آکر محاصرہ کرلو تو ضرور فتح پاؤ "۔ اسکے علاوہ وھان کي چند اۋر خفیہ باتین بھي تحریر کین ' جن سے وہ اس وقت تک آگاہ نہ تھے ۔ یہ سب کچھ لکھ لکھا کر وہ ابن الربق کے پاس گیا ' اۋر کہا کہ " میرا ارادہ ہي کہ اپنے اہل و عیال کو ایک خط لکھون ' جس میں ان کو اپني صحت و سلامت اۋر اس عزت و مکرمت اۋر احسان کي خبر دون جو آپ مجھ پر فرما رھے ہین ۔ تا کہ ان لوگون کو میري خیر و عافیت وغیرہ کي طرف سے اطمینان ھو جائے ۔ اۋر میں چاھتا ھون کہ آپ ایک شخص میرے ہمراہ کردین جو اس خط کو بلاد مسلمین کي ابتداء حد تک لیجائے "۔ ابن الربق نے منظور کرلیا ' اۋر ابو الحسن نے اپنا خط تیار کرلیا ۔ ایک کافر شخص ' جو ابو الحسن کي خدمت اۋر تہیۂ ما یحتاج کے لئے مقرر کیا گیا تھا ' عربي زبان جانتا تھا ؛ مگر اس نے اس میں کبھي گفتگو نہ کي تھی ' البتہ عربي تحریر پڑھ سکتا تھا ۔ ایک مرتبہ ابو الحسن اپنے کسي ضروري کام کے لئے کہین گیا ؛ مگر اس خط کو اسي طرح کھلا ھوا چھوڑ گیا اۋر اسے مطلق خیال نہ آیا کہ یہ کافر عربی جانتا ہي ' ممکن ہي کہ وہ خط پڑھ لے ۔ وہ تو اُدہر گیا ' اِدہر اس کافرنے وہ خط دیکھا اۋر اس میں وہ عبارت پڑھي جس پر خط کا اصل مقصود موقوف تھا ۔ جب وہ خط کي اصلي غرض سے واقف ھوگیا ' تو وھان سے سیدھا

بادشاہ کے پاس گیا اور کچا چٹھا کہہ سنایا ۔ اس اثناء مین وہان ابو الحسن نے خط بند کرکے مہر لگائی اور اپنے ایک غلام کو دیا کہ لے جائے ۔ وہ غلام خط لے کر روانہ ہوا ؛ مگر ابھی ایک منزل بھی طی نہ کرنے پایا تھا کہ اسے وہین رک جانے کا حکم ہوا اور خط اس سے لے لیا گیا ۔ جب وہ خط بادشاہ کے پاس پہنچا ، تو اس نے شہر کے مسلمانون کو جمع کرکے ان کو دکھایا اور کہا کہ پڑھو اس مین کیا لکھا ہی ۔ ابو الحسن بھی پیش کیا گیا ، اور بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ " اس سے پوچھو کہ تم نے میرے انعام و اکرام اور جود و احسان کے بدلے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہی اس کے بارے مین تم کیا کہتے ہو؟" ابو الحسن نے جواب دیا کہ " تیرا احسان و اکرام مجھے اس بات سے مانع نہین ہی کہ مین اپنے اہل دین کی خیر خواہی کرون اور جو کچھ ان کے لئے مصلحتاً بہتر ہو اس سے ان کو آگاہ کرون " ۔ انہون نے کہا کہ " بہتر ہی کہ اسے جلوا دیا جائے " ۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے جلوا دیا *

ادھر امیر المومنین یعقوب کا یہ ہوا کہ اہل فوج ان کو حالت زخم ہی مین لے کر روانہ ہوئے ۔ زخم کی تکلیف برابر رو بہ شدت تھی ۔ ابھی دو یا تین شبانہ روز ہی سفر کرنے پائے تھے کہ انہون نے انتقال کیا : رحمہ اللہ ۔ ایک شخص نے ، جو سفر مین ان کے ہمراہ تھا ، مجھ سے بیان کیا ہی کہ مغرب اور عشا کے مابین لشکر مین یہ آواز سنی گئی کہ " الصلاۃ علی الجنازۃ ! جنازۃ رجل ! " سب نے نماز جنازہ ادا کی ؛ مگر خواص دولت کے سوا کسی کو علم نہ تھا کہ کس پر نماز پڑھی جا رہی ہی ۔ پھر ان کو اشبیلیہ لے گئے ، اور حصول صبر کے بعد ان کو ایک تابوت مین رکھ کر ان کے غلام کافور کے ہمراہ تینملل کو بھیج دیا ، جہان وہ اپنے والد عبد المومن اور ابن تومرت کے قریب مدفون ہوئے ۔ ان کی وفات غروب آفتاب سے کچھ پہلے ہی ساتوین رجب سنہ ۵۸۰ مین بروز شنبہ واقع ہوئی ۔ مجھے انکے بیٹے ابو زکریا یحییٰ (رحمہ اللہ)

سے معلوم ھوا کہ وہ اپني وفات کے چند ماہ پیشتر سے اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے :—

طوي الجديدان ما قد کنت اشره
و انکرتني ذوات الاعين النُجُل

ذکر ولایت ابو یوسف یعقوب بن یوسف بن عبد المومن

ان کا نام یعقوب بن یوسف بن عبد المومن بن علي ' اور کنیت ابو یوسف تھی • ان کي والدہ ایک رومیہ خاتون تھیں ' جن کا نام ساحِرْ تھا • ان کے والد کي حین حیات اور ان ہي کے حکم سے ان سے بیعت کي گئي تھي • جس وقت امر حکومت ان کے سپرد ھوا ہي اس وقت ان کي عمر بتیس سال کي تھي • ان کے والد کي وفات سے لیکر خود ان کی وفات (ماہ صفر سنہ ٥٩٥) تک ' ان کي حکومت کا زمانہ سولہ سال ' آتھہ ماہ اور چند ایام کا ھوا • اُس وقت ان کي عمر اڑتالیس سال کي تھي ' اور کبر سني انکے خط و خال پر اپنا رنگ جما چکي تھي *

ان کي صفات

ان کا چہرہ نہایت صفائي کے ساتھہ گندم گون اور کسي قدر طول لئے ہوئے خوبصورت تھا • چشم و دہن فراخ تھے ' جسم کا رنگ کھلا ھوا سرخ تھا ' آنکھیں شدید سرمگین تھیں ' داڑھي گول ' اور اعضا ضخیم و مضبوط تھے • وہ بلند آواز ' بسیار گفتار ' صحیح اللهجہ اور حسین الکلام آدمي تھے • ان کا ذہن صحت امور کي طرف اس طرح منتقل ھوتا تھا کہ کسي امر کے متعلق ان کو جو کچھہ خیال ھوتا تھا انجام کار وھي صحیح ثابت ھوتا تھا • وہ تمام معاملات میں وسیع تجربہ رکھتے تھے ' اور شر و خیر کے اصول و فروع کو بخوبي سمجھتے تھے • اپنے والد کے زمانے

مین اس عہدکي سے وزارت کرتے تھے کہ امور سلطنت مین شافي و کافي طور پر بحث کرتے تھے • عُمال ' ولاۃ ' قضاۃ اۋر دیگر تمام اہم ملازمین کے احوال کا مطالعہ نہایت حسن لیاقت سے کرتے تھے ' اۋر ان سے جو جو تجربے حاصل ہوتے تھے ان کي بناء پر کمال حسن تدبیر سے کام لیتے تھے • اۋر یہي وجہ تھي کہ ان کي وزارت کے دوران مین تمام امور مملکت اقتضاء زمانہ کے مطابق راست و مستقیم اۋر اقتضاء ملک کے موافق حسنت و درست ہوگئے تھے *

ان کي اولاد

ان کي اولاد مین محمد (جو ولي عہد تھے اۋر جن کي ولادت اۋر وفات وغیرہ کا ذکر بعد مین ہوگا) ' ابراہیم ' عبد اللہ ' عبد العزیز ' ابوبکر ' زکریا ' ادریس ' عیسیٰ ' موسیٰ ' صالح ' عثمان ' یونس ' سعد ' مساعد ' حسن ' اۋر حسین ایسے تھے جو ان کي وفات کے بعد تک زندہ تھے • مگر ان کي حیات ہي مین چند لڑکے انتقال کرگئے تھے • ان کے علاوہ لڑکیان بھي بکثرت تھین •

ان کے وزراء

(۱) ابو حفص عمر بن ابي زید ہنتاتي • یہ اپني موت تک وزیر رہے • ان کے بعد

(۲) ابو بکر بن عبد اللہ بن ابي حفص عمر ابنتي وزیر ہوئے • یہ اس وقت تک وزیر رہے کہ جب انہون نے بلاد روم مین جام شہادت نوش کیا ' جس واقعہ کا ذکر بعد مین ہوگا *

ان کي موت کے بعد امر وزارت کچھہ متذبذب حالت مین رہا ' اۋر آخرالامر

(۳) ابو عبد اللہ محمد بن ابو بکر بن الشیخ ابو حفص کا انتخاب عمل مین آیا • ان کو ان کے ہان عموماً "الفیل" (ہاتھي) کے لقب

سے باد کیا جاتا تھا، اور یہ وزیر شہید مذکور کے چچیرے بھائي تھے • انہون نے چند ایام وزارت کرنے کے بعد اپنے ہي اختیار سے عہدے کو ترک کرکے دواحي اشبیلیہ کا راستہ لیا، اور اپنا عام لباس اتار کر ایک عباء پہن لي اور زهد اختیار کرلیا • ایک سخص کو ان کي تلاش مین روانہ کیا گیا، جو ان کو واپس تو لے آیا؛ مگر پھر عہدۂ وزارت ان کے سپرد نہین ہوا بلکہ

(۴) ابو زید عبد الرحمان ابن موسي ابن یُوجّان ہنتاتي کو دیہ گیا، جو امیر المومنین ابو یوسف کي وفات کے بعد انکے بیٹے ابو عبد اللہ کے عہد مین کچھ عرصہ تک وزیر رھنے کے بعد معزول کئے گئے *

ان کے حاجب

(۱) ان کا غلام، عنبر خصي؛ پھر (۲) ریحان خصي • یہ بھي ان کا غلام ہی تھا اور اپنی موت تک حاجب رہا • اس کے بعد امیر المومنین نے (۳) اپنے بیٹے عبد اللہ کو حاجب بنایا، اور وہ آخر وقت تک حاجب رہا *

ان کے کُتاب

(۱) جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہي، ابوالفضل جعفر المعروف بہ ابن محشوہ ان کے والد کے ھان کاتب تھے • وہ براعت تحریر، وسعت روایت، غزارت حافظہ اور ذکاوت نفس کي صفات کے جامع تھے، اور اپني موت تک کاتب کے عہدے پر رہے • ان کے بعد

(۲) ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمان بن عیاش کاتب ہوئے، جو بلاد اندلس مین اعمال مریہ کے شہر برشالہ کے رھنے والے تھے • الموحدون کے قیام امر کے زمانے سے اس وقت تک کوئي کاتب ایسا نہین ہوا جو ابو عبد اللہ بن عیاش کي طرح اپنے بادشاھون کے طریقون سے واقف ہو، جو کچھ ان کے دل مین ہو وھي ادا کرے اور ان کے اصلي

رویه کے مطابق چلے ؛ کیونکه ان بادشاهون کے طریقے کچهه اس نوعیت کے تهے که کاتبون کے طریقون کے خلاف پڑتے تهے • ابن عیاش کے بعد جس قدر کاتب آئے ' چونکه وہ ان کے طریق کو به خوبي سمجهه گئے تهے اس لئے ' انهون نے بهي وهي مسلک اختیار کیا • ابو عبد الله ابن عیاش نے نه صرف ابو یوسف یعقوب کے هان کتابت کي ' بلکه ان کے بیٹے محمد اور ان کے پوتے یوسف کے زمانے مین بهی یهی خدمت انجام دي • جب مین سنه ٦١۴ مین ان مقامات سے روانه هوا هون تو وہ زندہ تهے • بعد مین سنه ٦١٩ مین مجهے ان کے انتقال کی خبر معلوم هوئي ' جب که مین ملک مصر مین تها *

یه دونون کاتب صرف کاتب انشاء تهے • کُتاب جیش مین سے ایک شخص تها ' جو الکباشي کهلاتا تها • مین اس کا نام بهولتا هون • اور اس سے پهلے ابو الحسن بن مُغن کاتب تها • الکباشي امیر المومنین ابو یوسف کي وفات تک کاتب الجیش رها *

ان کے قضاة

(۱) ابو جعفر احمد بن مُضاء ' جن کا ذکر پهلے هوچکا هي ' تا دم مرگ قاضي رهے • ان کے بعد

(۲) ابو القاسم احمد بن محمد قاضي هوئے ' جو فقیه و محدث بقي بن مخلد کي اولاد مین سے تهے ' جو امام احمد بن حنبل سے روایت کرتے تهے • ان کا ذکر دولت اموي کے بیان مین امیر محمد بن عبد الرحمان بن الحکم بن هشام بن عبد الرحمان بن معاویه کے عهد حکومت مین هو چکا هي • یه ابو القاسم امیر المومنین ابو یوسف کي وفات تک ' اور بعد ازان ان کے بیٹے محمد کے عهد مین بهي کچهه زمانے تک قاضي رهے *

ان کي بيعت کے حالات کا خلاصه

جيسا که هم کهه چکے هين٬ امير المومنين ابو يعقوب نے شهر شنتريں سے چند مراحل کے فاصلے پر وفات پائي تهي . مگر انکي وفات کو اشبيليه پهنچنے تک پوشيده رکها گيا تها . ايک سواري پر امير المومنين کا محافه رکها هوا تها٬ اؤر محافه پر ايک سبز پرده لٹکا هوا تها . ان کے همراهي برابر اس محافه کے ساتهه ساتهه چلتے رهے٬ اؤر حسب عادت کبهي پيدل چلتے اؤر کبهي سوار هو جاتے . اشبيليه پهنچکر انهون نے امير المومنين ابو يعقوب کي جانب سے يه اعلان کيا که انکے صاحبزادے ابو يوسف سے تجديد بيعت کي جائے . چنانچه المصامده اؤر کل اصناف مختلفه کے آدميون نے ان سے بيعت کي . لوگون کو بيعت کے لئے رغبت دلانے اؤر اس کے سرانجام دينے مين تمامتر سعي ان کے برادر عم زاد ابو زيد عبد الرحمان بن عمر بن عبد المومن هي کي تهي . مگر سب نے يه سمجهه کر بيعت کي که امير المومنين ابو يوسف کے والد کا حکم هي . جب ابو زيد اپنے ارادے کي تکميل سے فارغ هو چکے٬ تو خواص دولت سے امير المومنين ابو يعقوب کي وفات کا اظهار کيا . اس کے بعد ان کي عادت هو گئي که وه لوگ اپنے خلفاء کي موت کو خفيه رکهتے تهے . اؤر بالخصوص اس وقت اخفاء وفات مين يه مصلحت تهي که ابو يوسف کے بهائي اؤر چچا حکومت چاهتے تهے٬ اؤر اس بناء پر ان کو امارت کے لئے اهل نهين سمجهتے تهے که ان کے بچپن کا زمانه بري طرح گزرا تها . چنانچه٬ جيسا که آگے چل کر معلوم هوگا٬ انهين ان لوگون کے هاتهون طرح طرح کي تکاليف سے سابقه پڑا . يه بيعت عامه سنه ٥٨٠ مين هوئي *

جب ان کي امارت بالاستقلال قائم هوگئي٬ تو وه اپنے لشکر کو ليکر عبور بحر کے قصد سے روانه هوئے اؤر شهر سلا مين فروکش هوئے .

وهان پهنچ کر ان کي بيعت کا اتمام هوا ' اور ان کے جتهاون مين سے جنهون نے بيعت مين پس و پيش کيا تها انهون نے بهي بيعت قبول کی ' جس کي اصل وجه يه تهي که ان کو بهت سا مال و زر اور وسيع جائدادين دي گئي تهين ۔ اس کے بعد انهون نے ساحل بحر پر ' اس بلند مقام پر جو مراکس کے قريب هي ' ايک بڑا شهر آباد کرنا شروع کيا ۔ ابو يعقوب رحمة الله عليه اس کي داغ بيل ڈال چکے تهے ۔ اور اس کي حدود مقرر کرکے عمارت کا کام بهي شروع کردیا تها ۔ مگر قضاء مبرم نے ان کو اس کے اتمام سے روک ديا ۔ اس لئے ابو يوسف نے اسے آباد کرنا شروع کيا ۔ اس کي فصيل تيار کي ؛ اس مين ايک ايسي وسيع ' اور زبردست صحن کي مسجد بنائي که اس جيسي مين نے المغرب مين کهين نهين ديکهي ۔ اس مين انهون نے اسکندريه کے مينار کي طرح ايک بلند مادنه بنايا ' جس پر بغير درجون کے چڑھ سکتے تهے ۔ اس پر جانور ' مٹي ' اينٹ ' چونه ' گچ ' اور جس جس چيز کي ضرورت هوتي تهي ' اوپر ليکر جاتے تهے ۔ مگر وه مسجد آج تک مکمل نه هوسکي ؛ کيونکه ابو يوسف کي وفات کي وجه سے اس پر مدد بند کردي گئي ' اور ان کے بعد محمد اور يوسف نے اس مين کچهه بهي اضافه نهين کيا ۔ البته وه شهر ابو يوسف کي زندگي مين پورا هوگيا ۔ اس کي فصيل اور شهر پناهين مکمل هوگئين ' اور اکثر حصه شهر آباد بهي هوگيا ۔ يه شهر اتنا بڑا هي که اس کا طول ايک فرسنگ هي ' مگر عرض کم هي ۔ پهر اس شهر کے مختلف اشغال کو پورا کرکے ' اور المصامده کے چند آدميون کو اس کے خرچ اور ديگر ضروريات کے لئے امين مقرر کرکے ' وه وهان سے مراکس کو چلے گئے ۔ مگر شهر کي آبادي اور مسجد مذکور کي تعمير کا کام برابر جاري رها *

اسي سال ' يعني سنه ۸۰ مين ' بنو ابن غانيه اپنے جزيره ميورقه سے نکلکر بجايه پهنچے ' اور اس پر قابض هوکر وهان کے تمام الموحدون کو

خارج کردیا ۔ یہ سال مذکور کي جهتي شعبان کا واقعہ ہي ۔ یہ پہلا اختلال ہی جو المصامدہ مین واقع ہوا' اؤر اسکا اثر آج یعني سنہ ۱۲۱ تک باقي ہي *

اس قوم' یعني بنو غانیہ' کي مختصر تاریخ یہ ہي کہ امیرالمسلمین علي بن یوسف بن تاشفین نے دو آدمیون کو اندلس بهیجا تها ۔ ایک کا نام یحییٰ اؤر دوسرے کا محمد تها ۔ دونون قبیلۂ مسوفہ کے علي نامي ایک شخص کے بیٹے تهے اؤر' چونکہ ان کي مان کا نام غانیہ تها اس لئے' بنو غانیہ کہلاتے تهے ۔ یحیی' جو اِن دونون مین سے بڑا تها ۔ ایسي ایسي نیک صفات کا جامع تها جو کسی فرد واحد مین بمشکل جمع ہوسکتي ہین ۔ وہ ایک مرد صالح تها' خدائے عز و جل سے ہر وقت ترسان اؤر اس کي عظمت و جبروت سے ہیبت زدہ رہتا تها' اؤر صلحاء کا بہت احترام کرتا تها ۔ بہ لحاظ علم و فضل وہ علم فقہ کا ایک عالي درجہ عالم تها' اؤر روایت حدیث مین نظر وسیع رکهتا تها ۔ مزید برآن وہ ایک بہادر شہسوار بهي تها' اؤر جب سوار ہوتا تها تو بمنزلہ پانچ سو آدمیون کے خیال کیا جاتا تها ۔ علي بن یوسف اس سے عظائم امور اؤر مہمات مملکت مین کام لیتے تهے ۔ اسکی بدولت خدائے تعالیٰ نے جزیرہ نمائے اندلس کو بہت کچهہ بہتري و بہبودي عطا فرمائي' اؤر کئي مرتبہ اسکے ذریعے سے مسلمانون پر نازل شدہ مصائب کو رفع فرمایا ۔ امیرالمسلمین نے اسے بلنسیہ کا والي مقرر کردیا تها پهر وهان سے معزول کرکے قرطبہ کي ولایت پر مامور کیا تها ۔ چنانچہ وہ اپنے انتقال کے وقت تک وهان کا والي رہا ۔ اؤر وہ وہ زمانہ تها کہ جب المرابطون کے خلاف فتنہ کا آغاز ہي ہوا تها ۔ مجهے یہ معلوم نہین کہ اس کے اولاد تهي یا نہین ۔ اس کا بهائي محمد اسي کي جانب سے قرطبہ کے چند اعمال کا والی تها ۔ جب اس کا انتقال ہوگیا' تو محمد کے حالات مین اضطراب واقع ہوا' اؤر وہ بلاد اندلس مین اِدهر اُدهر

پھرتا رہا ۔ اسي اثناء مین المرابطون کے خلاف فتنہ روز افزون بڑھ رہا تھا ' اور المصامدہ کي دعوت پھیل رہی تھي ۔ جب محمد کو زیادہ خوف دامنگیر ہوا ' تو وہ شہر دانیہ پہنچا اور سمندر عبور کرکے جزیرۂ میرقہ مین اپنے احباب اور اہل و عیال سے جا ملا ۔ اس نے اپنے جزیرے پر اور اس کے ساتھ ہي قریب کے دونون جزائر ' منرقہ اور یابسہ پر بھي اپنا تسلط جما لیا ۔ ایک بیان یہ بھي ہي کہ امیر المسلمین علي بن یوسف نے اسے بطور قید کے اس جزیرے مین جلا وطن کردیا تھا ۔ واللہ اعلم *

دیگر تمام جزائر کے مقابلے مین جزیرۂ میرقہ کي زمین نہایت سرسبز ' آب و ہوا نہایت معتدل ' اور آسمان نہایت صاف ہی ۔ اس کا طول و عرض تقریباً تیس فرسنگ ہي ۔ وہان کے باشندے اس امر پر متفق القول ہین کہ جب سے وہ جزیرہ آباد ہوا ہي ' انہون نے اس مین نہ کبھي سانپ بچھو جیسے موذي حشرات الارض دیکھے اور نہ درندے کي قسم سے بھیڑیا یا کوئي اور جانور دیکھا ' جس سے کسي طرح کے ضرر یا نقصان کا اندیشہ ہوتا ۔ میرقہ کے قریب اور جزائر ہین ' جن کے نام ' جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ' منرقہ اور یابسہ ہین ۔ وہ بھي سرسبزي و شادابی مین میرقہ کي مانند ہین *

محمد نے ان تینون جزائر پر قبضہ جماکر اپنی مستقل حکومت قائم کرلی ' اور لمتونۂ اول کي طرح بنو عباس کے لئے دعوت دیتا رہا ۔ اس کي اولاد مین عبد اللہ ' اسحاق ' زبیر اور طلحہ اور چند بیٹیان تھین ۔ اس نے اپني زندگي ہي مین اپنے بڑے بیٹے عبد اللہ کو اپنا ولي عہد بنایا ۔ مگر اسکے بھائي اسحاق کو رشک ہوا ؛ اور وہ اپنے لشکر اور غلامون کی ایک جماعت لیکر عبد اللہ پر چڑھ آیا اور اسے قتل کردیا ۔ بعض کہتے ہین کہ وہ اپنے باپ کے سامنے ہي قتل ہوا ' اور بعض کا خیال ہي کہ بعد مین ہوا ۔ بہرکیف ابو ابراہیم نہایت عمدگي کے ساتھ مستقل طور پر ملک پر قابض ہوگیا ۔ اس کي حالت دن بدن

بہتر ہوتي گئي ' اوٗر لمتونہ کے باقي لوگ بھي وھان آنے اوٗر بادشاہ کي حسب مقدرت احسانات و انعامات کے مورد ہونے لگے ۔ پھر کیا تھا ' ان کو ہر وقت بہی دھن رھتي تھي کہ جنگ کي جائے ' اوٗر ہر آن اسي کي تیاریان ہوتي تھین ۔ وہ ہر سال دو مرتبہ بلاد روم کا سفر کرتا ' ان کے ملک کو لوٹتا ' باشندون کو قید کرتا اوٗر سخت سخت اذیتین پہنچاتا تھا ۔ اس طرح اس نے اپنے ہمراہیون کو خوب مالا مال کردیا ۔ ان ذرائع سے اس کو بہت قوت حاصل ہوگئی ' اوٗر اس نے بادشاہون سے تشبہ شروع کردیا ۔ اسکي تمام عمر بہی کیفیت رھي ؛ اوٗر سنہ ٧٩ کے اوائل ' یعني ابو یعقوب یوسف بن عبد المومن کے اواخر ایام مین ' فوت ہوگیا ۔ وہ الموحدون سے خط و کتابت کیا کرتا تھا ' اوٗر ان کو تحفے تحائف بھیجا کرتا تھا ۔ ان کے ساتھ مصالحانہ طور پر رھتا ' اوٗر جو کچھ لوٹ یا قید کرکے لاتا اس مین سے عمدہ اوٗر نفیس مال و اشیاء ان کو بھي بھیجتا تھا ۔ اس ترکیب سے اس نے الموحدون کو اپنے ملک مین دخل دینے یا اس پر غلبہ حاصل کرنے سے باز رکھا تھا ۔ اُدھر الموحدون کا یہ عالم تھا کہ وہ اس جزیرہ کو حقیر سمجھ کر اس کی طرف التفات نہین کرتے تھے ۔ مگر سنہ ٥٧٨ کے دوران مین الموحدون نے اس کو بار بار خطوط لکھ کر اپني اطاعت کے لئے دعوت دي اوٗر منبرون پر سے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کو کہا ؛ بلکہ ان امور کے ترک پر سزا کي دھمکي بھي دي ۔ اس نے ان سب باتون کا وعدہ تو کرلیا ' مگر اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے ۔ ان مین سے اکثر نے اسے یہ مشورہ دیا کہ "یہین بیٹھے انکے دخل کو روک دو ' اوٗر جن امور کي وہ تم کو دعوت دیتے ہین ان سے باز رھو" ۔ یہ اختلاف دیکھ کر اس نے کچھ عرصہ حالات و کوائف کا رخ دیکھا ؛ پھر بلاد روم کا راستہ لیا ' اوٗر وھین شہید ہوا : رحمہ اللہ ۔ یہ بھي کہا جاتا ہي کہ وھان اس کے حلق مین ایک نیزہ لگا تھا ' جس سے وہ وھین شہید نہین ہوا ' بلکہ اسے لے آئے تھے اوٗر

اس نے اپنے قصر مین انتقال کیا ۔ واللہ اعلم ۔ اسکی اولاد مین علی (جو سب سے بڑا تھا، اور اس کے بعد اس کے امور کا منتظم ہوا) ' یحییٰ ' ابو بکر ' سیر ' تاشفین ' محمد المنصور ' اور ابراہیم تھے ۔ ابراہیم نے دمشق مین انتقال کیا ' جہان وہ سلطان الملک العادل سے ملنے کو گیا تھا *

جب ابو ابراہیم اسحاق بن محمد مذکور کا انتقال ہو گیا ' تو قیام امر اسکے بڑے بیٹے علی کے سپرد ہوا ' جس کو اس نے ولی عہد بنا دیا تھا ۔ علی نے ایک بیڑا تیار کیا ' اور سیدھا بجایہ کا قصد کیا ۔ کہتے ہین کہ اس سے پہلے بجایہ کے اعیان کی ایک جماعت نے اسے شہر پر قبضہ کرنے کی دعوت دی تھی ؛ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ ہرگز اپنے جزیرہ سے نکلنے کی جرأت نہ کرتا ۔ علاوہ اس کے اسے ان وجوہ سے بھی ایسا کرنے کی ہمت ہوئی کہ اس وقت الموحدون اندلس مین تھے ' ابو یعقوب کی وفات کی خبر شائع ہو چکی تھی ' اور وہ لوگ ابو یوسف کی بیعت کے اتمام و اکمال مین مشغول تھے ۔ اسے خیال ہوا کہ اس وقت ان لوگون کی حالت پریشان ہی اور ضروری ہی کہ ان کے آپس مین اختلاف پھیلے ۔ یہ وجہ تھی کہ اس نے میرقہ سے نکلنے کی جرأت کی ؛ کیونکہ اگر یہ تمام کوائف ' جو ہم نے بیان کئے ہین ' موجود نہ ہوتے تو وہ ہرگز ایسا نہ کرسکتا ۔ غرضیکہ وہ شہر بجایہ مین فروکش ہوا ' اور اس کے چند باشندون سے جنگ کرنے کے بعد سنہ مذکور کی چھٹی شعبان کو دو شنبہ کے دن شہر کے اندر داخل ہوا ۔ اس وقت ابو موسیٰ عیسیٰ بن عبد المومن وہان موجود تھا ۔ وہان کا والی وہ نہ تھا ' بلکہ ابو الربیع سلیمان بن عبد اللہ بن عبد المومن تھا ؛ اور ابو موسیٰ اس وقت افریقیہ سے واپس آتے ہوئے وہان سے صرف دور رہا تھا ' کیونکہ وہ اور اس کا بھائی حسن اپنے بھائی ابو یعقوب کی جانب سے افریقیہ کے والی تھے ۔ افریقیہ کے بعض نواحی مین عربون نے فساد مچایا ۔ یہ دونون

بھائي ' ابو موسيٰ اۋر حسن ' المصامدہ ' عرب اۋر دوسري افواج کو ہمراہ لیکر ان مفسد عربون کی سرزنش کے لئے نکلے ۔ مگر افریقیہ کے لشکر نے ان کو شکست دي ' اۋر دونون بھائیون کو گرفتار کرلیا ' اۋر ان کو وهین رهنا پڑا ۔ یہ خبر ابو یعقوب تک پہنچي ' انہون نے عربون کے پاس پیغام بھیجا ۔ مگر عربون نے نہایت سختی کے ساتھ مال و اسباب کا طول طویل مطالبہ کیا ۔ آخر کار ان کے اۋر الموحدون کے مابین چھتیس ہزار مثقال پر معاملہ ٹھیرا ۔ لیکن جب اس فیصلے کي خبر ابو یعقوب کو معلوم هوئي ' تو انہون نے اس رقم کو بھي زیادہ خیال کیا اۋر کہا کہ " یہ ایک اۋر مصیبت ہے ۔ اگر ہم ان کو اتنا مال و زر دے دینگے تو وہ لوگ اۋر بھي زیادہ قوي هو جائینگے اۋر زیادہ فساد مچائینگے " ۔ آخر اس امر پر اتفاق رائے هوا کہ ان لوگون کے لئے پیتل کے دینار بناکر ان پر سونے کي قلعي کردي جائے ۔ چنانچہ اسي طرح کے دینار بناکر ان کو بھیج دئے گئے ؛ اۋر انہون نے ابو علي ' ابو موسيٰ ' اۋر ان کے تمام حشم و خدم کو رہا کردیا ۔ تو یہ وجہ تھي کہ ابو موسي اس وقت بجایہ مین تھا ۔ مگر اب وہ عربون کي قید سے رہا هوکر میرقیون کے هاتھون مین پھنس گیا ۔ علي بن اسحاق بجایہ مین سات دن ٹھیرا ۔ اس نے وهین جمعہ کي نماز ادا کي ' اۋر بنو عباس ' بالخصوص امام ابو العباس احمد الناصر ' کے لئے خطبے مین دعا کي ۔ اس کا خطیب ابو محمد عبد الحق بن عبد الرحمان ازدي اشبیلي فقیہ و محدث تھا ' جو کتاب " الاحکام " وغیرہ مختلف کتب کا مولف تھا ۔ امیر المومنین ابو یوسف یعقوب کو اس کي یہ حرکت سخت ناگوار هوئي ' اۋر انہون نے اس کے قتل کا ارادہ کرلیا ۔ مگر اللہ نے اسے محفوظ رکھا ' اۋر وہ بیمار هوکر طبعي موت مر گیا ۔ علي بن اسحاق تاسیس امور کے بعد وهان سے نکلا ' اۋر قلعۂ بنو حماد پر حملہ آور هوکر اس پر اۋر اس کے تمام نواحي پر قابض هو گیا ۔ امیر المومنین یعقوب کو اس واقعہ کي خبر ملي ؛ تو وہ الموحدون کو

ہمراہ لے کر بجایہ کي طرف روانہ هوئے ۔ علي بن اسحاق نہ اطلاع پاکر واپس هوا' اؤر بلاد الجرید کي طرف چلا ۔ اِدہر امیر المومنین بجایہ کے قریب نازل هو چکے تهے ۔ وہ اہل بجایہ سے نہایت خندہ پیشاني اؤر خوش کلامي سے پیش آئے' اؤر ان سے اس طرح گفتگو کی که ان کے دل خوش هوگئے اؤر ان کی وحشت اس سے بدل گئي ۔ اہل بجایہ انکے سلوک اؤر کلام سے نہایت متعجب هوئے؛ کیونکه وہ سمجھتے تھے که معاملہ اس کے برعکس هوگا ۔ امیر المومنین نے الموحدون کے ایک شخص' محمد ابن ابو سعید جنفیسي' کو وهان کا عامل مقرر کیا اؤر وهان سے روانه هوکر تونس پہنچے' جہان ایک زبردست فوج تیار کرکے عمر بن عبد المومن کے ایک بیٹے یعقوب کو اس کا سپہ سالار بنایا ۔ اس کي وجه یه تهي که ان کے پاس ایک کپڑا تها' جس پر یہ لکھا تها که ان کو یعقوب نام کے ایک شخص کي ہمراہي مین وطا عمرہ نام ایک مقام پر ہزیمت اٹھاني پڑیگي ۔ الغرض یہ یعقوب بن عمر اپني فوج لے کر روانه هوا' اؤر تونس مین فروکش هوا ۔ وهان جنگ هوئي' اؤر حسب تحریر بالا اسي کو ہزیمت هوئي ۔ سبب یه هوا که جب یعقوب بن عمر اؤر علي بن غانیه کي فوجون مین مڈبھیڑ هوئي تو الموحدون کو سخت ہزیمت هوئي' اؤر جب یہ لوگ بھاگتے هوئے نظر آئے تو عربون اؤر بربرون نے انکا تعاقب کیا اؤر جس جس طرح بنا ان کو قتل کرنا شروع کیا ۔ اس طرح الموحدون مین سے اکثر پیاس سے مرگئے' اؤر جو باقي بچے وہ تونس کو واپس هوئے' جہان امیر المومنین موجود تهے ۔ مگر انہون نے ان لوگون کو کسي طرح کي زجر و توبیخ نہین کي' بلکه ان کي بد حالي پر اظہار ہمدردي کیا اؤر تسکین دي ۔ پھر انہون نے خود به نفس نفیس وہان سے نکل کر حامة دقیوس پر علي ابن غانیه کا مقابله کیا ۔ ذرا سي دیر ہي مین علي کے ہمراہیون کے قدم اکھڑ گئے؛ اؤر چونکه صرف علي ہي میدان مین رہ گیا تها اؤر حملون کي

زد میں تھا ۔ وہ بار بار زخمی ہوتے ہوتے بالکل سست و مضمحل ہو گیا ' اؤر وہاں سے جون توں بھاگ کے ایک اعرابی بڑھیا کے خیمے میں پناہ گزین ہوا ' بلکہ وہیں مر گیا ۔ جس وقت وہ میرقہ سے روانہ ہوا ہی ' اس کے بھائی عبد اللہ ' یحیی ' سیر اؤر ابوبکر بھی اسکے ہمراہ تھے ۔ مکر اب علی کی موت سے یہ چاروں بھائی بے دست و پا ہو گئے ۔ آخر انہوں نے باتفاق رائے یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ یحیی میں شہامت اؤر سماعت نفس کی صفات موجود ہیں لہذا اس کو امیر بنایا جائے ۔ بعد ازان وہ صحرا میں جاکر وہاں کے عربوں کے ہمراہ رہنے سہنے لگے ' اؤر امیر المومنین وہاں سے واپس چلے گئے *

اسی سفر کے دوران میں شہر قفصہ نے بھی نقض عہد کیا ' اؤر ان کی اطاعت و فرمان برداری سے آزاد ہوکر میرقیوں کو دعوت دی ۔ امیر المومنین نے ان کا شدت کے ساتھ محاصرہ کیا ' اؤر پھر شہر میں داخل ہوکر اس کے باشندوں کو نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کیا ۔ چنانچہ میں نے سنا ہی کہ انہوں نے اکثر کو ذبح کیا اؤر شہر کی فصیلوں کو منہدم کرا دیا ۔ میرے ایک کاتب دوست ہیں ' جن کا نام ابراہیم اؤر عرف روبلی ہی ۔ وہ ایک طویل قصیدے میں امیر المومنین ابو یوسف کی مدح کرتے ہوئے قفصہ اؤر اس پر منجنیق سے سنگباری ہونے کا یوں ذکر کرتے ہیں —

سائل بقفصة هل كان الشقي لها   بعلا و كانت له حمالة الحطب
تبت يدا كافر بالله الهبها   وكان كالكافر الاشقي ابي لهب

اسی قصیدے میں ایک جگہ کہتے ہیں کہ :—

لما زنت وهي تحت الامر محصنة   حصبتموها إتباع الشرع بالحصب

خدا ان پر رحم کرے ' انہوں نے مجھے یہ قصیدہ شروع سے آخر تک لفظ بہ لفظ سنایا ۔ جب وہ اس شعر پر پہنچے کہ " لما زنت .... الخ " تو میرے ذہن میں اس کے کچھ ایسے برے معنی آئے کہ میں

ہنس پڑا اؤر اپنا چہرہ چھپا لیا ۔ انہوں نے کہا " یہ تمہیں کیا ہو گیا ؟ "
مگر مجھ سے سوا ہنسنے کے اؤر کچھ نہ ہو سکتا تھا ۔ ان کا مزاج متغیر
ہو گیا ، اؤر جب میں نے دیکھا کہ وہ خفا ہوتے جاتے ہیں ، تو جو معنی
میرے ذہن میں آئے تھے میں نے ان سے بیان کر دئے ۔ یہ سن کر انہوں نے
مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں اؤر کہا کہ " تم بھی حاسد نئے بنائے
شیطان ہو ۔ تمہاری طبیعت بہت بری ہی ، اؤر تمہیں ہر وقت
مذاق ہی سوجھتا ہی ۔ " پھر انہوں نے آخر تک قصیدہ سنا کر پورا کیا ۔
یہ ابو اسحق زویلی شیوخ کُتاب اؤر ظریف شعراء میں سے تھے ۔ میں
اؤر وہ سید اجل ابو زکریا یحیی بن یوسف بن عبد المومن کی مجالس
میں جمع ہوا کرتے تھے ، اؤر وہاں ان کی ظرافت طبع اؤر بداہت کے
ساتھ پر گوئی کے ایسے ایسے عجیب و غریب نمونے دیکھنے میں آئے کہ
تعجب ہوتا ہی *

الغصہ جب ابو یوسف افریقیہ کے کام سے فارغ ہو گئے ، تو وہ المغرب
کی طرف واپس چلے گئے ۔ یحیی بن غانیہ تو اپنے مرحوم بھائی کے
امور کی نگہبانی میں مصروف رہا ، اؤر عبد اللہ جزیرۂ میورقہ کو مراجع
ہوا ۔ وہاں پہنچ کر اس نے یہ حالت دیکھی کہ وہاں کے باشندوں نے ان
سے نقض عہد کر لیا ہی اؤر الموحدون کے لئے دعوت برپا ہی ۔ یہ سب
کچھ اسکے بھائی ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق کا کیا دھرا تھا ۔ جب
عبد اللہ جزیرہ میں پہنچ گیا ، تو ایک عیسائی شخص مسمی نجاح نے ،
جو اس کے باپ کا دوست تھا ، اس کا ساتھ دیا ۔ یہ نجاح نے نقض
عہد کیا تھا ، نہ طاعت سے سرتابی کی تھی ؛ بلکہ وہ ایک قلعہ میں
قلعہ گزین تھا ۔ اس کے ساتھ موالی اؤر لشکر کی ایک جماعت تھی
جو اس کی ہم خیال تھی ۔ عبد اللہ کے وہاں پہنچنے پر وہ سب اس
سے ملے ۔ پھر جزیرہ کے بادیہ نشینوں کی بھی جماعتیں کی جماعتیں
اس سے ملنے کو آنے لگیں ، جن میں فلاحین اؤر گڈریئے شامل تھے ۔

عبد الله ان سب کو ہمراہ لیکر شہر کو دیا ۔ وهان نہ کسي نے مدافعت کی ' نہ کوئي اندر آنے سے مانع هوا ۔ ان لوگون نے دروازہ کہول دیا ' اور اس نے اپنے تمام ہمراہیون کی معیت مین اندر داخل هوکر اپنے بہائي محمد کو گرفتار کیا اور اندلس کی طرف جلا وطن کردیا ۔ محمد نے المصامدہ کے هان بہت کچہہ اقتدار حاصل کیا ۔ چنانچہ وہ ان کي جانب سے شہر دانیہ کا حاکم هوگیا ' اور تا دم مرگ حاکم رہا ۔ ادہر عبد الله نے میرقہ پر تسلط جمایا ' اور اپنے باپ کی طرح جنگ آزمائي اور تخویف عدو مین مشغول هوگیا ۔ چنانچہ وہ اس وقت تک ایسا ہي کرتا رہا کہ جب سنہ ٥٩٥ مین الموحدون نے اس پر فوج کشی کي ' جس کا بیان آگے آئیگا ۔ افریقیہ مین یحیی کي حکومت کی یہ کیفیت تهي کہ کبہی تو اسے اقتدار حاصل هوجاتا ' اور کبہي پهر وہ قعر گمنامي مین جا پڑتا ۔ اس کا تمام قصہ ایک طول طویل سرگزشت ہی ' اور اس کی تفصیل ہمارے مقصد سے باہر *

جن دنون امیر المومنین ابو یوسف وجوہ مذکورہ بالا کي بناء پر غیر حاضر تهے ' انکے بہائی ابو حفص عمر (جو خود کو الرشید کے لقب سے ملقب کیا کرتے تهے) اور ان کے چچا سلیمان بن عبد المومن نے حکومت کی طمع کي ۔ ان مین سے ایک اندلس کے مشرق مین شہر مرسیہ مین تها اور دوسرا بلاد صنہاجہ کے مقام تادلا مین ۔ ابو الربیع سلیمان کو تو ان کے نفس نے یون دهوکا دیا اور سوء رائے نے یہ سبز باغ دکهائے کہ انہون نے قبائل صنہاجہ کو جمع کرکے اپنے لئے دعوت دینے پر آمادہ کیا اور اس امر کي تصریح بهي کردي ۔ پهر ان کے شیوخ کو بلایا ' اور ان سے اپنے ارادے کا اظہار کیا ۔ مگر اس حرکت سے ان کو اس سے زیادہ اور کوئي فائدہ نہ هوا کہ ملک ان کے خلاف پراگندہ و پریشان هوگیا ' اور یہ زشت حرکت عام طور پر مشتہر هوکر امیر المومنین کے کانون تک پہنچ گئي ۔ رہے عمر ' انہون نے یون ابتداء کي کہ علي رؤس الاشہاد '

صاف و صریح طور پر، امیر المومنین ابو یوسف سے بعض عہد کیا اور اپنے خاص خاص آدمیوں کے ذریعے اعیان اندلس تک یہ بات پہنچادی ۔ اور انتہا یہ کی کہ مرسیہ کے قاضی و خطیب ، ابن ابی حمزہ ، کو قتل کردیا ۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی تلوار کے دستے کو قاضی موصوف کے سینے پر رکھ کر اس بری طرح دبایا کہ چند ایام کے بعد اسی کے صدمے سے ان کا انتقال ہوگیا ۔ یہ خبر بھی امیر المومنین تک پہنچی ، اور وہ نہایت پریشان اور برانگیختہ ہوئے ۔ وہ جس قدر سرعت سے کام لے سکتے تھے ، فوراً صرف سترہ مقامات پر منزل کرتے ہوئے بجایہ سے فاس پہنچے ۔ جب ابو الربیع سلیمان اور عمر نے ان کی آمد کی خبر سنی ، تو دونوں ان کے مقابلے کے لئے آگے بڑھے ۔ ایک طرف سے عمر سمندر کو عبور کرکے پہنچے ، اور دوسری جانب سے سلیمان اپنے آدمیوں کو ہمراہ لیکر تادلا سے آئے ۔ عمر شہر مکناسہ کے قریب امیر المومنین سے ملاقی ہوے ۔ ان کو دیکھ کر حسب عادت سلام کرنے کے لئے گھوڑے سے اتر آئے ۔ مگر جب اور قریب ہوئے تو دونوں میں کسی قسم کا کلمہ کلام نہیں ہوا ، بلکہ امیر المومنین کے حکم سے ان کو دست و پا بستہ گرفتار کرکے شہر سلا کو روانہ کردیا گیا ۔ پھر امیر المومنین نے اپنے چچا سلیمان سے ملکر یہی بھی سلوک کیا ۔ انکو اپنے ساتھ لیکر سلا پہنچے ، اور ان دونوں پر ایک شخص کو نگہبان مقرر کرنے اور زنجیروں میں جکڑ دینے کے بعد مراکش چلے گئے ۔ وہاں پہنچتے ہی ان کے نگران کو یہ حکم لکھا کہ ان دونوں کو قتل کرکے با قاعدہ تجہیز و تکفین کی جائے اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کردیا جائے ۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق اس نگران نے انکو قتل کرکے دفن کردیا ، اور امیر المومنین کو ایک اطلاعی خط لکھ دیا ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس نے امیر المومنین کو یہ لکھا تھا کہ " میں نے ان کی قبریں سنگ مرمر اور سنگ خارا کی بنائی ہیں " اور ان قبور کی خوبصورتی کی بھی تعریف کی تھی ۔ مگر امیر المومنین نے

یہ جواب دیا کہ "ہم کو ظالموں کے دفن سے کوئی خاص غرض نہیں ہے۔ وہ دونوں معمولی مسلمان اشخاص تھے۔ ان کو اسی طرح دفن کرو جیسے عام مسلمان دفن ہوتے ہیں"۔ ان دونوں کے قتل کے بعد امیر المومنین کے تمام قرابت دار ان سے ڈرنے لگے، حالانکہ اس واقعے سے پہلے وہ لوگ ان کو انکے بچپن کے اعمال کی بناء پر حقیر اور معمولی آدمی سمجھتے تھے۔ ان دونوں کا قتل سنہ ۵۱۳ میں واقع ہوا *

اس واقعہ کے بعد انہوں نے زھد و تقشف اختیار کر لیا۔ موٹا جھوٹا لباس پہننے اور معمولی کھانا کھانے لگے۔ صلحاء، گوشہ گیر، اور علماء حدیث کا آوازہ دن بدن بلند ہونے لگا اور ان کی قدر و منزلت اور عظمت و شان بڑھنے لگی۔ امیر المومنین برابر اسی طرح متفرق ملکوں سے صلحاء کو بلاتے، ان سے دعا کرواتے، اور ان کو بڑے بڑے انعام و اکرام دیتے رہے۔ ان کے عہد میں علم الفروع بالکل منقطع ہو گیا۔ فقہاء ان سے خائف رہنے تھے۔ ان کے حکم سے تمام بلاد میں ایسی کتابیں آگ کی نذر کردی گئیں جن میں حدیث نبوی اور قرآن شریف سے مذہب کو علیحدہ کردیا گیا تھا۔ چنانچہ سحنون کی مدوّنہ، ابن یونس کی کتاب، ابن ابی زید کی نوادر اور اس کا خلاصہ، البراذعی کی کتاب التہذیب، ابن حبیب کی واضحہ، اور اسی قسم کی اور تمام کتب جلا کر راکھ کردی گئیں۔ میں ان دنوں شہر فاس میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ کتابوں کے پشتارے کے پشتارے جلے آتے ہیں، اور ان کو رکھ کر آگ لگا دی جاتی ہے۔ انہوں نے لوگوں کو حکم دیا کہ علم رائے اور اس کے مطالعہ کو یک قلم ترک کردیں؛ اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں سزائے شدید کی دھمکی دی۔ انکے پاس جو ایک جماعت علماء محدثین کی رہتی تھی، ان کو حکم دیا کہ صحیحین، ترمذی، مؤطا، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن بزار، مسند ابن ابی شیبہ، سنن دارقطنی، سنن بیہقی فی الصلاۃ، اور ایسی ہی دیگر کتب احادیث

سے "طہارت" کے متعلق تمام احادیث کا اسی طرح استخراج کریں جس طرح ابن تومرت کے زمانے میں کیا گیا تھا ۔ چنانچہ ان لوگوں نے حکم کے مطابق تمام مطلوبہ احادیث نکال کر یکجا جمع کردیں ۔ امیر المومنین خود وہ احادیث سب کو لکھواتے اور ان کے حفظ کی تاکید کرتے تھے ۔ احادیث کا یہ مجموعہ المغرب کے تمام اطراف میں پھیل گیا، اور عوام و خواص سب نے حفظ کرلیا ۔ جو لوگ کُل احادیث کو حفظ کرلیتے تھے، امیر المومنین ان کو بیش بہا لباس اور مال و زر انعام دیتے تھے ۔ اس تمام کام سے ان کا حقیقی مقصد یہ تھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو سرزمین مغرب سے یکبارگی ہمیشہ کے لئے دور کردیا جائے؛ بلکہ اسے مٹاکر لوگوں کو قرآن مجید اور حدیث شریف کے ظاہری معنوں کے اخذ کرنے پر آمادہ کیا جائے ۔ ان کے والد اور جد بزرگوار کا بھی بعینہ یہی مقصد تھا، مگر انہوں نے اس کو کبھی ظاہر نہیں کیا ۔ آخر وہ ظاہر ہوا، اور امیر المومنین یعقوب کے ہاتھوں ہوا ۔ میرے خیال میں یہ ان لوگوں کی صداقت قول کی کافی شہادت ہے جو زبانی ثبوتاً حافظ ابوبکر بن جد سے ملاقی ہوئے تھے ۔ حافظ موصوف نے ان اشخاص سے یہ بیان کیا تھا کہ "جب میں شروع شروع میں ابو یعقوب (مرحوم) کے پاس گیا ہوں، تو میں نے ان کے سامنے ابن یونس کی کتاب رکھی ہوئی دیکھی تھی ۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ "ابوبکر! میں اس کتاب میں وہ تمام شاخ در شاخ آراء دیکھ رہا ہوں، جو دین خداوندی میں نمودار ہوگئی ہیں ۔ آپ نے کبھی کوئی ایسا مسئلہ بھی دیکھا ہے جس میں چار، پانچ یا اس سے بھی زیادہ اقوال موجود نہ ہوں؟ آخر ان تمام اقوال میں سے کونسا قول درست ہے، اور مقلد کے لئے کس قول کا اخذ و تسلیم کرنا بجا ہے؟" میں نے انکے اس اشکال کو رفع کرنے کے لئے کچھ کہنا شروع کیا ہی تھا کہ انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا کہ "ابوبکر! آخر جو کچھ بھی ہے، وہ یا تو

(قرآن شریف کي طرف اشارہ کرکے) یہ ہی ' یا (اپنے دائدن ہاتھ کي طرف سنن ابی داود کي جانب اشارہ کرتے ہوئے) یہ ہی ' یا (تلوار کي طرف اشارہ کرکے ' جو ان کے بائین ہاتھ کو رکھي ہوئی تھی) یہ ہی "۔ انجام کار یعقوب کے زمانے مین وہ باتین ظاہر ہوئین ' جو ان کے باپ اور دادا کے ایام مین مخفیہ تھین "۔ علم حدیث کے طلبہ کو ان کے ہان اس قدر اقتدار حاصل تھا کہ کبھي ان کے باپ دادا کے دنون مین بھی نہ ہوا تھا ۔ پھر ان کے ساتھ ان کے حسن سلوک اور قدر دانی کی انتہا یہ ہوگئي تھی کہ ایک دن امیر المومنین نے تمام الموحدون کے سامنے (جو سب کچھ سن رہے تھے ' اور جن کے بارے مین انکو یقین ہو چکا تھا کہ وہ طلبۂ حدیث کي قدر افزائي اور تقرب کي وجہ سے ان سے حسد رکھتے ہین) ان سے یہ کہا کہ "اي موحدین ! تم متفرق قبائل کے افراد ہو ۔ جب تم کو کسي طرح کا حادثہ پیش آتا ہي ' تو تم اپنے قبائل کو چلے جاتے ہو ۔ مگر یہ لوگ (یعنی طلبۂ علم حدیث) کسی خاص قبیلے کے نہین ہین ' بلکہ میرے ہین ۔ لہذا ان پر جب کبھي کوئی مصیبت آئیگی ' تو مین ہی ان کا ملجا و ماوا ہونگا ۔ وہ میري ہي پناہ مین آئینگے ' اور خود کو مجھ سے ہی منسوب کرینگے "۔ اس دن سے طلبۂ حدیث کی قدر و منزلت مین اور بھي اضافہ ہوگیا ' اور الموحدون ان کے احسان و اعزاز مین مبالغہ کرنے لگے *

سنہ ۵۸۵ مین بطرو ابن الریق (لعنہ اللہ) نے جزیرہ نمائے اندلس مین شہر شلب کا قصد کیا ' اور اپنی فوجین لےکر اس پر جا پڑا ۔ سمندر کی طرف سے اہل فرنگ نے اسے گھوڑون اور اونٹون وغیرہ سے مدد بہم پہنچائی ۔ اس سے قبل اس نے اہل فرنگ کو اس غرض سے دعوت دي تھي کہ وہ آکر اہل شہر کو گرفتار کرنے مین مدد دین ۔ چنانچہ انھون نے ایسا ہي کیا کہ خشکي اور تري دونون طرف سے شہر پر حملہ آور ہوئے ' اور اس پر قابض ہوکر اہل شہر کو گرفتار کرلیا ۔ اس طرح ابن الریق

(بعدہ للہ) شہر کا مالک ہوگیا ۔ اُدھر امیر المومنین نے ایک زبردست فوج تیار کرکے سمندر کو عبور کیا ' اور ابھی دھن میں سیدھے سلب پہنچے ۔ رومیون میں مدافعہ کرنے کی طاقت نہ تھی ؛ اس لئے وہ شہر اور اس کے تمام حاصل کردہ اعمال وغیرہ کو چھوڑکر چل دئے ۔ مگر امیر المومنین نے صرف اس کو ہی کافی نہ سمجھا ' اور ان کے معرکۃ الآرا قلعہ ' طُرّش ' کو فتح کرکے مراکش کو واپس گئے ۔

شلب سے واپسی کے بعد وہ اس شدت سے بیمار ہوئے کہ جان کے لالے پڑ گئے ۔ انہون نے اپنے بھائی ابو یحیی کو معزول کیا ۔ مگر وہ اس طمع سے پس و پیش مین لگ گیا اور اندلس جانے مین دیر کرتا رہا کہ امیر المومنین کا انتقال ہو جائے تو مین خود امیر بن جاؤن ۔ اور امیر المومنین کا یہ حال تھا کہ ان کو جب کبھی مرض سے ذرا بھی افاقہ ہوتا تو وہ یہی پوچھتے کہ " ابو یحیی عبور بحر کرکے اندلس گئے کہ نہین ؟ " آخر جب ابو یحیی کو معلوم ہوا کہ امیر المومنین ان کے جلد روانہ ہونے کے خواہشمند ہین ' تو وہ جلد جلد سمندر کو عبور کرکے اندلس پہنچا ۔ مگر اسے برابر یہی یقین تھا کہ اسے سب سے پہلے یہی خبر ملیگی کہ امیر المومنین نے وفات پائی ۔ بلکہ اسی خیال سے اس نے اندلس کے شیوخ کی استمالت قلوب کرکے خود اپنے لئے دعوت دی ' اور کہا کہ " مین نے امیر المومنین کو ایسی حالت مین چھوڑا ہی کہ آج موئے اور کل دوسرا دن ۔ اور ان کے پاس سوا میرے اور شخص بھی نہین ہی جسے وہ اپنے بعد امیر بنائین ۔ " شیوخ اندلس نے اس معاملے کو ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے پر ٹالنا شروع کیا ۔ اسی طرح مختلف شہر بھی یکے بعد دیگرے ٹالتے رہے ' حتی کہ مرسیہ کی باری آئی ۔ اہل مرسیہ نے اپنی جانون کے خوف سے یہ کیا کہ امیر المومنین کے نام خطوط لکھے ' جن مین اس تمام معاملے کا ذکر کردیا ۔ اتنے مین امیر المومنین اپنے مرض سے شفایاب ہوکر اطباء سے سفر کا مشورہ پا چکے

تھے ۔ چنانچہ وہ ایک محافے میں ' جو دو خچروں پر رکھا ہوا تھا ' بیٹھکر واس کي طرف روانہ ہوئے ۔ اثناء راہ میں ان کو ابویحیی مذکور کے کل معاملے کي خبر ملي ' اور اہل اندلس کے خطوط اور محضر بھي ان کے پاس پہنچے ۔ جب ابویحیی نے ان کے نقل و حرکت کی خبر سني ' تو وہ عذر خواہي کے لئے سمندر کو عبور کرکے شہر سلا میں امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ امیرالمومنین نے اسے دیکھتے ہی اپنے قریب کے ہمراہیوں سے کہا کہ "دیکھو وہ بد بخت آیا!" اور ابویحیی کو گرفتار کرلیا ۔ پھر شیوخ اندلس کو بلایا ۔ انہوں نے ابویحیی کے خلاف شہادتیں دیں ۔ اس کے بعد ابویحیی کو بلایا اور کہا کہ "میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے اس قول مبارک کے مطابق تم کو قتل کرتا ہوں کہ "جب کسي سر زمین میں دو خلفاء سے بیعت کي جائے ' تو ان میں سے دوسرے شخص کو قتل کرڈالو ۔"" چنانچہ امیرالمومنین کے حکم کے مطابق ابویحیی کي گردن ماردي گئي ۔ یہ کام ان کے چچا عبدالرحمان بن یوسف نے بہت سے آدمیوں کی موجودگي میں سرانجام دیا ۔ پھر امیرالمومنین اس کے کفن دفن کا حکم دیکر اپنے قرابت داروں کی طرف متوجہ ہوئے ' اور ان کو خوب سا سخت و سست کہہ کر حکم دیا کہ "ان سب کو برہنہ سر اور برہنہ پا بدترین حال کے ساتھ یہاں سے خارج کردیا جائے" ۔ چنانچہ وہ سب کے سب وہاں سے نکل گئے ' اور ہر شخص کو یقین تھا کہ وہ ضرور قتل ہوگا ۔ اس روز سے ان کے قرابت دار بالکل گمنامی اور کم حالی میں پڑگئے ' اور آخر تک اسي حالت میں رہے ' حالانکہ اس سے قبل ان میں اور خلیفہ میں سوا نفوذ علامت کے اور کسی طرح کا فرق نہ تھا ۔ اس طرح امیرالمومنین یعقوب نے اپنے قرابت داروں میں سے دو بھائیوں اور ایک چچا کو قتل کیا *

سنه ۹۰ مین امیر المومنین نے وہ عہد توڑ دیا ' جو انکے اور ادفنش کے مابین تھا ۔ اس کے جواب مین ادفنس کے سواروں نے نکلکر بلاد کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا ' اور تمام اندلس مین کثرت سے شر و فساد پھیلایا ۔ امیر المومنین نے ایک سنگین فوج تیار کی ' اور ماہ جماد الاخر سنہ ۵۹۱ مین اسے ہمراہ لیکر اشبیلیہ پہنچے ۔ مگر وہان انہون نے صرف اس قدر قیام کیا کہ لشکر کو پھیلا دیا ' اور اموال تقسیم کئے ۔ پھر وہ بلاد روم کی طرف روانہ ہوئے ۔ ادفنش نے ان کی آمد کی خبر پاکر ایک ضخیم جماعت تیار کی ' اور مقابلے کے لئے نکلا ۔ فحص الحدید کے مقام پر دونون کا سامنا ہوا ۔ اس مرتبہ ادفنش نے اس قدر کثیر التعداد فوج جمع کی تھی کہ اس سے قبل کبھی نہ کی تھی ۔ مقابلہ کے وقت الموحدون اسقدر زبردست جماعت کو دیکھکر خوف زدہ ہو گئے اور گھبرا گئے ۔ امیر المومنین کی یہ حالت تھی کہ برابر دعا مین مصروف تھے ' اور صلحاء سے طلب خیر کرتے تھے ۔ آخر نویں شعبان کو چہار شنبہ کے دن مسلمانون اور ان کے اعداء مین مقابلہ ہوا ۔ خدائے تعالیٰ نے الموحدون کی مدد کی ' اور انہین صبر و استقلال اور اہل روم پر غلبہ عطا کیا ۔ ادفنش اور اس کے ہمراہیون پر ایک بلا تھی کہ نازل ہوئی ۔ وہ خود اور اس کے صرف تیس سالاران فوج جان بر ہوئے ' باقی سب فنا ہوگئے ۔ لیکن الموحدون اور ان کے دیگر ہمراہیون کے بھی بہت سے اعیان شہید ہوئے ۔ جن مین ابو یوسف کے وزیر نامور ابو یحیی ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی حفص بھی تھے ۔ بعد ازان امیر المومنین وہان سے بہ نفس نفیس قلعۂ رباح کو گئے ' اور اسے اہل قلعہ سے خالی پاکر اس مین داخل ہوگئے ۔ اور اس کے گرجا کو مسجد بنانے کا حکم دیا ۔ بلکہ مسلمانون نے اس مین نماز بھی ادا کی ۔ اس کے بعد وہ طلیطلہ کے قرب و جوار کے قلعون پر قبضہ کرکے فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ اشبیلیہ کو واپس ہوئے ۔ یہ ہزیمت زلاقہ کی ہزیمت جیسی تھی '

جس کا بیان امیر المرابطین یوسف بن تاشفین کے عہد حکومت میں ہو چکا ہی *

امیر المومنین سنہ ۵۹۱ کے بقیہ حصے میں اشبیلیہ ہی میں مقیم رہے ۔ سنہ ۵۹۲ میں اپنی افواج کے ساتھ شہر طلیطلہ پر حملہ آور ہوئے' درختوں کو کاٹ ڈالا' سامان خور و نوش بند کر دیا' معاملہائے آب کو خشک کر دیا' اور اہل روم کو سخت سخت تکلیفیں دیں ۔ اسی طرح سال آئندہ' یعنی سنہ ۳' میں بھی کیا' اور بلاد روم میں اتنی دور تک چلے گئے جہاں کوئی مسلمان بادشاہ کبھی نہ گیا تھا' اور پھر اشبیلیہ کو واپس آ گئے ۔ ادفنس (لعنہ اللہ) نے ان کے پاس صلح کا پیغام بھیجا' جس کی بناء پر انہوں نے دس سال کے لئے اس سے صلح کر لی ۔ پھر جزیرہ نمائے اندلس کی نگہبانی اور ترتیب امور کے لئے ایک شخص کو مقرر کر کے سنہ ۵۹۴ میں مراکش چلے گئے ۔ مجھے معلوم ہوا ہی کہ انہوں نے الموحدون سے صریح طور پر مشرق کی طرف حملہ آور ہونے کا ارادہ ظاہر کیا اور بلاد مصر کی قبیح باتوں اور بدعتوں کا ذکر کر کے کہنے لگے کہ "انشاء اللہ ہم اسے پاک و صاف کر دینگے"۔ مگر ان کا یہ ارادہ ان کے دل ہی میں رہ گیا' اور انہوں نے سنہ ۵۹۵ کے صدر میں وفات پائی اور اپنے آبا و اجداد کے ساتھ تینملل میں دفن ہوئے رحمہ اللہ ۔ وہ اپنے عہد حکومت میں ہمیشہ عدل و انصاف کو ترجیح دینے اور حسب طاقت اس پر عمل پیرا ہوتے رہے ۔ انہوں نے اپنی حکومت کے آغاز میں حسب اقتضاء ملک و ملت یہ قصد کیا تھا کہ خلفاء اولین کے نقش قدم پر چلیں : مثلاً وہ پانچوں وقتوں کی نماز میں خود امامت کرتے تھے ۔ وہ کئی ماہ تک متواتر ایسا ہی کرتے رہے ۔ مگر ایک دن انہوں نے نماز عصر کی امامت کے لئے آنے میں اس قدر دیر کی کہ تقریباً کل وقت ختم ہو دیا' لیکن لوگ ان کا انتظار کرتے رہے ۔ آخر امیر المومنین نے آکر نماز پڑھائی ۔ نماز کے بعد ان کو سخت

ملامت کي اور کہا کہ "میں دیکھتا ہوں کہ آپ لوگ صرف ہمارے خاطر سے نماز پڑھتے ہیں ۔ ورنہ بھلا اس میں کیا مضائقہ تھا کہ آپ موجودین میں سے کسی صاحب کو امام بناکر نماز ادا کرلیتے ؟ کیا آپ کو یاد نہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے اصحاب نے حضور کی غیر موجودگي میں جب دیکھا کہ نماز کا وقت جا رہا ہي تو عبدالرحمان بن عوف کو امام بنالیا تھا ؟ کیا وہ ائمہ اور هادیان دین آپ کے لئے نمونہ نہیں ہیں ؟ " اسی سبب سے انہوں نے اس کے بعد سے خود امامت کرنا ترک کردیا تھا ۔ وہ خود بیٹھکر لوگوں کي دادرسي کیا کرتے تھے ۔ وہ مجالس عام ہوتی تھیں ' اور کسي چھوٹے بڑے کو آنے کي ممانعت نہ تھي ۔ ایک مرتبہ دو آدمي ایک نصف درهم کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے ۔ آپ نے اس قضیہ کا فیصلہ کیا ' اور وزیر ابویحیی کو حکم دیا کہ " ان دونوں کو خفیف سي سزائے جسماني دي جائے تا کہ ان کو تادیب ہو " ۔ پھر ان دونوں سے مخاطب ہوکر کہا " کیا شہر میں اور حاکم ایسے نہ تھے ' جن کے پاس تم ایسی باتوں کے فیصلے کے لئے جاتے اور جن کو ایسے ہي قضیوں کے لئے مقرر کیا گیا ہي ؟ " اس واقعہ کي وجہ سے انکو مجبوراً یہ کرنا پڑا تھا کہ خاص خاص ایام میں ایسے خاص خاص نوعیت کے مسائل کے لئے دربار عدل قائم کرتے تھے ' جن میں ان کے سوا کسی اور حاکم کے احکام جاري نہیں ہو سکتے تھے ۔ جب انہوں نے ابوالقاسم بن بقی کو والی بنایا ' تو ان سے یہ شرط کرالی تھی کہ وہ اس طرح بیٹھا کرینگے کہ تمام قضیوں کے متعلق ان کے احکام سنے جا سکیں ۔ اس لئے ابوالقاسم ایسي جگہ بیٹھتے تھے کہ ان کے اور امیر المومنین کے درمیان صرف چند خدموں کي آڑ ہوتی تھي ۔ امیر المومنین کے حکم سے بازاروں کے امین اور شہر کے شیوخ ہر ماہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور وہ ان سے بازاروں کي حالت ' نرخ اشیاء ' اور حکام کے متعلق سوال کیا کرتے تھے

کہ عمال ' قضاۃ اور ولاۃ کا کیا حال ہی ؟ اگر وہ ان کی تعریف کرتے ' تو امیر المومنین کہتے کہ " یاد رکھو کہ قیامت کے دن تم سے اس شہادت کے متعلق سوال کیا جائیگا ! تم کو ہرگز نہ چاہئے کہ حق کے سوا کچھ اور کہو "۔ بعض اوقات مجلسون مین یہ آیت پڑھتے تھے کہ " یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ و لو علی انفسکم او الوالدین والاقربین "۔

جب امیر المومنین سنہ ۹۳ مین دوسری جنگ (یعنی اس جنگ کے بعد کی جنگ کہ جس مین خدائے تعالی نے ادفنس اور اس کی جماعت کو تباہ و غارت کرکے افواج اسلام کو عزت اور فتحمندی سے مالا مال کیا تھا) کے لئے روانہ ہونے لگے ' تو انہون نے تمام بلاد کو خط لکھکر صلحاء اور احبار کی ایک بڑی جماعت کو بلایا ۔ وہ ان کو سفر مین آگے آگے رکھتے ' اور جب کبھی ان کی طرف دیکھتے تو اپنے قریب کے اصحاب سے کہتے کہ " لشکر یہ ہی نہ کہ (فوج کی طرف اشارہ کرکے) یہ " ۔ یہ واقعہ بالکل ایسا ہی ہی جیسا کہ قتیبہ بن مسلم والی خراسان کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب وہ ترکون کے مقابلے مین نکلے تو انکے ہمراہ فوج مین ابو عبد اللہ محمد بن واسع بھی تھے۔ وہ بار بار ان کا حال دریافت کرتے تھے ۔ ان سے کہا گیا کہ ابو عبد اللہ معسکر کے ایک گوشے مین اپنی کمان پر تکیہ لگائے بیٹھے ہین ' اور ایک انگلی کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے بار بار جنبش دے رہے ہین ۔ قتیبہ نے کہا " ہان ' وہی انگلی مجھے دس ہزار تلوارون سے زیادہ عزیز ہی " ۔

جب امیر المومنین اپنے اس سفر سے اپنی رعایا کے لئے طرح طرح کے اموال لے کر واپس آئے ' تو بعض لوگون نے تو ان کو قبول کیا ' اور بعض نے رد کردیا ۔ یہ دونون فریق امیر المومنین کے پاس آئے ' تو انہون نے کہا کہ " ہر شخص کا ایک مذہب ہوتا ہی ۔ نہ تو ان کے رد سے اس مین کچھ زیادتی ہونی ہی اور نہ ان کے قبول سے کچھ کمی واقع ہوتی

ہی "۔ ابو یوسف نہایت کثیر الصدقہ بزرگ تھے ۔ چنانچہ میں نے سنا ہی کہ اس حج کے لئے روانہ ہونے کے قبل، جس میں یہ واقعۂ کبریٰ ہوا تھا، انہوں نے چالیس ہزار دینار صدقے میں دئے تھے، جن میں سے نصف عوام الناس کو اور باقی اپنے قرابت داروں کو دیا تھا ۔ انہوں نے شہر مراکش کے چار حصے کرکے ہر ایک میں ایک ایک امین مقرر کردیا تھا، جو پردہ نشین عورتوں اور خانقاہ گزین لوگوں کو خیرات تقسیم کرتا تھا ۔ جب نیا سال شروع ہوتا ہی، امیر المومنین کے حکم سے شہر کے تمام لا وارث یتیموں کے اسماء سے ان کو مطلع کیا جاتا تھا ۔ پھر وہ ان سب کو اپنے قصر کے قریب ایک مقام میں جمع کرکے ان کی ختنہ کرواتے اور ہر لڑکے کو ایک مثقال، کپڑے، روٹی، اور ایک انار دیتے تھے ۔ اور بعض مرتبہ ایک ایک مثقال کے علاوہ دو جدید درہم بھی دیتے تھے ۔ یہ سب کچھ میں نے خود مشاہدہ کیا ہی؛ کسی اور کا بیان نقل نہیں کررہا ہوں ۔ امیر المومنین نے مراکش میں ایک بیمارستان بنایا تھا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسی مثل تمام دنیا میں بھی کسی جگہ مل سکی ۔ انہوں نے اس غرض سے شہر کے ایک معتدل مقام میں ایک وسیع میدان منتخب کرکے معماروں کو حکم دیا کہ اسے بہترین طریق سے آراستہ کریں ۔ چنانچہ انہوں نے اس میں عجیب و غریب نقش و نگار کئے، اور ایسی ایسی مضبوط و محکم آرائشیں کیں جن سے بہتر ایجاد و اختراع ہونا مشکل ہی ۔ پھر حکم دیا کہ اس میں علاوہ اور درختوں کے مشمومات و ماکولات کے پودے بھی لگائے جائیں ۔ اس قطعۂ زمین میں پانی کی نہریں اس کثرت سے جاری کیں کہ ہر مکان میں پانی پہنچتا تھا ۔ مزید برآں اسکے وسط میں چار حوض بنائے، جن میں سے ایک سفید سنگ رخام کا تھا ۔ پھر ان کے حکم سے اس میں صوف، کتان، حریر، اور چمڑے کے ایسے ایسے نفیس فرش دئے گئے جو حد وصف سے بالا اور تعریف سے مستغنی ہیں ۔ روزانہ تیس دینار صرف خوراک ہی کے لئے دیا جاتا تھا ۔

ادویہ کی خرید پر جو روپیہ صرف ہوتا تھا، وہ اس کے علاوہ تھا۔ مختلف اقسام کے شربت، روغن اور سرمے وغیرہ تیار کرنے کے لئے عطار مقرر کئے۔ مریضوں کے لئے موسم ہائے گرما و سرما میں دن اور رات کے استعمال کے لئے علیحدہ علیحدہ لباس تیار کئے گئے۔ جب مریض تندرست ہو جاتا، تو اگر وہ مفلس ہوتا اسے روانگی کے وقت اس قدر مال و زر دیا جاتا کہ وہ تمام عمر چین سے بسر کرے، اور اگر غنی و مالدار ہوتا تو اس کا مال اور ترکہ وغیرہ اس کے حوالے کیا جاتا۔ یہ بیمارستان صرف فقراء اور مفلسین کے لئے ہی نہ تھا، بلکہ مراکش میں اگر کوئی پردیسی بھی کسی مرض میں مبتلا ہو جاتا، تو اسے وہیں پہنچا دیتے تھے۔ اور اس کی تندرستی، یا بصورت دیگر موت، تک اسے وہیں رکھتے تھے۔ ہر جمعہ کو نماز سے فارغ ہوکر امیر المومنین خود بیمارستان کو جاکر ہر مریض کی عیادت کرتے، ان کے گھر والوں کی خیریت دریافت کرتے اور پوچھتے کہ "اب تمہارا کیا حال ہے، اور تمہاری نگرانی کیسی ہوتی ہے؟" وغیرہ وغیرہ۔ پھر یہ سب کر کرا کے وہاں سے واپس چلے جاتے۔ وفات کے دن تک ان کی یہ عادت برابر جاری رہی۔ خدا ان پر رحم فرمائے!

ابو یوسف کے عہد کے شروع میں سنہ ۵۸۳ یا ۸۲ میں ہمارے ہاں مصر سے چند غُزّ ترک آئے تھے، جن میں تین اشخاص تھے۔ ایک کا نام قراقوش تھا، جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ الملک الناصر کے بھتیجے تقی الدین کا غلام تھا۔ دوسرے کا نام شعبان تھا، اور کہتے ہیں کہ وہ امراء غز میں سے تھا۔ تیسرے صاحب مصری افواج میں سے تھے، اور قاضی عماد الدین کے نام سے مشہور تھے۔ امیر المومنین نے ان تینوں کی نہایت خاطر و مدارات کی، اور ان کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، یہاں تک کہ وہ الموحدون سے بھی زیادہ ان کی قدر کرتے تھے۔ الموحدون سال بھر میں تین مرتبہ، یعنی ہر چار ماہ کے بعد،

تنخواہ لیتے تھے، مگر غزی ہمیشہ یہی عادت رہی کہ وہ ماہ بہ ماہ لیتے تھے، اور اس میں کوئی فرق نہ آتا تھا۔ امیرالمومنین کہتے تھے کہ "ان میں اور الموحدون میں یہ فرق ہے کہ یہ لوگ مسافر ہیں۔ یہاں ان کے پاس سوا تنخواہ کے اور کسی قسم کا سامان و اسباب یا جائداد وغیرہ نہیں ہے جس پر گزران کر سکیں۔ مگر الموحدون کے پاس جائداد اور اموال موجود ہیں"۔ امیرالمومنین نے غزیے اعیان کے لئے بھی الموحدون کی طرح مختلف و متعدد قطعات زمین علیحدہ کر دئے تھے۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ الموحدون سے بھی زیادہ دیا تھا۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص احمد الصحب نامی کو، جو اہل اربل میں سے تھا، ایسی ایسی زمینیں دی تھیں کہ خود ان کے قرابت داروں میں سے بھی کسی کے پاس نہ تھیں۔ اسی طرح شعبان کو بھی انہوں نے اندلس میں اس قدر کثیر التعداد قریہ جات دئے تھے، جن کی سالانہ آمدنی دو ہزار دینار سے بھی زائد تھی۔ پھر وہ بڑی بڑی تنخواہیں اس سے علیحدہ تھیں، جو فوج کے کسی فرد کو بھی نصیب نہ تھیں۔ غزکی تمام جماعت میں کوئی شخص بھی شعبان کی برابر لطیف الحس، ذکی النفس، حاضر جواب اور پاکیزہ خاطر نہ تھا۔ میں جب کبھی اس سے ملتا تھا، وہ یا تو مجھ سے کوئی شعر پڑھوا کر سنتا یا خود سناتا تھا۔ چنانچہ میں نے ایک دن اسے ایک اشبیلی شاعر کے (جو میرے دوست تھے) یہ اشعار سنائے کہ —

وقائلٍ فيم لم تهجع وقلت له كيف الهجوع لطرف ذاهر الوسن
لم تدر ان الكري الممنوع عن بصري هي السنات التي في مقلتي حسن

وہ سن کر ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ "اس شاعر کی مثال ایک ایسے پرندے کی سی ہے جو گردش کرتا اور چکر لگاتا ہوا زمین پر اترتا ہے، پھر پر پھڑپھڑا کر اڑتا ہے اور بلند پروازی کرنا چاہتا ہے، لیکن گر پڑتا ہے۔

دیکھئے ایک شاعر نے اسی مطلب کو کس قدر اختصار لفظی، سہولت ماخذ اور سلاست کے ساتھ ادا کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ —

اعیدوا صباحي فھو عند الکواعب   وردوا رقادي فھو لحظ الحبائب"

میں نے کہا کہ "یہ شعر ابو الطیب کا ہے"۔ کہا "ہاں بے شک، واللہ الطیب ابو الطیب کا"۔ ایک دن ہم دونوں میں صنعت تجنیس لفظی کا ذکر تھا۔ اس نے مجھے اس پر کئی اشعار سنائے، اور میں نے یہ دو اشعار پڑھے —

اذا صال دو ود بود صدیقه   فیا ایها الخل المصاحب لي صُل بي

فانّي مثل الماء لینا لصاحبی   و ناهیک للاعداء من رجل صُلب

اس نے ان اشعار کو بہت پسند کیا، اور ان کو نقل کرکے مجھ سے کہنے لگا کہ "ان دو اشعار کی وجہ سے آپ کو مجھ پر حق حاصل ہوگیا ہے۔ میں نے نہ صرف اس خاص معنی میں، بلکہ کسی اور مطلب و معنی میں بھی، کبھی کوئی ایسا عمدہ شعر نہ سنا ہے نہ دیکھا ہے"۔ اصل یہ ہے کہ شعبان کو ادبیات سے نہایت درجہ شغف تھا۔ وہ شعر بھی کہتا تھا، اور بعض اوقات اس کا کلام نہایت عمدہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے اس سے کہا کہ "آپ اپنے چند اشعار مجھے لکھوا دیجئے یا سنا ہی دیجئے"۔ مگر اس نے قطعی انکار کردیا، بلکہ قسم بھی کھائی کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا *

امیر المومنین ابو یوسف جب زیارت کی غرض سے تینملل کو روانہ ہوئے، تو یہ غریب بھی انکے ہمراہ تھے۔ وہ سب وہاں پہنچ کر مسجد کے سامنے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ یہاں یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ابن تومرت نے اپنے اصحاب سے کہا تھا کہ "تم میں سے جو جو زندہ رہیگا وہ دیکھ لیگا کہ مصر کے امراء اس درخت کے سایہ میں آکر بیٹھینگے"۔ جب غرض وہاں پہنچ کر اس درخت کے نیچے بیٹھ گئے، تو تینملل کے باشندوں کے لئے وہ دن گویا روز عید ہوگیا۔ ہر طرف

سے تکبیروں کی صدائیں آ رہی تھیں ۔ عورتیں بہادت جوش و خروش سے دف بجاتی ہوتی بر آمد ہوئیں ' اور اپنی زبان میں کچھ کہتی تھیں ' جس کا مطلب یہ تھا کہ " ہمارے آقا مہدی نے سچ کہا تھا ۔ ہم گواہ ہیں کہ وہ امام برحق تھے " ۔ ایک شخص ' جس کا یہ چشم دید واقعہ ہے ' مجھ سے کہتا تھا کہ " امیرالمومنین ان جوشوں کو دیکھ دیکھ کر مسکراتے تھے ۔ وہ ان سب باتوں کو ان لوگوں کی کم عقلی پر محمول کرتے اور کہتے تھے کہ " مجھے تو ان سب باتوں میں کچھ نظر نہیں آتا ۔ ایک ذرا سی بات کو یہ لوگ کیوں اتنی اہمیت دے رہے ہیں ؟ ۔ حق یہ ہے کہ امیرالمومنین ابو یوسف ابن تومرت کے بارے میں لوگوں سے متفق الرائے نہ تھے ' واللہ اعلم ۔ ایک مرتبہ شیخ صالح ابوالعباس احمد بن ابراہیم بن مطرف مُری اور میں حرمِ کعبہ میں تھے کہ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ " امیرالمومنین ابو یوسف نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ " آپ خدائے عز و جل کے سامنے میرے گواہ رہئیگا کہ میں عصمت (یعنی عصمت ابن تومرت) کا قائل نہیں ہوں " ۔ اسی طرح میں نے ان سے ایک ایسے کام کی اجازت طلب کی جس میں امام کی ضرورت پڑتی ہے ' تو انہوں نے کہا " کون امام ؟ کیسا امام ؟" علیٰ ہذا القیاس مجھے ایک دفعہ مشہور و معروف ابو بکر بن ھانی سے ملاقات کا اتفاق ہوا ۔ وہ اندلس کے شہر جیّان کے باشندہ تھے ۔ جس وقت میں ان سے ملا ہوں ' وہ اس وقت ایک سن رسیدہ بزرگ تھے ۔ وہ بیان کرتے تھے کہ " جب امیرالمومنین جنگ ارک (یعنی وہ کہ جس میں انہوں نے ادفنش اور اس کے ہمراہیوں کے دانت کھٹے کر دئے تھے) سے واپس آئے تو ہم لوگ ان سے ملنے کے لئے گئے ۔ اہل شہر نے امیرالمومنین سے کلام کرنے کے لئے مجھے آگے بڑھایا ۔ خیر ' میں ان کے سامنے پہنچا دیا گیا ۔ انہوں نے اپنی عادت کے موافق مجھ سے شہر ' قضاۃ ' ولاۃ اور عمال کے متعلق سوالات کئے ۔ میں سوالات کا جواب

دے چکا، تو مجھ سے میرا مزاج پوچھا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے طول بقاء کی دعا کی۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ "تم نے کون کون سے علوم حاصل کئے ؟"

میں :— میں نے امام (یعنی ابن تومرت) کی تالیفات پڑھی ہیں *

یہ سن کر انہوں نے مجھے ایک پر غضب نگاہ سے دیکھا اور کہا کہ "طالب علم یوں نہیں کہا کرتے۔ تم کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ میں نے کتاب اللہ کا مطالعہ کیا ہے اور کچھ حدیث پڑھی ہے"۔ پھر اس کے بعد اور جو جو کچھ تم نے پڑھا لکھا ہو اس کا ذکر کرو۔" اسی نوع کی اور بھی کئی حکایات ہیں، جنکو یہاں بیان کرنا باعث تطویل ہے *

جب امیر المومنین اپنے اس سفر جنگ سے واپس آئے، جس میں انہوں نے شلب کو اہل روم کے ہاتھ سے آزاد کرا دیا تھا، تو انہوں نے حکم دیا کہ اشبیلیہ کے دریا کے کنارے ان کے لئے ایک قلعہ تیار کیا جائے اور اس کے اندر چند محل اور قبہ جات بنائے جائیں۔ وہ تعمیر عمارات کے بہت شائق تھے۔ نہایت محنت اور اہتمام سے عمارتیں بنواتے تھے۔ وہ اپنے تمام زمانے میں کبھی اس کام سے غافل نہیں ہوئے: یا تو کسی نہ کسی قصر میں نئی نئی ترمیمیں کرتے رہتے تھے، یا کوئی نیا شہر آباد کرتے تھے۔ ان کے عہد میں شہر مراکش میں بہت کچھ ازدیادیں ہوئیں، جن کی تفصیل بہت طولانی ہے۔ الغرض وہ نئے محل ان کے حسب ارادہ، بلکہ اس سے مافوق، عمدگی کے ساتھ بن کر تیار ہو گئے، اور اس قلعہ کا نام "حصن الفرج" رکھا گیا۔ جب وہ سنہ ۵۹۱ میں اس زبردست جنگ سے واپس آئے، تو ان ہی قبوں میں سے ایک میں بیٹھ کر وفود کو باریابی سے سرفراز ہونے کی اجازت دی۔ وہ لوگ اپنے اپنے طبقات اور مراتب کے مطابق اندر داخل ہوئے، اور شعراء نے اپنے قصائد سنائے۔ چنانچہ اس روز میرے ایک دوست علی بن حزمون نے، جو اہل مرسیہ میں سے ہیں، بحر خبب میں ایک

قصیدہ پڑھا جسے امیر المومنین اور دیگر تمام حضرین نے بہت پسند کیا ۔ وہ قصیدہ یون شروع ہوتا ہی :—

۱ حییتک معطرة النفس ۔۔۔ نفحات الفتح باندلس
قدر الکفار و ماتمهم ۔۔۔ ان الاسلام نعی عرس
ا امام الحق و ناصره! ۔۔۔ طهرت الارض من الدنس
و ملات قلوب الناس هدی ۔۔۔ فدنا التوفیق لملتمس
و رفعت منار الدین علی ۔۔۔ عمد شم و علی اسس
و صدعت رداء الکفر کما ۔۔۔ صدع الدیجور سنا قبس
لاقیت جموعهم فغدوا ۔۔۔ فرسا فی قبضة مفترس
جاءوک تضیق الارض بهم ۔۔۔ عددا لم یحص و لم یقس
خرجوا بطرا و رئاء الناس ۔۔۔ س لیختلسوا مع مختلس
و مضیت لامر الله علی ۔۔۔ ثقة بالله و لم تخس
واناخ الموت کلاکله ۔۔۔ بظبات علی بشر رجس
و تساوی القاع بهامهم ۔۔۔ المرفض مع الجدب الضرس

---

۱ ترجمه :- فتح اندلس کی خوشبو دار لپٹین آپ کو مبارکباد دیتی ہین !
کفار کو اب قدر ہوئی ہی ؛ اور ان کا ماتم یہ ہی کہ اسلام خوشی مین ہی ۔
ای حق کے امام اور اس کے ناصر و یاور ! آپ نے زمین کو میل سے پاک کردیا ہی ۔
آپ نے لوگون کے دلون کو ہدایت سے پر کردیا ہی ' اور اب توفیق الہی تلاش کرنے والے کے قریب ہوگئی ہی : آپ نے دین کے مینار کو بلند ستونون اور بنیاد پر قائم کردیا ہی ۔
آپ نے کفر کی چادر کو اسی طرح پھاڑ دیا ہی جسطرح ایک شعلہ کی روشنی سے تاریکی پھٹ جاتی ہی ۔ آپ نے ان کی جماعتون کا مقابلہ کیا ' اور وہ ایسے ہوگئے کہ جیسے گردن توڑنے والے شکاری کے ہاتھ مین شکار ۔
جب وہ آئے تھے تو یہ حالت تھی کہ زمین ان کے لئے تنگ ہوئی جاتی تھی ۔ ان کی تعداد اس قدر تھی کہ جو حساب اور قیاس مین نہین آتی ۔ وہ اکڑتے اور ڈرتے نکلے تھے ' اور لوگون کو یہ دکھاتے تھے کہ وہ لڑنے مرنے جا رہے ہین ۔
آپ خدا کے امر کے لئے تشریف لے گئے ۔ آپ کو خدا پر بھروسہ تھا ' اور آپ مایوس و غمگین نہ تھے ۔
موت نے اپنے سینون کو آپ کی تلوارون کی دھارون کے ساتھ ایک ناپاک آدمی پر رکھ دیا ۔
ان کی کھوپڑیان اس میدان مین اور اس فراخ ' سنگلاخ اور گیاہ دار وادی مین پھیل گئین ۔

سفيت بنجيعهم اكم ... و طئوا منهن علي دهس
فاولئك حرب الكفر آلا ... انّ الكفار لفي نُكَس
اذوی الصلبان و راءكم ... خيل الملك الخبِير النَدَس
لو ان البحر تداولها ... جرعا و طئنه علي يبس
و لو ان الصّم تراجمها ... اصحت كحل المقل النعُس
ملا التوحيد اعدمها ... و اغار بها روح القدس
نهضت ومضت فمضت املا ... اسي عقب الدنيا فنسي
جاست جنبات الكفر فلم ... تترك لهم مالم تجس
لم يبق بها مثوي رجل ... الا و عليه شذي فرس
لحقوا بقرون الشّم فلا ... سقيا لظلولهم الدُرس
ان كان بها ادفنشهم ... فالي عيش نكد تعس
نظر الملك الاعلى فراي ... مَلَكا مابين قنا و قسي
كالصبح توشح رونقه ... كالطور بنور الله كُسي

دستے ہائے رمس ان کے خونوں سے سیراب ہوگئے ' جہاں وہ نرم زمین پر چل رہے تھے

وہ لوگ کافر دشمن ہیں . ہاں ! کفار عاجز ہیں .

ای صلیبوں والو ! تمھارے پیچھے ایک ہوشیار و زیرک بادشاہ کے سوار ہیں . اگر وہ لوگ سمندر کو ایک گھونٹ کرکے پی جاتے ' تو وہ اس کو خشک کرکے اس پر چلتے . اگر وہ پہاڑ پر سنگباری کرتے ' تو وہ خواب آلود آنکھوں کا سرمہ بن جاتا . ان کی باگوں میں توحید بھری ہوئی ہے ' اور روح القدس ان کو جلدی جلدی چلا رہے ہیں . وہ اٹھے ' چلے ' اور انھوں نے امید کو پورا کردیا اس نے دنیا کی سختی کو بھلا دیا اور وہ بھلا دی گئی . انھوں نے کفر کے پہلوؤں کو اس طرح پا مال کیا ٠ کہ ان کے لئے کوئی چیز ایسی باقی ہی نہیں رہی جو وہ پا مال نہ کرچکے ہوں . وہاں کسی شخص کا مکان ایسا نہ تھا جس پر گھوڑوں کی مکھیاں نہ بھنکتی ہوں وہ بلند پہاڑوں کی چوٹیوں میں جا پہنچے ' اور ان کے پرانے اور مٹے ہوئے ساؤن میں باقی تک نہ چھوڑا . اگر ان کا ادفنش بچ بھی گیا ہی ' تو اسے ایک تنگ اور پر مصیبت زندگی گزارنی پڑیگی .

بادشاہ عالی جاہ نے نگاہ اٹھاکر دیکھا ' تو نیزوں اور کمانوں کے مابین فرشتوں کو پایا . ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صبح نے اس کو چمکا دیا ہی اور جیسے کہ کوہ طور اللہ کے نور سے ملبوس ہی .

وہ وہاں سے چلا اور کسی کی طرف مڑکر نہ دیکھتا تھا . اس نے زرہوں اور ڈھالوں پر وار کرنے شروع کئے .

فمضي لم يلو علي احد   و رمي بالدرع و بالترس
لصليل الهند بمفرقه   لا يسمع صلصلة الجرس
سحر الموتور و ثأره   تذكار المنصل والفرس
و بكاه عقائل هالكة   كالورق ينحن مع الغلس
نثرت و كأن ذوائبها   أذناب رواجحة شمس
تدنو كظباء الرمل على   وجل لضراغمة شرس
قد كن مها انس فغدت   نحت الوادت بلا انس
ان الايام قد ازدهرت   كالروض يروق لمغترس
و تنسقت الامال لنا   كالدعو تنظم فى لعس
و تلألأ نور الحق على   الثغر المهدي فقبس
اجزيرة اندلس عصمي   بامام الامة و احترسي
أرأيك حراسته ملك   جبريل له احد الحرس
حكمت سيافك سيدنا   فى كل مصر الكفر مسي
و مضت فى الروم مضاربه   و كذلك تفعل فى الفرس
لا يخلف ربك موعده   دوّخ اوطارهم و دس

ادھمس کو اپنے سر پر ھندی تلوار کے پڑنے کی وجہ سے گھنٹیوں کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی .

ہلاکت رسیدہ کو تیروں کے سوفاروں اور رسیوں کی یاد نے اور ان شریف عورتوں کی گریہ و زاری نے جگائے رکھا ' جو کبوتروں کی طرح آخری شب کی تاریکی میں نوحہ کر رھی تھیں اور ریگستان کے ھرنوں کی طرح خونخوار شیروں کی طرف ڈر ڈر کر دیکھ رھی تھیں . وہ انس و محبت کی بچھریاں تھیں مگر حادثوں کے پیچھے ان کا انس جاتا رہا

ایام اس طرح تر و تازہ اور بار آور ھوگئے ھیں ' جس طرح کوئی باغ اپنے لگانے والے کو اچھا معلوم ھوتا ھی ' اور امیدیں ھمارے لئے اس طرح منتظم اور آراستہ ھوگئی ھیں ' جس طرح سرخ لبوں کے مابین دانت خوبصورتی سے آراستہ ھیں نور حق مہدیت کے نشان پر چمک رھا ھی ' اس سے نور حاصل کرلو .

ای جزیرہ نمائے اندلس ! تو امام امت کی پناہ میں آجا اور مضبوط ھوجا . ایک ایسا بادشاہ تیرا نگہبان ھوتا ھی جس کے نگہبانوں میں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی ھیں .

ای ھمارے آقا ! آپ کی تلواروں نے تمام سخت کافروں اور نعمائے الٰہی کو بھول جانے والوں پر حکم کیا ھی . ان کی دھاریں روم اور ایران تک پہنچ چکی ھیں . آپ کا رب اپنے وعدے کے خلاف نہیں کریگا . ھاں انکے ملکوں کو تاخت و تاراج اور پائمال کردیجئے . (مترجم)

اگرچہ یہ قصیدہ بہت طویل ہے، مگر میں نے صرف اس لئے نقل کیا ہے کہ اس کی بحر عجیب و غریب ہے اور اکثر ابیات نہایت نفیس ہیں۔ میں نے پہلے خود شاعر کی زبانی یہ قصیدہ سنا۔ اس کے بعد شہر مرسیہ میں سنہ ٦١٤ میں میں نے ان کو پڑھ کر سنایا۔ علی بن حزمون ادبیات میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے ہیں۔ اپنے مختلف الانواع اشعار میں اکثر عبد اللہ ابن حجاج بغدادی کا تتبع کرتے ہیں، اور مجھے ان کے وہی اشعار پسند آتے ہیں۔ جس قدر موشحات ملک میں عوام الناس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں، ابن حزمون ضرور اسی بحر اور روی میں ایک اور ویسا ہی موشحہ نظم کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے ان کو ہجو میں بھی ید طولیٰ حاصل ہے۔ البتہ یہ ہے کہ اپنی ہجائیہ نظموں میں اکثر فحش گوئی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی بہترین ہجائیہ نظم مجھے یاد ہے، جو فحش و بد گوئی سے مبرا ہے۔ اس میں انہوں نے الحطیئہ شاعر کی پیروی کرتے ہوئے پہلے اپنی ہجو کی ہے، پھر سپہ سالاران اندلس کے اعیان میں سے محمد بن عیسیٰ نام ایک شخص کی ہجو کی ہے۔ محمد بن عیسیٰ دلیری اور شجاعت میں مشہور تھا۔ وہ ابیات یہ ہیں:—

تأمّلتُ في المرآة وجهي فخلته كوجه عجوز قد اشارت الي اللهو

كأنّ علي الازرار مني عورة تنادي الوري غضوا و لا تنظروا نحوي

فلو كنت مما تنبت الارض لم اكن من الرائق الباهي و لا الطيب الحلو

و اقبح من مرآيَ بطني فانه يفرفر مثل الرعد قرقر في الجو

و إلا كفلب بين جنبيَ محمد سليل بن عيسيٰ حين فرّ و لم يلو

يود بانْ لو كان في بطن امه حديثا ولم يسمع حديثا عن الغزو

ثقيل ولكن عقله مثل ريشه تطير بها الارواح في مَهْمَهٍ دَوّ

تميل بشدقيه الي الارض لحية تظن بها ماءً يفرغ من دلو

و قد حدثوا عنه بكل نقيصة ولكن مثلي لا يَرَوِّي و لا يرو

ان کی ایسی ایسی ہجائیہ نظمین موجود ہین ' جو اس سے بدرجہا بہتر ہین • مگر ان مین انہون نے فحش و بد کلامی سے کام لیا ہے ' اس لئے مین نے ان کو ان اوراق مین نقل نہین کیا • مین نہین چاہتا کہ اس قسم کا کلام میرے قلم سے منقول ہو • ان حرمون کو المغرب کے قضاۃ اور عمال و ولاۃ کے ہان نہایت درجہ جاہ و ثروت حاصل تھی ' جس کی اصلی وجہ یہی تھی کہ وہ ان کی زبان سے ڈرتے اور ہجو سے کانپتے رہتے تھے • تمام المغرب مین شاید ہی کوئی ایسا شہر ہو جس کے کسی نہ کسی باشندے کے بارے مین انہون نے ہجو نہ کہی ہو اور لوگ اس سے آشنا نہ ہو گئے ہون • مین خدا سے دعا کرتا ہون کہ ان پر اور تمام مسلمانون پر رحم فرمائے *

القصہ اس روز امیر المومنین نے حکم دیا کہ تمام فوج پورے اسلحہ سے مسلح ہوکر ان کے سامنے حاضر ہو • جب ان کے حکم کے مطابق فوج ان کے سامنے پھیل گئی اور انہون نے اس کے حسن ہیئت کو ملاحظہ کیا ' تو فوراً کھڑے ہوکر دو رکعت نماز بطور شکرانہ ادا کی • اتفاق سے جون ہی وہ رکوع و سجود سے فارغ ہوئے بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور اس قدر بارش ہوئی کہ سب لوگ شرابور ہوگئے • محمد بن عبد ربہ میرے ایک دوست ہین ' جو ابو الربیع سلیمان بن عبد اللہ بن عبد المومن کے ہان کاتب خصوصی کے عہدہ پر ہین اور جزیرۂ خضراء کے رہنے والے ہین • انہون نے اس موقعہ کے مناسب حال یہ اشعار کہے -

بادي الكرامة بل بادي الكرامات   قد شفّع الله آيات بآيات
يا ليت شعريَ ما شئ دعوتَ به   قبل السلام و من بعد التحيات
شيئ تاثر عنه الجو فاتصلت   من السحائب رايات برايات
من كل وطفاء لقاء الرباب همتْ   ماءً نفيًا على زُغْف نقيات
قل كيف لا يفتح الله البلاد وقد   تفتّحت لك ابواب السماوات

اس دن سے ابو عبد اللہ محمد بن عبد ربہ مشہور ہوگئے ' اور انکی قدر و نباہت مین اضافہ ہوگیا • ان مین مختلف اوصاف حمیدہ جمع

ہیں ۔ نظم و نثر میں اعلی دستگاہ رکھتے ہیں ' اور علوم فلسفہ ' تعلیم اور منطق میں صاحب تحقیق ہیں ۔ انہوں نے مجھے اپنے یہ اشعار سنائے تھے —

قف بالعباب و این ذالک الوقف واسئلهم بصاحبهم ان یعطفوا
وانشد فؤادک ان عرفت مکانه بین العباب وما اخالک تعرف
عند التی رمت الجمار غدیة و بنانها بدم القلوب مطرف
نفسی الفداء لها و ان لم تبق لی نفسا تذکرنی بها و تعرف

یہ قصیدہ بہت طویل ہی ' لیکن چونکہ سنے ہوئے زمانہ ہو گیا ہی ' اس لئے جتنا مجھے یاد تھا لکھ دیا گیا ۔ ایک دن ہم دونوں دریا کے کنارے قبے میں بیٹھے ہوئے تھے ' اور پانی رم جھم برس رہا تھا ۔ اس وقت میں نے ان کو ایک قدیم شاعر کے یہ دو اشعار سنائے :—

حاکت یمین الریاح محکمة فی نهر واضح الاسارير
فكلما ضعضعت به حلقا قام لها القطر بالمسامير

انہوں نے ان اشعار کو پسند کیا اور کہا کہ " آپ نے مجھے میرے اسی معنی کے اشعار یاد دلا دئیے " ۔ پھر انہوں نے اپنے اشعار سنائے ۔ ویسے لطیف اور نازک اشعار میں نے پہلے کبھی نہ سنے تھے ' حالانکہ شعراء نے اس مضمون کو اس قدر پائمال کیا ہی کہ کثرت تکرار کی وجہ سے وہ لیل و نہار سے بھی زیادہ قدیم اور بوسیدہ ہو گیا ہی ۔ البتہ لطیف الحس ' جید الطبع ' اور اہل تمییز اصحاب اس سے مبرا ہیں ۔ وہ اشعار یہ ہیں —

بين الرياض و بين الجو معترك بيض من البرق او سمر من السمر
ان اوترت قوسها كف السماء رمت نبلا من الماء في زغف من الغدر
لاجل ذالک اذا هبت طلائعها تدرع النهر و اهتزت قنا الشجر

ان اشعار کی حسن بندش اور نزاکت معنی ملاحظہ ہو ۔ قوت تخلص دیکھئے کہ کس حسن الفاظ کے ساتھ تشبیہ قائم کی ہی ' اور

سننے اور پڑھنے میں کس قدر سہولت اور لطف پیدا ہو گئی ہے!
ایک دن وہ اپنی مجلس انس میں تھے کہ میں نے ان سے ملاقات کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے اپنے شغل کو مجھ سے چھپانا کچھ ضروری نہ سمجھا اور خدام سے تمام اشیاء موجودہ اٹھوا کر مجھے اندر بلا لیا، اور نہایت تپاک سے ملنے کے بعد مجھ سے باتیں کرنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ وہ اس خیال سے شرمندہ ہیں کہ میں نے ان کی ایک بات دیکھ پائی ہے۔ اس خیال سے میں نے ان کی رفع کلفت کے لئے ایک شاعر کے یہ اشعار سنائے —

ادِرہا فما التحریم لذاتہا ولکن لاسباب تضمّنہا السکر
اذا لم یکن سکر یزیل فہ التقی فسیّان ماء في الزجاجۃ او خمر

[یعنی — جام شراب دو، کیونکہ خود اس کی ذات حرام نہیں ہے، بلکہ وہ اسباب حرام ہیں جن کی وجہ سے نشہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی شخص کو ایسا نشہ نہ ہو کہ اس میں وہ کوئی لغزش کر جائے، تو مینا میں خالص پانی ہو یا شراب، دونوں یکساں ہیں۔ (مترجم)]

اشعار سن کر وہ (نضر اللہ وجہہ) بہت خوش ہوئے، اور انس و انبساط کی وہی اگلی سی کیفیت ان میں پھر عود کر آئی۔ وہ کچھ عرصہ خاموش رہے۔ پھر قلم دوات طلب کر کے اشعار مذکورہ بالا کے ہم معنی اشعار فی البدیہہ لکھے، اور وہ یہ تھے —

* ما ضرت الخمر لولا الشرع یشربہا قوم حدیثہم ہمس التسابیح
لیسوا برعشٍ اذا ادّوا فروضہم عنہ القیام ولا میلٍ مراجیح
بیت کبیت و فیہ شادن سدِن مزج الکؤوس بہ وقْد المصابیح

* ترجمہ :- شراب نوشی میں کوئی نقصان نہیں ہے کیا شریعت نے اسے حرام نہیں کیا؟ مگر وہ لوگ بھی تو مے نوشی کرتے ہیں جن کے لئے تسبیح پر ہر وقت من من من من کرتے رہنا ہی بات کرنے کے برابر ہے۔ کیا وہ لوگ اپنے فرائض مذہبی ادا کرتے وقت اور نماز پڑھتے وقت ہلتے، جھومتے، اور اونٹوں کی طرح ادھر اُدھر نہیں ڈھلکتے؟ اصل میں میرا یہ کمرہ ان کے کلیۃ عبادت کی طرح کا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ میرے کمرے میں ایک آہو منظر خوبصورت سی لڑکی خادم دیر ہے اور یہ کہ جام ہائے شراب میرے چراغ ہیں۔ (مترجم)

اس کے بعد انہون نے اسي مجلس مین اپنے چند پرانے اشعار سنائے ' جو ایک قصیدۂ سبیمیہ مین سے ہین • مین نے ایسے عمدہ اشعار کبھي نہین سنے • ان مین سے صرف آخر کا شعر میرے حافظے مین رہ گیا ' اۋر وہ یہ ہي —

ولکن یوما لا یعب بحارهم اذا غربت شمس یدیرونها شمسا

انہون نے ایک مرتبہ مصر کا سفر کیا تھا ' جس مین وہ بادشاہ ابن سنا سے ملے تھے ' اۋر وہ پہلے شخص تھے جن سے مین نے اس کا ذکر سنا اۋر ان ہي کي زباني اس کے اشعار بھي سنے • ابو عبد اللہ صناعت شعر مین نہایت وسیع القدر آدمی تھے • انہون نے اپنے اکثر اشعار کو سید اجل ابو الربیع سلیمان بن عبد اللہ بن عبد المومن کے نام سے اسي زمانے سے منسوب کردیا تھا جب وہ ان کے ہان کتابت کے عہدے پر تھے • لیکن اس وقت کے بعد کوئی ایسا شعر نہ تھا جو ابو الربیع کے نام سے مشہور ہوتا ' گو کہ ابو عبد اللہ کے اکثر اشعار کو رواۃ ہمیشہ ابو الربیع کے اشعار ہي بتاتے ہین • مجھے یہ علم و اندازہ اس وقت ہوا کہ جب مین ابو عبد اللہ سے جدا ہوا ؛ کیونکہ اس کے بعد پھر مجھے ابو الربیع کے اشعار نہین ملے • اۋر کچھ وجہ یہ بھي تھی کہ مین نے ان دونون بزرگون کے اشعار مین صریح فرق پایا ' اۋر مین نے ابو الربیع کے ایسے اشعار بھي دیکھے ہین جو شعریت کے لحاظ سے نہایت پست ہین • اس سے مین نے یہ اندازہ کیا کہ ان کے وہ پرانے اشعار ' جو انکے نام سے مشہور ہین ' انکے ہرگز نہین ہین • ابن ہي ابن عبدربہ نے مجھے یہ واقعہ سنایا کہ " مین ایک مرتبہ سید ابو الربیع کے ہان گیا • اس وقت وہ ایک قبہ مین بیٹھے ہوئے تھے • اندر داخل ہوتے ہوئے مین نے دیکھا کہ چند چھوٹے چھوٹے طاقچون مین سورج کی کرنین اوپر سے چھن چھن کر اندر آرہي ہین • یہ منظر مجھے بہت ہي اچھا معلوم ہوا ' اۋر مین نے فی البدیہہ یہ اشعار کہے :—

۱ - لما رأته الشمس تغطي فعلها في العالمين تغيرت و تسوءها
۲ - خففت تواليها الجود تعين ماله بعرف علمه دنانيرو و دراهما

دوسرے شعر میں لفظ "دنانیر" میں سے حرف یا کو حذف کردیا گیا ہی، اور یہ جائز ہی، جیسا کہ کسی اور قدیم شاعر نے کہا ہی کہ —
تضلل به أيدٍ و نفيةً الصياريف"

جن دنون میں اپنے شیخ و استاد ابو جعفر احمد بن محمد بن یحییٰ حمدی رحمہ اللہ سے قرطبہ میں پڑھ رہا تھا، ان دنوں سنہ ۶۰۲ میں انہوں نے مجھسے امیرالمومنین ابو یوسف کے متعلق ایک قصہ سنایا۔ ہوا یہ کہ میں استاد مذکور سے الحماسہ میں ابن رزیہ تیمی کا وہ مقطعہ پڑھ رہا تھا جس کا پہلا شعر یہ ہی کہ :—

یا لیف زیادٍ للمدّ رب الـصاهی ولغانم والذُوب ۔

تو جب میں اس شعر پر پہنچا کہ —

واللہ لو لاقيته خاليا لآب سيفانا مع الغالب

تو حضرت استاد نے کہا کہ "اس شعر کے متعلق میں تم کو ایک قصہ سناتا ہون۔ اور وہ یہ ہی کہ جب امیرالمومنین ابو یوسف ادفنش (لعنہ اللہ) کے مقابلے کے لئے قرطبہ سے روانہ ہوئے، تو ان کے جانے کے ایک یا دو روز بعد میرے بیٹے عصام نے مجھ سے کہا کہ "ابا جان! میں نے رات خواب میں دیکھا کہ امیرالمومنین قرطبہ میں داخل ہوئے ہیں اور وہان سے اس طرح واپس آئے ہیں کہ دو تلواریں لگائے ہوئے ہیں"۔ میں نے کہا "بیٹا! اگر تمہارا یہ خواب سچا ہی تو امیرالمومنین نے ادفنش پر ضرور غلبہ حاصل کرلیا ہي۔ اور مجھے بھی شعر یاد آیا کہ "واللہ لو لاقیتہ ..... الخ"۔ آخرکار وہ خواب اور تعبیر دونون درست ثابت ہوئے"۔

یہ ابو جعفر ایک اور بزرگ ہین، جن پر اندلس میں علم ادبیات کی انتہا ہوگئی۔ میں تقریباً دو سال ان کی خدمت میں رہا، اور

مین نے شعر قدیم و جدید مین کسی راوی یا ادب٬ امثال٬ شعر نادرالوجود اور سجع کے متعلق حکایات بیان کرنے والے کو ان سے بڑھکر نہین پایا : رضی اللہ عنہ و جارہ عنا خیرا ۰ انہون نے تمام مشائخ اندلس سے حدیث شریف٬ قرآن مجید اور آداب کے علوم اخذ کئے ۰ ان کی طول عمر اور علم سے صدق محبت اور افراط شغف نے اس تحصیل مین اور بھی زیادہ مدد دی ۰ ان کے صاحبزادے عصام نے مجھ سے بیان کیا٬ اور مین نے ان کے پاس ابو الطیب کا دیوان دیکھا ہی٬ بلکہ اس کا اکثر حصہ پڑھا ہی٬ اور نہایت صحیح پایا ہی ۰ مین نے عصام سے کہا کہ "آپ نے اسے اصل صحیح نسخے سے لکھا ہی٬ مگر صحت نقل سے پرہیز کیا ہی"۰

عصام :— یہ ناممکن ہی کہ دنیا بھر مین کوئی نسخہ اس سے زیادہ صحیح ہو جس سے مین نقل کرتا ہون ۰

مین — وہ ہی کہان ؟

عصام — وہ نسخہ اس وقت یہین٬ ہمارے سامنے٬ اور ہمارے پاس موجود ہی ۰

مین :— (ہم اس وقت مسجد کے ایک گوشے مین بیٹھے ہوے تھے) کہان ہی ؟

عصام :— آپ کے داہنے ہاتھ کو رکھا ہی ۰

مین سمجھ گیا کہ ان کا مطلب جناب شیخ سے ہی ۰ مگر مین نے کہا کہ "میرے داہنے ہاتھ تو صرف استاد تشریف فرما ہین"۰

عصام :— یہی تو میرا وہ اصلی نسخہ ہی جس سے مین نے نقل کیا ہی ۰ وہ مجھے اپنے حافظے سے لکھواتے تھے ۰

یہ سنکر مجھے نہایت تعجب ہوا ۔ حضرت استاد ہماری یہ باتین سن رہے تھے ۰ ہماری طرف دیکھ کے کہنے لگے "تم کس دھن مین ہو؟"

ان کے صاحبزادے نے سب معجزے سنائے، تو وہ میرے تعجب کا حال سنکر کہنے لگے کہ "امر بعید معلوم ہوتا ہی کہ تم لوگ کبھی اپنے حصول علم میں فلاح پاتے ہو۔ تمہیں دیوان متنبی کے حفظ کرنے پر تعجب ہوتا ہی۔ خدا کی قسم میں نے ایسے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو کتاب سیبویہ کے حفظ کو حفظ نہیں شمار کرتے تھے اور اسے کچھہ نہیں سمجھتے تھے"۔ یہ حضرت مذکور نے چھہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے بعد اندلس میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا جو ہر قسم کی روایت ادب میں اعلی دستگاہ رکھتا ہو۔ میں نے نہ ان کے قبل نہ ان کے بعد کوئی ایسا شخص دیکھا، جو بوصف اس امر کے کہ اس میں علم، شدت تمییز، حسن اختیار اور ان تمام صفات کی معرفت عقل کی صحت موجود ہوں مگر اوصاف کو ہاتھ سے نہ دے اور حقیقت امور کی طرف اس کا ذہن جلد منتقل ہوتا ہو۔ گو کہ میں اپنے اشعار کی کثرت نکات اور بعد جودت سے بخوبی واقف ہوں اور اسی وجہ سے ان اشعار کو حقیقی معنی میں اشعار نہیں سمجھتا، پھر بھی اپنے اشعار ان کو سنایا کرتا تھا اور خوب جانتا تھا کہ اشعار اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں سنائے جائیں۔ مگر وجہ یہ تھی کہ وہ اکثر مجھے سنانے کا حکم دیا کرتے تھے۔ ان کو میرے اشعار سن کر بہت جوش آتا تھا اور تعریف کیا کرتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات یہ بھی ہوتا تھا کہ ان کو بار بار دہرا کر حفظ بھی کر لیتے تھے۔ ایک دفعہ حسب عادت انہوں نے مجھے اشعار سنانے کا حکم دیا، تو میں نے یہ دو اشعار سنائے، جو میں نے اپنے ایک ہم مکتب مسمی فتح کی شان میں فی البدیہہ کہے تھے، جو نہایت ضعیف مزاج، حسین اور نرگس چشم شخص تھا —

یا مَن لہ عن کِناسٍ　　مَن المتیّم قلبہٗ
ما انتَ کاسمک فتح　　و انما انت قلبہ

ان اشعار سے وہ نہایت محظوط ہوئے ؛ اوڑ اپنے صاحبزادے کي طرف ملتفت ہوکر کہنے لگے کہ " واللہ شعر اس کو کہتے ہیں ؛ نہ کہ ان کو کہ جن سے تم تمام دن مجھے تصدیع میں مبتلا رکھتے ہو۔ اگر تمہیں شعر کہنا ہی تو ایسے ہی کہا کرو ؛ ورنہ بہتر ہی کہ چپ رہو"۔ دوسرے روز مجھ سے کہا کہ " تم جانتے ہو کہ عصام نے کل کیا کمال کیا ہی ؟ " میں نے لا علمي ظاہر کی ؛ تو کہنے لگے کہ " وہ تو کچھ ایسا ہي ہوا ہي کہ جیسے وہ مثل مشہور ہي کہ " میں نے ہزاروں کو ساکت کر دیا "۔ ہوا یہ کہ عصام نے کل دن بھر اپنے دماغ پر زور ڈال کر نہایت مشقت کے بعد یہ کیا کہ تمہارے دونوں ابیات کو لیکر ان کي روح کو سلب کیا اوڑ ان کي آب و تاب کو برباد کرکے اوڑ سب کو مسخ کرکرا کے یوں کہا کہ :—

سبی فوادي خشف   ففوتي اليوم ضعف
سموہ فقدما مجازا   و في الحقيقة حتف

اس نے سوا مجاز اوڑ حقیقت کے اوڑ کچھ بھي اضافہ کیا ؟ " میں نے کہا کہ " واللہ ؛ یہ اشعار میرے اشعار سے بدرجہا بہتر ہیں "۔ یہ سنتے ہی ان کا چہرہ متغیر ہوگیا ؛ اوڑ خفا ہوکر کہنے لگے کہ " میاں صاحبزادے ؛ اس بیہودہ عادت کو چھوڑدو۔ انسان کے اخلاق و عادت میں بد ترین چیز خوشامد اوڑ تزئین باطل ہي ؛ اوڑ وہ بھي خاص کر ایسي حالت میں کہ جھوٹي قسم کا بھی اس پر اضافہ ہو۔ خدا کي قسم ؛ تم بخوبي جانتے ہو کہ یہ اشعار کسي کام کے نہیں ہیں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہي کہ تمھاري قوت تمییز میں فرق آگیا ہو اوڑ قوت اختیار کم ہوگئي ہو۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ ایسا ہو سکتا ہي "۔

اس واقعہ کے علاوہ میں نے ان کي شدت انصاف کا اس سے بھي زیادہ اندازہ کیا ہی۔ ہمارے ایک ساتھي علي بن خروف نے ان کي ہجو میں دو شعر کہے ؛ مگر انہوں نے اس کے ان اشعار کي تعریف کی۔

اس کا قصہ یہ ہے کہ حضرت استاد (رحمۃ اللہ و عفی عنہ) کا لقب "توزغی" تھا۔ ان کے پاس ایک شخص تعلیم پاتا تھا جس کا نام عردوف تھا۔ (لفظ عزنوف کے معنی کلکٹ کے ہیں اور فصیح لفظ عزوف نہیں بلکہ خریبق ہے)۔ بعض طلبہ حضرت استاد پر یہ تہمت لگاتے تھے کہ ان کو اس سے عشق ہے۔ حالانکہ یہ محض افترا ہے خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو ایسی باتوں سے محفوظ و مبرا رکھا تھا۔ ابن خروف نے اسی امر کے بارے میں لکھا کہ --

احقاً سمم ابرص ما سمعنا بذلك فد تعشقت ابن مرء
وكيف وانت في الحيطان تمشي و ذاك بطير في جو السماء

حضرت استاد علیہ الرحمہ نے اسے اپنے حلقہ سے خارج کر دیا۔ اس قضیہ کی خبر قاضی ابوالولید ابن رشد تک پہنچی۔ انہوں نے ابن خروف کو بلاکر زد و کوب کیا اور استاد کو اسے تعلیم دینے سے منع کر دیا۔ اس طرح خدائے تعالیٰ نے ان دو اشعار کی وجہ سے ابن خروف کو ان کے علم و تبحر کے استفادہ سے محروم اور ان کے عتبۂ عالیہ سے دور کر دیا۔ حضرت استاد نے اسے نظر انداز کرکے رخصت کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد نہ ابن خروف کو فلاح نصیب ہوئی اور نہ حصول علم سے بہرہ ور ہوا۔ بلکہ اپنے اسی محدود علم اور طبیعت کی آمد پر منحصر رہ گیا *

ہم لکھتے لکھتے کہاں سے کہاں پہنچ گئے، حالانکہ طالب علم اور ناظر کتاب کے لئے یہ باتیں محض غیر ضروری ہیں۔ اب ہم پھر وہیں سے سلسلۂ کلام شروع کرتے ہیں جہاں چھوڑا تھا *

اپنے آخری زمانے میں امیر المومنین ابو یوسف نے حکم دیا کہ المغرب کے تمام یہودیوں کے لئے ایسا لباس مقرر کیا جائے، جس سے وہ باقی تمام اقوام سے متمیز ہوں، اور جو صرف ان ہی کے لئے خاص ہو۔ اس غرض سے انہوں نے خاص قسم کا لباس مقرر کیا، جس کی آستینیں

اس قدر دراز نہین کہ تقریباً قدمون تک پہنچتی تہین ٗ عماموں کي جگہ ایسی بد نما توپیان پہنے کا حکم ہوا ٗ جو شکل مین زیر پالان کی طرح تہین ٗ اور کانون کے نیچے تک جاتی نہین ۔ المغرب کے تمام یہودیون مین یہی لباس رائج ہو گیا ٗ اور ابو یوسف کے بعد ان کے بیٹے ابو عبد اللہ کے زمانے کے کچھ حصے تک جاري رہا ۔ اس کے بعد اسے بدل دیا گیا ؛ کیونکہ یہودیون نے ہر ممکن وسیلے سے امیر المومنین سے درخواستین کین اور ہر شخص سے ٗ جس کي سفارش کارگر ہو سکتي تھي ٗ سفارشین کروائین ۔ ابو عبد اللہ نے حکم دیا کہ وہ زرد کپڑے اور زرد عمامے استعمال کرین ۔ چنانچہ یہودي ہمارے زمانے ٗ یعني سنہ ٦٢١ ٗ تک اسي لباس مین نظر آتے ہین ٗ امیر المومنین ابو یوسف نے اس لباس کي تخصیص اس لئے کي تھي کہ ان کو ہمیشہ یہودیون کے اسلام مین شک رہتا تھا ۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ”اگر مجھے ان کے اسلام کا یقین ہو جائے ٗ تو مین ان کو ان قیود سے آزاد کردون ٗ اور ان کو شادي بیاہ اور دیگر تمام امور مین مسلمانون کے ساتھ اختلاط و ارتباط کي اجازت دے دون ۔ اور اگر مجھے ٹھیک ٹھیک معلوم ہو جائے کہ وہ کافر ہین ٗ تو مین ان کے مردون کو قتل اور اولاد کو قید کرکے ان کے اموال کو مسلمانون کے لئے مال فیئ بنادون ۔ مگر مشکل یہ ہي کہ مجھے ان کے امر مین تردد ہي“ ۔ حق یہ ہی کہ جب سے المصامدہ کا آغاز ہوا ٗ تب سے آج تک تمام بلاد المغرب مین یہودیون کے ذمي ہونے یا نہ ہونے کا کبھي فیصلہ ہي نہین ہوا ۔ مزید بر آن المغرب کے تمام بلاد اسلامیہ مین نہ کہین کوئي گرجا ہي نہ ہیکل ۔ یہودي ہم سے برابر اسلام کا اظہار کرتے ہین ۔ ہماري مساجد مین ہماري طرح نماز ادا کرتے ہین ٗ اور اپنے بچون کو قرآن شریف پڑھاتے ہین ۔ واللہ اعلم ان کے دلون مین کیا چھپا ہوا ہي ٗ اور ان کے مکانون مین کیا پوشیدہ ہي ۔

اسي عہد مین ابو الولید محمد بن احمد بن محمد ابن رشد (جنکا اوپر ذکر ہو چکا ہي) پر سخت مصیبت پڑي ۔ اس کے دو سبب تھے ٗ

جن میں سے ایک ظاہر تھا ایک حیثیت سے مضمر (اور وہی بڑا سبب ہی) یہ تھا کہ حکیم ابو الولید علیہ الرحمۃ نے ارسطاطالیس صاحب کتاب المنطق کی "کتاب الحیوان" کی شرح کرنی شروع کی۔ اس کی تہذیب اور بسط اغراض و مطالب کے ساتھ انہوں نے اپنے تجربے کی چند باتوں کا اضافہ کیا جو ان مضامین سے متعلق تھیں۔ اس کتاب میں زرافہ جانور کی پیدائش اور اس کے راہ بوم اور حتی پرورش وغیرہ کے ذکر میں حکیم موصوف نے یہ لکھ دیا کہ میں نے یہ جانور بادشاہ بربر کے ہان دیکھا ہی۔ اور اسی ضمن میں انہوں نے اور علماء کے طریقے کے موافق مختلف اقوام کے بادشاہوں اور اسماء اقالیم کا بھی ذکر کیا۔ مگر انہیں بالکل یہ خیال نہ رہا کہ خدام ملوک اور الفاظ کتب کو بدل دینے والے تعریف و تشریط کرتے کرتے کیا کیا لکھ جاتے ہیں اور یہ کہ ایسے امور قابل اندراج کتاب نہیں ہیں۔ اس قسم کی باتیں تھیں جن کی وجہ سے وہ ان لوگوں کے مورد عتاب ہوئے کیونکہ انہوں نے اپنے پوشیدہ غم و غصہ کو کبھی ظاہر نہیں کیا۔ ابو الولید کو خود ہی ان سب باتوں کو سمجھنا چاہئے تھا۔ کسی نے کہا ہی کہ "جس نے اپنے زمانے کو پہچان لیا اس نے اس سے جھوٹ بولا اور جس نے اپنے رتبے کو پہچان لیا وہ گویا خود وہی ہوگیا"۔ کسی اور نے بھی خوب کہا ہی کہ:—

و انزلني طول النوي دار غربة　　اذا شئت لاقيت الذي لا أشا كله
فحامقته حتي يقال سجية　　ولو كان ذا عقل لكنت اعاقله

رفتہ رفتہ اس خیال نے لوگوں کے دلوں میں مضبوط جڑ پکڑلی۔ اہل قرطبہ میں سے چند آدمی ان سے عناد رکھتے تھے اور ہمسری کے مدعی تھے۔ انہوں نے ابو یوسف کے پاس خبر پہنچادی اور اس کام کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ان کی چند تلخیص شدہ کتب جو وہ لکھا کرتے تھے اٹھاکر امیر المومنین کے پاس لے گئے۔ انہوں نے ان کتابوں میں ابو الولید

ہی کی تحریر مین چند ایسے فقرے دیکھے جو انہون نے فلاسفۂ قدما سے نقل کئے تھے اؤر جن کا مفہوم یہ تھا کہ زھرہ بھی مختلف خداؤن مین سے ایک خدا ہی • انہون نے ابو یوسف کو یہ فقرہ دکھا دیا • امیرالمومنین نے پہلے تو تمام رؤسا واعیان کو جمع کیا' پھر حکیم ابولولید کو بھی بلایا • وہ آ گئے' تو امیر المومنین نے ان اوراق کو انکے سامنے پھینک کر سوال کیا کہ "یہ تمہارا لکھا ھوا ہی" انہون نے انکار کیا • امیر المومنین نے کہا کہ "جس شخص کی یہ تحریر ہی اس پر خدا کی لعنت ھو" • یہ کہہ کر حاضرین کو بھی لعنت بھیجنے کے لئے کہا • پھر حکیم مذکور کو نہایت خستہ حالی کے ساتھہ خارج کرکے حکم دے دیا کہ "اس سے اؤر ہر اس شخص سے جو ان علوم مین سے کسی کے متعلق ذرا بھی گفتگو کرتے ہوئے سنا جائے بالکل قطع تعلق کرلیا جائے" • پھر تمام بلاد کي طرف اس مضمون کے فرمان جاري کئے کہ ان تمام علوم کو ایک ایک کرکے ترک کردیا جائے' اؤر سوا طب' حساب اؤر ان علوم کے جن کو ان سے قرابت قریبہ ہي' مثلاً نجوم جس سے دن رات کا اندازہ ھوتا ہي اؤر ان کے اوقات معلوم ھوتے ہین' باقي تمام فلسفي علوم کي کتابین جلا دي جائین • چنانچہ تمام بلاد مین اسی فرمان کے اقتضاء کے مطابق عمل در آمد ھوا *

مگر جب امیر المومنین قرطبہ سے مراکش کو واپس آئے' توانہون نے ان سب باتون کو ترک کردیا' اؤر خود علم فلسفہ کی تحصیل کي طرف راغب ھوئے • انہون نے ابو الولید کو اندلس سے بلا لیا' ان پر احسانات کئے' اؤر ان کا قصور معاف کردیا • مگر ابو الولید مراکش پہنچ کر بیمار ھوگئے' اؤر اسي مرض مین سنہ ٥٩٤ کے آخر مین انتقال کیا • اس وقت ان کي عمر تقریباً آسي سال کي تھي • خدا ان پر رحم فرمائے *

اس تاریخ کے عرصۂ قلیل کے بعد ابو یوسف نے بھي وفات پائي' اؤر جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہین ان کي وفات سنہ ٥٩٥ کے ماہ صفر کے شروع مین ھوئي *

ذکر ولایت امیر المومنین ابو عبد اللہ محمد بن ابی یوسف

ابو عبد اللہ کا نام محمد بن یعقوب بن یوسف بن عبد المومن بن علی تھا۔ ان کی والدہ رہر ایک رومی خاتون اور ام ولد تھیں۔ ابو عبد اللہ سے سنہ ۵۹۵ میں ان کے والد کی وفات پر بیعت کی گئی۔ ان کے والد نے اس سے قبل سنہ ۵۸۶ ہی میں لوگوں کو ان سے بیعت کرنے کا حکم دیا تھا، جب کہ ان کی عمر چند ماہ کم دس سال کی تھی۔ کیونکہ ان کی پیدائش سنہ ۵۷۶ کے آخر میں ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے والد کی وفات تک امر خلافت کے لئے مرشح اور معروف رہے۔ تاریخ مذکورہ بالا کو انھیں بالاستقلال امر حکومت حاصل ہوا۔ جس دن ان سے بیعت عامہ کی گئی، ان کی عمر سترہ سال کی تھی، اور ان کی وفات دسویں شعبان سنہ ۶۱۰ کو ہوئی۔ اس حساب سے انکی حکومت کا زمانہ چند ماہ کم سولہ سال کا ہوتا ہے *

ان کی صفات

ان کا رنگ سفید، داڑھی کے بال بھورے، آنکھیں سیاہ، رخسار نرم، اور قد و قامت نہایت حسین تھا۔ وہ اکثر سر جھکائے رہتے تھے، بہت کم بولتے تھے اور وہ بھی نہایت غور و خوض کے بعد۔ ان کی خاموشی کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ ان کی زبان اور لہجہ میں تتلاہٹ تھی۔ وہ مزاج کے حلیم تھے، اور خونریزی سے بہت پرھیز کرتے تھے۔ جس بات سے ان کو کوئی خاص تعلق نہ ہو اس میں دخل انداز نہ ہوتے تھے۔ مگر ان میں یہ عیب تھا کہ بخیل خیال کئے جاتے تھے *

ان کی اولاد

ابو عبد اللہ نہایت قلیل الاولاد آدمی تھے۔ جہاں تک مجھے علم ہے، ان کے بیٹوں میں صرف یوسف ولی عہد، یحیی، اور اسحاق ہی

تھے • یحییٰ نے ان کی زندگی ہی میں اشبیلیہ میں سنہ ۶۰۸ میں انتقال کیا • امیرالمومنین کے حشم و خدم میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا ہے کہ امیرالمومنین نے ان کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا تھا • اِن کے علاوہ ان کی چند لڑکیاں بھی تھیں *

ان کے وزراء

(۱) ابو زید عبدالرحمان بن موسیٰ بن یوحان ' جو ان کے والد کے وزیر تھے • مگر کچھ عرصہ کے بعد امیرالمومنین نے ان کو معزول کرکے
(۲) اپنے بھائی ابراہیم بن ابو یوسف کو وزیر مقرر کیا • بلا شک و شبہ وہ امیرالمومنین مرحوم کے بہترین خلف اور امر وزارت کے لئے نہایت لائق و مناسب آدمی تھے • اگر یہ ضروری ہے کہ امور سلطنت کو ایثار حق اور تردد ہوا و ہوس کے ساتھ چلانا چاہئے ' تو میں نہیں سمجھتا کہ ان سے زیادہ بہتر کوئی اور شخص اس عہدے کا مستحق و مورد ہو سکتا تھا • وہ میرے نہایت دوست تھے ' اور مجھے ان سے بہت سا مال و زر اور خلعتیں ملی تھیں • ان کی وزارت کے زمانے میں میں ان سے واقف نہ تھا ؛ کیونکہ اُن دنوں میں بالکل نو جوان تھا • میں ان سے اس وقت واقف ہوا کہ جب سنہ ۶۰۵ میں وہ اشبیلیہ کے والي ہوئے ' اور محمد بن الفضل نامی ہمارے ایک کاتب دوست کے ذریعے ان سے تعارف ہوا • ان سے ملاقی ہونے کے پہلے دن ہی میں نے انکی شان میں ایک قصیدہ پڑھا ' جس کی ابتداء یوں ہوتی ہے —

لکم علي هذا الوري التقديم و عليهم التفويض والتسليم
الله اعلاكم و أعلي امره بكم وانف الحاسدين رغيم
أحييتم المنصور فهو كانه لم تفتقده معالم و علوم
و محابر و منابر و محارب و حمى يحاط و ارمل ويتيم

آگے چل کر میں نے ان کی حکومت اشبیلیہ کا یوں ذکر کیا :—

فكانما حمص جمالا سارةً و كان ابراهيم ابراهيم

وَ اَرَى طَلِيعَتَهُ كَمُهَاجِرٍ اَنْزَهٍ　　سَيَزُولُهَا لَادَنَسٌ وَهُوَ ذَمِيمٌ

اسی قصیدے میں کہتا ہوں کہ :—

تَذْرِي تُصِيبُ صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ　　فِيهِ حُدَاداً وَالعُلُوجُ حُتُومٌ

وَ بَحُورُ الاَعْدَاءِ فِيمَا اَضْرَمَتْ　　وَبُحُورُهُ وَالحَرْفُ وَهْيَ حَمِيمٌ

چونکہ اس قصیدے کو نظم کئے ہوئے عرصہ گزر چکا ہی اس لئے مجھے اس سے زیادہ کچھ یاد نہیں اور نہ میں نے کبھی اس قصیدے کی طرف زیادہ اعتنا کیا۔ انہوں نے یہ اشعار سن کر بہت پسند کئے اور جیسا کہ امراء و رؤسا کا وعدہ ہی انہوں نے ازراہ لطف و کرم ان کی بہت تعریف و توصیف کی۔ حالانکہ ان اشعار کی رکاکت قلت انطباع اور تکلف ظاہر ہی۔ اس کے بعد مجھے ان کے ہاں (خدا ان کا بھلا کرے) اور بھی زیادہ فروغ حاصل ہوا حتی کہ وہ مجھ سے اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ "خدا کی قسم جب کبھی آپ موجود نہیں ہوتے تو مجھے آپ کی ملاقات کا نہایت شدید اور حقیقی اشتیاق پیدا ہوتا ہی"۔ کچھ عرصہ میں اور وہ اسی فرط اشتیاق و محبت میں ہمراہ رہے۔ مگر بعد میں مجھے وہاں سے چلا جانا پڑا۔ اس وقت وہ دوبارہ اشبیلیہ کی والی مقرر ہوئے تھے۔ چنانچہ سنہ ۶۱۳ کے ماہ ذی الحجہ کی آخری تاریخ کو میں ان سے رخصت ہوا۔ جب سنہ ۶۱۷ میں مجھے انکے انتقال کی خبر ملی ہی اس وقت میں مصر صعید میں تھا۔ میں نے علم اثر و حدیث میں کسی اور عالم کو اتنا بڑا راوی اور ناقل نہیں دیکھا جیسے وہ تھے۔ وہ ظاہریت میں اپنے والد کے ہم مذہب تھے۔ امیر المومنین ابو عبد اللہ نے بعد میں ان کو معزول کرکے ان کی جگہ

(۳) ابو عبد اللہ محمد بن علي بن ابو عمران ضریر کو مقرر کیا۔ یہ ابو عمران ضریر یوسف بن عبد المومن کی والدہ کے اجداد میں سے تھے۔ امیر المومنین ابو عبد اللہ نے وزیر ابو عبد اللہ محمد بن علي کي

کنیت ابو یحیی قرار دی تھی • وزیر ابو عبد اللہ بہ لحاظ سیرت و سریرت نہایت عمدہ وزیر تھے • وہ امیر المومنین کو تا بہ حد امکان فعل خیر نشر عدل و انصاف اور لشکر و رعیت کے ساتھہ احسان کرنے پر ترغیب دلاتے تھے • ان کے زمانے مین ملک ایسا سرسبز تھا اور رعایا و برایا کو اس قدر وسعت رزق اور کثرت عطا میسر تھی کہ جیسی امیر المومنین ابو یعقوب یوسف بن عبد المومن کے عہد مین تھي ' یا یہ کہئے کہ اسکے قریب قریب حالت تھی • امیر المومنین ابو عبد اللہ نے ان کو بھی معزول کرکے

(۴) ابو سعید عثمان بن عبد اللہ بن ابراہیم بن جامع کو وزیر بنایا • ان ابو سعید کے دادا ' ابراہیم بن جامع ' ابن تومرت کے اصحاب مین سے تھے اور ان ہی کے ہمراہ مراکش سے آئے تھے • اصل مین وہ اندلس کے باشندے تھے ' اور ان کے آبا و اجداد طلیطلہ کے رہنے والے تھے • یہ ابراہیم بن جامع بحر اعظم کے کنارے شریس نام شہر کے ایک مقام مین پروان چڑھے تھے ' جس کا نام روطہ تھا • وہان ایک مسجد ہی ' جو اپني فضیلت و بزرگي کے لئے مشہور ہی ' اور ہر سال تمام اہل اندلس اسکی زیارت کو جاتے ہین • بعد مین ابراہیم سرحد کو چلے گئے ' جہان وہ تانبے کا کام کیا کرتے تھے • اسي اثناء مین انکو ابن تومرت سے تعارف حاصل ہوا ' اور وہ ان کے اصحاب مین شمار ہونے لگے • ان کي اولاد سلطنت مین بڑے بڑے مرتبون پر پہنچی اور زبردست جاہ و حشمت کي مالک ہوئي • چنانچہ ان کي اولاد مین سے ابو العلاء ادریس ' ابو یعقوب یوسف بن عبد المومن کے وزیر تھے • ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہي • وزیر مذکور الان ' یعني وزیر ابو سعید ' کے والد کا نام عبد اللہ تھا ' جو ابو یعقوب کے عہد مین سبتہ اور اس کے گرد و نواح کے والی تھے • مزید بر آن انکو تمام بلاد کے جنگی جہازون کي ولایت بھي حاصل تھي • الغرض وہ کچھہ عرصہ یون ہي وزیر رہ کر انتقال کرگئے • مجھے گمان ہي

کہ خود امیر المومنین ابو یعقوب ہی نے ان کو قتل کروایا تھا۔ انہوں نے اپنی اولاد میں سے یوسف، حسین، اور عثمان (یعنی بھی وزیر ابو سعید) کو چھوڑا تھا۔ ان کے علاوہ ایک لڑکی عدلی اور چند لڑکیاں بھی تھیں۔ مختصر یہ کہ وزیر ابو سعید عثمان کی وزارت برابر قائم رہی، اور امیر المومنین ابو عبد اللہ نے وفات پائی۔ پھر ان کے بعد امیر المومنین ابو یعقوب کے ہاں بھی وہ وزیر ہی تھے کہ میں سنہ ٦١٤ میں وہاں سے چلا آیا۔ اس کے بعد سنہ ٦١٧ میں مجھے معلوم ہوا کہ ابو یعقوب نے ان کو معزول کردیا ہی اور ایک اور شخص کو وزارت دی ہی، جس کا ذکر انشاء اللہ آگے چل کر آئیگا *

ان کے حاجب

(١) ریحان خصی، جسے ریحان بیدک بھی کہتے ہیں، اپنی موت تک ان کے ہاں حاجب رہا۔ اس کے بعد

(٢) مبشر خصی، جو مبشر ولدی بھی کہلاتا ہی، حاجب ہوا، اور وہ امیر المومنین ابو عبد اللہ (رحمہ اللہ) کی وفات تک اسی عہدے پر رہا *

ان کے کُتاب

(١) ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمان بن عیاش، جن کا پہلے ذکر ہوچکا ہی، ابو عبد اللہ کے کاتبوں میں سے تھے *

(٢) ابو الحسن علي بن عیاش بن عبد الملک بن عیاش، جن کے والد کا ذکر عبد المومن اور ابو یعقوب کے حالات میں گزر چکا ہي *

(٣) ابو عبد اللہ محمد بن یخلفتن بن احمد فازازي — خدا ان کو اپنے پاک بندوں میں رکھے، اور مجھے ان کے روئے انور سے قرب عطا فرمائے، ان کے الفاظ شیریں سے میرے کانوں کو سماعت اندوز فرمائے، اور ان کے شمائل شریفہ سے استمتاع کا موقعہ عنایت کرے، آمین! میں

بیان نہیں کر سکتا کہ مجھے ان کے دست مبارک کو بوسہ دینے کی کیسی شدید تمنا ہی *

یہ تو تھے کتاب انشاء ۔ انکے علاوہ کُتاب جیش میں (۱) ابو الحجاج یوسف مُرابی (بہ تخفیف راء و ضم میم) ہیں ' جو اہل شریش میں سے ہیں ؛ اور ان کے بعد (۲) ابو جعفر احمد بن منیع ہیں ' جو آج ہمارے زمانے ' یعنی سنہ ۶۲۱ ' تک کاتب جیش ہیں *

ان کے قُضاۃ

(۱) ابو القاسم احمد بن بقی ' جو ان کے والد کے ہاں قاضی کے عہدے پر ممتاز تھے ۔ مگر معزول ہوئے ' اور ان کی جگہ

(۲) ابو عبد اللہ محمد بن مروان کو مقرر کیا گیا ۔ انکو امیر المومنین ابو عبد اللہ کے والد نے معزول کردیا تھا ۔ اپنی وفات تک قاضی رہے ۔ ان کے بعد

(۳) شہر فاس کے ایک باشندے ' محمد بن عبد اللہ بن طاہر ' کو عہدۂ قضا پر مامور کیا گیا ۔ وہ حضرت امام حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی اولاد میں سے ہونے کے مدعی تھے ۔ عہدۂ قضا پر فائز ہونے سے پہلے وہ واعظ تھے ' اور تصوف کے رنگ میں زندگی بسر کیا کرتے تھے ۔ قاضی ہونے پر بھی ان کا یہی رویہ رہا ' اور اسی میں مشہور تھے ۔ ان صفات کے علاوہ ان کو اصول فقہ ' اصول دین ' اور مناظرہ میں معرفت تامہ حاصل تھی ۔ سنہ ۵۸۷ میں وہ امیر المومنین ابو یوسف سے ملے ' ان کے ہاں نام پیدا کیا اور اعلیٰ رتبے پر پہنچے ۔ میں نے ان ابو عبد اللہ حسینی کو یہ کہتے سنا ہی (اور میں اس وقت ان کے ساتھ مکان ہی میں تھا) کہ "جب سے مجھے امیر المومنین ابو یوسف سے تعارف ہوا ' اس وقت سے ان کی وفات تک مجھے ان سے انیس ہزار دینار وصول ہوئے ' جس میں خلعتیں ' گھوڑے اور جاگیریں شامل نہیں ہیں ۔ یہ ابو عبد اللہ سنہ ۶۰۰ تک قاضی رہے ' اور اسی

بلنسیه و مرسیه کے حالات

بلنسیه ٬ مرسیه ٬ اؤر تمام مشرقي اندلس کے باشندون نے بالاتفاق فوج کے ایک سردار کو اپنا حاکم مقرر کرلیا ٬ جس کا نام عبد الرحمان بن عیاض تھ . وہ عبد الرحمان امت محمدي (صلي الله علیه و سلم) کے صلحاء اؤر بہترین افراد مین سے تھے . مجھے ان کے کئي احباب سے معلوم ھوا ہی که وہ ایک مستجاب الدعوات بزرگ تھے . ان کے متعلق ایک نہایت عجیب بات یه ہی که وہ نہایت درجه رقیق القلب آدمی تھے ٬ اؤر بہت جلد آبدیدہ ھوجاتے تھے . لیکن جب وہ سوار ھوکر ہتھیار اٹھاتے تھے ٬ تو کوئي شخص ان کے سامنے ٹھیر نہین سکتا تھا ٬ اؤر نہ کسي بہادر شخص کي یه تاب تھی که ان سے مقابلہ کرے . نصاریٰ کا یہ حال تھا که وہ لوگ صرف ان اکیلے کو ایک سؤ شہسوارون کے برابر شمار کرتے تھے . جب کبھي وہ ان کا جھنڈا دیکھ پاتے تھے ٬ تو چیخ اٹھتے تھے که " اي لو! ابن عیاض آ گیا . اي لو! ایک سؤ سوار آ پہنچے !! " اس صالح بزرگ کي برکت سے خدائے تعالیٰ نے ان اطراف کو محفوظ رکھا ٬ اس کے ذریعے سے دشمنون کو دفع کیا ٬ اؤر اس کی ہیبت نصاریٰ کے قلوب مین اس طرح قائم فرمادي که اسی ہیبت نے ان کو وھان سے نکال باہر کیا . ابن عیاض اندلس کے مشرقي حصے مین مقیم رہ کر اس کي حفاظت کرنے اؤر دشمنون کو بھگاتے رھے ٬ یہان تک که انھون نے وفات پائي . الله ان پر رحم فرمائے ٬ ان کے چہرے کو تر و تازہ رکھے ٬ اؤر انھین ان کی سعي کا اجر عطا کرے . مجھے ان کي وفات کي تاریخ تحقیق طور سے معلوم نہین ہی .

ان کے بعد ان اطراف ملک کے انتظام کے لئے محمد بن سعد نام ایک شخص اٹھا ٬ جو ان لوگون کے ھان ابن مردنیش کے نام سے مشہور تھا . وہ ابن عیاض کا خادم اؤر اسلحه بردار تھا . جب ابن عیاض کی وفات کا وقت آ پہنچا ٬ تو فوج ان کے گرد جمع ھوگئي اؤر دریافت

کیا کہ انتظام امور کس کے سپرد کیا جائے؟ لوگون نے انکے بیٹے کی طرف اشارہ کیا۔ مگر انہون نے کہا کہ "وہ اس قابل نہین ہي؛ کیونکہ مین سنتا ہون کہ وہ شراب پیتا اور نماز سے غافل رہتا ہی۔ اگر آپ لوگ ضروري خیال کرین، اور ضروري ہی بھي، تو اس شخص کو اپنا سردار بنا لیجئے (اور انہون نے محمد بن سعد کي طرف اشارہ کیا) کیونکہ وہ صریحاً بہادر اور غني النفس شخص ہی۔ ممکن ہي کہ الله اس سے مسلمانون کو کچھ فائدہ پہنچائے۔ چنانچہ یہي ابن سعد ان بلاد کي ولایت پر اس وقت تک مامور رہا کہ اس نے سنہ ٥٦٨ کے کسي مہینے مین انتقال کیا *

مریہ کے حالات

اہل مریہ نے یہ کیا کہ انہون نے اپنے ہان سے تمام المرابطون کو خارج کردیا۔ مگر اس بارے مین انکے آپس مین اختلاف پیدا ہو گیا کہ کس شخص کو حاکم بنایا جائے۔ انہون نے ملکر سپہ سالار ابو عبد الله بن میمون کو حکومت کے لئے دعوت دي۔ وہ شخص ان مین سے نہ تھا، بلکہ شہر دانیہ کا باشندہ تھا۔ مگر اس نے انکار کیا اور کہا کہ "مین بھي تم مین سے ہي ہون۔ مگر مجھے ہمیشہ سے سمندر مین رہنے کي عادت ہي اور اسي وجہ سے مشہور ہون۔ اگر کوئي شخص سمندر کي جانب سے تم پر حملہ آور ہوگا، تو مین اسے سمجھ لونگا۔ لہذا تم میرے سوا کسي اور شخص کو اپنا حاکم بنالو۔" اسلئے انہون نے ایک شخص عبد الله بن محمد المعروف بہ ابن رمیمي کو حاکم بنا لیا۔ اسی کی حکومت کے دوران مین نصاریٰ نے خشکي اور تري سے اہل مریہ پر حملہ کیا، ان کے اہل و عیال کو قتل کیا، انکي عورتون اور بچون کو قید کیا، اور مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اس قتل و غارت وغیرہ کا بیان طویل ہي *

جیان کے حالات

جیان، حصن شعورہ تک اس کے تمام اعمال، اور اس کے قرب و جوار کی حدود پر ایک شخص قابض ہوا، جس کا نام عبد اللہ تھا۔ میں اس کے باپ کے نام سے واقف نہیں ہوں۔ البتہ اتنا جانتا ہوں کہ وہ ان کے ھ ن ابن ہمسک کرکے مشہور تھا۔ یہی عبد اللہ بعض اوقات حدد دام کے لئے قرطبہ پر بھی قابض رہا ہی *

اعرناطہ اور اشبیلیہ کے حالات

یہ دونوں شہر بدستور المرابطون ہی کے طاعت پذیر رہے *

یہہ حالات ہیں اندلس کے، المرابطون کی حکومت کے آخری زمانے میں۔ اس ضمن میں دیگر حصون و قلاع اور اور چھوٹے چھوٹے شہروں کے جزئی حالات بھی ہیں۔ مگر میں نے طول کے خوف سے انکو ترک کردیا ہی، کیونکہ وہ حالات عام ہیں اور اُن کو خاص کردینا تطویل لا طائل ہی *

مغرب اندلس کے حالات

مغرب اندلس میں فتنوں کے داعی اور ضلالات کے سردار پیدا ہوئے، جنھوں نے جہلاء کی عقلوں کو کزبرا دیا اور عوام الناس کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرلیا۔ ان میں احمد بن قسی نام ایک شخص تھا۔ اپنے ابتداء امر میں وہ ولی اللہ ہونے کا دعوی کرتا تھا، اور ایک مکار اور شعبدہ باز شخص تھا۔ مزید براں وہ صنعت بدان اور طریق بلاغت کی پیروی کرتا تھا۔ اس کے بعد اس نے ہادی ہونے کا دعوی کیا۔ مجھے اُس کے متعلق یہہ خبریں صحیح طریقوں سے ملی ہیں۔ مگر جو کچھہ وہ چاھتا تھا کبھی پورا نہ ہوا، اور اُس کے ساتھیوں میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ اُسکا قیام حصن مارتلہ سے ہوا تھا۔ اس قلعہ کا نام اس سے پہلے دولت عبّادیہ کے حالات میں بیان ہوچکا ہی۔

تو، جیسا کہ ہم نے کہا، اس کے ہمراہیون نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا، اوراس کے بارے مین اختلاف کرنے لگے ۔ انہون نے خفیہ طور پر ایک شخص سے سازش کرکے اسے اس حصن سے خارج کرا دیا اور الموحدون نے اُس کو سختی سے قابو کرلیا ۔ وہ لوگ اسے وهان سے سرحد کو لے گئے، اور عبد المومن (رحمہ اللہ) کے سامنے پیش کردیا ۔ انھون نے اس سے کہا کہ "مین نے سنا ہی کہ تم نے هادي هونے کا دعوي کیا ہی"۔ اُسنے جواب مین یہہ کہا کہ "کیا صبح دو قسم کي نہین هوتی، صبح کاذب اور صبح صادق ؟ ۔ تو مین صبح کاذب تها" ۔ عبد المومن ہنس پڑے اور اسے معاف کردیا ۔ وہ ان ہي کے پاس رہا؛ حتیٰ کہ اسی کے ایک ہمراہی نے، جو اس کے ساتھہ اندلس مین تها، اسے قتل کردیا ۔ اس ابن قسي کے حالات نہایت قبیح ہین، جن مین اللہ سبحانہ کے مقابلے مین اس کي جرأت، اور ولی اللہ هونے کو ایک معمولي امر سمجھنا، وغیرہ وغیرہ، باتین شامل ہین ۔ اس سے زیادہ اہم امور کا ذکر مجھے ان کے بیان سے مانع ہی *

جب، جیسا کہ ہم نے بیان کیا، مغرب اقصیٰ مین المصامدہ کي دعوت پهیل گئي، تو اندلس مغربي کے اعیان انکي طرف رغبت سے دیکھنے لگے، ان کے وفود آئے دن ان کے هان جانے لگے، اور روز بروز ان لوگون کا المصامدہ کے هان جانے کا شوق ترقي پذیر هوتا گیا ۔ اسطرح جزیرہ نما کے اکثر حصص کے لوگ ان کے هان جا پهنچے : مثلاً جزیرۂ خضراء، رندہ، اشبیلیہ، قرطبہ اور اغرناطہ ۔ جس شخص نے ان بلاد کو فتح کیا تها وہ ابو حفص عمر انتی تها، جسکا ذکر اہل "الجماعت" مین گزر چکا ہی ۔ مغربی اندلس کے تمام باشندے ان ہي کي اطاعت مین جمع هو گئے *

عبد المومن نے یہ حالت دیکھي، تو انہون نے جند ایک بڑي بڑي جماعتین تیار کین اور جزیرہ نمائے اندلس کے ارادے سے چل نکلے ۔ پہلے

شہر سبتہ گئے ۔ وہاں سے سمندر کو عبور کرکے جبل طارق پہنچے اور اس کا نام جبل الفتح رکھا ۔ انہوں نے وہاں کئی ماہ تک قیام کیا ۔ اس دوران میں کئی محل تعمیر کئے اور ایک شہر بھی آباد کیا جو آج تک باقی ہے ۔ وہاں ان کے پاس اندلس کے مختلف شہروں مثل مالقہ، غرناطہ، رندہ، قرطبہ، اشبیلیہ اور ان کے گرد و نواح کے اعیان بیعت کے لئے حاضر ہوئے ۔ اس بہار میں انہوں نے ایک مرتبہ ایسا عظیم الشان جشن قائم کیا جس میں سرحد اور اندلس کے مختلف شہروں سے اس قدر رؤسا، اعیان اور ملوک شامل ہوئے کہ کبھی کسی اور بادشاہ کے ہاں جمع نہ ہوئے تھے ۔ وہی پہلا دن تھا کہ انہوں نے شعراء کو خود بلایا ۔ اس سے پہلے یہ ہوا کرتا تھا کہ شعراء ان سے اجازت طلب کرکے اندر داخل ہوا کرتے تھے، حالانکہ ان کے دربار ہمیشہ شعراء کی ایک جماعت رہا کرتی تھی، جن میں سے اکثر خوش گو ہوتے تھے ۔ الغرض جب شعراء آ چکے، تو سب سے پہلے ابو عبد اللہ محمد بن حبوس نے قصیدہ پڑھا ۔ وہ اہل فاس میں سے تھے ۔ ان کی شاعری کا رنگ محمد بن ہانی اندلسی سے مشابہ تھا ۔ اسی کی طرح ان کے اشعار بھی چست بندشوں اور دل ہلا دینے والے مگر رنگین الفاظ سے پُر ہوتے تھے، اور کلام بہت گہرا ہوتا تھا ۔ ان دونوں میں فرق یہ تھا کہ محمد بن ہانی کی طبیعت میں جودت اور کلام میں حلاوت بہ نسبت ابن حبوس کے زیادہ تھی ۔ مختصر یہ کہ ابن حبوس نے اس روز جو قصیدہ پڑھا، اس کی زبان اور اس کا بیان دونوں نفیس تھے ۔ اس میں سے یہ دو اشعار قابل تعریف ہیں :-

بلغ الزمان بهديكم ما أملا　　و تعلمت ايامه ان تعدلا
و بحسبه أن كان شيأ قابلا　　وجد الهداية صورة فتشكلا

مجھے ان دو اشعار سے زیادہ کچھ یاد نہیں رہا کہ لکھوں ۔ ابن حبوس کے قصائد کثیر التعداد ہیں ۔ وہ عبد المومن کے منظور نظر لوگوں

میں تھے، اور ان کے اور ان کے بیٹے ابو یعقوب کے عہد میں انکو بہت ثروت حاصل ہوئی۔ علی ہذا القیاس وہ دولت لمتونہ میں بھی اول درجہ کے شعراء میں شمار ہوتے تھے۔ مگر ان کی چند بیہودہ اور حماقت آمیز باتیں ان لوگوں کو معلوم ہو گئیں تھیں۔ اس وجہ سے وہ فرار کرکے اندلس پہنچے، اور عرصے تک ایک شہر سے دوسرے شہر کو بھاگتے اور چھپتے ہوئے پھرتے رہے، تا آنکہ دولت مرابطیہ میں انقلاب واقع ہو گیا۔ ان کے بیٹے عبد اللہ نے ان ہی کی تحریروں میں سے مجھے یہ حکایت سنائی ان کا بیان ہی کہ :-

"جس دن میں بلاد اندلس کے شہر شلب میں داخل ہوا ہوں، اس دن میری یہ حالت تھی کہ میں نے تین دن سے کچھ نہ کھایا تھا۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کس کے پاس جاؤں۔ انہوں نے مجھے وہاں کے ایک شخص ابن الملح کا پتہ دیا۔ میں ایک کتب فروش کے پاس گیا، اور اس سے کچھ کاغذ اور دوات لیکر ابن الملح کی شان میں ایک قصیدہ نظم کیا اور ان کے مکان کی طرف چلا۔ وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ وہ باہر بر آمدے ہی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے نہایت خوبی سے مرحبا کہا اور نہایت خندہ پیشانی سے ملے۔ انہوں نے کہا کہ "میں سمجھتا ہوں کہ آپ مسافر ہیں؟" میں نے کہا "جی ہاں،" پوچھا کہ "آپ کس طبقے کے آدمیوں میں سے ہیں؟" میں نے بتایا کہ میں اہل ادب میں سے ہوں اور شاعر ہوں۔ یہ کہہ کر میں نے وہ اشعار پڑھے، جو ان کی شان میں نظم کئے تھے۔ وہ ان سے بہت متاثر ہوئے، اور مجھے اپنے مکان میں داخل کرلیا۔ پھر میرے لئے کھانا منگایا اور مجھ سے باتیں کرنے لگے۔ میں نے ان سے بڑھ کر حاضر طبیعت اور خوش کلام کسی کو نہیں دیکھا۔ جب میری روانگی کا وقت آیا، تو وہ اٹھ کر کہیں چلے گئے، اور واپس آئے تو دو غلام ایک صندوق لئے ہوئے ان کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے

وہ صندوق میرے سامنے رکھ کر کھولا' اس میں سے سات سو مرابطیہ دینار نکال کر میرے حوالے کئے' اور کہا کہ " یہ آپ کے لئے ہیں۔" پھر مجھے ایک تھیلی دی' جس میں چالیس مثقال سونا تھا۔ وہ بھی مجھے دیکر کہا کہ " لیجئے یہ میری طرف سے ہے۔" مجھے انکے اس قول سے تعجب ہوا' اور میں کچھ نہ سمجھ سکا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ آخر میں نے ان سے سوال کیا کہ " یہ سب کس کی طرف سے تھا؟" کہنے لگے کہ " بات یہ ہے کہ میں نے اپنے مال میں سے کچھ زمین صرف شعراء کے لئے وقف کردی ہے' جس سے مجھے ایک سو دینار سالانہ کی آمدنی ہے۔ مگر ان فتنوں کی وجہ سے' جنہوں نے ملک پر آفت ڈھا رکھی ہے' سات سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ میرے ہاں کوئی شاعر نہیں آیا' اور یہ سب مال و زر یوں ہی جمع ہوتا رہا۔ آخر آپ آگئے۔ اس لئے یہ آپ کو دیا گیا ہے۔ اور یہ جو چالیس دینار ہیں' یہ خود میرے مال میں سے ہیں"۔ اس طرح میں ان کے ہاں بھوکا اور فقیر ہوکر داخل ہوا تھا' مگر سیر اور غنی ہوکر واپس ہوا۔"

اسی دن عبد المومن کے حضور میں ایک اور شخص نے قصیدہ پڑھا جو شریف طلیق مروانی کی اولاد میں سے تھا' اور اپنی ماں کی طرف سے شریف تھا۔ اس نے پڑھا کہ :—

ما للعدي جنة اوقي من الهرب

عبد المومن نے بہ آواز بلند کہا " الی آین؟ الی آین؟ (یعنی " کدہر کو؟ کس طرف کو؟") ۔ شاعر نے کہا —

این المفر و خیل الله في الطلب

و این یذهب من في رأس شاهقة   و قد رمته سماء الله بالشهب

حدیث عن الروم في اقطار اندلس   والبحر قد ملا العبرین بالعرب

جب وہ قصید کو پورا کرچکا تو عبد المومن نے کہا کہ " خلفاء کی مدح اسی طرح ہوا کرتی ہے"۔ آپ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے خود کو

خلیفه کے نام سے موسوم کیا ۔ اس شاعر کا دادا شریف طلیق "طلیق النعامه" تھا ۔ اس کی وجه تسمیه یه ہے که وه ابو عامر محمد بن ابی عامر الملقب به منصور کے هان قید تھا، جو ہشام الموید کی دعوت لیکر اٹھا تھا ۔ وه کئی سال تک قید مین رها ۔ ایک دن ابو عامر کو اس نے ایک خط لکھا، جس مین اپنا تمام حال قلمبند کیا اور قید کی سختی اور خسته حالی کی شکایت کی ۔ وه خط ابو عامر کے پاس پہنچایا گیا ۔ وه اس کو دوسرے رقعون کے ساتھ رکھ کر گھر مین چلے گئے ۔ اتنے مین ایک شترمرغ، جو وهان پلا هوا تھا، آیا اور اس نے سب رقعون کو منتشر کرنا اور یکے بعد دیگرے نگلنا شروع کیا ۔ ان رقعات مین شریف مذکور کا رقعه بھی کرا ۔ ابو عامر نے اس وقت تک وه رقعه پڑھا نہین تھا ۔ شترمرغ نے وه رقعه اٹھا لیا اور گھومنے لگا ۔ پھر اسے ابو عامر کی گود مین ڈال دیا ۔ انھون نے اٹھاکر پھر شترمرغ کی طرف پھینک دیا ۔ وه اسے لیکر پھر تمام مکان مین گھوما، اور پھر لاکر ان ہی کی گود مین ڈال دیا ۔ ابو عامر نے تیسری مرتبه پھر ایسا ہی کیا، اور شترمرغ نے بھی اسے پھر اسی طرح لاکر ان کی گود مین رکھ دیا ۔ ابو عامر اس واقعه سے نہایت متعجب هوئے، اس رقعه کو پڑھا، اور شریف مذکور کو آزاد کر دیا ۔ اس سبب سے اسکا نام طلیق النعامه (یعنی آزاد کردۂ شترمرغ) پڑ گیا *

اسی دن عبد المومن کے سامنے ایک اور شخص نے بھی قصیده پڑھا، جو ابن سید کے عرف سے معروف اور لص (یعنی چور) کے لقب سے ملقب تھا ۔ قصیده کے دو اشعار یه ہین :—

غمّض عن الشمس واستقصر مدی رحل * وانظر الی الجبل الراسی علی جبل

آنّی استقر به آنّی استقل به * آنّی رای شخصه العالی فلم یزل

عبد المومن نے کہا "ای شخص! تونے بڑی ثقالت سے کام لیا ہے" ۔ پھر ان کے حکم سے وه شخص بٹھا دیا گیا ۔ ان کی مدح مین

جس قدر قصائد لکھے گئے ہیں، نہ ان سب سے بہتر ہی، بشرطیکہ شاعر اس کی پاکیزگی کو اس قسم کے آغاز سے مکدر نہ کردیتا ۔

اس دن وزیر و کاتب ابو عبد اللہ محمد ابن غالب بلنسی المعروف بہ رصافی نے بھی قصیدہ پڑھا ۔ انہوں نے شہر مالقہ کو اپنا وطن بنا لیا تھا ۔ وہ قصیدہ یہ ہی :—

اوحئت نار الهدى من جانب الطور ... فبست ما شئت من علم ومن نور
من كل زهراء لم ترفع ذوائبها ... ليلا لسار ولم تشبب لمقرور
فيضيه القدح من نور النبوة او ... نور الهداية تجلو ظلمة الزور
ما زال يعضمها النعرىل بموقدها ... صوام هاجرة قوام ديجور
حتى اضاءت من الايمان عن قبس ... قد كان تحت رماد الكفر مكفور
نور طوي الله زند الكون منه علي ... سقط الى زمن المهدي مدخور
و آية كآيات الشمس بين يدي ... عرو (?) على الملك الفيسي مندور
يا دار دار امير المؤمنين بسفح الطود ... طود الهدي بوركت في الدور
ذات العمادين من عز و مملكة ... علي الاساسين من قدس و تطهير
ما كان بانيك بالواني الكرامة عن ... قصر علي مجمع البحرين مقصور
مواطئ من نبي طال ما وصلت ... فيها الخطي بين تسبيح و تكبير
حيث استقلت به نعلاه بوركتا ... وطيبت كل موطوء و معبور
وحيث قامت قناة الدين ترفل في ... لواء نصر علي البرين منشور
في كف منشمر البردين ذي ورع ... علي التقي وصفاء النفس مفطور
يلقاك في حال غيب من سريرته ... بعالم القدس مشهود و محضور
تسنم الفلك من سخط المرار وقد ... تؤدين يا خير افلاك العلي شيري
فسرن يحملن امر الله من ملك ... بالله مستنصر في الله منصور
يومي له بسجود كل محركه ... منها و يوليه حمدا كل تصوير

لما تسابقن فى بحر الرواق به   تركن شطّيه في شكّ و تحبير

كانه سالك منه علي وشل   في الارض من مُهج الاسباف معطور

اهتز من مرجه اثناء مسرور   ام خاض من لجّه احساء مذعور

من السيوف التى دانت لسطوته   وقد رمى نار هيجاها بتسعير

ذو المنشآت الجواري فى اجرّتها   شكل الغدائر فى سدل و تضفير

اعدي الصياد و انفاس الرياح لها   ما فى سجاياه من لين و تعطير

من كل عذراء حُبلى فى ترائبها   رُدْعان من عنبر ورد و كافور

يجالها بين ايد من مجادفها   يعرقن فى مثل ماء الورد من جور

و ربما خاضت التيّار طائرة   بمثل اجنحة الفتخ الكواسير

كانما عبرت تختال عائمة   في زاخر من يدي نعماه معصور

حتي رمت جبل الفتحين من كثب   ساطع من سناه غير مبهور

لله ما جبل الفتحين من جبل   معظم القدر في الاجبال مذكور

من شامخ الانف في سحنائه طلس   له من الغيم جلباب غير مزرور

معبرا بذراه عن ذري ملك   مستمطر الكف والاكناف ممطور

تمشي النجوم علي اكليل مفرقه   في الجوّ حائمة مثل الدنانير

و رُبّما مسحته من ذوائبها   بكل فضل علي فوديه مجرور

و أدْرد من ثناياه بما اخذت   منه مقاحم اعواد الدهارير

محنّك حلب الايام أشطرها   و ساقها سوق حادي العير للعير

مقيّد الخطو جوّال الخواطر في   عجيب امريه من ماض و منظور

قد واصل الصمت والاطراق مفتكرا   بادي السكينة مغبر الاسارير

كانه مُكمد مما تعبّده   خوف الوعيدين من دك و تسيير

اخلق به و جبال الارض راجفة   ان تطمئن غدا من كل محذور

كفاه فضلا أن انتابت مواطئه   نعلا مليك كريم السعي مشكور

مستنشئاً بهما ريح الشفاعة من | ثري امام باقصي الغرب مقبور
ما انفك آمل امر منه بين يدي | يوم القيامة محتوم و مقدور
حتي تصدي من الدنيا علي رمق | يستنجز الوعد قبل النفخ في الصور
مُستقبل الجانب الغربي مُرتقبا | كانه باهت في جوّ اسمير
لبارق من حُسام سلّه قدر | بالغرب من افق البيض المشاهير
اذا تالق فيسيّا اهاب به | الي شعي من مضاع الدين موثر
ملك اتي عظما فوق الزمان فما | يمر فيه بشيئ غير محقور
ما عنّ في الدين والدنيا له ارب | الا تاتّي له من غير تعذير
ولا رمي من اصابعه الي غرض | الا هدي سهمه نحو المقادير
حتي كانّ له في كل آونة | سلطان رق علي الدنيا و تسخير
ممدر الجيش ملتفا مواكبه | من كل منلول عرش الملك مقهور
من الاولي خضعوا قسرا له و عنوا | لامره بين منهي و مامور
من بعد ما عاندوا امرا فما تركوا | اذا امكن العفو ميسورالمعسور
بقية الحرب فاتوها وما بهم | في الضرب والطعن سيماء لتقصير
الا ينكر القوم مما في اكفهم | بيض مفاليل او سمر مكاسير
اذا صدعت بامر الله مجتهدا | ضربت وحدك آعناق الجماهير
لا يذهلن لتقليل اخو سبب | من الامور ولا يركن لتكثير
فالبحر قد عاد من ضرب العصي يبسا | والارض قد غرقت من فور تنور
و انما هو سيف الله قلّده | اقوي الهداة يداً في دفع محذور
فان يكن بيدي المهدي قائمه | فموضع الحد منه حد مشهور
والشمس ان ذكرت موسي فما نسيت | فتاه يوشع قطاع الجبابير

رصافي نے جس دن یہ قصیدہ پڑھا ہے، اس دن تک ان کی عمر بیس سال کی بھی نہ ہوئی تھی؛ حالانکہ وہ اس وقت کے جید شعراء

مین سے تھے۔ بالخصوص مقطعات، مثل خمسۃ ابیات وغیرہ، مین ان کو کمال حاصل تھا۔ جن لوگون سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا ہی، انہون نے ان کے اشعار مجھے سنائے ہین، جن کو مین مناسب سمجھتا ہون کہ یہان درج کردون، تاکہ جو کچھ مین نے ان کی توصیف مین کہا ہی بطریق مدلل ثابت ہوجائے۔ مثلاً وہ دریائے اشبیلیہ (جس کی نظیر تمام دنیا مین نہین ہی) کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہین –

و مهدّل الشطين تحسب انه ... متسايل من درة لصفائه
فاءت عليه مع الهجيرة سرحة ... صدئت لفيئتها صفيحة مايه
فتراه ازرق في غلالة سمرة ... كالدارع استلقي لظل لوائه

ایک مرتبہ وہ اور ان کے چند بھائی بند موسی بن رزق نامی ایک شخص کے باغ مین جمع ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر انہون نے یہ اشعار پڑھے :—

ما مثل موضعك ابن رزق موضع ... روض يرفّ وجدول يتدفع
فكانما هو من محاسن عادة ... فالحسن ينبت في ثراه و ينبع
و عشيّة لبست رداء شحوبها ... والجو بالغيم الرقيق مقنع
بلغت بنا امد السرور تالقا ... والليل نحو فراقنا يتطلع
فابلل بها رمق الغبوق فقد أتي ... من دون قرص الشمس ما يتوقع
سقطت فلم يملك نديمك ردها ... فوددت يا موسي لو انك يوشع

اسی موسی بن رزق ہی کے مکان مین ایک مرتبہ انہون نے وقت شام کی تعریف مین کہا تھا کہ :—

محل ابن رزق جرّ فيه ذيوله ... من المزن ساقٍ يحسن الجر والسقيا
ذكرت عشيّاً فيك لا ذُمّ عهده ... و ان نحن لم نهنع ببهجته لقيا
ولم يعتلق بي منك عند افتراقنا ... سوي عبق من مسك وتيتك اللميا

و كنت اراني في الكري و كانني | أناول كالدينار من ذهب الدنيا
فلمّا انطوي ذاك الاصيل و حسنه | علي ساعة من اسنا صحت الرؤيا

ایک رهٹ کي تعریف میں کہتے ہیں کہ :—

۱ و ذي حنين يكاد شوقا | يختلس الانفس اختلاسا
لما غد للرياض جارا | قال للمحل لا مساسا
يبتسم الروض حين يبكي | بادمع ما رأين باسا
من كل جفن يسل سيفا | صار له غمده رباسا

ایک دن انہوں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ لعاب دہن کو آنکھوں پر لگا لگا کے رونے کی شکل بنا رہا تھا۔ اس پر یہ اشعار کہے :—

۲ عذيري من جذلان يبدي كآبة | و اضلعه مما يحاوله صفر
اميلد مياس اذا قادة الصبي | الي ملح الادلال انّده السحر
يبلّ ماآقي رهرتيه بريقه | و يحكي البكا عمدا كما ابتسم الزهر
و يوهم ان الدمع بل جفونه | وهل عصرت يوما من النرجس الخمر

ایک شخص سو رہا تھا، اور اس کے رخساروں پر اس کا پسینہ چھوٹے چھوٹے قطروں کی صورت میں نمودار تھا۔ اس کے متعلق کہتے ہیں :—

---

۱ ترجمہ :- ایک آرزومند نالہ کرنے والا ہی کہ جو قریب ہی کہ اپنے شوق و محبت سے اوروں کی جانوں پر بھی حملہ کرے۔

جب وہ باغوں کا ہمسایہ ہوگیا، تو اس نے خشک سالی سے کہہ دیا کہ "خبردار! اب اسے نہ چھونا!"

جب وہ روتا ہی، تو باغ مسکراتا ہی؛ مگر اس کے آنسو ایسے ہیں کہ انہوں نے کبھی خوف نہیں دیکھا، اور ایسی پلکوں سے روتا ہی کہ ہر ایک میں سے ایک تلوار نمودار ہوتی ہی، جس کے لئے سر ہی نیام بن جاتے ہیں (مترجم)

۲ ترجمہ :- وہ اپنی خوبصورت آنکھوں کے گوشوں کو اپنے لعاب دہن سے نمناک کرتا ہی، اور دانستہ طور پر شگوفوں کی ہنسی کی طرح رونے کی شکل بناتا ہی۔

وہ سمجھتا ہی کہ آنسوؤں نے ہی اس کی پلکوں کو تر کر رکھا ہی۔ کیا کبھی نرگس میں سے بھی شراب نکالی گئی ہی؟ (مترجم).

۱ و مهفهف کالغصن الا انه سلب ... النوم عن ...
اضحي ینام و قد تحبب خده عرقا فقلت الورد رش بمائه

یه رصافي ادبیات کے کئی فنون مین کمال مہارت رکھتے تھے ۔ وہ صاحب روزي حلال اؤر پاک نفس آدمی تھے ' اؤر با وصفیکه ان کے اشعار نہایت عمدہ ہوتے تھے ' وہ شہرت و جاہ کے طالب نہ تھے *

عبد المومن جبل الفتح مین مقیم رهکر برابر تدبیر امور اؤر انتظام مملکت مین مصروف رہے ۔ مختلف مقامات کے اعیان و سردار بھي وفد لے کر آتے رہے ۔ آخر عبد المومن نے جو جو کچھ اصلاح کرنی چاہي تھي ' سب پوري ہو گئي ۔ پھر انہون نے اپنے بیٹے یوسف کو اشبیلیہ اؤر اس کے اعمال کا والی بنا دیا ؛ اؤر ' جیسا کہ آگے چلکر ذکر ہوگا ' عبد المومن کے بعد اسي نے سلطنت کي ۔ یوسف کے لئے صلاح و مشورہ حاصل کرنے اؤر اہتمام امور اؤر مہمات مین رجوع لانے کے لئے الموحدون کے بڑے بڑے صاحب رائے اؤر صاحب عقل آدمیون کو بھي وهین چھوڑ دیا ۔ بعد ازان ابو حفص عمر اینتي کو قرطبه اؤر اس کے اعمال کا ' اؤر اپنے بیٹے عثمان کو اغرناطه اؤر اس کے اعمال کا والی بنایا ۔ عثمان کي کنیت ابو سعید تھي ۔ ان کي تمام اولاد مین وہ سب سے زیادہ نبیه و نجیب اؤر پخته کار شخص تھے ۔ وہ ادبیات کے شائق اؤر اهل ادب کے قدردان تھے ۔ اشعار سن کر بہت خوش ہوتے تھے ' اؤر انپر انعام دیا کرتے تھے ۔ ان کے هان ایسے ایسے زبردست شعراء اؤر با کمال کتّاب کي جماعت رهتی تھي که مین نہین سمجھتا که ان کے بعد ان کے خاندان کے کسي اؤر بادشاہ کے هان ویسے جمع ہوئے ہونگے *

جب عبد المومن جزیرہ نمائے اندلس کي حدود مین اپنے تمام علاقه جات کو المصامدہ اؤر عرب وغیرہ کے سوارون اؤر پیادون سے

---

۱ ترجمه :- وہ ایک شاخ کی طرح نرم و نازک هی ۔
وہ سو رها هی ' اور اس کی پیشانی عرق عرق هو رهی هی ۔ مجھے ایسا معلوم هوا که جیسے گلاب پر عرق نمودار هی (مترجم)

ٹرکو چکے ' تو مراکش کي طرف مراجعت کي ۔ جب انہون نے (اس سے قبل) اندلس جانے کا ارادہ کیا تھا ' تو اکثر اہل المغرب نے ان کے ہمراہ جانا چاہا تھا ۔ ان ہي لوگون مین وہ عرب بھي شامل تھے ' جو یحیی بن عزیز کے ملک مین تھے ۔ وہ ہلال بن عامر کے قبائل مین سے تھے ' اور جب بنو عبید نے ان کو چھوڑدیا تھا تو وہ جاکر المغرب مین آباد ہوگئے تھے اور قیروان مین اس بے دردي سے قتل و غارت کا بازار گرم کیا تھا کہ وہ آج تک ویران پڑا ہي ۔ انہون نے معز بن بادیس کی موت کے بعد بنو زیري بن مناد کے ملک کو بھي تاخت و تاراج کیا ۔ آخر بنو تمیم وہان سے مہدیہ کو چلے گئے ' اور یہ عرب ہونے ہوتے منصور بن منتصر پر حملہ آور ہوئے اور اسے بہ مجبوري ان سے اس شرط پر صلح کرني پڑي تھي کہ انہیں اپني سلطنت کے خرما و گندم کي نصف آمدني وغیرہ وغیرہ دي جایا کریگی ۔ اس لئے وہ اس کے اور اس کے بیٹے ' الملقب بہ العزیز ' اور پھر یحیی کے زمانون تک وہین رہے ' تا آنکہ ابو محمد عبد المومن نے ان سے وہ ملک چھین لیا اور اس پر قابض ہوگئے ۔ عبد المومن نے ان کو اپني فوج مین داخل کرلیا ' اور ان کے رؤسا سے اس ملک کا کچھہ حصہ لیکر انھین جزیرہ نمائے اندلس مین جنگ آزمائي کي دعوت کے لئے ایک خط لکھا ' اور حکم دیا کہ اس خط کے آخر مین ان ہي کے مندرجۂ ذیل اشعار بھي درج کردئے جائین :—

اقیموا الی العلیاء هوج الرواحل ‏ و قودوا الي الهیجاء جرد الصواهل

و قومو لنصر الدین قومة ثائر ‏ و شدوا علي الاعداء شدة صائل

فما العز الا ظهر اجرد سابح ‏ بموت الظبي في شدة المتواصل

و ابیض مأثور کأن فرنده ‏ علي الماء منسوج و لیس بسائل

بني العم من علیا هلال بن عامر ‏ وما جمعت من باسل و ابن باسل

تعالوا فقد شدت الي العزو نیه ‏ عواقبها منصورة بالاوائل

هی الغزوة العراء والموعد الذي ۱ . . من بعد المدي المتطاول
بها نفتح الدنیا بها نبلغ المنی بها ننصف التحقیق من کل ماطل
اهبنا بکم للخیر والله حسبنا و حسبکم والله اعدل عادل
وما همنا الا صلاح جمیعکم و تسریحکم فی ظل اخضر هاطل
و تسویغکم نعمی ترف ظلالها علیکم بخیر عاجل غیر آجل
فلا تتوانوا فالبدار غنیمة و للمدلج الساري صفاء المناهل ۲

ان کی ایک بڑي تعداد نے اس دعوت جنگ آزمائی کو قبول کیا۔ جب عبد المومن نے جزیرہ نما سے واپسي کا ارادہ کیا، تو ان

---

۱ یہان کے الفاظ اصلی قلمی نسخے مین صاف نہین پڑھے گئے۔ (مترجم بحوالۂ دوزی)

۲ ترجمہ :- سر رو اونٹنیون کو بزرگی اور شرافت پر جاکر ٹھہراو، اور شریف النسل گھوڑون کو جنگ کی طرف لے جاو

ایک خشمگین آدمی کی طرح دین کی مدد کے لئے اٹھو، اور اعداء پر ایک حملہ آور شخص کی طرح شدت کرو

ایک شریف النسل اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوکر متواتر تلوارون کی دھارون مین گھس جانے کا نام ہی عزت ہی، اور وہ تلوار بھی ایسی کہ سفید ہو اور مشہور ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ اسکا جوہر پانی ہی کا بنا ہوا ہی، حالانکہ وہ مائع نہین ہی۔

ہلال بن عامر کے بزرگ خاندان کے برادران عم زاد اور بہادرون کے بچے بہادرون کے جمع آوردہ لوگو! آو کہ بست ایک جنگ کے لئے تیار ہی، جس کے انجام اسکے آغازون سے ملے ہوئے ہین۔

یہ ایک مشہور جنگ ہی اور ایک ایسی جائے وعدہ ہی، جو ...... ایک طویل زمانے کے بعد سے ......

اسی سے دنیا فتح کی جاتی ہی۔ اسی سے مرادین حاصل کی جاتی ہین۔ اسی کے ذریعے سے ہر ایک باطل جبر سے حقیقی جبر کی تمیز کی جاتی ہی۔

ہم نے تم کو خیر کے لئے تیار کیا ہی۔ اللہ ہمارے اور تمھارے لئے کافی مددگار ہی، وہ بہترین عادل ہی۔

ہمارا خیال صرف تم سب کی بہتری اور تم کو سبز رنگ گران بار شے کے سایہ مین چلانے، اور ایسی نعمتون سے مالا مال کردینے کا ہی جس کی پُھہارین تم پر فوری نیکیون کو برساتی رہتی ہین۔

سستی نہ کرو اور سرعت کو غنیمت جانو: رات کے سفر کرنے والے کو چشمے صاف ملا کرتے ہین۔ (مترجم)

لوگوں میں سے چند کو نواحی قرطبہ اور بعض کو نواح اشبیلیہ کے ان علاقوں میں چھوڑ دیا ' جو سرکش اور اس کے اعمال سے ملحق ہیں چنانچہ وہ لوگ آج ہمارے زمانے (یعنی سنہ ۶۲۱) میں بھی وہاں موجود ہیں ۔ اس طرح ان مقامات میں ان کی نسل سے ایک خلق کثیر پھیل گئی ۔ پھر ان کی تعداد میں ابو یعقوب اور ابو یوسف نے اور بھی اضافہ کیا اور وہ لوگ اور بھی زیادہ ہو گئے ۔ چنانچہ آج کل وہاں زغبہ ' ریاح اور جشم بن بکر وغیرہ قبائل عرب کی اولاد میں سے علاوہ پیادہ آدمیوں کے تقریباً پانچ ہزار سوار آباد ہیں ۔ عبد المومن سمندر کو عبور کر کے جبل الفتح پر سنہ ۵۴۸ میں اترے تھے ۔ پھر ' جیسا کہ ہم نے بیان کیا ' وہ مراکش کی طرف مراجع ہوئے ؛ اور مجھے ایک سے زائد معتبر اشخاص سے معلوم ہوا ہے کہ وہ شہر سلی میں جاکر فروکش ہوئے ' جو بحر اعظم پر واقع ہے جس میں ایک بڑا دریا آکر گرتا ہے ۔ انہوں نے دریا کو عبور کیا اور ساحل دریا پر ان کے لئے خیمہ نصب کیا گیا ۔ پھر فوج بھی قبیلہ بہ قبیلہ ہوکر گزرنے لگی ۔ وہ فوج کی کثرت تعداد اور پھیلاو کو دیکھکر سجدے میں گر پڑے اور جب سر اٹھایا تو دیکھا گیا کہ ان کی داڑھی پسینے میں ڈوبی ہوئی تھی ۔ انہوں نے اپنے آس پاس کے آدمیوں کی طرف دیکھکر کہا کہ " میں تین آدمیوں کو جانتا ہوں ' جو اس شہر میں آئے ۔ ان کے پاس سوا ایک روٹی کے اور کچھ نہ تھا ۔ انہوں نے اس دریا کو عبور کرنا چاہا اور کشتی والے سے کہا کہ " یہ روٹی ہم سے لیلو اور عبور کرادو " ۔ اس نے جواب دیا کہ " میں صرف دو آدمیوں کو لے جاونگا " ۔ اس پر ان میں سے ایک نے جو نہایت قوی دل جوان تھا اپنے دونوں ہمراہیوں سے کہا کہ " تم میرے کپڑے لیکر چلو ' میں ویسے ہی تیرکر عبور کرلونگا " ۔ ان دونوں نے اسکے کپڑے لے لئے اور کشتی میں سوار ہو گئے ۔ وہ جوان تیرنے لگا ' اور جب تھک جاتا تو آکر کشتی پکڑ لیتا اور تھوڑی دیر دم لیکر پھر تیرنے لگتا ۔ ایک

مرتبہ جب اس نے اسي طرح کشتي کا سہارا لیا، تو اس کے ہمراہي کے ہاتھ سے اس کے ایک جھولگ گیا، جس سے اُسے تکلیف ہوئی۔ مگر وہ سخت مشقت کے بعد کنارے پر پہنچ ہي گیا۔" اس قصے کو سنکر سامعین اس نتیجہ پر پہنچے کہ تیرکر عبور کرنے والے شخص سے وہ خود کو مراد لیتے ہیں، اور باقي دونوں رفیق ابن تومرت اور عبد الواحد شرقي ہیں۔

وہاں سے روانہ ہوکر وہ مراکش پہنچے، اور عمارات کی تعمیر، محل و قصور کي ترتیب اور باغ لگانے میں مشغول ہو گئے۔ مگر ان کاموں کي وجہ سے تدبیر امور، بسط عدل و انصاف، رعایا کي محبت اور دشمنوں اور بد خواہوں وغیرہ کے قلوب میں رعب انداري وغیرہ سیاسي امور میں کسي نوع کا خلل نہیں واقع ہوا *

مجھ سے ابو زکریا یحیی ابن امام امیر المومنین ابو یعقوب بن امام امیر المومنین ابو محمد عبد المومن بن علی نے، کہ بہ لحاظ حقیقت سید اور بہ لحاظ خلق و مروّت ایک صاحب مجد بزرگ ہیں، بیان کیا کہ "میں نے کتاب الحماسہ کی پشت پر خلیفہ عبد المومن کے ہاتھ کے لکھے ہوئے یہ دو اشعار دیکھے ہیں؛ مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ خود ان ہی کے ہیں یا کسي اور کے :—

و حکم السیف لا تعبا بعاقبة   و خلّها سیرة تبقی علي الحقب
فما تُنال بغیر السیف منزلة   ولا ترد صدور الخیل بالکتب

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، عبد المومن نے بجایہ سے روانگي کے وقت اپنے بیٹے عبد اللہ کو اس پر والي مقرر کیا تھا اور یہ عہد لیا تھا کہ وہ افریقیہ کے نواح پر حملے کیا کریگا اور تونس پر اس طرح نرغہ کریگا کہ اس کے باشندگان کے تمام راستے اور مواقع آب بند ہو جائیں۔ عبد اللہ نے ایسا ہي کیا۔ وہ المصامدہ اور عرب وغیرہ کی ایک فوج تیار کرکے تونس پر حملہ آور ہوا۔ شہر تونس افریقیہ کے ساحل کے قریب

قیروان کے بعد واقع ہی ' افریقیہ کا کُرسی مملکت اوٗر مقر تدبیر ہی ' اوٗر والي افریقیه وہین رہتا ہي ۔ یہ شہر ہمارے زمانے ' یعنی سنہ ۶۲۱ تک ' ایک مشہور و معروف مقام ہي ۔ غرض کہ عبد اللہ مذکور نے اسکا محاصرہ کرکے اسکے درختون کو کاتنا اوٗر مواقع آب کو سکھانا شروع کردیا ۔ اس وقت وہان کا بادشاہ لوجار بن لوجار رومی تھا ' جو ابن الدوقہ کے نام سے مشہور اوٗر صقلیہ کا بادشاہ تھا (لعنہ اللہ) ۔ ان دنون اس نے تونس پر ایک مسلمان شخص کو حاکم بنا رکھا تھا ' جسکا نام عبد اللہ اوٗر عرف ابن خراسان تھا ۔ وہ اس وقت تک وہان کا حاکم رہا کہ جب الموحدون نے اسے وہان سے اس تاریخ مین خارج کردیا جس کا ذکر آگے آئیگا ۔ جب ابن خراسان پر محاصرہ گران گزرنے لگا ' تو اپني اوٗر اہل شہر اوٗر بالخصوص اہل فوج کي رائے کے مطابق اس نے المصامدہ کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا ۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق وہ لوگ ایک زبردست جماعت بنکر نکلے ۔ ان کا اوٗر عبد اللہ ابن عبد المومن کي فوج کا مقابلہ ہوا ' جس مین عبد اللہ کے ہمراہیون کو شکست ہوئی ' ان مین سے ایک بڑي تعداد شہید ہوئي ' اوٗر عبد اللہ باقي ماندہ آدمیون کو لیکر بجایہ کو واپس چلا گیا اوٗر وہان پہنچکر اپنے والد کو اس تمام واقعہ سے اطلاع دي ۔ سنہ ۵۵۳ کے آخر مین عبد المومن نے افریقیہ پر حملہ کرنے کے ارادے سے نقل و حرکت شروع کي ' اوٗر المصامدہ اوٗر اہل مغرب وغیرہ کو ملاکر ایک لشکر عظیم تیار کرکے جو روانہ ہوئے تو سیدھے تونس پر جاکر ٹھہرے اوٗر اسے فتح کرلیا ۔ اس کے بعد وہ بنو عبید کے شہر مہدیہ کی طرف گئے ' جہان ابن الدوقہ کے رومی ہمراہي تھے ' جن کے ہمراہ یحیی ابن حسن بن تمیم بن معز بن بادیس بن منصور بن بلجین بن زیري بن مناد صنہاجي بھی تھا ۔ عبد المومن نے وہان رک کر اس کا نہایت سختی سے محاصرہ کیا ۔ وہ شہر المغرب کے نہایت زبردست اوٗر مضبوط حصون مین سے ہي ۔ مجھے معلوم ہوا ہي

کہ اس کی فصیل کا عرض اس قدر ہی کہ اس پر چھہ سوار ایک ہی صف بنائر چل سکتے ہین • خشکی کی طرف سے اس کا راستہ صرف ایک دروازے سے ہی ' اوُر سمندر ان لوگون کے قبضے مین رہتا ہی جو شہر کے اندر ہون • بلکہ یہي سبب تھا کہ رومی لوگ اس محاصرہ کو برداشت کرتے رہے ' کیونکہ انہین صقلیہ سے ہر وقت مدد ملتي رہتی تھي • عبد المومن اوُر ان کے ہمراہیون نے کچھہ دن کم سات ماہ تک برابر محاصرہ جاری رکھا • پھر انہین گراني اجناس وغیرہ کی وجہ سے بڑي بڑي سختیون کا سامنا پڑا • چنانچہ مجھہ سے کئي آدمیون نے کہا ہي کہ ان دنون ان کے لشکر مین باقلا کے سات دانے ایک مؤمني درہم کو (جو نصاب زکات کے نصف درہم کے برابر تہا) ملتے تھے • تا ہم عبد المومن (رحمہ اللہ) اوُر ان کے ہمراہیون نے اسے فتح کرکے ہی چھوڑا ' اوُر محصورین کو اس شرط پر امان دي کہ وہ سب لوگ صقلیہ جاکر اپنے بادشاہ کے ماتحت رہینگے • پھر عبد المومن اوُر ان کے ہمراہیون نے مہدیہ مین داخل ہوکر اس پر قبضہ جمالیا • بعد ازان انہون نے چند آدمیون کو قابس کی طرف روانہ کیا ' جنہون نے اسے فتح کرلیا ؛ گو کہ اس مین بھي رومي موجود تھے • پھر انہون نے طرابلس العرب اوُر اس کے بعد شہر توزر ' قفصہ ' نفطہ ' حامہ اوُر ان کے گرد و نواح کے دیگر شہرون کو بھی فتح کیا ' اہل فرنگ کو وہان سے نکال باہر کیا ' اوُر ان کا الحاق اپنے مقبوضات سے کردیا • اس طرح خدائے تعالی نے افریقیہ مین کفر کو مٹا دیا اوُر دشمن کي طمع کو منقطع کردیا • دین گویا خواب سے بیدار ہوگیا ' کوکب ایمان زوال و غروب کے بعد پھر طلوع ہوا ؛ اوُر عبد المومن کے ہاتھہ سے مملکت غرب تک تمام ملک وسیع ہوگیا • وہ اپني حیات مین طرابلس الغرب سے المصامدہ کے آخري شہر یعني سوس تک ' جزیرہ نمائے اندلس کے اکثر حصے ' اوُر اس ملک پر قابض ہو چکے تھے • مین نہین سمجھتا کہ ان سے قبل کوئي شخص اس قدر وسیع ملک

کا مالک ہوا ہو، خصوصاً جب سے کہ دولت بنو امیہ مین اختلال واقع ہوا *

جب عبد المومن بلاد افریقیہ پر غلبہ حاصل کرچکے اور وہان کے باشندے انکے مطیع و منقاد ہو چکے، تو وہان سے واپس ہوئے۔ الموحدون کے چند ذي علم اور معتبر شیوخ نے مجھ سے بیان کیا ہي کہ عبد المومن افریقیہ سے واپس آتے ہوئے شہر بجایہ مین داخل ہوئے، اور سیر کرتے ہوئے تاطنت نامی دروازے کے قریب ایک بازار مین سے گزرے۔ ایک جگہ وہ اور انکے چند اعیان ملک ٹھیر گئے۔ انہون نے وہان کے ایک سوداگر کا نام لیکر اس کي خیر و عافیت دریافت کي۔ ان سے کہا گیا کہ وہ انتقال کر چکا ہي۔ انہون نے پوچھا کہ "اس نے کوئي اولاد بھي چھوڑي ہي کہ نہین؟" لوگون نے کہا "ہان چھوڑي ہي۔" انہون نے حکم دیا کہ "اس بازار کي تمام دکانون کو خریدکر مرحوم مذکور کي اولاد کے لئے وقف کردي جائین۔" اس کے علاوہ ان کو بہت سا مال و زر بھي دیا۔ پھر اپنے بعض خواص کی طرف دیکھکر کہا کہ "مین اُس سوداگر کے پاس ایسي حالت مین آیا تھا کہ مین اور امام (یعني ابن تومرت) اور ہمارے چند طلبہ ہمارے ساتھ تھے۔ ہم لوگون پر کئي دن ایسے گزرے تھے کہ ہم نے کچھ بھی نہ چکھا تھا۔ میرے پاس اس وقت سوا ایک قلم تراش چاقو کے اور کچھ نہ تھا۔ مین نے اس سے روٹی اور سالن لیا، اور ان کے معاوضے مین وہ چاقو اس کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ "مین تم مین نیکي کي علامات دیکھتا ہون۔ تمہین جب کبھي کسي چیز کي ضرورت ہوا کرے، اسي دکان پر آجایا کرو۔ یہ ہر وقت تمہارے لئے اور تمہارے حکم کے مطابق چلنے پر تیار ہی۔" لہذا اس مرحوم کا حق اس سے بھي زیادہ ہی۔"

اسي روز بجایہ کے سفر کے دوران مین انہون نے یحیی بن عزیز کي طرف دیکھا، جو ان کے آگے آگے پیدل چل رہا تھا اور اس کا تمام جسم

غبار آلودہ تھا ۔ اسے دیکھکر ان کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ۔ اسے بلایا اور کہا کہ " تمھین وہ دن یاد ہی جب تم سیر کو جا رہے تھے ؟ مجھے یاد ہی کہ ہم تم اسی دروازے مین سے گزر رہے تھے ۔ تمھارے گھوڑے نے میرا پاؤن کچل دیا تھا ' اور جب مین نے تم کو دیکھا تھا تو تم نے اپنے ایک غلام سے مجھے اتنا پٹوایا تھا کہ قریب تھا کہ مین گر پڑون اور لوگون کے ہجوم مین پس کر رہ جاؤن ۔ " یحیی یہ سنکر شرمندہ ہوا ' اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا ' اور وہ گھبرا کے کہنے لگا " اللہ اللہ یا مولائی ! " کیونکہ اسے یہ خیال ہوا کہ شاید اس واقعہ کا یاد آجانا اس کے حق مین مضر ہی ۔ عبد المومن نے اس کی یہ حالت دیکھکر کہا کہ " مین نے وہ کیفیت تمھین اس لئے یاد دلائي ہي کہ تمکو اپني حالت پر عبرت ہو ۔ اور ابھي کیا ہي ' ابھي تو تم اور یاد کروگے اور دیکھوگے کہ زمانہ کیونکر بدلتا ہی ۔ " یہہ کہہ کر انہون نے اسکے لئے ایک ایسا حکم دیا ' جس سے اس کا خوف جاتا رہا *

اسي سفر کے اثناء راہ مین وہ بطحاء اور تلمسان کے مابین ایک ایسے مقام سے گزرے ' جہان ایک بڑا سا بیر کا درخت تھا ' جس کي شاخین ایک دوسري پر لپٹی ہوئی تھین ' اور ان مین سے ایک اس طرح زمین پر رکھی ہوئی تھی کہ اس کے درمیان مین خاصي کشادہ جگہ رہ گئي تھي ۔ انہون نے وھین خیمہ زني کا حکم دیا ؛ حالانکہ وہ کچھہ مشہور و معروف منزل نہ تھي ۔ جب خیمے وغیرہ نصب ہو چکے ' تو انہون نے اپنے چند خواص سے کہا کہ " تم جانتے ہو مین یہان کیون اترا ہون ؟ "

خواص :— ہم نہین جانتے ۔

عبد المومن :— اس کي وجہ یہ ہي کہ ایک مرتبہ رات کے وقت مین یہان سے گزر رہا تھا ' اور سخت بھوکا تھا ۔ رات بھر بارش ہوتي رھي ' اور صبح تک یہي درخت میرا مامن رہا ۔ اب مین اس موجودہ

حالت مین یہان اس لئے فروکش ہوا ہون کہ اپنی ان دونون حالتون اور راتون کے فرق عظیم پر خدائے تعالی کا شکر ادا کرون *

یہ کہہ کر وہ اٹھے ' اور وضو کرکے شکرانہ کی دو رکعت نماز ادا کی ۔
یہ قصہ مین نے عبد المومن کے ایک پوتے سے سنا ہے ' جسکا نام موسی بن یوسف بن عبد المومن ہے *

اسی سفر کے دوران مین ان کو خیال آیا کہ قریۂ تاجرا مین سے (جو ' حسب ذکر بالا ' ان کی جائے پیدائش تھی) ہوکر چلین ' تا کہ اپنی والدہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کا بھی موقعہ مل جائے اور رشتہ دارون سے صلۂ رحم بھی کرسکین ۔ جب وہ وہان تھیرے اور ان کی فوج بھی پھیل گئی ' تو ان کے سر پر تین سو سے زائد جھنڈے لہرا رہے تھے ' اور ان کے بڑے بڑے طبل اس زور شور سے بج رہے تھے کہ سامعین کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا انکی آواز سے زمین مین ایک زلزلہ آگیا ہے اور قریب ہے کہ وہ شق ہو جائے ۔ یہ کیفیت دیکھہ سکر اہل قریہ ان کی ملاقات اور ان کی خلافت کو تسلیم کرنے کی غرض سے آئے ۔ ان مین ایک پرانی بڑھیا بھی تھی ' جو عبد المومن کی والدہ کی سہیلیون مین سے تھی ۔ اس نے نہایت بلند آواز سے کہا کہ " دیکھا! مسافر آدمی اپنے شہر کو اس طرح واپس آیا کرتے ہین ! "

امر حکومت کے باب مین عبد المومن اور ابن تومرت کے چند قرابت دارون کے مابین ' جو ابت ومعار (جس کا عربی ترجمہ بنو ابن الشیخ ہے) کہلاتے تھے ' کچھہ نزاع ہوگیا ۔ ہوتے ہوتے یہ نوبت پہنچی کہ ان لوگون نے آپس مین اس رائے پر اتفاق کیا کہ کسی دن عبد المومن کے خیمے مین داخل ہوکر ان کو قتل کر دیا جائے ۔ ان کو یہ خیال ہوا کہ یہ سازش ظاہر نہ ہونے پائیگی ' اور جب عبد المومن گم ہو جائینگے اور قاتل کا پتہ نہ چلیگا تو امر سلطنت کا کل اختیار خود ان ہی کے ہاتھون مین آجائیگا ؛ کیونکہ امام ابن تومرت کے اہل بیت اور قرابت دار

ہونے کی حیثیت سے وہی سب سے زیادہ حق دار ہونگے ۔ مگر اصحاب ابن تومرت میں سے ایک شخص نے ' جس کا نام اسماعیل بن یحیی ہزرحی تھا ' عبد المومن کو اس طرح اس واقعہ سے مطلع کردیا کہ وہ ان کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ " امیر المومنین ! میں کچھ حاجت لیکر حاضر ہوا ہوں "۔

عبد المومن :— ابو ابراہیم ! وہ کون سی حاجت ہی ؟ ہم نے تو تمہاری تمام حاجتیں پوری کردی ہیں ؟

اسماعیل :— وہ یہ ہی کہ آپ اس خیمے سے باہر تشریف لیجائیں ' اور مجھے اس میں شب باشی کرنے دیں *

اس نے صرف اسی قدر کہا ' اور ان لوگوں کے ارادے سے خبر نہ دی ۔ عبد المومن سمجھے کہ وہ ان سے خیمہ اس لئے مانگتا ہی کہ شاید اسے پسند آگیا ہی ۔ وہ باہر چلے گئے ' اور خیمہ اسکے لئے چھوڑدیا ۔ اسماعیل نے وہاں شب باشی کی ۔ رات کو وہ لوگ اندر داخل ہوئے ' اور اس کو تلواروں سے ایسی بری طرح کونچا کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہوکر رہ گیا ۔ جب صبح ہوئی اور انہوں نے دیکھا کہ وہ عبد المومن کا بال تک بیکا نہیں کرسکے ' تو وہ لوگ وہاں سے فرار کرکے مراکش پہنچے اور وہاں قیام کرنے کے ارادے سے شاہی قصروں کے دربانوں کے پاس جاکر ان سے کنجیاں طلب کرنے لگے ۔ انہوں نے دینے سے انکار کیا ۔ اس پر انہوں نے ایک دربان کی گردن ماردی ۔ باقی دربان یہ حالت دیکھ کر بھاگ گئے ۔ قریب تھا کہ وہ لوگ قصروں پر غلبہ پالیں ' کہ اتنے میں لشکر اور غلامان خاصہ میں سے چند آدمی آ پہنچے ' اور طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک سخت جنگ ہوئی ۔ غلام ان پر غالب آ گئے ۔ پھر اور لوگ بھی ان پر اس کثرت سے ٹوٹ پڑے کہ آخر ان کو قطعی طور پر اپنے قابو میں کرلیا ' اور گرفتار کرکے قید خانے میں ڈال دیا ۔ بعد میں ابو محمد عبد المومن (رحمہ اللہ) بھی مراکش پہنچ گئے ' ان سب

کو ایک ایک کرکے قتل کردیا، اور اُن کے ساتھ ہی شہر ھرغہ کے اعیان کی ایک جماعت کو بھی قتل کردیا، کیونکہ انھین نہ خبر ملی تھی کہ وہ لوگ سلطنت مین رخنہ اندازی کرتے تھے اور ان کی موت کے منتظر تھے۔ اُدھر یہ ہوا کہ جب صبح کو ابو ابراہیم اسماعیل کو حجرے مین مقتول پایا گیا، تو عبد المومن کو نہایت درجہ صدمہ ہوا، اور اس قدر رنج ہوا کہ دل کو قابو مین نہ رکھ سکے اور بے اختیار جزع و فزع کرنے لگے۔ انھون نے ابو ابراہیم کے غسل و تکفین کا حکم دیا، اور خود بہ نفس نفیس اس کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ پھر اسے دفن کر دیا گیا۔ اسماعیل نے یحیی نام صرف ایک ہی لڑکا چھوڑا تھا، جو بڑا ہوکر ابو یعقوب کے عہد مین صاحب جاہ و رتبۂ عالیہ ہوا۔ اسی طرح ابو عبد اللہ کے زمانے مین بھی اکثر امور سلطنت مین اس سے مشورہ کیا جاتا تھا۔ اس نے تمام عمر اسی رتبہ و منزلت مین بسر کرکے سنہ ۶۰۲ مین انتقال کیا، اور ایک لڑکی چھوڑی، جس سے امیر المومنین ابو یعقوب یوسف بن عبد المومن نے نکاح کرلیا۔ اس کا نام فاطمہ تھا۔ مگر امیر المومنین مذکور کی اس سے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ خدا اس خاتون کی عمر دراز کرے جب مین سنہ ۶۱۱ کے دوران مین مراکش سے چلا ہون، وہ بہ قید حیات تھی۔

اسی اسماعیل کا ابن تومرت کے ساتھ بھی ایک واقعہ گزرا ہے، جو واقعۂ مذکورہ سے بہت کچھ مشابہ ہے، اور جس مین اس نے اپنی خیر خواہی اور تحذیر کا نہایت لطیف پیرایہ مین اظہار کیا تھا۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ جب امیر المسلمین نے ابن تومرت کو مراکش سے خارج کر دیا، اور وہ اس بری حالت مین وہان سے نکلے جس کا ہم ذکر کر چکے ہین، تو ایک موضع مین جاکر مقیم ہوئے جہان ابو ابراہیم اسماعیل تھا۔ وہ ایک مسجد مین داخل ہوئے، تو وہان کے باشندون کے تھٹ کے تھٹ مسجد کے دروازے پر جمع ہونے اور ان کی طرف

دیکھہ دیکھہ کر آپس مین ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ "دیکھو یہی شخص ہی جسے امیر المسلمین نے شہر بدر کردیا ہی ' کیونکہ وہ لوگون کی عقلون مین فساد ڈالتا تھا" وغیرہ وغیرہ ۔ بلکہ ان لوگون نے امیر المسلمین کے ہان تقرب حاصل کرنے کي نیت سے یہان تک ارادہ کیا کہ ابن تومرت کو قتل کر دیا جائے ۔ ابو ابراہیم ان لوگون کی یہ حالت دیکھہ کر ابن تومرت کے پاس گیا ' اور ان سے اس آیت کے اعراب دریافت کرنے لگا کہ " ان الملا یا تمرون بك لیقتلوك فاخرج انی لك من الناصحین " (یعنی "لوگ تمہارے ارد گرد جمع ہو رہے ہین ' تا کہ تم کو قتل کردین ۔ لہذا تم یہان سے چلے جاؤ ۔ مین تمہارے خیر خواہون مین سے ہون ") ۔ ابن تومرت اس کا مطلب سمجھہ گئے ' اور اس مقام سے چلے گئے ۔ اس واقعہ سے ابو ابراہیم کي خیر خواہی ان کے دل پر نقش ہوگئی ۔ جب تینملل مین ابن تومرت کا امر مشہور ہوگیا ' تو ابو ابراہیم وہان انسے ملا ' اور " اہل الجماعت " مین شمار ہونے لگا *

جب عبد المومن ان لوگون کو قتل کر چکے ' جن کا ہم ذکر کرچکے ہین ' تو المصامدہ اور تمام اہل دولت ان سے ہیبت زدہ ہوگئے ' اور ان کے دلون مین ان کي عظمت و جبروت نے اور بھي زیادہ گھر کرلیا *

عبد المومن سنہ ۵۵ کے باقي حصے اور سنہ ۶ اور سنہ ۷ مین مراکش مین اقامت پذیر رہے ۔ پھر سنہ ۵۸ کے آغاز مین انہون نے کافۃ الناس کو جزیرہ نمائے اندلس کے بلاد رومي پر جنگ آزمائي کا حکم دیا ' اور اپني جانب سے تمام جہات کے باشندون کي طرف جنگ مین شامل ہونے اور ان کو جہاد پر تحریص و ترغیب دلانے کے خطوط بھیجے ۔ اس سے ان کے پاس ایک نہایت زبردست جماعت تیار ہوگئي ۔ انکو ہمراہ لیکر وہ جزیرہ نمائے اندلس پر حملہ کرنے ' ثواب حاصل کرنے ' اور متقدم الذکر محمد بن سعد کے ہاتھہ مین جس قدر ملک باقي رہ گیا تھا اسے فتح کرنے کے ارادے سے روانہ ہوکر شہر سلا مین فوج کو پورا

کرنے کي نیت سے تھیرے • مگر وھان ان کو مرض الموت نے آلیا' اؤر انھون نے انتقال کیا • الله ان پر رحم فرمائے ! جیسا کہ ہم کھہ حکے ہین' ان کي وفات اسي سال یعني سنہ ۵۵۰ مین ۲۷ جمادي الاخر کو ھوئي • انھون نے اپنی حیات مین اپنے سب سے بڑے بیتے محمد کو ولي عھد مقرر کر دیا تھا • لوگون نے اس سے بیعت کرلی تھي' اؤر اس غرض سے تمام بلاد کو خطوط بھي لکھ دئے گئے تھے • مگر شراب نوشي کي مداومت' اختلال رائے' کثرت غصہ' اؤر حماقت نفس اسي باتین ہین جن سے خلافت نھین حل سکتي' اؤر ان ہی امور کی موجودگي نے اسے خلیفہ نہ ھونے دیا • اؤر یہہ بھي کہا جاتا ہے کہ ان سب باتون کے علاوہ اس مین جذام کي علت بھي موجود تھي • والله اعلم *

عبد المومن کي وفات کے بعد محمد مذکور کي حالت پریشان ہي رھی • لوگون مین اس کے بارے مین سخت اختلاف پھیل کیا' چنانچہ اس کي خلع کے وقت تک اسکي خلافت کا کل زمانہ ۴۵ دن کا ھوا • اسي سال شعبان کے مھینے مین اسے تخت سے اتار دینے کا بالاتفاق فیصلہ ھو کیا تھا • علاوہ ان بانون کي موجودگي کے جن کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین اؤر جن کی بناء پر اس کا تخت سے علیحدہ کیا جانا برحق تھا' اس مین اس کے دو بھائي یوسف اؤر عمر' بھي ساعي تھے *

ابو یعقوب یوسف بن عبد المومن کي ولایت اور اس کے متعلقات کا ذکر

جب تاریخ مذکور کو اعیان دولت کے اتفاق رائے سے محمد سے خلع کرا لیا گیا' تو امر سلطنت عبد المومن کے دو بیتون' عمر اؤر یوسف' پر آکر تھیرا' کیونکہ ان کے بیتون مین سب سے زیادہ نبیہ و نجیب' صاحب الرائي اؤر غني النفس یہي دونون تھے • لیکن عمر نے انکار کیا' اؤر اپنے بھائي ابو یعقوب کي فرط عقل' اس کے ایثار دین

اؤر مسلمانون کي بهتري کے خيال سے تمام اختيار اسي کو دے ديا ' اؤر اسي سے بيعت کرلي • اس کے علاوہ عمر بخوبي سمجهتا تها کہ "مجهہ مين بعض باتين ايسی هين ' جو تدبير مملکت اؤر ضبط امور رعيت کے لئے مناسب حال نهين هين "• الغرض باتفاق آراء ابو يعقوب يوسف کا انتخاب هوا ' اؤر ان کے کسي اؤر بهائي نے بهي اختلاف نهين کيا • يہ سب کچهہ ابو حفص عمر بن عبد المومن کي حسن سعي ' شدت تلطف اؤر جودت رائے سے هوا • مختصر يہ کہ ابو يعقوب يوسف کا امر مستقل اؤر تاريخ مذکور کو ان کی بيعت مکمل هوگئی ' اؤر جو کچهہ هوا وہ ان کے چچا ابو حفص عمر کي بدولت هوا *

ابو يعقوب يوسف بن عبد المومن بن علي اؤر انکے بهائي ابو حفص کي والدہ ايک شريف و آزاد خاتون تهين ' جن کا نام زينب بنت موسی الضرير تها • يہ موسی اهل تينملل کے اعيان مين سے تهے ' اؤر جب عبد المومن مراکش سے روانہ هوئے تهے تو ان کو وهان کا حاکم بناکر چهوڑ آئے تهے • پهر ابن تومرت کي رائے سے انهون نے اپنے قيام تينملل کے زمانے مين ان کي بيٹي زينب سے نکاح کرليا تها • موسی کي اولاد مين تين لڑکے ' ابراهيم ' علي اؤر محمد ' اؤر چند لڑکيان تهين *

ابو يعقوب کا حليہ اور ديگر صفات

ان کا رنگ سرخي مائل سفيد تها ' بال سياہ تهے ' چهرہ گول ' دهانہ بڑا ' آنکهين بڑي اؤر لمبی ' اؤر آواز باريک مگر بلند تهي • وہ زيادہ گو ' شيرين سخن ' خوش کلام اؤر پاکيزہ صحبت آدمي تهے • اپنے وقت مين کلام عرب کے بهترين واقف ' اؤر زمانۂ جاهليت اؤر اسلام کے ايام عرب اؤر آثار و تواريخ سے بخوبي ماهر تهے • يہ کمال انهون نے اسي وقت حاصل کيا تها جب وہ اپنے والد کے وقت مين حاکم اشبيليہ تهے • وهان ان کو کئي ايسے علماء سے ملنے کا اتفاق هوا تها جو

علوم لغت، نحو، اور قرآن مین بد طولی رکھتے تھے: مثلاً الاستاد اللغوی ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الملک المعروف بہ ابن ملکون۔ غرض کہ انھون نے ان حضرات سے بہ تمام علوم اخذ کئے، اور اکثر مین کمال حاصل کیا۔ ابو زکریا، ابو عبد اللہ، ابو ابراہیم اسحاق وغیرہ، انکی اولاد مین سے جن جن سے مین ملا ھون اور بالمشافہ گفتگو کی ہی، انھون نے مجھ کو بتایا ہی کہ ابو یعقوب یوسف اداء الفاظ قرآن مین بہترین شخص تھے۔ وہ نحو کے غوامض مسائل کو نہایت جلد اخذ کرلیتے تھے، لغات عربیہ کے بہت جید حافظ تھے، اور بہ شادت عالی حوصلہ، فیاض اور سخی تھے۔ ان کے عہد مین لوگ بہ کثرت غنی اور مالدار ھوگئے۔ ان سب امور کے باوصف، وہ علم کے نہایت شائق اور اس کے پیاسے تھے۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہی کہ وہ صحیحین مین سے ایک کو حفظ کررھے تھے، مگر اس مین شک ہی کہ وہ صحیح بخاری تھی یا صحیح مسلم اغلب خیال یہ ہی کہ وہ مقدم الذکر تھی اور اپنے والد کی حیات ہی مین قرآن شریف ختم کرنے کے بعد حفظ کی تھی۔ مزید برآن وہ علم فقہ سے بھی واقف تھے، اور علم ادب اور حفظ لغات مین ایک باکمال اور علم نحو مین ایک عالم متبحر تھے۔ بعد مین ان کے شرف نفس اور علو ہمت نے ان کو فلسفہ پڑھنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ انھون نے اس علم کے متعلق بہت سی کتب جمع کین، علم طب سے مطالعہ کا آغاز کیا، اور مشہور و معروف کتاب الملکی کے عملی حصے کو چھوڑکر اکثر نظری حصے پڑھے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ اس سے زیادہ بلند علوم فلسفہ کی طرف متوجہ ہوئے، اور پھر کتب جمع کرنے کا حکم دیا؛ اور اس طرح اتنی کتابین جمع ھوگئین جتنی الحکم المستنصر باللہ اموی کے کتب خانے مین تھین۔ ابو محمد عبد الملک شذونی نے، جو علم طب اور علم احکام نجوم کے ایک محقق ہین، مجھ سے بیان کیا کہ "مین اپنی جوانی کے زمانے مین ایک

شخص سے علم احکام النجوم کي کتابین مستعار لیا کرتا تھا ۔ وہ شخص اشبیلیہ مین رھتا تھا ۔ اس کا نام یوسف ' کنیت ابو الحجاج اؤر عرف المرابی (بہ تخفیف راء) تھا ۔ اسکے پاس ان کتب کا عمدہ ذخیرہ تھا ' جو فتنۂ اندلس کے زمانے مین اس کے باپ کے ھاتھہ لگ گیا تھا ۔ خیر ' تو مین اس سے کتابین مستعار لیتا تھا ۔ اؤر کتابین بھي اس کثرت سے تھین کہ وہ مجھے بورون مین بھر بھر کے دیتا تھا ۔ مین ایک بورا اسے واپس دے دیتا اؤر ایک اپنے گھر لے جاتا ۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ اس کي وہ تمام کتابین جاتي رھین ۔ مین نے سبب دریافت کیا ' تو اس نے آہستہ سے مجھہ سے کہا کہ "میري کتابون کي خبر امیر المومنین کو مل گئي ۔ انھون نے ایک آدمي میرے گھر بھیجا ۔ اس وقت مین دیوان مین تھا ۔ مجھے کچھہ خبر نہ تھي کہ کیا ھو رھا ھي ۔ انھون نے اپنے خادم کافور خصی کو اپنے غلامان خاصہ کے ساتھہ بھیجا ' اؤر حکم دیا کہ اھل خانہ مین سے کسي شخص کو ڈرایا دھمکایا نہ جائے اؤر سوا میري کتابون کے اؤر کوئي چیز نہ لي جائے ۔ بلکہ انھون نے اسکو اؤر اس کے ھمراھیون کو یہ دھمکي دي کہ اگر اھل خانہ کی ایک سوئی بھي ضائع ھوئي تو تم کو سزا دي جائیگي ۔ غرض کہ مین اس وقت دیوان مین تھا ۔ مجھے اطلاع کي گئي ۔ مجھے یہ خیال ھوا کہ شاید وہ میرا تمام مال قرق کرنا چاھتے ھین ۔ میرے ھوش حواس غائب ھو گئے ۔ خیر کسي طرح سوار ھوکر گھر پہنچا ۔ دیکھتا کیا ھون کہ ان کا دربان کافور خصي میرے مکان کے دروازے پر کھڑا ھوا ھي ' اؤر کتابین نکال نکال کر اس کے پاس پھینکي جا رھي ھین ۔ جب اس نے مجھے دیکھا اؤر سمجھہ گیا کہ مین خوف زدہ ھون ' تو کہنے لگا کہ " آپ کسي طرح کا خوف نہ کیجئے ۔ امیر المومنین نے آپ کو سلام کہا ھي ' اؤر اچھي طرح یاد فرمایا ھي " ۔ وہ تو یہ کہہ رھا تھا اؤر میرا دم فنا ھو رھا تھا کہ آخر یہ ماجرا کیا ھي ۔ پھر اس نے کہا کہ "اچھا آپ اپنے اھل

خانه سے دریافت کیجئے که کسي نے ان کو کچھ ڈرایا دھمکایا ہي ' یا انکا کچھ نقصان کیا ہي ؟" چنانچه میں نے اہل خانه سے پوچھا ' تو انہوں نے کہا که " نہیں ہمیں کسی نے بھی نہیں ڈرایا ' نه ہماري کسي چیز کا نقصان ہوا ہي ۔ ابو المسک نے ہماري پاس آکر تین مرتبه اجازت طلب کي ۔ ہم نے اسے اجازت دي ۔ وہ کتب خانه میں داخل ہوا ' اور اسے باہر نکالنے کا حکم دیا " ۔ جب میں نے ان سے یه سن لیا تب میرے ہوش ٹھکانے ہوئے " ۔ امیر المومنین نے اس سے وہ سب کتابیں لیکر ایک زبردست جاگیر عطا کي ' جس کا وہ اکثر ذکر کیا کرتا تھا " ۔

القصه ابو یعقوب یوسف اندلس اور المغرب کے علاقوں سے برابر کتب جمع کرتے اور علماء ' اور بالخصوص اہل علم النظر ' سے مباحثات علمي کرتے رہے ' یہاں تک که انہوں نے اس قدر علم و فضل حاصل کر لیا که ان سے پہلے المغرب کے کسي بادشاہ نے نه کیا تھا ۔ ان کی صحبت میں جو علماء اور متفننین رہتے تھے ' ان میں سے ایک ابو بکر محمد بن طفیل تھے ' جو فلاسفهٔ اسلام میں سے ایک ہیں ۔ وہ فلسفه کے تمام اجزاء کے محقق تھے ' اور ابو بکر بن صائغ المعروف به ابن باجه اور ان جیسے دیگر محققین فلاسفه کے علم فلسفه اخذ کئے ہوئے تھے ۔ میں نے ابن طفیل کي فلسفهٔ طبیعیات اور فلسفهٔ الٰہیات وغیرہ پر کئي تصانیف دیکھي ہیں ۔ چنانچه ان کے رسائل طبیعیات میں سے " حي بن یقظان " نام کا ایک رساله ہي ' جس میں انہوں نے نوع انسان کے مبداء کا ذکر کیا ہي ۔ یه رساله گو جسامت میں چھوٹا سا ہي ؛ مگر اس فن کے لئے نہایت فائدہ مند ہي ۔ ان کے رسائل الٰہیات میں سے ایک رساله میں نے خود ان ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہي (رحمة الله) ۔ انہوں نے اپنی آخري عمر علم الٰہیات کے مطالعه میں صرف کي ۔ وہ شریعت اور حکمت کے یکجا جمع کرنے کے بہت شوقین تھے ۔ تمام انبیاء کي ظاہر و باطن طور پر بہت تعظیم کرتے تھے ۔ مزید بر آن انکو

علوم اسلامیہ میں بھی نہایت وسیع معلومات حاصل تھیں ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ الحاکمیہ کو اطباء ، مہندسین ، کذاب ، شعراء ، تیر انداز اور لشکریوں وغیرہ کے خدام کی طرح سمجھتے تھے ، اور کہا کرتے تھے کہ "اگر علم موسیقی نے ان پر غلبہ حاصل کرلیا ، تو میں مفلس ہوجاؤنگا"۔ امیر المومنین ابو یعقوب یوسف کو ان سے غایت درجے کی محبت تھی ، نہیں بلکہ شغف تھا ۔ چنانچہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ کئی کئی دن رات تک ان ہی کے ہمراہ قصر میں رہا کرتے تھے اور باہر نہیں نکلتے تھے ۔ یہ ابو بکر ابن طفیل حسنات دہر میں سے تھے ۔ ان کے بیٹے یحیی نے مراکش میں سنہ ۶۳ میں ان کے یہ اشعار سنائے تھے :—

الممت و قد نام المشیع و هوما وأسرت الي وادي العقیق من الحما
و جرت علی ترب المحصب ذیلها فما زال ذاك الترب نهباً مقسما
تناوله ایدي التجار لطیمة و یحمله الداري ابان یمما
و لما رأت الا ظلام بحجبها و ان سراها فیه لن یتکتما
نضت عذبات الربط من حر وجهها فابدت محیا یدهش المتوسما
فکان تجلیها حجاب جمالها کشمس الضحی یعشي بها الطرف کلما
و لما التقینا بعد طول تهاجر و قد کاد حبل الود ان یتصرما
جلت عن ثنایاها و اومض بارق فلم ادر من شق الدجنة منهما
و ساعدني جفن الغمام علی البکا فلم ادر دمعاً ایّنا کان اسجما
فقالت و قد رق الحدیث و ابصرت قرائن احوال اذعن المکتما
نشدتك لا یذهب بك الشوق مذهبا یهون صعبا او یرخص ما نما
فامسکت لا مستغنیا عن نوالها ولکن رایت الصبر اوفی و اکرما

اسی دن ان کے بیٹے نے ، ان ہی کے تحریر کردہ ، زہد کے متعلق یہہ اشعار سنائے ۔—

یا باکیا فرقۃ الاحباب عن شحط — هل لا بکیت فراق الروح للبدن
نور تردد في طین الی اجل — فانحاز علواً و خلی الطین للکفن
یا شر ما افترقا من بعد ما اعتلقا — اظنها هدنۃ کانت علی دخن
ان لم یکن في رضی اللہ اجتماعهما — فیالها صفقۃ تمت علی غبن

میرے ایک دوست نے ' جو انکے کُتّاب مین سے تھے ' ان (رحمہ اللہ) کے یہ اشعار مجھے سنائے :—

ما کل من سم ذال رائحۃ — للناس في ذا تباین عجب
قوم لهم فکرۃ تجول بهم — بین المعالي اولئك النجب
و فرقۃ في القشور قد وقفوا — و لیس یدرون لُبّ ما طلبوا
لا غایۃ تنجلي لناظرهم — منه ولا ینقضي لهم ارب
لا یتعدي امرء جبلته — قد قُسِمتْ في الطبیعۃ الرتب

ابوبکر محمد ابن طفیل برابر اسی طرح امیر المومنین کو ہر طرف سے علماء کے جمع کرنے پر تحریص و ترغیب دلاتے اؤر آنے والے علماء کي کماحقه قدر و مدرلت کراتے رهے ۔ اسي ضمن مین انهون نے امیر المومنین کو ابو الولید محمد بن احمد بن محمد بن رشد کا نام بهي بتایا ۔ اسي وقت سے وهان ان کا نام مشهور هوا ' اؤر ان لوگون نے ان کے اصلي رتبے کو پہچانا ۔ مجھ سے ان کے ایک شاگرد ' فقیه و استاذ ابوبکر بُندود بن یحییٰ قرطبي ' نے بیان کیا که " مین نے حکیم ابو الولید کو کئي مرتبه یه کهتے هوئے سنا ہي که " جب مین امیر المومنین کے هان پہنچا ' تو مین نے دیکھا که وہ اؤر ابوبکر آپس مین باتین کر رهے هین ' اؤر ان کے سوا وهان اؤر کوئی نهین ہی ۔ ابوبکر میري تعریفین کرتے تھے ' اؤر میرے خاندان اؤر آسلاف کا ذکر کرتے هوئے ایسي خوبیون کو میري طرف منسوب کر رهے تھے که جن تک مین ہرگز نهین پہنچتا ۔ امیر المومنین نے میرا اؤر میرے والد کا نام اؤر میرا نسب دریافت کرنے کے بعد سب سے پہلي بات جو مجھ سے کہي وہ یه تھي که مجھ سے یه سوال کیا که

"آسمان کے بارے مین فلاسفہ کي کیا رائے ہي؟ وہ اسے قدیم بتاتے ہین یا حادث؟" اس سوال سے مجھے شرم بھي آئی اۆر خوف بھي ہوا۔ اسی بناء بر مین نے علم فلسفہ سے عدم واقفیت اۆر اس مین اپنے عدم اشتغال کا بہانہ کیا۔ اتنے مین نہ معلوم ابن طفیل نے امیر المومنین سے کیا کہہ دیا کہ وہ میري شرم و حیا اۆر خوف کو تاڑ گئے' اۆر ابن طفیل کي طرف متوجہ ہوکر اسی مسئلے پر ان سے گفتگو کرنے لگے' جس کے متعلق مجھ سے سوال کیا تھا۔ وہ اس مسئلے کے بارے مین پہلے ارسطاطالیس' افلاطون اۆر دیگر فلاسفہ کے اقوال نقل کرتے تھے' اۆر پھر ان پر اہل اسلام نے جو اعتراض و احتجاج کیا ہي اسکو بیان کرتے تھے۔ مین نے دیکھا کہ ان کا حافظہ ایسا عمدہ ہی کہ مین نہین سمجھتا کہ ویسا فلسفے کے کسی اۆر مشتغل و متفرغ شخص کا ہوگا۔ غرض کہ وہ اسی طرح اس مضمون پر بحث کرتے رہے' تا آنکہ آخرکار مجھے بھي بولنے کی ہمت ہوئي' اۆر جہان تک مجھے اس مسئلے کے متعلق علم تھا ان پر واضح ہوگیا۔ جب مین واپس آنے لگا' تو مجھے مال و اسباب' ایک خلعت فاخرہ اۆر ایک گھوڑا عطا کیا۔""

ابن رشد کے اسي مذکور الصدر شاگرد نے مجھے خود ان ہي کي زباني یہ واقعہ سنایا کہ "ایک دن ابوبکر ابن طفیل نے مجھے بلایا اۆر کہا کہ "آج مین نے امیر المومنین سے ارسطاطالیس' یا یہ کہو کہ اس سے ترجمہ کرنے والون' کي عبارت کي دقت کی شکایت کي اۆر ان عبارات کے غموض اغراض بیان کرکے کہا کہ "کاش کوئي ایسا شخص مل جائے کہ ان کي تلخیص کردے اۆر ان مطالب کو بہ خوبي سمجھ کر انکو اس طرح صاف کردے کہ لوگ آساني سے سمجھ لین"۔ تو اگر آپ مین ایسا کرنے کي لیاقت اۆر ہمت ہو تو کردیجئے؛ کیونکہ امیر المومنین آپ کي جودت ذہن' صفائي طبع اۆر قوت نزوع سے بخوبي واقف ہین۔ آپ جانتے ہین کہ میري کبر سني اۆر شغل خدمت ایسے کام

مین مانع ہین، ورنہ مین کردیتا ۔ اور پھر میرے پاس اور کئی کام ایسے موجود ہین جو اس سے زیادہ ضروری اور اہم ہین"۔ یہ وجہ ہوئی کہ مین نے حکیم ارسطاطالیس کی کتابون کی تلخیص کی"۔ مین نے ان ابو الولید کی ایک کتاب دیکھی ہی، جس مین انہون نے ایک ہی جلد مین حکیم موصوف کی کتابون کی تلخیص کی ہی۔ وہ کتاب ۱۵۰ صفحات پر حاوی ہی۔ اس کا نام "کتاب الجوامع" ہی۔ اس مین انہون نے "سمع الکیان"۔ "کتاب السماء والعالم"۔ "رسالۃ الکون والفساد"۔ "کتاب آثار العلویہ" اور "کتاب الحس والمحسوس" شامل کی ہین۔ اس کے بعد انہون نے جز اجزاء کی ایک مبسوط کتاب مین ان کی تلخیص اور ان کے اغراض کی تشریح کی ہی*

خلاصہ یہ ہی کہ عبد المومن کی اولاد مین، کیا شروع مین اور کیا بعد مین، سوا ابو یعقوب یوسف کے کوئی ایسا شخص نہین پیدا ہوا کہ حقیقی معنی مین بادشاہ ہو*

ان کے وزراء

(۱) چند ایام تک ان کے بھائی عمر نے وزارت کی۔ مگر چونکہ انہون نے اس عہدے کو ان کی لیاقت سے بالا تر پایا، اس لئے ان کو علیحدہ کردیا*

(۲) پھر ابو العلاء ادریس بن ابراہیم بن جامع وزیر بنائے گئے۔ مگر سنہ ۵۷۷ کے دوران مین ان کو گرفتار کرکے ان کا تمام مال و اسباب قرق کیا گیا۔

(۳) ان کے بعد خود انکے بیتے، اور ولی عہد، ابو یوسف وزیر ہوئے، جو ان کی تاریخ موت یعنی سنہ ۵۸۰ تک وزیر رہے۔ ان کی بیعت سے ان کے ملک روم مین شہید ہونے تک انکی حکومت کا کل زمانہ چند ماہ کم بائیس سال کا ہوتا ہی (رحمہ اللہ)۔

ان کے کُتّاب

(۱) ابو محمد عیاش بن عبد الملک بن عیاش، جو ان کے والد کے کاتب تھے۔

(۲) ابو القاسم، المعروف بہ قالمی *

(۳) ابو الفضل جعفر بن احمد، المعروف بہ ابن محشوہ، جو شہر بجایہ کے رہنے والے تھے *

ابو القاسم قالمی اپنی وفات تک کتابت کے عہدے پر رہے۔ ان کے انتقال پر یہ لوگ مقرر ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ —

(۴) ابو الحسین ہوزنی اشبیلی، اور

(۵) ابو عبد الرحمان طوسی، فوج کے کُتاب تھے *

ان کے حاجب

ان کا حاجب کافور تھا، جو ان کا خصی غلام تھا۔ اس کے رنگ کی سفیدی کی وجہ سے اسے کافور کہا کرتے تھے *

ان کی اولاد

ان کی اولاد میں اٹھارہ لڑکے تھے، جن کے نام یہ ہیں —

(۱) عمر۔ (۲) یعقوب، جو ولی عہد تھے۔ (۳) ابوبکر۔ (۴) عبد اللہ۔ (۵) احمد۔ (۶) یحیی۔ یہ یحیی (خدا ان پر رحم فرمائے) میرے دوست تھے، اور ان ہی سے مجھے اس خاندان کے اکثر حالات و کوائف معلوم ہوئے ہیں۔ ان جیسا شخص نہ میں نے کبھی شاہی خاندان میں دیکھا نہ بازاریوں میں (رحمۃ اللہ علیہ)۔ اصل میں مجھے لفظ " خادم " اختیار کرنا چاہئے تھا۔ مگر میں نے " دوست " اس لئے کہا کہ وہ مجھے خطوط میں کبھی " اخی و صدیقی " اور کبھی " ولیّ " لکھا کرتے تھے۔ میرے پاس انکے بہت سے خطوط موجود ہیں،

جنھون نے مجھے فضیلت کي حلعت پہنادي ہي اؤر ایسي صفات سے آراستہ کیا ہی، جن کا میں مستحق نہ تھا ۰

(۷) موسيٰ ۰ (۸) ابراہیم ۰ (۹) ادریس۰ (۱۰) عبد العزیز۰
(۱۱) طلحہ ۰ (۱۲) اسحاق ۰ (۱۳) محمد ۰ (۱۴) عبد الواحد ۰
(۱۵) عثمان ۰ (۱۶) عبد الحق ۰ (۱۷) عبد الرحمن ۰ (۱۸) اسماعیل ۰

ان بیٹون کے علاوہ حند بیٹیان بھی تھین ۰

ان کے قُضاۃ

(۱) ابو محمد مالقی، حن کا پہلے ذکر ھوحکا ہی ۰ ان کے معزول ھونے کے بعد —

(۲) عیسيٰ بن عمران تازي وزیر ھوئے، جو اعمال شہر فاس کے تزا نامي رباط کے باشندے اؤر اہل بربر کے قبیلۂ تَسول سے تھے، جو خود کو زناتہ سے منسوب کرتے تھے *

یہ عیسيٰ اہل معرب کے فضلاء و نبہاء میں سے تھے ۰ نہایت بلند آواز خطیب، فصیح و بلیع مقرر، اؤر ایک با کمال شاعر تھے، اؤر اکثر علوم میں دسترس رکھتے تھے ۰ ابو یعقوب کے زمانے میں وہ مرتبۂ بلند اؤر پایگاہ عالی پر پہنچ گئے تھے، وفود کي طرف سے کلام کیا کرتے تھے، اہم واقعات کے موقعون پر لوگون کو مخاطب کرتے تھے، اؤر عجیب و غریب پیرایون میں تقریر کرتے تھے ۰ مروت ان میں حد کمال کو پہنچ گئی تھی، اؤر حو لوگ اؤرون سے توٹ کر اؤر جدا ھوکر ان سے آ ملتے تھے، وہ انکي مدد اؤر نیابت کا پورا حق ادا کرتے تھے ۰ ان کے بیٹے ابو عمران نے، حو آج کل ہمارے ھان قاضي الجماعت ہین، مجھ سے بیان کیا کہ "مین نے اپنے والد کو ایسے لوگون کا ذکر کرتے سنا ہی — اؤر بعض لوگ ایسے بھي موحود ہین جو ان کے زیر سایہ پرورش پا چکے ہین، مگر اب ان کو اس پر ملامت کرتے ہین — کہ جنھون نے پہلے

کوئي کارنمایان نه کیا تها اؤر محض بے قدر آدمي تهے ؛ مگر انهون نے ان کو پستي کے گڑهے سے نکال کر صاحب جاه ' اؤر گمنامي سے نکال کر صاحب شهرت و نباهت بنا دیا تها ۰ یه تو کچهه تعجب کي بات نهین هي که ان کے پاس نبیه القدر آدمي آئے هون اؤر صاحب مراتب هوگئے هون ؛ بلکه تعجب ایسے لوگون سے هی ' جن کو انهون نے مرده سے زنده ' گمنام سے مشهور ' اؤر پست و ناکاره سے رفیع القدر کردیا " ۰ ایکے افراط تعصب و حمایت کا یه حال تها که وه ایک دن کهه رهے تهے که " حمایت اس کو نهین کهتے که تم اپنے دوست کی حمایت کرو ؛ کیونکه اس کا حق هي ' اؤر حق اس امر سے بالا تر اؤر غالب تر هي که اس کي حمایت کی جائے ۰ نهین بلکه حمایت یه هی که تم اس دوست کی حمایت کرو ' حالانکه تم کو معلوم هي که وه حق پر نهین هي " ۰ اؤر اؤر اسي قسم کی باتین هین جو ان سے منقول هین *

ایکے لڑکون مین سے کوئی شخص ایسا نهین گزرا ' جو کهین نه کهین کا قاضي نه هوا هو ۰ ان مین سے ایک علي تهے ' جو ایک مرد صالح تهے اؤر اپنے والد کے حین حیات هی شهر بجایه کے قاضي هوگئے تهے ۰ پهر وهان سے معزول هوکر تلمسان کي قضا پر مامور هوئے تهے ۰ وه همارے ایسے آدمیون مین مشهور هین ' جو اپنے مذهب مین گوشه نشین تهے ' اؤر حق کے بارے مین کبهي سستي اؤر مداهنت سے کام نهین لیتے تهے ۰ دوسرے بیتے طلحه تهے ' جو تلمسان کے قاضي تهے ' تیسرے یوسف جنکو مین شهر فاس مین قاضی کے عهدے پر چهوڑکر آیا تها ' مگر مین سنه ٦٢٠ مین مکه مین تها که ان کي وفات کي خبر ملي ۰ چوتهے کا نام ابو عمران هي ' اؤر وه آج کل همارے هان قاضي " الجماعت " هین ۰ ان شاء الله ان کا ذکر اصلي موقعه پر آئیگا *

(٣) ابو موسي مذکور کے بعد حجاج بن ابراهیم تجیبي قاضي هوئے ۰ وه شهر مراکش کے اعمال مین سے شهر اغمات کے رهنے والے تهے ۰ ایسے

مرد صالح و پارسا تھے کہ انکا شمار زھاد مین ھوتا ہی • علم فقہ و اصول فقہ کے عالم متبحر اؤر علم حدیث کے فاضل اجل تھے • پاک نفس و پاک دل بزرگ تھے • حق پر سختي سے جمے رھتے تھے ' بلکہ اسی وجہ سے اکثر اعیان سلطنت نے ان سے تنگ آکر امیر المومنین ابو یعقوب سے انکي شکایتین کرنی شروع کردي تھین • مگر لطف یہ ہي کہ ان شکایات سے بادشاہ کے دل مین ان کي محبت اؤر بھي زیادہ جاگزین ھوتي جاتي تھي • انھون نے ابو یعقوب کي زندگي ہی مین وفات پائی • انکي رقت قلب اؤر سرعت اشک کا یہ عالم تھا کہ ایک دن وہ ایسي حالت مین امیر المومنین کے پاس گئے کہ ان کی داڑھي اؤر رداء آنسوؤن مین تر تھي • امیر المومنین کے سامنے پہنچ کر اؤر بھي زیادہ اشکباري کرنے لگے • امیر المومنین نے سوال کیا کہ " آپ کیون روتے ہین ؟ "

حجاج — امیر المومنین ! مین آپ سے خدا کے لئے سوال کرتا ھون • کیا آپ مجھے خدمت سے معاف نہین کرینگے ؟

امیر المومنین :— پہلے آپ یہ بتائیے کہ آپ کي اس گریہ و زاري کا سبب کیا ہی ؟

حجاج :— مین مجلس حکم مین بیٹھا ھوا تھا کہ ایک بوڑھا شراب خوار میرے پاس لایا گیا ' جس کو مین کئي مرتبہ سزا دے چکا ھون • مین نے اس سے پوچھا کہ " اي بڈھے ! قیامت کے دن تیرا حشر کس حالت مین ھوگا ؟ " اس کے جواب مین اس نے دونون ھاتھ کھول کر کہا کہ " اس طرح " • قسم بہ خدا کہ جس وقت سے مین نے اسکے اس قول کا مطلب سمجھا ہي ' آنسو میرے قابو مین نہین ہین کہ روک لون • اصل مین اس نے میرے سامنے رسول خدا صلي اللہ علیہ و سلم یہ قول مبارک کنایۃً بیان کیا ہی کہ " قیامت کے دن قاضي کا حشر اس طرح ھوگا کہ اس کے دونون ھاتھ اس کي گردن سے بندھے ھوئے ھونگے • پھر یا تو اس کا عدل اسے آزاد کرائیگا یا اس کا جور اسے

جوار کرونگا"۔ یہي اس حدیث کا مطلب ہي۔ مین آپ سے خدا کے لئے سوال کرتا ہون کہ اب آپ مجھے خدمت سے معاف رکھین۔

امیر المومنین نے ایسا کرنے کا وعدہ کیا' تو انہون نے کہا کہ "ممکن ہي کہ میري جگہ کوئي ــ"

امیر المومنین (بات کاٹ کر) — مگر جب تک آپ کي جگہ کے لئے کوئي شخص نہ مل جائیگا مین ایسا نہ کرونگا۔ اس واقعہ کے بعد وہ چند دن ہی زندہ رہ کر انتقال کر گئے۔ رحمہ اللہ *

(۴) ان کے بعد ابو جعفر احمد بن مضاءَ قاضی ہوئے۔ وہ اہل قرطبہ مین سے تھے' اوٗر امیر المومنین ابو یعقوب کی وفات کے بعد بھي ابو یوسف المنصور کي خلافت کے شروع کے حصے مین قاضی رہے *

فصل

جب ابو یعقوب کا امر حکومت مستقل طور پر قائم ہو گیا' تو وہ سنہ ۵٦۷ تک مراکش ہی مین اقامت پذیر رہے۔ پھر ظاہرا صرف رومیون سے جنگ آرمائی کرنے' مگر باطناً تمام جزیرہ نمائے اندلس پر قبضہ کرنے اوٗر اعمال مرسیہ سے لے کر اس مقام تک کہ جہان آج مشرق اندلس مین مسلمانون کي حکومت ہي (جس کا مختصر ذکر پہلے ہو چکا ہي) اوٗر جو محمد بن سعد المعروف بہ ابن مردنیش کے قبضے مین تھا اسے فتح کرنے کی نیت سے' روانگي کا خیال کیا۔ اس غرض سے انہون نے الموحدون کے قبائل وغیرہ مین سے ایک زبردست لشکر تیار کیا' اوٗر کوچ کرکے شہر سبتہ پہنچ کر قیام کیا' جہان انکے لئے ایک عمارت تیار کي گئي' جو آج تک باقي ہي۔ جب ان کا لشکر پورا ہو گیا' اوٗر وہ افواج بھي ان سے آملین جو پیچھے آ رہي تھین' تو

سمندر کو عبور کیا اور اشبیلیه مین خیمه زن هوکر محمد بن سعد کے مقابلے کے لئے فوج روانه کي۔ ابو یعقوب کے بھائي، عثمان ابن عبد المومن، شہر اغرناطه کے والي تھے، ان کو لکھا که فوجین ہمراہ لے کر محمد بن سعد کے پایۂ تخت مرسیه پر حمله کرو۔ چنانچه عثمان فوج لے کر چلے، اور مرسیه کے قریب الجلّاب نام ایک موضع مین قیام پذیر هوئے۔ اُدھر سے محمد بن سعد بھي ایک لشکر عظیم لے کر نکلا، جس مین اکثر فرنگي بھي شامل تھے، کیونکه وه اپني جنگون مین ان سے مدد لیا کرتا تھا، اور انکو اپني فوجون مین بھرتي کرکے جنگ مین کام لیتا تھا۔ وجه یه تھي که اسے خوبي معلوم تھا که اس کی فوج کے اکثر قائدین اور رعیت کے اکثر افراد اس سے خلاف و عناد رکھتے تھے۔ اور اسي بناء پر اس نے اپنے اکثر قائدین پر مختلف تہمتین قائم کرکے انھین طرح طرح سے قتل کر ڈالا تھا، جس کي ایک مثال یه ہي که مجھے معلوم ہوا ہی که اس نے اپنے سپه سالار کو دیوار مین چن دیا اور وه بیچاره اسي حالت مین بھوک پیاس سے مرگیا۔ اسي طرح اسے قتل کرنے کے اور بھي کئي ڈھنگ یاد تھے اور ان سے کام لیتا تھا۔ مختصر یه که ان تمام قائدین کو قتل و غارت کرکے نصاري کو مقرر کیا، اور حسب سابق مختلف افواج ان کے ماتحت کردین۔ ان مین سے اکثر مرسیه ہي کے باشندے تھے۔ الغرض وه اپني افواج اور نصاري کو ہمراہ لے کر نکلا، اور مرسیه سے چار میل کے فاصلے پر الجلاب کے مقام پر دونون فوجون مین مقابله هوا۔ محمد بن سعد کي فوج نے سخت ہزیمت کھائي۔ اعیان روم مین سے چند آدمي قتل هوئے، اور محمد بن سعد محصور هو جانے کے ارادے سے مرسیه مین داخل هوا۔ الموحدون نے نہایت سختي سے محاصره کیا، اور جب تک که محمد بن سعد نے دم نه توڑ دیا انھون نے محاصره کو برابر جاري رکھا۔ مگر اس کی موت کو پوشیده رکھا گیا۔ آخر کار اس کا بھائي، یوسف بن سعد الملقب به الرئیس، بلنسیه سے

آ پہنچا ' جہاں وہ اپنے بھائی محمد کی طرف سے حاکم تھا ۔ انجام کار اس نے اوٗر محمد بن سعد کے بیٹوں وغیرہ نے ہر طرح کے غور و خوض کے بعد یہ رائے قائم کی کہ سب مل کر امیر المومنین ابو یعقوب کے سامنے ہتھیار ڈال دیں اوٗر ملک کو بھي ان کے ہی سپرد کردیں ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا ۔ کہتے ہیں کہ جب ابو عبد اللہ محمد بن سعد کی موت کا وقت قریب آیا ' تو اس نے اپنے سب بیٹوں (جن کی تعداد ' جہاں تک مجھے علم ہي ' آٹھ تھی) یعنی ہلال المکني بہ ابو القمر (جو سب سے بڑا تھا اوٗر اسي سے اس نے وصیت بھي کی تھي) ' غانم ' زبدر ' عزیز ' نصیر ' بدر ' ارقم ' عسکر (اوٗر ان کے علاوہ اوٗر چھوٹے لڑکے بھی تھے ' جن کے ناموں سے میں واقف نہیں ہوں) اوٗر اپنی بیٹیوں کو (جن میں سے ایک نے امیر المومنین ابو یعقوب سے اوٗر دوسري نے امیر المومنین ابو یوسف یعقوب ابن یوسف سے نکاح کر لیا تھا) اپنے پاس بلاکر یوں وصیت کی کہ "اي میرے بچو! میں دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں کا امر پھیل چکا ہی ' انکے پیروان کی تعداد بہت بڑھ چکي ہي ' اوٗر مختلف ملک ان کي اطاعت میں داخل ہو چکے ہیں ۔ میرا خیال ہي کہ اب تم لوگ ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے ۔ لہذا اب تم اپنے اختیار سے امر ان کے سپرد کردو ' تا کہ قبل اس کے کہ ان لوگوں کے ہاتھوں جو مصیبتیں اوٗروں پر پڑي ہیں تم پر بھي پڑیں تم ان کے ہاں منظور نظر بن سکو ۔ یہ تو تم سن ہی چکے ہو کہ جن بلاد میں یہ لوگ داخل ہوتے ہیں ان سے کس قدر سختی کے ساتھ اپني تمام باتیں منوا لیتے ہیں" ۔ واللہ اعلم ان دونوں باتوں میں کون سي درست ہی *

امیر المومنین نے اشبیلیہ سے روانہ ہوکر ادفنش (لعنہ اللہ) کے ملک کا قصد کیا ' اوٗر وہاں کے ایک بڑے شہر وَبْذ میں پہنچ کر دم لیا ۔ کیونکہ انہیں خبر ملي تھی کہ ادفنش کے اعیان دولت اوٗر سرداران لشکر وہیں موجود ہیں ۔ انہوں نے کئي ماہ تک نہایت سختي

سے ان کا محاصرہ کئے رکھا ۔ آخر یہہ نوبت پہنچي کہ انہوں نے شہر سپرد کردینے کا ارادہ کرلیا ۔ مجہہ سے بہت سے اہل امر شیوخ نے یہ بات بیان کی ہي، کہ جب محصورین کو پیاس نے ستانا شروع کیا ' تو انہوں نے امیرالمومنیں کے پاس اس شرط پر طلب امان کے لئے درخواست کی کہ وہ سب لوگ شہر چھوڑکر چلے جانے کو تیار ہیں ' مگر امیرالمومنین نے انکار کیا ' اور چونکہ وہ ان لوگوں کی پیاس کی شدت اور اموات کي کثرت کا حال سن رہے تھے اس لئے انکو حصار کا شوق اور بہی زیادہ دامنگیر رہا ۔ جب وہ لوگ امیرالمومنین کے جواب سے مایوس ہوگئے ' تو ایک رات شہر کے اندر سے سخت شور و غل سنائی دیا ' جس کي وجہ یہ تھي کہ انہوں نے اپنی انجیلیں نکال لی تہیں ' اور ان کے قسیس اور رہبان پانی کے لئے دعائیں مانگ رہے تہے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پانی اس طرح برسنا شروع ہوا کہ گویا مشکیزوں کے دہانے کہول دئے گئے ہیں ۔ انہوں نے اپنے تمام حوض و مغاک اس سے بھر لئے ' خوب بدن بھرکے پانی پیا ' اور سیراب ہوکر پھر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کو منضبط ہوگئے ۔ آخر جب ادفنش (لعنہ اللہ) نے سات سال کے لئے عارضي صلح کرلي ' تو امیرالمومنین اسے چھوڑکر اشبیلیہ کو واپس گئے ۔ وہ سنہ ۷ اور ۸ مین اندلس ہی مین رہے اور سنہ ٥٦۹ کے اواخر مین مراکش کو واپس گئے ۔ اسوقت تک وہ تمام جزیرہ نمائے اندلس کے مالک ہو چکے تہے ' پورا ملک انکا مطیع و منقاد ہو چکا تھا ' اور اس کا کوئي حصہ ان کي اطاعت سے باہر نہ تھا *

سنہ ۷۱ مین وہ اس غرض سے سوس گئے کہ وہاں مقام دَرَن کے قبائل مین کچھہ اختلاف ہوگیا تھا اسے رفع کیا جائے ۔ چنانچہ انہوں نے جاکر فتنے کو برباد کیا ' اتفاق و اتحاد قائم کیا ' اور بغض و حسد کي آگ بجھائی *

سنہ ۱۳ کے صدر میں غمارہ نامی قبیلے کے بعض افراد نے جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے اور اطاعت و فرمان برداری کو خیرباد کہنے کا ارادہ کیا ۔ جو کچھ وہ لوگ کرنا چاہتے تھے اور کرتے تھے ان سب کاموں میں سبع بن حبان نامی ایک شخص ان کو صلاح و مشورہ اور مدد دیا کرتا تھا ' اور ان شرارتوں میں اس کا بھائی مرزدغ بھی شامل تھا ۔ انہوں نے لوگوں کو فتنہ برپا کرنے کی دعوت دی ۔ چنانچہ ایک خلق کثیر اور قبیلۂ مذکورہ ان کے گرد جمع ہو گیا ' اور یہ سب ملکر اس قدر زبردست جماعت بن گئی تھی کہ اس کا حصر و عدد مشکل ہے ۔ ان کے مقامات عمل کا طول و عرض قریب بارہ مراحل کے تھا ۔ امیرالمومنین بہ نفس نفیس ان کی سرکوبی کے لئے گئے ۔ ان سب نے مل کر اپنے دونوں سرکردگان کو ان کے حوالے کردیا ۔ سب حوالی موالی ان کو چھوڑ چھاڑ کے بھاگ گئے ' اور وہ دونوں پکڑے گئے *

سنہ ۱۵ کے آغاز میں ابو یعقوب مراکش سے نکل کر بلاد افریقیہ کے قصد سے روانہ ہوئے ' اور سب سے پہلے شہر قفصہ کو گئے ' جہاں ایک شخص علی ' المعروف بہ ابن الرند ' رہا کرتا تھا ' اور اپنے آپ کو " الناصر لدین النبی " کے لقب سے ملقب کرتا تھا ۔ ابو یعقوب اور انکے الموحدون نے اس کا محاصرہ کرلیا ' اور خلاف و فساد کی بیخ کنی کرکے مراکش کو واپس چلے گئے *

اسی سفر کے دوران میں بادشاہ صقلیہ نے ان سے صلح کرلی ' اور خوف شدید کی وجہ سے کچھ خراج بھی بھیجا ۔ امیرالمومنین نے قبول کرلیا ' اور اس شرط پر صلح کی کہ ہر سال ان کو مال و زر کی وہ مقدار دی جایا کرے ' جس پر فریقین آپس میں متفق ہوں ۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسی ذریعے سے ان کے پاس ایسے ایسے ذخائر جمع ہوگئے تھے کہ کسی اور بادشاہ کے پاس نہ ہونگے ۔ چنانچہ مشہور ہے کہ ان ذخائر میں ایک یاقوت تھا ' جسے " الحافر " کہتے تھے ۔

انہون نے اس سے ایک مصحف شریف کو مزین کیا تھا، جس مین اور بھی طرح طرح کے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ یہ یاقوت انمول اور گھوڑے کے سم کی برابر تھا۔ وہ آج تک مع اور قیمتی پتھرون کے اسی مصحف مین جڑا ہوا موجود ہی۔ یہ مصحف شریف حضرت عثمان رضي الله عنه کا تھا، اور بنو امیہ کے خزائن مین سے انکے ھاتھہ آیا تھا۔ وہ لوگ جہان کہین جاتے تھے اس کو اپنے ہمراہ رکھتے تھے۔ جلوس کی ترتیب یہ ہوتی تھی کہ ایک سرخ اونٹنی پر یہ مصحف رکھا جاتا تھا، اور وہ اونٹنی نہایت قیمتی دیباج کے فاخرہ کپڑے اور نفیس نفیس زیورات سے آراستہ و پیراستہ ہوتی تھی۔ اسی طرح ان کپڑون کے نیچے سبز دیباج کا نمگیرہ ہوتا تھا۔ پھر انکے چپ و راست دو دو بانس ہوتے تھے، جن پر سبز جھنڈے لگے ہوتے تھے، اور سنان کے مقام پر سیب کی شکل کی زرین منتھین ہوتی تھین۔ اونٹنی کے پیچھے بھی اسی طرح ایک مزین خچر ہوتا تھا، اور اس پر بھی ایک مصحف رکھا جاتا تھا۔ کہتے ہین کہ وہ ابن تومرت کے ھاتھہ کا لکھا ہوا تھا۔ وہ مصحف عثمانی سے ضخامت مین چھوٹا تھا۔ اس مین چاندی جڑی ہوئی تھی اور سونے سے مطلا تھا۔ یہ تمام ساز و سامان خلیفہ کے آگے آگے چلتا تھا۔ الغرض جب تمام مغرب مین کوئی شخص ان کا مخالف یا معاند باقی نہ رہا، اور کل جزیرہ نمائے اندلس ان کا مطیع ہو گیا، تو مراکس کو واپس چلے گئے۔ ان کے عہد مین مال و زر مین کثرت اور خراج مین وسعت ہوگئی تھی *

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہی، وہ ایک سخی اور فیاض آدمی تھے۔ مجھے معلوم ہوا ہی کہ انہون نے مذکور الصدر ہلال بن محمد بن سعد، صاحب شرق اندلس، کو صرف ایک ہی دن مین بارہ ہزار دینار دئے تھے۔ اس ہلال بن محمد کی امیر المومنین سے تقریب، ان کے اس پر احسانات اور محبت کے عجیب و غریب قصے ہین۔ چنانچہ

ہلال کا ایک بیٹا مجھ سے کہتا تھا کہ "میرے والد یہ واقعہ بیان کرتے تھے کہ "میں نے ایک مرتبہ رات کو یہ خواب دیکھا کہ امیرالمومنین ابو یعقوب نے مجھے ایک کنجی دی ہے۔ صبح ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کا قاصد مجھے بلانے آیا ہے۔ میں سوار ہوکر قصر کو گیا، اور امیرالمومنین کی خدمت میں پہنچ کر ان کو سلام کیا۔ انہوں نے مجھ کو اپنے قریب بلایا، اور میں اسقدر قریب ہوکر بیٹھا کہ میرے کپڑے ان کے لباس سے مس کرتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنی کلاہ دراز میں سے ایک ویسی ہی کنجی نکال کر مجھے دی جیسی میں نے رات کو خواب میں دیکھی تھی۔ اور کہا کہ "لو یہ اپنے پاس رکھو"۔ مجھے اس کنجی کی کیفیت دریافت کرتے ہوئے کچھ خوف سا ہوا۔ مگر انہوں نے خود ہی بولنا شروع کیا، اور کہا کہ "ابوالعمر! عامل مرسیہ نے ہمارے پاس جو کچھ مال و اسباب وغیرہ بھیجا تھا، اس میں ایک صندوق بھی تھا، جو اس نے تمھارے کسی خزانے میں پایا تھا۔ مگر اسے یہ خبر نہ تھی کہ اس میں کیا ہے۔ یہ کنجی اسی صندوق کی ہے، اور ہم بھی نہیں جانتے کہ اس میں کیا کیا ہے"۔

میں — کیا امیرالمومنین نے اسے اپنے سامنے کھولنے کا حکم نہیں دیا؟

امیرالمومنین — اگر ہمیں اپنے سامنے ہی کھلوانا ہوتا، تو ہم یہ کنجی تمھیں کیوں دیتے؟

یہ کہہ کر صندوق منگایا اور میرے پاس رکھ دیا۔ میں نے جو اسے کھولا تو دیکھتا ہوں کہ اس میں میرے والد کے زیورات اور ذخائر بھرے ہوئے ہیں، جن کی قیمت چالیس ہزار دینار سے بھی زائد تھی"۔

اسی طرح کا ایک اور قصہ ہے۔ جب امیرالمومنین نے رومیوں پر حملہ کرنے کا قصد کیا، تو علماء کو حکم دیا کہ جہاد کے متعلق تمام احادیث جمع کریں، تاکہ الموحدون کو پڑھادی جائیں۔ چنانچہ

الموحدون کي يه عادت اب تک جاري هي ۔ انکے حکم کے مطابق تمام علماء احاديث جمع کرکے اميرالمومنين کے پاس لائے ' اور وه هر روز خود تمام الموحدون کو لکهوايا کرتے تهے ۔ هر موحد اور سردار ايک تختي اپنے همراه لاتا تها ' جس پر وه احاديث لکه ليتا تها ۔ ايک دن هلال مذکور بهي آيا ' مگر اسکے پاس کوئی تختي نه تهي ۔ جب اميرالمومنين لکهوانے لگے ' تو اور سب نے اپني اپني تختياں نکاليں ' مگر هلال کے پاس تو تهي هي نهيں وه نکالتا کيا ۔ وزير نے اس سے کہا که " ابو القمر ! تمهاري تختي کہاں هي ؟ " اسنے شرمنده هوکر بهانے بنانے شروع کئے ۔ اميرالمومنين نے اپني عبا کے نيچے سے ايک تختي نکال کر هلال کو دي اور کہا که " هلال کي تختي يه هي " ۔ جب وه دوسرے دن آيا ' تو اس کے پاس کوئي اور تختي تهی ۔ اميرالمومنين نے نئي تختي ديکه کر اس سے سوال کيا که " ابو القمر ! تمهاري وه کل والي تختي کہاں گئي ؟ " اس نے جواب ديا که " ميں نے اسے احتياط سے ايک جگه رکه ديا هي اور وصيت کردي هی که جب ميں مروں تو وه تختي ميري جلد بدن اور کفن کے درميان رکه کر ميرے همراه دفن کردي جائے " ۔ اور يه کهه کر اس نے اس طرح آنسوؤں کي جهري لگائي که مجلس کے بعض لوگ بهی رونے لگے ۔ اميرالمومنين نے يه کيفيت ديکه کر کہا که " محب صادق ايسے هوتے هيں " اور حکم ديا که اسے اور اس کے بيٹوں کو گهوڑے ' مال و زر اور خلعتيں دي جائيں *

بخشش مال و دولت ان کے لئے ايک آسان سي بات تهی ' کيونکه زياده خرچ کرنا ان کي طبيعت هي ميں تها ۔ ان کے هاں مختلف طريقوں سے آمدنی هوتی تهي ۔ ان ميں سے مختلف مقامات کے خراج بهي تهے ' جو ان کو وصول هوتے تهے ۔ صرف افريقيه هي سے اتنا خراج وصول هوتا تها که جو هر سال ڈيڑه سو خچروں پر لادا جاتا تها ۔ علاوه اس کے مفصلۂ ذيل مقامات سے بهي خراج آتا تها —

(۱) بجایه اؤر اس کے اعمال • (۲) تلمسان اؤر اس کے اعمال • (۳) المغرب • اس نام سے ان کے هان وہ ملک موسوم تھا جو رباط تازا نامی شہر سے شہر مکناسه الزیتون تک پھیلا ہوا تھا • اسکا طول و عرض تقریباً سات مراحل کے برابر تھا • جہان تک مجھے علم ہے' یہ ملک روئے زمین کے باقي تمام ممالک سے زیادہ سرسبز و شاداب' اؤر بہ لحاظ انہار و اشجار اؤر پھول و ریاحین کے بہترین ہے • (٤) شہر سلا اؤر اس کے اعمال • (٥) شہر سبتہ اؤر اس کے اعمال • یہ اعمال بہ درجۂ غایت وسیع و ضخیم ہیں؛ کیونکہ تمام بلاد غمارہ اسي مین شامل ہین' اؤر جیسا کہ ہم کہہ چکے ہین' وہ طول و عرض مین تقریباً بارہ مراحل ہي • (٦) تمام جزیرہ نمائے اندلس' جس کا آغاز بلاد مسلمین کي انتہاء ہي' جو رومیون کي سرزمین سے جا ملتا ہي • دوسري طرف اسکی آخری سرحد بھي رومیون کے ملک سے ملحق ہي جہان اعمال شلب واقع ہین • اس کا طول و عرض تقریباً چوبیس مراحل ہي • اس تمام سرزمین مین کوئي شخص ان سے تنازع نہین کرتا' اؤر نہ کسي مین یہ طاقت ہي کہ وہان سے ایک درم بھي مراکش اؤر اس کے اعمال تک پہنچنے سے روک سکے • اعمال مراکش مین بھی نہایت فراخ حالي میسر ہی' کیونکہ اس کے قریب بڑے بڑے قبائل اؤر شہر آباد ہین • المغرب کے کسی بادشاہ کے پاس اس قدر مال و زر نہین پہنچتا تھا جسقدر ابو یعقوب کے هان آتا تھا • میرے ایک دوست' جو بدوت الاموال کے متولي تھے' سنہ ٦١١ کے آغاز مین مجھ سے بیان کرتے تھے کہ "مین نے ایسے بے شمار سربمہر خریطے دیکھے ہین جو امیر المومنین ابو یعقوب کے پاس جا رہے تھے •"

ابو یعقوب کے زمانے مین سنہ ٥٧٤ کے اواخر مین پہلي مرتبہ * غُزّ آئے' اؤر ابو یوسف کے آخري زمانے تک ان کي جماعت کي تعداد برابر ترقي پذیر رہي •

---

* غُزّ ترکون کے ایک قبیلے کا نام هی • (مترجم)

ابو یعقوب کا تمام زمانہ گویا عید اور شادي کا زمانہ تھا۔ تر و تازگي' امن و آسائش' کثرت رزق اور وسعت معیشت عام باتیں تھیں۔ اہل المغرب نے ایسے دن کبھي نہیں دیکھے۔ ابو یوسف کي امارت کے شروع زمانے میں بھي خوش عیشي' خوش باشي اور مرفہ الحالي کي یہی حالت تھی *

سنہ ۵۸۰ میں ابو یعقوب نے پھر جنگ کی تیاري کی۔ تمام میدانوں اور پہاڑوں کے المصامدہ اور عرب وغیرہ کو دعوت جنگ دي' اور ایک فوج تیار کرکے جزیرہ نمائے اندلس کے قصد سے روانہ ہوئے۔ سمندر کو عبور کرکے حسب عادت شہر اشبیلیہ پہنچے' جو ان کي اور ان کے امراء و اولاد کی فرودگاہ تھی۔ جب اچھي طرح سستا چکے اور تمام سامان سے لیس ہوگئے' تو شہر شنترین (اعادها الله للمسلمین) کی طرف روانہ ہوئے۔ شہر شنترین اندلس کے مغرب میں واقع ہی' اور نہایت مضبوط و مصئون شہر ہی۔ اس کا ذکر اس سے قبل دولت لمتونیہ کے باب میں آچکا ہي۔ آج کل اس پر اور اسکے ساتھ اور کئی شہروں پر ایک عیسائي بادشاہ ابن الریق نام حکمران ہي (لعنہ الله)۔ غرضیکہ امیرالمومنین اپنی افواج کو ہمراہ لئے ہوئے وہاں جاکر قیام پذیر ہوئے' اور اسکے درختوں کي قطع و برید اور زروع کي تخریب کرکے نہایت شد و مد سے تاخت و تاراج شروع کي۔ جب ابن الریق (لعنہ الله) کو معلوم ہوا کہ ابو یعقوب اس پر حملہ آور ہونے والے ہیں' اور یقین ہوگیا کہ وہ عنقریب پہنچا ہي چاہتے ہیں' مگر اتني تاب و طاقت بھی نہ تھي کہ ان کا مدافعہ کرتا یا ان کے مقابلے کے لئے نکلتا' اس لئے اس سے یہي بن پڑا کہ اپنے اعیان دولت' سرداران لشکر اور تمام حوالی موالي کو جمع کرکے شنترین میں داخل ہوا۔ پھر شہر میں ہر طرح کا سامان خور و نوش مہیا کیا' اسلحہ تیار کئے' اور جو جو کچھ درکار تھا بھر لیا۔ بعد ازاں ڈھالیں' کمانیں اور دیگر آلات حرب بہم پہنچاکر

شہر کي فصیلون پر سامان حرب چڑھایا اوْر اس امر کا یقین کرلیا کہ شہر پوري طرح مدافعت کے لئے تیار ہي۔ چنانچہ جب ابو یعقوب وھان پہنچے تو انہون نے سہر کو اسی حالت مین پایا۔ اس شہر کي بغل مین اندلس کا مشہور دریا تاجُو بہتا ہی۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین' ابو یعقوب نے سخنیان ڈھانے اوْر سہر کو خوراک سے محروم کرنے مین کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ جہان تک ہو سکا ہر قسم کا سامان اوْر ذرائع مدد بالکل منقطع کردئے۔ مگر اہل شہر بیش از بیش مضبوط' طاقتور اوْر دلیر ہوتے چلے گئے۔ اُدھر مسلمانون کو ایک تو یہ خوف تھا کہ سدت کی سردي شروع ہونے والي ہي (کیونکہ یہ تمام واقعہ فصل خریف کے آخر مین پیش آ رہا تھا)' اوْر یہ بھي ڈر تھا کہ کہین دریا اوْر زیادہ نہ بڑھ جائے اوْر اسے عبور کرنا اوْر مدد حاصل کرنا مشکل ہو جائے۔ سب نے امیر المومنین کو اشبیلیہ واپس جانے کا مشورہ دیا اوْر کہا کہ جب زمانہ پھر موافق ہوگا تو دوبارہ آجائینگے۔ انہون نے کچھ اس طرح کی باتین کین کہ امیر المومنین کو تقریباً یقین دلا دیا کہ شنتربن گویا ان ہی کے ہاتھ مین ہي اوْر کوئي اسے واپس نہین لے سکتا۔ انہون نے اس رائے کو قبول کرلیا' اوْر ان سے موافقت کرتے ہوئے کہا کہ "اچھا ہم انشاء اللہ کل یہان سے واپس روانہ ہو جائینگے"۔ انکا یہ قول ابھي زیادہ مشہور نہ ہونے پایا تھا' کیونکہ انہون نے صرف خاص خاص لوگون کي جماعت سے ایسا کہا تھا۔ مگر سب سے پہلے ابو الحسن علي بن عبد اللہ بن عبد الرحمان' المعروف بہ مالقي' نے خیمون کو اکھاڑنا اوْر کوچ کا سامان کرنا شروع کیا۔ اس شخص کے باپ کا ذکر عبد المومن کے قضاۃ مین ہوچکا ہی۔ یہ الموحدون کے ہان معتبر شخص خیال کیا جاتا تھا' اوْر خطیب ہونے کي حیثیت سے "خطیب الخلافت" کہلاتا تھا۔ اسے علوم فقہ' حدیث' شعر اوْر کتابت مین مہارت تامّہ حاصل تھي۔ غرض جب اوْر لوگون نے دیکھا کہ ابو الحسن اپنا خیمہ اکھاڑ رہا ہي تو'

سال انہوں نے اندلس میں انتقال کیا ۔ وہ سنہ ٦٠١ کے دوران میں اس عہدے پر مقرر ہوئے تھے ۔ ان کے انتقال کے بعد

(۴) ابو عمران موسي بن عیسی بن عمران قاضي ہوئے ۔ ان کے والد امیر المومنین ابو یعقوب کے قضاۃ میں سے تھے ۔ ابو عمران کي ولایت آج ' یعني سنہ ٦٢١ ' تک جاري ہی ؛ اور اب تک میں نے ان کے عزل یا وفات کي خبر نہیں سنی ہی ۔ وہ میرے دوست ہیں ۔ سوا ان کے میں نے کوئي ایسا دوست نہیں دیکھا ' جو حکومت حاصل ہونے پر بھی حسب سابق اپني دوستی میں ثابت قدم رہے اور کسی طرح کا تغیر نہ ہونے دے ۔ چنانچہ وہ جس طرح قاضي ہونے سے پہلے مجھ سے پیش آتے تھے ' وھي سلوک اور وھي مراسم دوستانہ اب بھی جاري ہیں ۔ ان کي نیکي میں کسی طرح کا فرق نہیں آیا ۔ جب کبھي وہ سواري میں جاتے ہوئے مجھ کو دیکھتے ہیں ' ضرور سلام میں پیش قدمي کرتے ہیں اور ہمیشہ مجھ پر لطف و کرم کي نگاہ رکھتے ہیں ۔ خدا ان کو میري طرف سے بہترین جزا عنایت فرمائے ' اور میرے دیگر برادران قوم کو ان کے عواطف میں شریک فرمائے *

امیر المومنین ابو عبد اللہ کے لئے بیعت حاصل کرنے اور اس کے قیام میں یہ اشخاص شامل تھے :--

(۱) اہل قرابت میں سے ابو زید عبد الرحمان بن عمر بن عبد المومن ۔ ان ہي نے ابو عبد اللہ کے والد مرحوم کی بیعت کا بھی انتظام و انصرام کیا تھا *

(۲) الموحدون میں سے ابو زید عبد الرحمان بن موسي ' جو ان کے والد کے وزیر تھے ؛ اور

(۳) ابو محمد عبد الواحد بن شیخ ابو حفص ' جنکو محمد نے اسکے بعد افریقیہ کا والي بنایا تھا *

جب اس طرح امیر المومنین ابو عبد اللہ کي بیعت عامہ انجام کو پہنچ گئي ' تو انہون نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ افریقیہ پر فوج کشي کي ' کیونکہ یحیی بن اسحاق بن غانیہ نے (جس کا ذکر پہلے ہوچکا ہی) یہ دیکھکر کہ الموحدون رومیون سے جنگ کرنے مین مصروف ہین بلاد افریقیہ کے اکثر حصے پر اپنا قبضہ جما لیا تھا ۔ انہون نے الموحدون کی سب سے پہلی فوج پر سید ابوالحسن علي بن عمر بن عبدالمومن کو امیر مقرر کیا ۔ مین نے اس سے پہلے ان کا کوئي لشکر اس سے بڑا ' اس سے زیادہ سلاح دار ' اور اس سے بڑھ کر عمدہ اور کارگر سامان حرب سے آراستہ نہین دیکھا ۔ اس لشکر مین الموحدون کے اعیان و شیوخ کی ایک کثیر التعداد جماعت شامل تھی ۔ غرض کہ ابو الحسن مذکور اس فوج کو لیکر روانہ ہوئے ۔ بجایہ اور قسطنطینہ کے درمیان موخر الذکر مقام کے قریب ان کا میرقیون سے مقابلہ ہوا ۔ الموحدون یعنی ابوالحسن کی فوج نے سخت ہزیمت کھائي ' اور ابوالحسن نہایت بد حالي کے عالم مین بجایہ کو واپس ہوئے ۔ اسکے بعد انہون نے پھر اور ویسا ہي زبردست لشکر تیار کیا ' جس پر الموحدون مین سے وزیر ابو زید عبد الرحمان بن موسيٰ کو امیر مقرر کیا ۔ وہ لشکر لیکر چلے ' اور سیدھے قسطنطینة المغرب پہنچے ۔ اتنے مین امیر المومنین ابو عبد اللہ نے سید اجل ابو زید عبدالرحمان بن عبدالمومن کو افریقیہ اور اس کے اعمال کا والي مقرر کیا ' اور خود سنہ ٥٩٧ مین اپنے والد مرحوم امیرالمومنین ابو یوسف ' دیگر آبا و اجداد ' اور ابن تومرت کي قبور کي زیارت کے لئے تینملل چلے گئے ۔ وہان سے مراکش کو واپس آئے ' اور سنہ ٦٠٩ کے آغاز تک قیام پذیر رہکر متعدد بڑي بڑي فوجین تیار کین اور انھین ہمراہ لیکر سیدھے شہر فاس پر جاکر ٹھہرے ۔ مگر مشہور یہ کیا کہ مین افریقیہ جا رہا ہون ۔ اس سے پہلے ان کو یہ اطلاع مل چکی تھي کہ میرقي نے تونس پر غلبہ حاصل کرکے وہان کے والي ' عبد الرحمان ' کو گرفتار کر لیا

هي ۔ غرضيکه وه فس مين تين ماه اۏر چند ايام مقيم رهے ۔ اس اثنا مين انکو يه خيال آيا که ايک جماعت کو اس غرض سے جزيره ميرقه کو روانه کيا جائے که وه بنو غانيه کي بيخ و بن تک اکهاڑ کر پهينک دے اۏر غارت کرکے رکهه دے ۔ اس غرض کے لئے انهون نے جهازون کا ايک بيڑا اۏر سوارون اۏر پيادون کے کئی قافلے تيار کئے ' اۏر اپنے چچا ابو العلاء ادريس بن يوسف بن عبد المومن ' کو امير البحر اۏر ابو سعيد عثمان ابن ابي حفص کو ' جو الموحدون کے شيوخ مين سے تهے ' امير الجيش مقرر کيا ۔ چنانچه وه دونون جزيرۀ مذکور پر حمله آور هوئے ' اسے نهايت شد و مد سے فتح کيا ' اۏر وهان کے امير ' عبد الله بن اسحاق بن غانيه ' کو قتل کرا ديا ۔ جس شخص نے اسے قتل کيا وه عمر مُقدّم نامی ايک کُرد تها ۔ واقعه يه هوا که جب الموحدون کے بهادر عبد الله بن اسحاق کے مقابلے کے لئے پهنچے ۔ تو وه نشے کی حالت مين شهر کے ايک دروازے سے باهر نکلا ۔ اس کے گهوڑے نے ٹهوکر لي ' اۏر وه وهين گر پڑا ۔ يه ديکهتے هی عمر مقدم نے اس پر تلوار کا وار کرکے وهين ڈهير کر ديا ۔ اۏر يون بهي سنا هی که عبد الله بن اسحاق نے خود هی اپني تلوار سے خود کشي کرلي تهي ۔ بهرحال ' ان دونون کا ميرقه مين داخله اۏر امير عبد الله بن اسحاق کا قتل ' دونون واقعات ماه ذي الحجه سنه ۵۹۹ هي مين پيش آئے ۔ دونون نے مل کر امير مذکور کے اموال و اسباب کو لوٹا ' اس کے حرم کو گرفتار کر ليا ' اۏر ان کو اونٹون پر بٹهاکر مراکش مين داخل هوئے ۔ عورتون کا تو يه هوا که رات کو انهين ايک مکان مين رکها گيا ' اۏر بالآخر ان پر يه احسان کيا گيا که ان کو رها کرديا گيا ؛ اۏر جس جس نے نکاح کی خواهش کی ' اس کا نکاح کرکے اسکا مال و اسباب اسي کے حوالے کيا گيا مگر مردون کو به دستور قيد مين رکها گيا ' تا آنکه بعد مين ان کو بعض اکابر نے اپنے هان رکه ليا ' اۏر فوج مين داخل کرديا ۔ چنانچه وه آج تک اسی حالت مين هين ۔ مين نے

سنا ہی کہ جزیرہ میورقہ کے فاتحین کو لوٹ میں بکثرت مال و اسباب اور ذخائر نفیسہ ملے تھے ۔ اسی اثناء میں امیرالمومنین ابو عبد اللہ مراکش کو مراجع ہوئے ۔ چنانچہ وہ ذی القعدہ میں وہاں پہنچے اور بعد میں انھیں فتح میورقہ کی خبر ملی *

اس واقعہ سے پیشتر سنہ ۵۹۷ میں عبد الرحمان نام ایک شخص شہر سوس میں نمودار ہوا ' جو اہل جزولہ میں سے تھا ۔ ان لوگوں میں وہ عام طور پر ایک نام سے مشہور تھا ' جس کے معنی " ستر و صاب کا بچہ " کے ہوتے ہیں ۔ اس نے اپنے لئے دعوت دینی شروع کی ' اور کثیر التعداد آدمی اس کے ساتھ ہو گئے ۔ الموحدون اس امر سے نہایت خوف زدہ ہوئے ۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے بہت سی فوجیں اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیں ' مگر وہ ہر بار شکست کھا کھا کر واپس آتی رہیں ۔ آخر انہوں نے تھک کر الموحدون ' عرب اور دیگر اصناف فوجی میں سے ایک جماعت مرتب کی ' اور ان کے ذریعے سے المصامدہ اور دیگر عرب و جوار کے بلاد کے ہاں کہلا بھیجا کہ یہ شخص تمہاری غفلت اور مسامحت کی وجہ سے دن بدن زیادہ طاقتور ہوتا جاتا ہے ' لیکن اگر تم چاہو تو وہ ایک دن بھی ہمارے ملک میں نہیں ٹھیر سکتا ۔ اس تنبیہ سے ان میں جوش پیدا ہوا اور رگ حمیت بھڑک اٹھی ۔ چنانچہ وہ عبد الرحمان (جو ابو قصبہ کے نام سے مشہور تھا) کے ہمراہیوں سے جنگ آزما ہوئے ۔ اس کے ہمراہیوں نے اسے چھوڑ دیا ۔ وہ قتل ہوا ' اور اس کے سر کو مراکش پہنچا دیا گیا ۔ میرے ایک دوست نے ' جو ان دنوں ایک صغیر سن لڑکا تھا اور اپنے باپ کے ہمراہ (جو جزیرہ نمائے اندلس کے علاقۂ بلنسیہ کا باشندہ اور عمال اندلس میں سے تھا) سوس میں تھا ' مجھے اس فتح کی خبر دی تھی ۔ اس وقت تک مجھے الموحدون اور فاتحین میورقہ کے پاس سے یہ اطلاع نہیں ملی تھی ۔ وہ اطلاعی خط یوں شروع ہوتا ہے —

"از مقام سوس :

فتح کي صبح روشن ' اور حمکدار هوکر نمایان هوئي هي ۔ ضلالت و گمراهي کي جماعت "این المفر!" پکار اٹهي هی ۔ فتح و نصرت هماري تابع فرمان هوگئي هی ' اور خداوند کریم نے اپنی جماعت اور اس کے اعوان کو عزت بخشی هي ۔ میں شرح حال کو نهایت اختصار سے بیان کرتا هون ' کیونکه میں چاهتا هون که یه خوشخبریان جلد جمع هوکر آپ تک پهنچ جائیں که عروۃ وثقیٰ کے توڑنے اور سبب اعتقاد کو پکڑنے والون کا الموحدون نے (خدا ان کا معین و یاور رهے !) سختی کے ساتھ محاصرہ کیا ' اسباب زندگي اور معاونین کی جماعت کو ان سے منقطع کردیا ' اور لسان تائید هم سے رات دن یهی کهتی هی که یه لوگ صرف ایک آدہ دن دکهائی دینگے اور جلد تباہ هو جائینگے ۔ جب الموحدون نے (خدا ان کو مدد دے !) ان کے لا علاج مرض کو تعس تعس کیا ' اور اپنے عزم بالجزم سے ' جو بهڑکانهائے تیر و نیزہ سے بهی زیادہ تیز و کارگر هی ' کار برآري شروع کی ' تو وہ لوگ بهاگ بهاگ کر گڑهون میں گرنے لگے ۔ فضائے عریض میں ان کے کشتون کے پشتے لگ گئے ۔ خدائے تعالیٰ نے ان کے ظنون کاذبہ کو یاس و حرمان سے بدل دیا ' اور انهیں ان کی مان هاویه کی طرف دهکیل دیا ۔ یهي ان کے لئے انسب و اولیٰ تها ۔ چونکه انهون نے ان امور کا اتباع کیا تها ' جو خدا کی نا رضامندي کے موجب هین ' اور انهون نے خداوند کریم کي خوشنودی و رضامندي سے اکراہ کیا تها ' اس لئے ان کے اعمال مردود هوئے ' ان کے سر گروہ ' یعني ابو قصبه ' پر خدائے تعالیٰ نے هماري جماعت کو فاتح و غالب کیا ' اور تلوارنے انکی پهاڑیون اور گردنون کو یکسان کاٹ کاٹ کر هموار کر دیا ۔"

میں نے یه خط یهان اس لئے نقل کیا هی که اس سے لکهنے والے کي عزابت شان ظاهر هوتي هی ' کیونکه جس وقت اس نے یه خط تحریر کیا هي وہ بالغ بهی نه هوا تها *

اس فتح کے ساتھ ساتھ الموحدون نے جزیرہ منرقہ کو بھی فتح کیا' جہان ابن غانیہ کے ہمراہیون مین سے زبیر بن نجاح نام ایک شخص صاحب اختیار ہوگیا تھا۔ الموحدون نے اس جزیرے مین داخل ہوکر اسے قتل کیا' اور اس کا سر مراکش بھیج دیا' جہان وہ ابو قصبۂ مذکور کے سر کے ساتھ دار پر لٹکایا گیا *

سنہ ۶۰۱ مین امیر المومنین ابو عبد اللہ نے کئی زبردست لشکر تیار کئے' اور بلاد افریقیہ کی طرف روانہ ہوئے' جہان یحییٰ بن غانیہ پوری غلبہ یاب ہوچکا تھا اور صرف قسطنطینہ اور بجایہ اس کی دستبرد سے بچے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ اس تمام عرصے مین الموحدون ان کی طرف سے غافل اور امیر المومنین ابو عبد اللہ اندلس مین رومیون کے خلاف جنگ مین مصروف رہے۔ الغرض ابو عبد اللہ روانہ ہوکر سیدھے بلاد افریقیہ پہنچے۔ بنو عبید کے شہر مہدیہ کے سوا کسی اور شہر کو نافرمانی کی تاب نہ ہوئی' کیونکہ ہم پہلے بتا چکے ہین کہ یہ مہدیہ نہایت مضبوط و مصئون شہر تھا اور یحییٰ بن غانیہ نے اپنے چچیرے بھائی' یعنی ابو الحسن علی بن عبد اللہ ابن محمد بن غانیہ' کو اس کا والی بنا دیا تھا۔ آخرکار جب محاصرہ نے بے طرح طول کھینچا' تو اس نے مجبور ہوکر شہر حوالے کردیا' اور اپنے چچیرے بھائی (یحییٰ بن غانیہ) سے ملنے کی غرض سے بر آمد ہوا - پھر خیال ہوا کہ الموحدون کی طرف لوٹ چلنا چاہئے۔ چنانچہ اس مطلب کے لئے ان کے پاس پیغام بھیجا۔ وہ لوگ اس سے بہت اچھی طرح ملے' اور ایسے ایسے بیش بہا اور انمول صلات و تحائف اسکو دئے جو خلفاء کے سوا اور کسی کو نصیب نہین ہوتے۔ اس کے بعد یحییٰ بن غانیہ کا بھائی' سیر بن اسحاق بن محمد' بھی ان سے آ ملا۔ انہون نے اس کی خوب خاطر تواضع کی' جاگیرین دین' اور مال کثیر نذر کیا۔ مختصر یہ کہ ابن غانیہ کے وجود سے افریقیہ مین جو خرابیان پیدا ہوگئی تھین' جبتک

امیر المومنین ابو عبد اللہ ان کا اپنے حسب دلخواہ انتظام نہ کرچکے وہ وھان سے واپس نہ آئے ۔ مجھے معلوم ھوا ہی کہ اس سفر مین ان کے ایک سو بیس برس ہوئے رر صرف ھوئے ۔ وہ وھان سے اپنے دار الملک مراکش کو واپس گئے ۔ ان کی روانگی سے پہلے الموحدون اور اصناف لشکر کے بہت سے افراد اس غرض سے وھان پہنچ گئے تھے کہ افریقہ کی حمایت کرین اور دشمن کا مدافعہ کرین ۔ چنانچہ امیر المومنین الموحدون کے شیوخ مین سے ابو محمد عبد الواحد بن سبج ابو حفص عمر ابنتی کو وھان کا عامل بناکر وھین چھوڑدیا ۔ امیر المومنین نے سنہ ۶۰۴ کے دوران مین مراجعت کی اور جیسا کہ ذکر ہو چکا ہی سنہ ۶۰۱ کے آغاز تک وھین رہے ۔ اس اثناء مین ان کے اور ادفنس (لعنہ اللہ) کے مابین جو صلح قائم تھی وہ منقطع ھوگئی اور ان کو خیال آیا کہ بلاد روم پر جنگ آزمائی کی جئے ۔ اس ارادے سے وہ اپنے جیوش کو لے کر ہمراہ نکلے ۔ ماہ ذی القعدہ سنہ ۷ مین سمندر کو عبور کرکے اپنے اسلاف کی عادت کے مطابق اشبیلیہ پہنچے اور باقی سال وھین گزارا ۔ پھر سنہ ۶۰۸ کے اوائل مین نقل و حرکت شروع کی اور بلاد روم مین پہنچ کر شلب ذرہ (جس کے معنی اہل عجم کے محاورے کے مطابق تقدیم و تاخیر الفاظ کا لحاظ رکھتے ہوئے "سفید زمین" کے ھوتے ہین) نام کے ایک زبردست و مضبوط قلعہ پر حملہ آور ھوئے اور ایک سخت محاصرے کے بعد اسے فتح کرلیا ۔ اس سے قبل ان کے والد مرحوم نے بھی اسی قلعہ کا محاصرہ کیا تھا مگر مسلمانون پر شفقت و ترحم کرنے اور ان پر سختیان پڑنے کے خوف سے اسے ترک کردیا تھا ۔ اب جو محاصرے مین سختی برتی گئی تو اہل روم نہایت خوف زدہ ھوئے اور مارے رعب و ہیبت کے سراسیمہ ھوگئے ۔ اُدھر ادفنش (لعنہ اللہ) نے یہ کیا کہ بلاد روم کے آخری حصون مین پہنچ کر بڑے بڑے سر برآوردہ رومی سردارون شہسوارون اور دلاورون کو اپنی کمک کے لئے بلایا ۔ چنانچہ خاص الجزیرہ

کی ایک بڑی جماعت اس کے گرد جمع ہوگئی، اس کے آدمی قسطنطینیہ تک پہنچ گئے اور برسنونی، یعنی صاحب بلاد آرغن (لعنہ اللہ)، نے ان سب کو جمع کیا۔ وجہ یہ تھی کہ جزیرہ نمائے اندلس کے چاروں طرف چار بادشاہ حکمران تھے۔ ان میں سے ایک سمت ارغن تھا، جس کا ابھی ذکر ہوا ہے، اور وہ جنوب مشرق کی طرف واقع ہے۔ دوسری سمت میں بلاد قشتال کی بڑی سلطنت ہے، جس پر ادفنش (لعنہ اللہ) حکمران ہے، اور اس سمت کی حد جنوب شمال کی طرف کسی قدر جنوب کی جانب مائل ہے۔ تیسری سمت میں علاقۂ لیون واقع ہے، جو شمال مغرب کی طرف پہلی حد ہے۔ اسپر ایک شخص مسمی ببوج حاکم ہے۔ عربی میں اس لفظ کے معنی ”کثیر اللعاب“ کے ہوتے ہیں۔ چوتھی یعنی شمالی سمت، جو بحر اعظم سے ملحق ہے، بحر اقیانوس ہے جس پر ابن الربق نامی ایک شخص حکومت کرتا ہے۔ اس شخص کا ذکر اس کتاب میں پہلے بھی کئی دفعہ ہو چکا ہے۔ زمانۂ قدیم میں اہل روم کل جزیرہ نمائے اندلس کو اشبانیہ کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ مقدم الذکر فتح کے بعد جب امیر المومنین ابو عبد اللہ نے اشبیلیہ کی طرف مراجعت کی، تو انہوں نے دور دور کے اطراف بلاد سے لوگوں کو بلایا، اور اس طرح ایک زبردست جماعت تیار ہوگئی۔ وہ سنہ ۶۰۹ کے شروع میں اشبیلیہ سے روانہ ہوکر شہر جیان پہنچے، اور وہاں قیام کرکے اپنے امور سلطنت میں غور و خوض اور افواج کو تیار اور آراستہ کرتے رہے۔ اُدھر ادفنش (لعنہ اللہ) ایک بڑی جماعت کو ہمراہ لے کر شہر طلیطلہ سے نکلا اور قلعہ رباح پر خیمہ زن ہوا (جو کسی زمانے میں مسلمانوں کے قبضے میں تھا، اور المنصور ابو یوسف نے اسے واقعۂ کبریٰ میں فتح کیا تھا)۔ مگر مسلمانوں نے امن و امان کا یقین کرکے قلعہ اس کے حوالے کردیا۔ اس سبب سے رومیوں کا ایک بڑا گروہ ادفنش (لعنہ اللہ) سے برگشتہ ہوکر واپس چلا گیا، کیونکہ اس نے ان کو

قلعہ نشین مسلمانون کے قتل سے بھی باز رکھا تھا ۔ وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ "تم ہمین اس ملک کے فتح کرنے کے لئے لائے تھے' مگر اب ہم کو جنگ کرنے اور مسلمانون کو قتل کرنے سے روکتے ہو ۔ پھر ہمین کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہم تمہارے ساتھ یہان ٹھیرین ؟" امیر المومنین نے شہر حیان سے کوچ کیا' اور وہ اور ادفنش قلعۂ سالم کے قریب عقاب نام ایک مقام پر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے ۔ ادفنش اپنی فوج کو آراستہ اور مرتب کرکے یکبارگی مسلمانون پر ٹوٹ پڑا ۔ مسلمان ابھی حملے کے لئے تیار نہ تھے' اس لئے ہزیمت کھائی ۔ الموحدون مین سے بہت سے آدمی شہید ہوئے ۔ اس ہزیمت کا سب سے بڑا سبب الموحدون کا آپس کا اختلاف تھا ۔ ہوا یہ کہ ابو یوسف یعقوب کے زمانے سے ان کو ہر چوتھے مہینے انعام و اکرام ملا کرتے تھے' جن کی بدولت ان کے امور و خدمات مین کبھی خلل واقع نہ ہوتا تھا ۔ مگر اب ابو عبد اللہ کے وقت مین اور بالخصوص اس سفر جنگ مین اس انعام کے ادا کرنے مین دیر ہوئی ۔ فوج نے اس کو وزراء کی شرارت پر محمول کیا' اور بہت بد دل ہوکر جنگ مین شامل ہوئے ۔ مجھے ان ہی مین سے ایک شخص نے یہ بتایا کہ وہ تلوار چلانے' نیزہ زنی کرنے' اور امور جنگ کے ہر کام کو کرتے ہوئے دیدہ و دانستہ ایسی حرکتین کرتے تھے کہ اہل فرنگ کے پہلے ہی حملے مین خود ان کو ہزیمت ہوجائے ۔ اس روز امیر المومنین ابو عبد اللہ نے ایسی جوانمردی اور ثابت قدمی دکھائی کہ اس کی مثال ان سے پہلے کے کسی بادشاہ مین نہین ملتی ۔ اگر وہ ایسی ثابت قدمی سے کام نہ لیتے تو تمام فوج قتل یا قید ہو جاتی ۔ غرضکہ یہ وجہ تھی کہ وہ اشبیلیہ کو واپس گئے' اور اس سال کے ماہ رمضان تک وہین مقیم رہے ۔ پھر شہر مراکش کے عزم سے سمندر کو عبور کیا ۔ مسلمانون پر یہ ہزیمت عظیمہ ۱۵ صفر سنہ ۶۰۹ کو بروز دو شنبہ واقع ہوئی' اور ادفنش (لعنہ اللہ) اور اس کے ہمراہی مسلمانون

کے زر و مال سے مالا مال ہوکر شہر ہلے ببابسه . ابده کی طرف روانه ہوئے .
ببسه کے اکثر حصون کو انہون نے خالی پایا . اس لئے اس کے مکانات
مین آگ لگادی ' اور اس کی بڑی مسجد کو مسمار کرکے ابده کی
جانب راہی ہوئے . وہان مسلمانون کی ایک جماعت کثیره جمع
ہوگئی تہی ' جس مین ہزیمت خورده مسلمانون کے علاوه ببابسه اور
ابده کے اکثر باسندے بہی شامل تہے . ادفنش نے وہان تیره دن تک
اقامت کی ' اور اس جماعت ہر طرح طرح کی سختیان کرنے کے بعد
آخر کار شہر مین داخل ہوگیا ' اور جی بہر کے قتل و قید و غارت کا
بازار گرم کیا . چنانچه وه اور اسکے ہمراہی وہان سے اس قدر عورتون اور
بچون کو قید کرکے لے گئے که ان سے تمام بلاد روم بُر ہو گئے . مسلمانون
پر یه امر ہزیمت سے بہی زیاده شاق گذرا *

امیر المومنین ابو عبد الله سنه ۹ کے باقی حصے اور سنه ۱۰ کے
چند ماه تک مراکش ہی مین اقامت پذیر رہے ' اور ' جیسا که ہم
بیان کر چکے ہین ' ماه شعبان مین انتقال کیا . ان کی وفات کے اسباب
مین اختلاف ہے . صحیح ترین خبر ' جو میرے کانون تک پہنچی ہے '
وه یه ہے که ان کو ورم دماغ کی وجه سے سکته ہوگیا تہا . یه روز جمعه
۵ شعبان کا واقعه ہے . اس کے بعد وه شنبه ' یکشنبه ' دو شنبه اور
سه شنبه ' چار دن تک متواتر سکته کی حالت مین رہے . اطباء نے
فصد لینے کا مشوره دیا . مگر انہون نے انکار کیا . آخر ۱۰ شعبان سنه ۶۱۰
کو چہار شنبه کے دن انتقال کیا . وه پنجشنبه کو دفن کئے گئے ' اور
خاصة الحشم نے ان کے جنازے کی نماز ادا کی *

ذکر ولایت ابو یعقوب یوسف بن محمد

ان کا نام یوسف بن محمد بن یعقوب بن یوسف بن عبد المومن ابن علی ہی • ان کی والدہ ام ولد ہیں٬ جن کا نام قمر اؤر لقب حُکیمہ ہی • امیر المومنین کی ولادت کی تاریخ صدر شوال سنہ ۵۹۴ ہی • وہ اپنے دادا٬ ابو یوسف٬ کی وفات سے چار ماہ قبل پیدا ہوئے تھے • ان سے اس وقت بیعت کی گئی کہ جب ان کی عمر سولہ سال کی تھی • وہ اس قدر کم سن ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ ان کے کوئی اولاد ہی • سنہ ۶۲۱ کے دوران میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ سنہ ۲۰ کے ماہ شوال یا ذی القعدہ میں فوت ہوے • اس حساب سے ان کی بیعت٬ یعنی ۱۱ شعبان سنہ ۶۱۰٬ سے ان کی وفات تک ان کی حکومت کا کل زمانہ دس سال اؤر چند ماہ کا ہی *

ان کی صفات

ان کا رنگ صاف گندم گون تھا • چہرہ گول اؤر آنکھیں سرمگین تھیں • کہتے ہیں کہ وہ اپنے اکثر اخلاق و عادات میں اپنے دادا ابو یوسف سے مشابہ تھے *

ان کے وزراء

(۱) ابو سعید٬ جن کا ذکر ہو چکا ہی٬ ان کے والد کے وزیر تھے • ان کی وزارت سنہ ۶۱۵ کے آخر تک قائم رہی • پھر انھیں معزول کر دیا گیا٬ اؤر

(۲) زکریا بن یحیی ابن ابی ابراہیم اسماعیل ہزرجی کو وزیر بنایا گیا • ان کے جد اکبر٬ ابو ابراہیم اسماعیل٬ ابن تومرت کے اصحاب میں سے تھے اؤر٬ جیسا کہ کہا جا چکا ہی٬ وہ عبد المومن کی حین حیات ہی شہید ہو چکے تھے • وزیر زکریا ابن یحیی کی والدہ ابو یوسف المنصور کی بیٹی تھیں • وہ اپنی وفات تک عہدۂ وزارت پر قائم رہے *

ان کے حُجاب

(۱) مبسر حصی ' جو امیر المومنین کے والد کا حاجب تھا ۔ اس کے بعد

(۲) فارح حصي حاجب ہوا ۔ اس کي کنیت ابوالسرور تھی ' اور وہ اپني موت کے وقت تک حاجب رہا *

ان کے قاضي

ابو عمران موسي بن عیسیٰ بن عمران ' جو ان کے والد کے قاضی تھے ' اپني وفات تک اس عہدے پر فائز رہے *

ان کے کُتاب

(۱) ابو عبد اللہ بن عباش ' جو ان کے والد اور دادا کے کاتب تھے *

(۲) ابو الحسن بن عیاش *

مجھے ان دونوں حضرات کی وفات کی اطلاع اس وقت ملي کہ جب میں سنہ ۶۱۹ کے دوران میں مصر میں تھا ۔ ان کے بعد امیر المومنین نے

(۳) ابو عبد اللہ محمد بن یخلفتن فازاري کو دوبارہ کاتب مقرر کیا ۔ ان کا ذکر امیر المومنین ابو عبد اللہ کے عہد میں ہو چکا ہے ۔ وہ مشرق اندلس میں شہر مرسیہ کے قاضي تھے ' اور وہیں میں ان سے علیحدہ ہوا تھا ۔ پھر انکو کاتب کا عہدہ دیا گیا ۔ مگر انکے ساتھ ساتھ ابو جعفر احمد بن محمد بن عبد الرحمان بن عیاش سے بھي کتابت کا کام لیا جاتا تھا ۔ وہ نہایت مشہور و معروف کاتب تھے ۔ ان کا ذکر امراء ثلاثہ کے بیان میں گزر چکا ہے *

(۴) ان کے علاوہ احمد بن منیع بدستور کتابت حیش کے عہدے پر قائم رہے *

امیر المومنین ابو یعقوب سے اس روز بیعت کی گئی که جب ان کے والد مرحوم دفن ہوئے ۔ مگر مجھے یه معلوم نہین که ان کے والد نے ان کو ولی عہد مقرر کیا تھا یا نہین ۔ البته اتنا ضرور جانتا ہون که ان کے والد مرحوم اپنے آخری زمانے مین ان سے سخت ناراض رہا کرتے تھے، کیونکه انھون نے ابو یعقوب کے متعلق بہت سے امور شنیعه کا ذکر سنا تھا ۔ امیر المومنین کے قرابت دارون مین جنھون نے ان کو بیعت حاصل کرنے مین مدد دی، وه ابو موسیٰ عیسیٰ بن عبد المومن، یعنی ان کے دادا کے چچا تھے، جن کے خلاف اہل مایوره نے بجایه مین دخل حاصل کرلیا تھا ۔ عبد المومن کی اولاد صلبی مین سے یه آخری بزرگ تھے ۔ مجھے آج تک ان کی وفات کی خبر نہین ملی ۔ دوسرے بزرگ جو ان کی بیعت مین ممد تھے، ابو زکریا یحییٰ بن ابی حفص عمر بن عبد المومن تھے ۔ یه دونون حضرات برابر امیر المومنین کے پاس رہ کر لوگون سے بیعت طلب کرتے رہے ۔ ان کے علاوه الموحدون مین سے ابو محمد عبد العزیز ابن عمر بن ابی زید ہنتاتی تھے، جن کے والد امیر المومنین ابو یوسف کے سب سے پہلے وزیر تھے، اور ان کا ذکر ہو چکا ہے ۔ ان کے سوا، ابو علی عمر بن موسیٰ بن عبد الواحد شرقی اور ابو مروان عبد الملک بن یوسف بن سلیمان نے بھی (جو اہل تینملل مین سے تھے) حصول بیعت مین امیر المومنین کا ساتھ دیا ۔ اس بیعت عامه کے بعد پنجشنبه اور جمعه کے ایام مین بیعت خاصه کی گئی ۔ اس مین الموحدون کے شیوخ اور امیر المومنین کے اہل قرابت نے بیعت کی ۔ پھر شنبه کے روز لوگون کو عام طور پر بیعت کی اجازت دی گئی ۔ مین اس دن موجود تھا ۔ ابو عبد الله بن عیاش کاتب کھڑے ہوئے لوگون سے کہه رہے تھے که ”تم امیر المومنین ابن امراء المومنین سے اسی طرح بیعت کرتے ہو جس طرح حضرت رسول خدا صلی الله علیه و سلم سے ان کے اصحاب نے بیعت دی تھی ۔ تمھارے لئے لازمی

ہی کہ انشاط و اکراہ ' تنگی و فراخی مین ان کے مطیع و فرمان بردار رہو ' اۋر ان کے اۋر ان کے ولاۃ اۋر عامۃ المسلمین کے خیر خواہ بنے رہو ۔ یہ انکا تم پر حق ہی ۔ اۋر تمہارا حق ان پر یہ ہی کہ وہ تمہارے لشکرون کو جمع نہ کرین اۋر نہ تمہارے خلاف کوئي ایسا ذخیرہ جمع کرین جس مین تم سب کے لئے کوئی نہ کوئی فائدہ یا بہتري نہ ہو ' تم پر عطا و بخشش کرنے مین عجلت سے کام لین ' اۋر تم سے احتجاب نہ کرین ۔ خدا تم کو وفاداري مین مدد دے ' اۋر تمہارے ان تمام امور مین امیر المومنین کي اعانت فرمائے ' جو اس نے ان کے سپرد کئے ہین "۔ وہ اسي قول کو بار بار ہر گروہ کے سامنے دہراتے جاتے تھے ' تا آنکہ بیعت تمام ہو گئي *

اس کے بعد مختلف شہرون کے اعیان و رؤساء اۋر سرداران قبائل ان کے پاس بیعت کے لئے آنا شروع ہوئے ' یہان تک کہ امیر المومنین کے لئے امر بیعت پورا ہو گیا *

زمام حکومت اختیار کرنے کے چار ماہ کے عرصے کے بعد امیر المومنین نے ایک شخص کو گرفتار کیا ' جس نے ان پر حملہ کیا تھا ۔ اسکا دعوي تھا کہ مین بنو عبید مین سے ہون اۋر العاضد کا صلبي بیٹا ہون ۔ اس کا نام عبد الرحمان تھا ۔ وہ یوسف کے زمانے مین اس ملک مین وارد ہوا تھا ' جب کہ وہ اشبیلیہ مین تھے ۔ اس نے ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کا قصد کیا تھا ۔ مگر چونکہ انہون نے اسے اس امر کي اجازت نہین دي ' اس لئے وہ وہین مقیم ہوکر سرکشي پر قائم رہا ۔ آخر کار امیر المومنین ابو عبد اللہ نے سنہ ۵۹۲ مین اسے گرفتار کیا ۔ اس وقت سے سنہ ۶۰۱ تک وہ برابر حبس ہي مین رہا ۔ مگر اسی سال امیر المومنین نے افریقیہ کی طرف نقل و حرکت کي ' اۋر ابو زکریا یحیی بن ابراہیم ہزرجی نے انکي خدمت مین اسکي سفارش کي ۔ انہون نے اس امر کی ضمانت لے کر کہ وہ کبھی کوئی نا پسندیدہ کام نہ کریگا ' اسے رہا کر دیا ۔

لیکن ابھی امیر المومنین کو وہان سے واپس گئے ہوئے تہوڑا ہي عرصه گزرا تھا که یه عبیدي مراکس مین دوبارہ فتنه و فساد کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ؛ اؤر وہان سے روانه ہوکر بلاد صنهجه پہنچا ۔ وہان ایک جماعت کی جماعت اس کی طرف متوجه ہوگئي ' اؤر ان مین اس کي شہرت ہوئے لگي ۔ یه شخص بہت کم سخن ' خاموش اؤر حسین آدمی تھا ۔ مین دو مرتبه اس سے ملا ' اؤر ہر بار مین نے یہي پایا که وہ آداب ظاہرہ ' مثلاً آسودگئ نفس ' سکون اطراف ' وزن کلام ' ترتیب الفاظ ' اؤر ہر قول و فعل مین سلیقه اؤر با قاعدگی کو مد نظر رکھنے مین اکثر ان صلحا سے ' جن سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا ہی ' ضرور بدرجہا بڑھا ہوا تھا ۔ القصه وہ وہان سے امیر المومنین ابو عبد الله کے زمانۂ حیات ہی مین ایک زبردست فوج ہمراہ لے کر شہر سجلماسه کو گیا ۔ والي شہر ' سید ابو الربیع سلیمان بن ابي حفص عمر بن عبد المومن ' اسکے مقابلے کے لئے بر آمد ہوا ۔ مگر عبیدي مذکور نے اسے شکست دے کر برے حالون سجلماسه کي طرف بھگا دیا ۔ وہ قبائل بربر مین ایک موضع سے دوسرے کي طرف انتقال مکان کرتا رہا ؛ مگر نه تو کہین اس کا کام بنتا نظر آتا ' اؤر نه کسی جماعت نے ثابت قدمی سے اسکا ساتھ دیا ۔ سبب یه تھا که وہ ان مقامات مین ایک اجنبي شخص تھا ۔ نه وہ وہان کي زبان سے آشنا تھا ' اؤر نه وہان اس کے اعزہ و اقارب مین سے کوئی تھا که وہ اس کی طرف رجوع کرسکتا ۔ آخر اسے شہر فاس کے باہر گرفتار کر لیا گیا ۔ مگر مجھے اس کی گرفتاري کی تفصیلي کیفیت سے آگاہي نہین ہی ۔ فاس کے والی ' ابو ابراہیم اسحاق بن امیر المومنین ابو یعقوب یوسف بن عبد المومن ' نے امیر المومنین کو اس کے گرفتار ہونے اؤر اپنے پاس قید خانے مین محبوس ہونے کی اطلاع دي ۔ امیر المومنین نے اسکو قتل کرنے اؤر دار پر چڑھائے جانے کا حکم دیا ۔ چنانچه والی مذکور نے اس کي گردن مار دي لاش کو سولي پر چڑھا دیا ' اؤر سر کو مراکش

بھیج دیا ' جہان اسے دوسرے باغیون اور سرکشون کے سرون کے ساتھہ لٹکا دیا گیا *

ابو یعقوب نے رعایا کے ساتھہ حسن تعلقات کے قیام مین اپنے آباء کی سیرت قدیمہ مین کسی نوع کا تغیر نہین کیا ' اور نہ کوئی ایسا کام کیا کہ جس سے انکو شاہان پیش رو کے افعال سے متمیز کہا جا سکے ۔ البتہ یہ ضرور ہی کہ مین نے دیکھہ ہی کہ تمام خواص دولت ' جو ان کے مزاج سے واقف ہین ' ان کي سہامت اور بیدار مغزي کی وجہ سے ان سے مرعوب رہتے ہین ۔ سنہ ٦١١ کے آغاز کا ذکر ہی کہ ایک مرتبہ مین انکے پاس خلوت مین بیٹھا ہوا تھا ۔ مجھے انکی حدت نفس اور بیداري قلب سے حیرت ہو رہی تھي ' اور سخت تعجب ہوتا تھا کہ وہ ایسی ایسی جزئی باتون کے متعلق سوال کرتے ہین کہ جن سے اکثر بازاري آدمی بھي واقف نہین ہوتے ' چہ جائیکہ بادشاہ ! آج تک ان سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہین ہوئی جس کے وقوع کی امید ہو سکتي تھي *

ان امیر المومنین یوسف کے عہد مین عبیدي مذکور کے قتل کے بعد دو اشخاص نے بھي سرکشی کي ۔ ان مین سے ایک علاقۂ سوس کے بلاد جزولہ مین تھا اور " الفاطمي " کہلاتا تھا ۔ سنہ ٦١٣ مین اسے قتل کیا گیا ' اور اس کا سر مراکش بھیجا گیا ۔ مین ان دنون جزیرہ نمائے اندلس مین تھا ۔ اور چونکہ امیر المومنین سے بُعد مسافت پر تھا ' اس لئے مجھے اس معاملے کي تفصیلي اطلاع نہین حاصل ہوئي ۔ مین نے اتنا ضرور دیکھا کہ ان لوگون کو اسکے اخذ و قتل پر نہایت خوشي ہوئی ۔ دوسرا شخص اہل صنہاجہ مین سے تھا ۔ اسے سنہ ٦١٨ مین قتل کیا گیا ۔ مگر ' جہان تک مجھے علم ہي ' اس اثناء مین اس سے بہت سے افعال قبیحہ سرزد ہوئے ' اس نے متعدد افواج کو شکست دي ' اور اور خلق کثیر کو شر و فساد پر آمادہ کرکے اپنے ساتھ ملا لیا تھا ۔ یہہ تمام

خبرین مجھے اس وقت ملین حب مین تاریخ مذکورہ مین بلاد مصریہ مین تھا۔ اس شخص کو قتل کرنے اور اس کے سبب سے جو کچھہ فساد برپا ہوا تھا اسے مٹانے مین سید اجل ابو محمد عبد العزیز بن امیر المومنین ابو یعقوب بن عبد المومن بن علی کو دخل تھا ' جو اس وقت شہر سجلماسہ اور اس کے اعمال کے والی تہے *

اسی سال ' یعنی سنہ ۶۲۱ مین ' مجھے معلوم ہوا ہی کہ سنہ ۶۲۰ کے ماہ شوال یا ذی القعدہ (ان دونون مین سے کسی مین) امیر المومنین ابو یعقوب نے وفات پائی۔ مین ان کی وفات کی کیفیت سے واقف نہین ہون۔ بہر حال نتیجہ یہ ہوا کہ حالات مین اضطراب واقع ہو گیا ' اور لوگ دکر کود مچانے اور فساد برپا کرنے لگے۔ پھر مجھے یہ اطلاع ملی کہ وہان کے عوام الناس کے ایک بڑے حصے نے بالاجتماع سید اجل ابو محمد عبد العزیز بن امیر المومنین ابو یعقوب یوسف بن امیر المومنین ابو محمد عبد المومن بن علی کو (خدا ان دونو پر اپنی رحمت نازل فرمائے ' ان کے چہرون کو روشن رکھے ' اور ان کی صلاح و اصلاح کے لئے ان کو جزائے خیر دے !) امیر تسلیم کرلیا ہی *

یہ ابو محمد عبد العزیز ' ابو یعقوب کی چھوٹی اولاد مین سے ہین۔ انکی والدہ مریم صنہاجیہ ایک آزاد خاتون تھین ' اور اہل قلعۂ بنو حماد مین سے تھین۔ امیر المومنین ابو یعقوب نے اپنے والد کی حیات ہی مین ان سے نکاح کیا تھا۔ قلعۂ مذکور کے گرفتار شدہ افراد مین یہ اور ان کی والدہ ملکہ بھی تھین۔ ابو محمد عبد المومن نے ان دونون کو آزاد کرکے مریم مذکورہ کا نکاح اپنے صاحبزادے ابو یعقوب سے کر دیا تھا۔ ان سے ابو یعقوب کی آٹھہ اولادین ہوئین ' جن مین سے چار لڑکے اور چار لڑکیان تھین۔ اولاد نرینہ مین ابراہیم ' موسیٰ ' ادریس ' اور عبد العزیز مذکور ہین جو سب سے چھوٹے ہین۔ موسیٰ ' میرقی کے ہمراہی عربون کے ہاتھہ سے سنہ ۶۰۵ مین شہر طاہرت کے باہر شہید ہوئے۔

نیز مدم سنہ ۶۱۲ کے دوران میں اشبیلیہ میں فوت ہوئے ۔ ان دونوں میں وہیں تھا ۔ دائی رہے ابوالعلا ادریس ؛ انکا انتقال افریقیہ میں ہوا ' جس کا ذکر آگے آئیگا ۔ اولاد اناث میں زینب ' رقیہ ' عائشہ ' اور علتبہ ہیں *

ابو محمد عبد العزیز اپنے والد ' اور اپنے بھائی ابو یوسف کے زمانے میں کسی جگہ کے والی نہیں رہے ۔ مگر جب امر ولایت ابو عبد اللہ کے ہاتھ میں آیا ' تو انہوں نے انکو جزیرہ نمائے اندلس کے شہر مالقہ اور اس کے اعمال کا والی مقرر کردیا ۔ یہ سنہ ۵۹۸ کا ذکر ہے ۔ پھر سنہ ۶۰۳ کے دوران میں ان کو معزول کرکے قبیلۂ ھسکورہ کا والی بنایا ' جو ایک وسیع و ضخیم ولایت ہے ۔ مگر بعد میں وہاں سے بھی معزول کیا ' اور سجلماسہ کی ولایت دی ' جہاں وہ ابو عبد اللہ اور ان کے بیٹے ابو یعقوب کے زمانے میں برسر حکومت رہے ' تا آنکہ یہ متقدم الذکر حملہ آور ولادت ابو یعقوب بن ابی عبد اللہ میں قتل ہوا ۔ پھر ابو یعقوب نے ان کو سجلماسہ سے معزول کرکے اشبیلیہ کا والی مقرر کیا ' جہاں ان کے بھائی ابو العلا برسر ولایت تھے (جن کو معزول کرکے افریقیہ بھیج دیا گیا تھا اور ' جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے ' وہیں ماہ رمضان سنہ ۶۲۰ میں ان کا انتقال ہوگیا ۔ رحمہ اللہ) *

یہ ہیں مختصر حالات ابومحمد عبد العزیز کی حکومت کے جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں ۔ اور اگر جو کچھ کہ بیان کیا جاتا ہے صحیح ہے ' اور اگر یہ امر ولایت اپنے کمال کو پہنچ جائے ' تو یقیناً خلیفۂ مذکور ملک کو خیر و عدل سے بھر دینگے ۔ ان کی رعایا زمین کو پاک و صاف کردیگی ' امیر المومنین کی برکت نفس ' حسن سیرت ' اور خوبئ طبیعت سے برکتیں ظاہر ہونگی ' اور آسمان سے خیر و برکت کی موسلا دھار بارشیں ہونگی ۔ اور یہ سب کچھ جب ہی ہو سکتا ہے کہ زمانہ ان کا مساعد رہے ' اور خدائے تعالی غیب سے ان کے لئے اعوان

صالحین پیدا کردے ' کیونکہ جہان تک مجھے علم ہي ' وہ بہت بڑے صائم النہار اؤر قائم اللیل بزرگ ہین ' اپنے مذہب کے مجتہد ہین ' اپنے کام مین قوي بصیرت اؤر عزم بالجزم رکھتے ہین ' نہایت خود دار و غیرت مند ہین • حق کے باب مین کبھی کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہین کرتے ' ذکر الہي مین سب سے زیادہ رطب اللسان رہتے ہین • اؤر کتاب اللہ کی سب سے زیادہ تلاوت کرتے ہین • مین نے انکو ہمیشہ اسی حالت مین دیکھا ہي کہ کار و بار ولایت انہین گھیرے ہوئے ہی • اؤر امور ریاست مین اون کے اوقات صرف ہو رہے ہین ؛ مگر با وصف اس کے نہ تو ان کے اوراد مین خلل واقع ہوتا ہی ' نہ ان کے مقرر کردہ روزانہ حصول علم اؤر تلاوت قرآن مین حرج ہوتا ہی ' اؤر نہ ان اوقات تسبیح و تہلیل مین رخنہ پڑتا ہي جن کو انہون نے لیل و نہار مین ترتیب دے رکھا ہی • مین نے ان کی یہ تمام باتین خود مشاہدہ کي ہین • نہ مین کسي اؤرسے نقل کررہا ہون اؤر نہ اس بارے مین کسي اؤر کي روایت سے سند لیتا ہون • مزید بر آن وہ نرم مزاج اؤر نرم دل بھی ہین • اپنے دوستون سے اؤر ہر نیک ' سخی النفس اؤر خندہ رو مسلمان سے تواضع اؤر فروتني سے پیش آتے ہین *

ان کي صفات

ان کا رنگ سفید ہي ' جس پر زردي غالب ہي • وہ نہایت خوبرو ہین • ان کا قد درمیانہ اؤر اعضاء متناسب ہین • جہان تک مجھے علم ہي ' ان کے تین لڑکے ہین :—

(۱) محمد ' جو سب سے بڑے ہین ' (۲) عبد الرحمان ؛ اؤر (۳) احمد • ان کے علاوہ چند لڑکیان بھي ہین *

به هي تلخيص دولت المصامده کي تاريخ کی ؛ ان کے آغاز امر ؛ يعني سنه ۵۱۵ ؛ سے ہمارے زمانے ؛ يعنی سنه ۶۲۱ ؛ تک . يه کل زمانه بطور اجمال (نه بطور تفصيل) ايک سؤ چهه سال کا هوتا ہی . ہم نے اس تاريخ مين صرف ايسے امور اؤر واقعات بيان کئے ہين ؛ جن کي ہر اس شخص کو ضرورت پڑتی ہی جو اس زمانے کا علم حاصل کرنا چاهتا ہي . ہم نے ان تمام امور سے تعرض نهين کيا ہي ؛ جن کي ہمين ضرورت لاحق نهين هوئي مثلاً عبد المؤمن کي اولاد ؛ ان کي اولاد کي اولاد ؛ اؤر ان کي اولاد کی اولاد کی اولاد کا بيان ؛ اؤر ان کي ولايت و عزل ؛ ان کی امهات ؛ ان کے کتاب و حجاب و وزراء کی تاريخي تفاصيل . کيونکه اگر ہم ان تفاصيل کے درپے هوتے ؛ تو يه کتاب تلخيص نه رهتی ؛ بلکه کتب مبسوطه مين شمار هوتي . البته اگر ہماري ضروريات معاش کافی هوتين ؛ اؤر ہم زمانے کي کد و کاوش سے محفوظ هوتے ؛ تو ہم ان تاريخی حالات مين سے وه تمام امور و واقعات بيان کرتے ؛ جو احاطهٔ علم ؛ بلوغ روايت ؛ اؤر حصول مشاهده مين آ سکتے . مين نے ان اوراق مين ؛ جو دولت المصامده وغيره کے حالات پر حاوي ہين ؛ صرف وهي واقعات درج کئے ہين جن کو مين نے ؛ يا تو کسی کتاب سے نقل کرتے هوئے ؛ يا کسی ثقه و عادل شخص سے سن کر ؛ يا خود مشاهده کرکے ؛ تحقيق کرليا ہي . اؤر وه بهی اس حالت مين که مين نے اس کُل کتاب مين حتي الوسع صداقت و انصاف کو هاتهه سے نهين جانے ديا ؛ اؤر کوشش کي ہي که مين نه کسي شخص کے محاسن مين سے ايک ذرا سا موتي بهي کم کرون يا کسی کے معائب مين اس کے استحقاق سے زياده رائي کے برابر اضافه کرون . مين خدا ہي سے مدد کا طالب هون ؛ اؤر تضرع و زاري کے ساتهه اپنے قول و عمل مين سداد و صواب کی توفيق چاهتا هون : فهو حسبي و نعم الوکيل *

المصامده كي سيرت، ان كے قبائل اور ان كى رحلت و اقامت كے حالات جامعه

ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ محمد ابن تومرت المہدي کے اولین ہمراہیوں میں دس اشخاص شامل تھے، جو مجموعي طور پر "الجماعت" کہلاتے تھے۔ صحیح روایت کے مطابق ان میں سے پہلے شخص عبد الواحد شرقي تھے، پھر عبد المومن بن علی امیرالمومنین؛ پھر عمر بن عبد الله صنہاجي، جو ان کے ہان ارزاج کے نام سے مشہور تھے؛ پھر فاصکه بن ومزال، جن کا نام ابن تومرت نے عمر اور کنیت ابو حفص رکھی تھی۔ ان عمر کی اولاد بہت پھیلی۔ ان میں سے ابراہیم، اسماعیل اور محمد تھے۔ آخر الذکر کی والدہ عبد المومن کی صاحبزادي تھیں۔ انکے علاوہ یحییٰ، عیسیٰ، موسیٰ، یونس، عبد الحق، عثمان، احمد، اور عبد الواحد بھي تھے۔ عبد الواحد کو امیرالمومنین ابو عبد الله نے سنه ۶۰۳ میں افریقیه کا والي مقرر کردیا تھا، اور وہ اپنے یوم وفات، یعنی یکم محرم روز پنجشنبه سنه ۶۱۱ تک برابر والي رہے۔ ابن تومرت فاصکهٔ مذکور کو ابن مبارک کہا کرتے تھے۔ ان کا قول تھا کہ "جب تک یه یا انکي اولاد میں سے کوئی فرد باقي رہیگا الجماعت میں خیر و برکت باقي رہیگي"۔ چنانچه لوگوں نے ان سے اور ان کي اولاد اور اولاد کي اولاد سے بہت کچھ نفع اٹھایا۔ فاصکه عمر اینتي کے نام سے مشہور تھے، اور اس کتاب میں کئی جگه ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس وقت ہمارے زمانے میں ان کي صلبي اولاد میں سے صرف ایک صاحب عثمان نامي باقي رہ گئے ہیں۔ میں ان سے شہر مرسیه میں

جدا هوا تها ' اور اس ملک کو آتے هوئے میں نے ان کو وهین چهوڑا تها ۔ ان کو شہر جیان اور اس کے اعمال کا والی بنا دیا گیا تها ۔ وہ میري ان سے آخري ملاقات تهی ۔ اس کے بعد مجهے بلاد مصربه کے قیام کے دوران مین یه خبر ملی تهي که انهین بلنسیه کا حاکم بنا دیا گیا ہی ۔ پهر وهان سے بهي معزول هوئے تهے ۔ اس کے بعد مجهے خبر نهین که وہ آجکل اندلس مین هین یا مراکش مین ۔ مین ان کو اپنے بهائیون مین شمار کرتا هون (خدا ان سے ' ہم سے ' اور جمله مسلمانون سے راضی هو) انکے علاوہ یوسف بن سلیمان اور انکے بهائي عبد الله ابن سلیمان بهی تهے ۔ یه دونون حضرات اهل تینملل مین سے تهے ' اور مسکاله نامی قبیلے کے افراد تهے ' جیسا که بیان هو چکا ہي ۔ پهر ابو عمران موسي بن علی ضریر تهے ' جو عبد المومن کے خسر تهے ۔ وہ آنکهون کے دائم المرض تهے ۔ عبد المومن جب کبهي مراکش سے کهین جاتے ' ان کو وهان اپنا قائم مقام بناکر جاتے تهے ۔ پهر ابو ابراہیم اسماعیل هزرجي ۔ یه وہ بزرگ تهے جنهون نے اپنے نفس کو قتل و غارت کے لئے وقف کردیا تها ' اور ' جیسا که پهلے ذکر هو چکا ہی ' عبد المومن پر فدا هوگئے تهے ۔ انکے بعد اهل تینملل مین سے ایک صاحب تهے ' جو ان کے هان ابن بیججیت کے عرف سے معروف تهے ۔ مجهے ان کے نام مین شک ہي که کیا تها ۔ پهر ایوب جدمیوي تهے ۔ الموحدون کے امر کے آغاز مین اقطاع و املاک کي تقسیم کا انتظام ان ہي کے هاتهه مین تها ۔ یه تمام گروہ " الجماعت " کے نام سے موسوم تها ۔ بعض لوگ ابو محمد واسنار کو بهی اس مین شمار کرتے هین ۔ وہ دباغ پیشه اور سیاہ فام آدمي تهے ۔ شهر اغمات کے رهنے والے تهے ۔ جس وقت ابو عبد الله ابن تومرت اغمات سے گزرے هین ' اسی وقت وہ ان کے همراہ هوگئے تهے ۔ ابو عبد الله ابن تومرت نے ان کو اپني خدمت کے لئے مخصوص کردیا تها ' کیونکه ان کو معلوم تها که وہ بلحاظ دین نهایت شدید هین اور جو کچهه دیکهتے یا سنتے هین

اسے نہایت متانت کے ساتھ پوشیدہ رکھتے ہیں ۔ چنانچہ وہ ان کے ہان نہ صرف وضو اور مسواک کے انتظام پر مامور تھے' بلکہ ملاقات کے لئے آنے والوں کو اندر داخل ہونے کی اجازت دینا' اور ابن تومرت کے آگے آگے چلنے کا کام بھی ان ہی کے سپرد تھا ۔ وہ ابن تومرت کی وفات تک ان فرائض کو انجام دیتے رہے ۔ بعد ازان انکی قبر کے' اور جب عبد المومن بھی وفات پاکر وہین دفن ہوئے تو انکی قبر کے بھی' متولی مقرر ہوئے ۔ و اسدار مذکور نے ابو یعقوب کی حکومت کی ابتدا مین انتقال کیا ۔ اس وقت وہ بہت زیادہ مُسن ہو چکے تھے ۔ وہ صاحب اجتہاد عباد اور گوشہ نشین زہاد مین سے تھے ۔ نہ انہون نے کچھ کمایا' اور نہ کوئی دینار و درہم تک چھوڑا ۔ حالانکہ اگر وہ چاہتے تو' چونکہ عبد المومن کے ہان ان کی بڑی قدر و منزلت تھی اور المصامدہ بھی جانتے تھے کہ ان کے آقائے مجازی کے ہان انہیں بہت قرب حاصل ہے اور وہ اکثر ان کی تعریف کیا کرتے ہین' اس لئے سب سے زیادہ مال و نعمت جمع کر سکتے تھے *

ان حضرات کے علاوہ مختلف قبائل کے آدمی آکر الجماعت مین شامل ہو گئے تھے' اور ان ہی مین شمار اور ان ہی سے منسوب ہوتے تھے *

جلوس عام کے وقت سب سے پہلے عمر بن عبد اللہ صنہاجی کی اولاد ہوتی تھی ۔ پھر عبد المومن (یا ان کی اولاد مین سے اس وقت جو صاحبِ امر ہو اُس) کا گھوڑا ۔ اس کے بعد تمام اہل الجماعت اپنے اپنے طبقات و مدارج کے مطابق' اور سب کے آخر مین اہل فوج ہوتے تھے' جو نہایت کثیر التعداد تھے *

الموحدون کے قبائل

وہ قبائل جو "الموحدون" کے جامع اور مشترک نام سے موسوم ہین اور جن مین فوج ' اعوان و انصار اور ان کے علاوہ تمام بربر اور المصمودہ شریک و شامل ہین اور ان کی رعایا اور تحت امر ہین ' سات قبائل پر مشتمل ہین :—

(۱) سب سے پہلا قبیلہ ابن تومرت کا ہی ' جس کا نام ھرغہ ہي اور الموحدون کے دیگر قبائل کی بہ نسبت قلیل التعداد ہی *

(۲) قبیلۂ عبد المومن ۔ اسکا نام کومیہ ہی ۔ یہ ایک کثیر التعداد قبیلہ ہي ' اور متعدد چھوٹے چھوٹے قبائل پر حاوي ہي ۔ نہ کبھي زمانۂ قدیم مین اس قبیلہ کو ریاست و نباھت حاصل ھوئی ' اور نہ اب زمانۂ جدید مین ہي ۔ زراعت ' گلہ بانی ' اور بازارون مین دود ' لکڑي اور اسي قسم کي معمولي اشیاء فروخت کرنا ان کا پیشہ رہا ہي ۔ خدائے مُعز و مُذل و معطي و مانع کي شان ہی کہ آج اسي قوم کي یہ حالت ہي کہ نہ المغرب مین آج ان کا کوئي ہمسر ہي اور نہ کسي ھاتھ کو انکے ھاتھ سے مقابلہ کرنے کي جرأت ھوتی ہي ۔ اور یہ سب عظمت و شان اس وجہ سے ہی کہ عبد المومن اسي قوم کے ایک فرد تھے ؛ حالانکہ ' جیسا کہ ہم پہلے کہہ آئے ہین ' انہین کسي اور قبیلہ سے منسوب کیا جاتا ہي *

(۳) اهل تینملل ۔ اصل مین وہ متفرق قبائل کے افراد ہین ؛ مگر انہین متحدہ طور پر مقام تینملل ہي سے منسوب کیا جاتا ہي *

(۴) ھنتاتہ ۔ یہ بھي ایک نہایت زبردست قبیلہ ہی ' اور اسکا ایک حصہ زمانۂ قدیم مین ریاست و شرافت سے ممتاز رہا ہي *

(٥) جنفیسه - یه ایک معزز اور صدور قبیله هی - ور اسکی زبان وهان کی تمام زبانون سے زیاده نفیس و فصیح هی *

(٦) جد میود - اس قبیله کا صرف ایک حصه هی الموحدون کی رعیت مین شامل هی - کل قبیله رعایا مین نهین هی -

(٧) قبائل صنهاجه کے وه افراد جنهون نے الموحدون کی دعوت قبول کی *

(٨) هسکوره کے بعض قبائل *

یه الموحدون کے وه قبائل هین جنهین وه خود اس نام کا مستحق خیال کرتے هین - ان کے علاوه المصامده کے وه تمام افراد بهي رعیت مین شامل هین' جن کو عطیات دئیے جاتے هین' جو فوجون مین شامل هین' اور بطور سفیرون کے روانه کئے جاتے هین *

چونکه اس وقت المصامده کا ذکر آگیا هي' اس لئے هم (خدا آپکو سلامت رکھے اور آپ کو' اور آپ کی برکت سے ان قبائل' یعني المصامده' کو جن پر اس مجموعي نام کا اطلاق هوتا هی' صلاح و فلاح پر قائم رکھے!) یهان ان کا اور ان کے ملک کي حدود کا ذکر کرتے هین' تا که آپ ان مین اور اهل بربر مین تمیز کرسکین *

المصامده کے ملک کی حد وه دریائے عظیم هی جو صنهاجه کے پهاڑون سے نکلکر بحر اعظم' یعنی بحر اقیانوس' مین جا گرتا هی - اس دریا کو اُم ربیع کهتے هین - اس پر دو قبیلے آباد هین - ایک کا نام هسکوره هی اور دوسرے کا صنهاجه؛ اور یه دونون المصامده مین سے هین - دوسري سرحد وه صحراء هي جس مین قبائل لمتونه' مسوفه' اور سرطه کے قبائل مسکن گزین هین - یه لوگ المصامده مین سے نهین هین - جیسا که پهلے بیان هوچکا هي' المرابطون کے زمانے مین ان قبائل مین سلطنت تهی - یه تو المصامده کے ملک کی حدود کا عرض هی -

بلحاظ طول اس کي وسعت درن نامي پہاڑ سے بحر اعظم ' یعنی بحر اقنابس ' تک پھیلی ہوئي ہی ۔ اس علاقہ کے جو قبائل المصامدہ کے نام مین شریک و سہیم ہین وہ قبائل ھسکورہ ' صنہاجہ ' دکالہ ' حاحہ ' رحراحہ ' جرولہ ' لمطہ ' حنفیسہ ' ھنتاتہ ' ھرغہ ' اور قبائل اھل تینملل ہین ۔ ان کے علاوہ مراکش کے گرد و نواح مین بھي ان کے قبائل آباد ہین ' جن کے نام ھرمیر ' ھیلانہ ' اور ہزرجہ ہین ۔ الموحدون ان سب کو مجموعی طور پر " القبائل " کے نام سے یاد کرتے ہین ۔ غرضیکہ یہي وہ تمام قبائل ہین جن پر المصامدہ کا جامع نام حاوي ہي ۔ پھر طرابلس المغرب سے لے کر سوس کي آخري حد تک ' اور ان کے علاوہ قبائل لمتونہ ' مسوفہ ' اور سرطہ ' جو اس علاقے کے پرلی طرف آباد ہین ' اس تمام و کمال ملک پر بربر کے جامع و مانع نام کا اطلاق ھوتا ہی ۔ اسی طرح بلحاظ طول المصامدہ کا ملک دوسري طرف بلاد سودان کی سرحد اولین تک پھیلا ھوا ہی *

المصامدہ کی فوج مین عرب ' غز ' اندلسی ' رومي ' اور المرابطون کے قبائل کے افراد وغیرہ ' ہر قسم کے آدمی شامل تھے *

مزید برآن الموحدون کی دو اصناف تھین ۔ صنف اول کے افراد " الجموع " (یعنی جماعتین) کہلاتے تھے ۔ ان کو باقاعدہ تنخواہین ملا کرتي تھین ۔ وہ لوگ ھمیشہ مراکش ہي مین رھتے تھے ؛ کبھي وھان سے باھر نہین نکلتے تھے ۔ صنف دوم کے افراد " العموم " (یعني عام لوگ) کے نام سے موسوم تھے ۔ وہ لوگ اپنے اپنے بلاد ہي مین رھتے تھے ' اور کبھي مراکش کو آتے تھے تو بڑي بڑي جماعتون مین ۔ جہان تک مجھے علم ہي ' تنخواہ یاب فوج کی صحیح تعداد جو مراکش ہی مین مقیم رھتي ہي ' خواہ وہ الموحدون کے قبائل کي ھو خواہ دیگر تمام افواج مین سے ھو ' دس ہزار آدمیون کي ہي ۔ الموحدون

کي دني افواج اؤر دوسرے اقسام کے لشکر جو اؤر مقامات مین ہین ' ان کي تعداد اس مین شامل نہین ہي *

غرض عام کے وقت جلوس مین سب سے آگے ' وحفص عمر صنہاجي کي اولاد 'پنے اپنے طبقون اؤر عمرون کے مطابق ہوتی ہي ۰ ان کے بعد بنو عبد المومن مین سے جو خلیفۃ وقت ہو اس کا کہوڑا ہوتا ہي ۰ اس کے پیچہے الجماعت کے ارکان اپنے طبقات کي ترتیب سے ہوتے ہین ۰ پہر اہل خوج ' پہر قبائل ۰ اؤر قبائل مین سب سے آگے ہرغہ ' یعني ابن تومرت کا قبیلہ ' ہوتا ہي ' اس کے بعد اہل تینملل ' پہر اہل کومیہ ' اؤر سب سے پیچہے الموحدون اس ترتیب سے ہوتے ہین جس ترتیب سے انہون نے یکے بعد دیگرے شروع مین ہجرت اختیار کی تہی *

ان کي ہمیشہ یہ عادت رہي کہ خط لکہہ کر متفرق بلاد سے مختلف فنون ' اؤر بالخصوص علوم نظري ' کے علماء کو اپنے دربار مین بلاتے تہے ۰ ان علماء کي جماعت کا نام " طلبۃ الحضر " تہا ۰ بعض اوقات ان کي کثرت ہو جاتي تہي ' اؤر بعض اوقات تعداد کہٹ جاتي تہی ۰ ان کے علاوہ علماء کي ایک اؤر صنف بہي تہي ' اؤر ان کا کام صرف یہ تہا کہ وہ المصامدہ کے متعلق معلومات جمع کئے جائین ۰ ان کو " طلبۃ الموحدین " کے نام سے موسوم کیا گیا تہا ۰ یہ امر ضروري تہا کہ جس مجلس مین خلیفہ موجود ہون ' عام اس سے کہ وہ مجلس عام ہو یا خاص ' ان طلبہ کے شیوخ مین سے کوئی نہ کوئي ضرور حاضر ہو ۰ قاعدہ یہ تہا کہ سب سے پہلے خلیفہ کسي علمی مسئلے پر بحث کا آغاز کرتے تہے یا ان کی اجازت سے کوئي اؤر شخص اس پر تقریر کرتا تہا ۰ چنانچہ عبد المومن ' یوسف ' اؤر یعقوب خود بنفس نفیس بحث کا آغاز کرتے تہے ' اؤر آخر مین دعا کرتے تہے ' جس کے جواب مین وزیر اس قدر بلند آہنگي سے آمین کہتا تہا کہ دور دور کے لوگ بہي سن سکین *

سفر مین یه قاعدہ تھا کہ خلفاء کے آگے آگے دوران سواري مین صبح و شام ہر وقت قرآن شریف پڑھا جاتا تھا ۔ کہین نزول ہوتا تو دن کے شروع مین نماز فجر کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا جاتا تھا کہ ایک شخص باہر نکلکر استعانت باللہ اؤر توکل علي اللہ کي منادي کرتا ۔ یہ اس وقت ہوتا تھا کہ جب خلیفہ سوار ہونے تھے ۔ اؤر جب دوسرے لوگ بھی سوار ہونا شروع کرتے تو خلیفہ اس اندار سے خیمے کے اندر سے سوار ہوکر نکلتے کہ ان کے بڑے بڑے قرابت دار اؤر الموحدون کے شیوخ لمبے لمبے قدم بڑھاتے ہوئے خلیفہ کے آگے آگے جلتے تھے ۔ پھر خلیفہ ان کو سوار ہونے کا حکم دیتے ' اؤر جب وہ سوار ہو جکتے تو خلیفہ ٹھہرتے اؤر ہاتھ بڑھاکر دعا کرتے ۔ دعا سے فراغت ہوجانے کے بعد ان کے پیچھے سے طلبة الموحدین آہستہ آہستہ چلتے ہوئے قرآن شریف کي کوئی سورت نہایت خوش الحاني سے پڑھتے جاتے ' اس کے بعد کچھ حدیث شریف سناتے ' پھر اپني اؤر عربي زبانون مین ابن تومرت کے عقائد کے متعلق انہین کي تالیفات پڑھتے ۔ جب اس سے فراغت ہوجاتی ' تو خلیفہ بھی ٹھہر جاتے اؤر ہاتھ بڑھا کر دعا کرتے ۔ علی ہذا القیاس نزول کے وقت بھی اعیان قرابت اؤر شیوخ موحدین پہلے خلیفہ کے آگے آگے چل کر خیمہ مین داخل ہوتے ' اؤر خلیفہ خیمہ کے اندر پہنچ کر دعا کرتے ۔ ان کے تمام سفرون مین ہمیشہ یہی عادت جاري رہي *

اقامت جمعہ کے حالات

ان کے جمعون اؤر خطبون کے حالات یہ ہین کہ ان کے خلیفہ زوال آفتاب کے وقت ایک قبلہ رخ دروازے سے اپنے خواص و حشم کو ہمراہ لئے ہوئے برآمد ہوتے اؤر دو رکعت نماز ادا کرکے بیٹھ جاتے ۔ پھر قاري خوش نوائي کے ساتھ دس آیات قرآنی تلاوت کرتا ۔ اس کے بعد رئیس المؤذنین (جس کے پاس وہ عصا ہوتا تھا جس پر خطیب سہارا

لے کر کہڑا ہوتا تہا) اُتہہ کر کہتہ کہ "السلام علیک یا امیر المومنین! والحمد للہ رب العالمین۔ زوالِ آفتاب کے بعد ساتہ بہیں حج ہی"۔ اس کے اس قول سے یہ مراد ہوتی تہی کہ وہ امیر المومنین سے اس امر کی اجازت طلب کرتا تہا کہ خطیب منبر پر کہڑا ہوکر خطبہ شروع کرے۔ اجازت ملنے پر خطیب اُتہہ کر منبر پر چڑہتا اور وہ شخص اسے وہ عصا دے دیتا۔ جب خطیب منبر پر بیٹہہ جاتا، تو تبین موذن، جنہیں ان کی خوش الحانی کی بناء پر مختلف بلاد سے منتخب کیا جاتا تہا، نہایت دلکش لہجہ میں متفرق طور پر اذان دیتے۔ پہر خطیب کہڑا ہوکر خطبہ پڑہتا، اور سب سے پہلے یہ کہتا کہ –

"الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و سیات اعمالنا۔ من یہدی اللہ فلا مضل لہ، و من یضللہ فلا ہادي لہ۔ و نشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، و نشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ، ارسلہ بالحق بشیرا و نذیرا بین یدي الساعۃ۔ من یطع اللہ و رسولہ فقد رشد، و من یعص اللہ و رسولہ فلا یضر الا نفسہ ولا یضر اللہ شیئا۔ اسئل اللہ ربنا ان یجعلنا ممن یطیعہ و یطیع رسولہ و یتبع رضوانہ و یجتنب سخطہ، فانما نحن بہ ولہ۔"

پہر تعوذ کے بعد سورۂ قاف شروع سے آخر تک پڑہ کر بیٹہہ جاتا۔ بعد ازاں خطبۂ ثانیہ کے لئے اُٹہتا اور کہتا –

"الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نتوکل علیہ، و نبرأ من الحول والقوۃ الیہ، و نشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، و نشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ الذین اتبعوہ، فقاتوا الادام جدًا و عزماً و انفذوا و سعہم فی نصرہ و الصبر علی ما اصابہم فیہ وفاءً و صدقا و حزما، و علی الامام المعصوم، المہدي المعلوم، ابي عبد اللہ محمد بن عبد اللہ العربي القرشي الہاشمی الحسنی الفاطمي المحمدي الذي أیّد بالعصمۃ فکان امرہ حتما، و اکتنف بالنور اللائح والعدل الواضح، الذي

بصلة المسيطة حتى لا يدع فيها ظلاما و لا ظلما ، و على وارث شرفه الصميم ، قسيمه رضى في النسب الكريم ، المجتبى لوراثة مقامه العلي ، الخليفة الامام ابي محمد عبد المومن بن علي ، و على ابي يعقوب ولي ذلك الاستخلاص و مستوجب شرف الاجتباء و الاختصاص . اللهم و ارض عن المجاهد في سبيلك ، المحيي سنة رسولك ، الخليفة الامام ابي يوسف امير المومنين ، ابن امير المومنين ، ابن امير المومنين ، و على الخليفة الامام ابي عبد الله ابن الخلفاء الراشدين . اللهم وانصر ولي عهدهم الطالع في افق سعدهم ، القائم بالامر من بعدهم ، الخليفة الامام امير المومنين ابا يعقوب ابن امير المومنين ، ابن امير المومنين ، ابن امير المومنين ، ابن امير المومنين ، ابن امير المومنين . اللهم كما شددت به عري الاسلام ، وجمعت علي طاعته قلوب الانام ، و نصرت به دين نبيك محمد عليه السلام ، فاقض له بالنصر المقرون بالكمال والتمام . اللهم كما اجتبيته من الخلفاء الراشدين و الائمة المهديين ، فاجعله من المقتدين لآثارهم ، المهتدين بمنارهم ، المقتبسين من انوارهم . اللهم و أيّد الطائفة المنصورة و الجماعة اخوان نبيك ، و طائفة مهديك ، الذين اخبرتَ عنهم في صريح وَحيك انهم لا يزالون ظاهرين علي امرك الى قيام الساعة ، و امدّهم و كافة من انتظم في سلكهم من انصار الدين و حزبك الموحدين بمواد النصر و التمكين و الفتح المبين ، و اجعل لهم من عضدك و تاييدك أعزّ ظهير و اكرمَ نصير" .

اس کے بعد وہ دعا کرکے منبر پر سے اتر آتا اور نماز پڑھاتا . نماز سے فارغ ہوکر خلیفہ خود دعا کرتے اور ، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ، وزیر آمین کہتے جاتے *

یہ ہے تمام کیفیت ان کی سیرت کی جس کو ہم نے شرط تقریب کے اقتضا کے موافق مجملاً بیان کردیا ہے . اسی اثناء میں اور تفاصیل ہیں ، جن کی تشریح بہت طویل ہوگی ، اور اس کتاب کے

پڑھنے والے کو انکی ریادہ ضرورت بھی نہین ہی کیونکہ جو کچھ مین نے
ان اوراق مین لکھہ دیا ہی قاری کتاب اسی سے ان امور کا استدلال
کرسکتا ہی جو بیان نہین کئے گئے *

اؤر (خدا آپ کو صلاحیت دے) یہ ہی انتہا المغرب کے اخبار
اؤر اس کے ملوک و وزراء و وکُتاب کے سیر اؤر اس کے دیگر متعلقات
کی' جو حسب استطاعت مجھہ تک پہنچے ہین ۔ اس سے پیشتر
مبسوط طور پر اس تقصیر و خلل کے لئے عذر خواہی کی جا چکی ہی
جو اس کتاب مین پائی جاتی ہی ۔ علاوہ اس کے' ہمارے آقا کے اِس
حقیر ترین خادم کو نہ کبھی تصنیف کی عادت ہی' اؤر نہ کبھی اسنے
اس کا دعوی کیا ہی ۔ البتہ ہمت فخریہ نے (خدا اس کا رتبہ بلند کرے)
اُسے اس کام کے لئے تیار کیا ۔ پس اگر اس تصنیف مین کوئی خوبی
ہی تو اس کی نسبت اسی ہمت علیہ کی طرف ہی اؤر اسکا منبع
وہی ذات ہی' اؤر اگر کچھہ عیب ہی تو اسے اس کی خصلت حسنہ
پوشی مستور اؤر اس کی مسامحت معمور رہنے دیگی *

ہمارے آقا نے (خدا اس کی مجد کا محافظ ہو!) تحریر فرمایا تھا
کہ اس تصنیف مین اقالیم معرب کا ذکر' اس کے شہرون کی تعیین'
برقہ سے سوس اقصی تک کے تمام مراحل کی فرداً فرداً تحدید' اؤر
جزیرہ نمائے اندلس اؤر اس مین جن جن شہرون پر مسلمان قابض ہین
(جیسا کہ پہلے ذکر ہو بھی چکا ہی) انکا ذکر' درج کیا جائے ۔ چنانچہ
آنجناب کے اس مملوک نے حسب عادت قبول حکم کے سوا اؤر کوئی
چارہ نہ دیکھا ۔ اؤر آوائے مخدوم کا امتثال امر کرنا شرعی اؤر عرفی طور پر
بھی واجب ہی' با وصف اس کے کہ یہ باب اس تصنیف کے مقصد
سے خارج اؤر المسالک والممالک کے مقصد مین داخل ہی' اؤر لوگون نے
اس باب مین متعدد کتابین بھی تصنیف کی ہین ـــ مثلاً ابو عبید

بکري اندلسی کی کتاب ' ابن وياص اندلسی کی کتاب ' ابن خرداد به فارسی دی کتاب ' العرعاني کی کتاب ' اور اسی قبيل کی ديگر کتب معروف ۔ انشاء الله ہم به طور تقريب بلا تطويل اپنے مولانائے عالی کی رائے کے مطابق اس بارے مين ان حدود بلاد کا ذکر کرینگے ' جن پر وه حکمران ہين ' اور اسی عادت کے مطابق بیان کرینگے جو اس کتاب مين شروع سے آخر تک رهی ہي ۔ لهذا ہم کہتے ہين ' و بالله التوفيق والاعانه ۔—

يه امر معلوم اور مشهور ہي که به لحاظ عرض بلاد مصريه کی پہلي حد وه ہی جو شام عريش سے ملي هوئي ہی ' اور آخري وه که جهان مغرب مين وه شهر اطابلس (المعروف به برقه) سے ملتی ہي ' اور به لحاظ طول اس کی حدود سرحد أسوان سے شهر رشيد تک ہين ' جو بحر رومی کے ساحل پر واقع ہي ۔ اصحاب " مسالک و ممالک " اور اسي قسم کے ديگر مصنفين نے يون ہی بيان کيا ہي ۔ پهر بلاد افريقيه اور المغرب کی اولين حد وهی شهر اطابلس ہي جس کا سطور بالا مين ذکر هوا ' جسے برقه بهي کہتے ہين ۔ اسے اہل روم نے آباد کيا تها ۔ وه ان بلاد مين سب سے بڑا مقام اور ان کے اهالي کے لئے مقام اجتماع تها ۔ امير المومنين حضرت عمر رضی الله عنه کے زمانے مين مسلمانون نے اسے فتح کيا تها ' اور اسی سے المغرب کي فتح کا آغاز هوا تها ۔ اس شهر ' يعنی اطابلس ' سے طرابلس المغرب تک تقريباً پچيس منزلين ہين ' اور اسکندريه اور طرابلس المغرب کے درميان بيتاليس ۔ اسکي آبادي شهر اسکندريه سے لے کر شهر قيروان تک پهيلی هوئي تهی ' اور دن رات اس مين قافلون کي آمد و رفت جاري رهتی تهي ۔ اسکندريه اور طرابلس المغرب کے درميان نهايت قريب قريب فاصلون پر قلعے واقع تهے ۔ جب کبهی سمندر مين کوئی غنيم رونما هوتا تها ہر ايک قلعه اپنے متصل کے قلعه کے لئے روشني کرتا تها ' اور وه روشنی وهان پهنچ جاتی

تھي ۔ اس طرح دشمن کی آمد کي خبر اسکندریه سے طرابلس اور طرابلس سے اسکندریه تک ' رات کے وقت ' تین یا چار گھنٹے کے عرصے مین پہنچ جاتي تھي ' اور لوگ اپنے اپنے ساز و سامان کو سنبھال کر دشمن سے ھوشیار ھو جاتے تھے ۔ ان بلاد کي یه بات اس وقت تک مشہور رھی که جب آخر کار عربون نے ان قلعون کو تباہ و برباد کرکے انکے باشندون کو وھان سے خارج کردیا ' جب که سنه ۴۴۰ کے حدود مین بنو عبید نے انھین المعرب کو جلے جانے کی اجازت دے دي تھی ' کیونکه ابن معز ابن بادیس صنھاجی مین کچھه شکر رنجی ھو گئی تھي ' جس نے ان کے لئے منبرون پر سے دعا کرنے کي رسم بند کرکے بنو عباس کے لئے دعا کرنے کا رواج جاري کیا تھا ۔ اس وقت سے آج تک وہ اسی خرابی اور تباہی کے عالم مین مبتلا ہی ۔ اھل عرب مین سے بنو سلیم بن منصور بن عکرمه بن حصفه بن قیس عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان وعدود وعبید نے اسے اپنا وطن بنا لیا تھا ۔ چنانچه وہ لوگ آج تک وھین ہین ' اور مدن و حصون کے آثار بھی آج تک باقی ہین *

شہر انطابلس مذکور بالکل خراب و برباد ھو چکا ہی ۔ اب سوا اس کے آثار کے اور کچھه بھی باقي نہین ہی ۔ برقه اور طرابلس کے درمیان ایک قلعه ہي جس کا نام طلمیثه ہي جس کے قریب گندھک کي ایک کان ہی ۔ لیکن شہر طرابلس آج تک آباد و معمور ہي ۔ یه شہر المصامدہ کی مملکت مین سب سے پہلا شہر تھا ۔ ان کي سلطنت کے دوران مین اور ابو یعقوب کے زمانے مین مملوک قراقش اسیر مستولی ھو گیا تھا ' جس کا حال ابو یوسف کے ایام حکومت کے بیان مین گزر چکا ہی ۔ مگر بعد مین المصامدہ نے اسے وھان سے نکال دیا ۔ علی هذا القیاس یحییٰ بن غانیه بھي اس پر اور افریقیه کے ایک بڑے حصے پر غالب ھو گیا تھا ' جیسا که پہلے ذکر ھوا ۔ اسے بھی بعد مین المصامدہ نے وھان سے خارج کردیا تھا ۔ مختصر یه که یه شہر آج ' یعنی سنه ۶۲۱ '

تک المصمدد کی حکومت میں ہی ۔ بلاد افریقیہ کی مشرقی حد شہر انطابلس مذکور ہی ہی ' اور مغربی سرحد میں شہر قسطنطینۃ الہواء ہی ' جو اپنی غایت بلندی اور نہایت درجہ محفوظ و مصئون ہونے کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوا ہی ۔ انطابلس اور قسطنطینہ المعرب کے مابین قریب پچاس مراحل کا فاصلہ ہی ۔ العرض طول و عرض کے لحاظ سے افریقیہ کے حدود یہ ہیں ۔ مگر یہ طول و عرض صحراء غمارہ کی مزاحمت اور طول فاصلہ کے مطابق مختلف مقامات میں مختلف بھی ہی ۔ افریقیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ اولاد حام ابن نوح علیہ السلام میں سے افریقس اس میں آکر مقیم ہوا تھا ' جو ابوالبربر ہی ' اور تمام بربری حام ابن نوح علیہ السلام ہی کی اولاد میں سے ہیں ۔ البتہ ان میں صنہاجہ شامل نہیں ہیں ' کیونکہ وہ حمیر کی طرف منسوب ہیں ۔ یہ تمام بیان ابو جعفر محمد بن جریر طبری کی تاریخ کے " ذکر افریقس " سے " ذکر صنہاجہ " تک کے بیان کے مطابق تحریر کیا گیا ہی *

تحریر بالا سے معلوم ہوا کہ افریقیۂ معمورہ کا سب سے پہلا شہر طرابلس المعرب ہی ' جس کا ذکر اوپر ہوا ۔ اس شہر سے قابس نامی شہر تک دس مراحل ہیں ۔ یہ شہر قابس ' شہر طرابلس کی طرح ' بحر روم کے ساحل پر واقع ہی ' اور اس کے قرب و جوار کے بعض پہاڑوں میں سے دریا آ آکر اسکے پاس سمندر میں گرتے ہیں ۔ اسی سبب سے وہ افریقیہ کے باقی تمام شہروں سے زیادہ سرسبز ہی ' اور میوہ جات اور انگور بکثرت پیدا کرتا ہی ۔ قابس سے ساحل بحر کے سفاقس نام ایک اور چھوٹے سے شہر تک چار ' اور سفاقس سے مہدیۂ بنو عبید تک تین مراحل کی مسافت ہی ۔ مہدیہ کا حال ابو محمد عبد المومن بن علی کے حالات میں بیان ہو چکا ہی ۔ مہدیہ کے سامنے اور اس کے نہایت ہی قریب ایک اور شہر آباد ہی ' جس کو زویلہ کہتے ہیں ۔ بنو عبید نے زویلہ کی

بناء کے وقت اس شہر کو بھي آباد کیا تھا ۔ مگر انہون نے مہدیہ کو اپنے اور اپنے حشم و خدم ' اعیان فوج اور سپہ سالاران لشکر کے لئے مخصوص کردیا تھا ' اور زویلہ میں باقي تمام رعیت ' اہل سودان ' اراذل کتامہ ' اور دیگر پیروان اور متوسلین کو آباد کیا تھا ۔ جب معز ' اپنے خادم جوہر کے ہاتھون مصر کے فتح ہونے کے بعد مصر کي طرف روانہ ہوا تو اس کے ہمراہ اہل زویلہ کی ایک بہت بڑي جماعت بھي وہان گئی تھی ۔ چنانچہ قاہرہ کا ایک دروازہ اور ایک محلہ آج تک انہین لوگون کی طرف منسوب ہي ۔ مہدیۂ بنو عبید سے ایک اور شہر موسوم بہ سوسہ تک (جس کی طرف سوسي کپڑا منسوب ہي) دو ' اور سوسہ سے شہر تونس تک تین مراحل کا فاصلہ ہي ۔ زمانۂ قدیم ' یعنی اہل فرنگ کي حکومت کے دوران میں یہ تونس شہر نہ تھا ۔ اس کي بنیاد آغاز اسلام کے زمانے میں ہوئي ہي ۔ اسے عقبہ بن نافع فہري نے ایک مصلحت کي وجہ سے آباد کیا تھا ۔ البتہ ساحل بحر پر ایک اور زبردست شہر آباد تھا ' جس کا نام قرطجنہ تھا ۔ اس کے اور تونس کے درمیان تقریباً چار فرسنگ کا فاصلہ ہي ۔ شہر قرطجنہ اہل روم کے زمانے میں افریقیہ کا آباد ترین مقام تھا ۔ وہ بہت بڑا شہر تھا ' جہان اہل روم کي قوت و طاقت ' ان کي رعیت کی شدت اطاعت ' اور ان کے افراط جبروت کا ایسا اظہار ہوتا تھا کہ ان کے حالات پڑھنے اور ان پر غور کرنے والے کو حیرت ' اور ان کے کوائف سے آگاہ ہونے والے کو عبرت ہوتي ہي ۔ وجہ یہ تھي کہ وہ لوگ ایک دور دراز فاصلے سے وہان تک پاني لائے تھے ' اور اس کے لئے ایسے ایسے طریقے استعمال کئے تھے کہ جس کے آسان ترین حصول سے بھي آجکل کے لوگ عاجز ہین ۔ انہون نے اسي طرح کا ایک اور شہر عظیم قسطنطینیۂ عظمي بھي آباد کیا تھا ' جو بادشاہ فرنگ ' قسطنطین بن ہیلان سے منسوب ہي ۔ بعد ازان جب حضرت عثمان رضي اللہ عنہ کے عہد میں مسلمانون نے

افریقیہ کو فتح کیا، تو انہوں نے اس شہر مذکور کو آباد کرکے شہر قیروان بسایا اوْر اسی کو اپنا دار المملکت، والیان ملک کا مستقر، افواج کی جائے اجتماع، اوْر مرکز جیوش بنایا۔ پھر ساحل بحر پر شہر تونس مذکور کی بنیاد ڈالی۔ اس سے قبل اسی مقام پر اہل روم کا ایک معبد تھا، جو ان کے ہاں نہایت قابل تعظیم تھا، اوْر دور دراز مقامات سے لوگ اس کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ مسلمانوں نے اس معبد کو مسمار کرکے اس کی جگہ ایک مسجد بنائی، اوْر اسي دیر قدیم کے ایک راہب مسمی تونس کے نام سے شہر تونس آباد کیا۔ تونس اس وقت سے آج ہمارے زمانے تک آباد چلا آتا ہي *

جب شہر قیروان غیر آباد و تباہ ہوگیا (جس کی طرف ہم عنقریب اشارہ کرینگے) تو شہر تونس افریقیہ کا بزرگ ترین شہر، اس کے عُمال و وُلاۃ کا مستقر، اوْر اس کے والیان امر کی جائے مخاطبت بن گیا۔ اس کی تمام عمارات نہایت نفیس سنگ خارا اوْر سنگ مرمر کی بني ہوئی ہیں۔ تونس سے چھ مراحل کي مسافت پر ساحل بحر پر ایک اوْر چھوٹا سا شہر ہي، جسے بونہ کہتے ہیں، جس کے معني اہل فرنگ کی زبان میں "جید یا عمدہ" کے ہیں۔ پھر تونس اوْر بونہ کے مابین ایک اوْر ذرا سا شہر ہی، جو بني زرت کہلاتا ہی۔ اس کے اوْر تونس کے درمیان خشکی کی راہ سے ایک تیز رو مسافر کے لئے کامل ایک دن کا فاصلہ ہي۔ ان بنو زرت کے متعلق ایک عجیب و غریب بات یہ ہی کہ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ ہر ماہ میں ہلال نو کے طلوع کے وقت سمندر میں ایک مچھلی نکلتی ہي جو ماہ سابق کی مچھلی سے مختلف ہوتي ہي۔ وہاں کے باشندوں میں یہ روایت متواتر چلی آتی ہي، اوْر کوئي شخص اس سے اختلاف نہیں کرتا۔ صیّادین کے بڑے بڑے عقلاء اوْر علماء اس مچھلي کے اختلاف ہیئت سے مہینوں کا شمار و حساب کرتے تھے، گو کہ وہ ہلال نہ بھي دیکھ سکتے ہوں۔ اوْر

یہ کل واقعہ تقسیمات سے منسوب ہی۔ ہیئت و قمر کی منازل وغیرہ کا حساب کرنے والوں نے اس موضوع پر بحث کی ہی۔ شہر بونہ سے شہر قسنطینہ تک (جو افریقیہ کی حدود میں سے ایک حد ہي) پانچ مراحل کا فاصلہ ہی، اور قسنطینہ سے سمندر تک دو یا کسی قدر زائد مراحل کا۔ یہ افریقیہ کے ان شہروں کا حال ہی جو ساحل بحر یا اس کے قریب واقع ہیں۔ ان کے علاوہ اس میں ایسے شہر بھی ہیں جو صحراء سے ملے ہوئے ہیں۔ بلاد مغرب میں ساحل بحر پر جو شہر آباد ہیں، ان کے بیان کے بعد انشاء اللہ میں ان کا ذکر بھي کرونگا۔

قسنطینہ المغرب سے بجایہ تک ایک آہستہ رو مسافر کے لئے پانچ مرحلوں کی مسافت ہي۔ یہ بجایہ بنو حماد صنہاجہ کا دارالسلطنت تھا، جن کی طرف قلعۂ بنو حماد منسوب ہي۔ ان کي مملکت میں قسنطینہ المغرب سے سیو سیرات نامي مقام تک کل علاقہ شامل تھا، جس کا ذکر ہو چکا ہي۔ اس مقام اور بجایہ کے مابین تقریباً دو مراحل کا فاصلہ ہي۔ بنو حماد بجایہ اور اس کي جہات پر حکومت کرتے رہے، تا آنکہ ان کے بادشاہ یحیی کے زمانے میں ابو محمد عبد المومن بن علي، حسب بیان سابق، ان کو وہاں سے خارج کردیا۔ شہر بجایہ سے ایک اور چھوٹے سے شہر تک، جسے الجزائر کہتے ہیں اور بنو مزغنہ نام کی ایک قوم سے منسوب ہي، تقریباً آٹھ مراحل ہیں۔ یہ شہر الجزائر بھي شہر بجایہ کی طرح ساحل بحر پر واقع ہي۔ الجزائر سے تنس نام کے ایک اور چھوٹے سے شہر تک چار، تنس سے شہر وہران تک سات، اور وہران سے شہر سبتہ تک تقریباً اٹھارہ مراحل کي مسافت ہي۔ اسي سبتہ کے ساحل پر دو سمندر آکر ملتے ہیں ایک بحر مانطس (یعني وہي بحر روم) اور دوسرا بحر اقیانس جو ایک بڑا سا سمندر ہي۔ اور یہ سب زقاق نامي خلیج کا حصۂ اولین ہي۔ سبتہ اور اندلس کے درمیان سمندر کي وسعت اٹھارہ میل کي ہي۔ پھر وہ آہستہ آہستہ

تنگت ہوتا ہوا بربر کی وادي کے ایک مقام موسوم بہ قصر مصمودہ تک پہنچاتا ہی۔ جس کے اور سبتہ کے درمیان نصف درم کی مسافت ہي۔ پھر جزیرہ نمائے اندلس سے ایک مقام تک، جس کا نام طریف ہي اور اسي قصر مصمودہ کے مقابلے مین واقع ہی، سمندر تنگت ترین حالت مین ہی۔ چنانچہ ان دونون مقامات کے درمیان کا فاصلہ صرف بارہ میل ہی، اور اگر دن مدن کسي وقت دیکھا جائے تو ہر ایک ساحل بحر سے دوسرے کی زمین اچھي طرح دکھائي دیتی ہي۔ مورخین کا بیان ہي کہ زمانۂ قدیم مین اہل روم نے اس خلیج پر ایک پل باندھا تھا۔ مگر بعد مین پانی کے ایک زبردست سیلاب نے اسے ڈھانپ دیا۔ جزیرۂ طریف کے باشندون مین سے بعض کا بیان ہی کہ سمندر کے سکون کے وقت جب پانی صاف و شفاف ہوجاتا ہي وہ اس پل کو دیکھ سکتے ہین۔ شہر سبتہ سے شہر طنجہ تک خشکي کی راہ سے پورے ایک دن کا راستہ ہی۔ یہ طنجہ اس خلیج کا آخري مقام ہي جہان وہ دو سمندر آکر ملتے ہین۔ وہ بحر اعظم کے ساحل پر واقع ہي، اور اس کے پیچھے اور کوئي آبادي نہین ہي۔ وہ سمندر ہمارے ہان بحر محیط کے نام سے مشہور ہی، اور بحر ہند اور حبشہ سے ملا ہوا ہي۔ امر محقق یہ ہي کہ المغرب مین طنجہ آخري شہر ہي۔ اسکے بعد جو بلاد ہین سب جنوب مین ہین، مثلاً شہرہائے سلا و مراکش۔ اسی طرح آدمي تمام جنوب مین گھومتا ہوا آخرکار بلاد حبشہ و ہند مین پہنچ جاتا ہي۔ غرض کہ بحر روم کے ساحل پر ملک المغرب کا اولین شہر اطرابلس ہي، جو برقہ کے نام سے مشہور ہی، اور آخرین شہر بحر اعظم کے ساحل پر طنجہ ہي۔ ان دونون کے مابین تخمیناً چھیانوے مراحل کا فاصلہ ہي۔ یہ ہي بیان ان شہرون کا جو بلاد المغرب کے ساحل بحر پر واقع ہین *

اب ہم ذیل مین افریقیہ اور المغرب کے ان شہرون کا ذکر کرتے ہین، جو ساحل پر نہین ہین —

مقدم الذکر شہر قابس سے ایک اور شہر موسوم بہ قفصہ تک تین مراحل کا فاصلہ ہی ' اور شہر قفصہ سے شہر توذر تک چار مراحل کا ۔ توذر بلاد الجرید کا سب سے بڑا شہر ہی ' اور بہت سے قریون پر حاوی ہی ۔ جس علاقہ کا نام بلاد الجرید ہی اس کے دو حصے ہین ۔ ایک کا نام قسطیلیہ ہی ' جس کا اطلاق توذر اور اس کے اعمال پر ہوتا ہی ۔ دوسرے کو زاب کہتے ہین ' جس مین شہر بسکرہ اور اسکے اعمال شامل ہین ۔ شہر توذر سے شہر بسکرہ چار مراحل کے فاصلے پر ہی ۔ بسکرہ کے قریب ایک اور ذرا سا شہر ہی ' جس کا نام بعاوس ہی ۔ ان دونون مین دو مراحل حائل ہین ۔ یہ وہ شہر ہین جو بلاد افریقیہ مین صحراء سے ملے ہوئے ہین ۔ ان کی حدود مین اور کثیر التعداد قریہ جات آباد ہین ۔ مگر چونکہ وہ سب چھوٹے چھوٹے ہین ' اسلئے ہم نے ان کا ذکر نہین کیا ۔ شہر تونس اور شہر توذر کے مابین قیروان کا مشہور شہر واقع ہی ' جو ساحل سے تین مراحل پر ہی ۔ یہ یعنی قیروان مسلمانون کے ہاتھ سے فتح ہونے کے وقت سے ان کا دار الملک رہا ' اور بنو امیہ اور بنو عباس کے تمام خلفاء اپنی جانب سے اس پر امراء بدا بدر بھیجتے رہے ' یہان تک کہ بنو عباس کے امر مین اضطراب واقع ہوا ' اور اغالبہ نے ملک افریقیہ مین استبداد حاصل کرلیا ۔ اغالبہ ' اغلب بن محمد بن ابراہیم بن اغلب تمیمی کی اولاد سے تھے ۔ انہون نے بھی قیروان کو اپنا دار الملک بنائے رکھا ' تا آنکہ بنو عبید نے انہین وہان سے خارج کردیا ۔ جب تک وہ افریقیہ مین رہے خود حکمران رہے ' اور مصر کو جاتے ہوئے زیری بن مناد کو اس کا والی بنا گئے ۔ پھر زیری اور اس کی اولاد اس پر حکومت کرتے رہے ' اور بالاخر ان کے آخری تاجدار تمیم بن معز بن بادیس بن منصور بن بلکین بن زیری بن مناد مذکور کو عربون نے وہان سے نکال باہر کیا ۔ عربون نے اسے لوٹ کھسوٹ کر تباہ و برباد کردیا ۔ چنانچہ وہ آج تک اسی طرح خراب و غیر آباد

پڑا ہي ۔ اب اس مین بہت کم آبادي ہی ' اور صرف فلاحین اور اہل بادیہ رہتے ہین *

زمانۂ گزشتہ مین اپني فتح کے دن سے لیکر عربون کے ہاتھہ سے تباہی کے وقت تک قیروان المغرب کا زبردست دارالعلم رہا ہي ۔ بڑے بڑے علماء اس سے منسوب ہین ۔ باشندگان المغرب طلب علم مین وہان جایا کرتے تھے ۔ لوگون نے قیروان کے حالات و کوائف ' اس کی تعریف و توصیف ' اس کے علماء ' زہاد ' صلحاء اور فضلاء گوشہ نشین کے ذکر مین مشہور کتابین تصنیف کي ہین مثلاً ابو محمد بن عفیف اور ابن زیادۃ اللہ طبني وغیرہ کی کتابین ۔ جب ہمارے مذکورہ بالا بیان کے مطابق قیروان پر تباہي اور بربادي چھا گئی ' تو اس کے اہالی ہر طرف کو منتشر ہو گئے ۔ بعض بلاد مصر کو چلے گئے ۔ بعض نے صقلیہ اور اندلس کا راستہ لیا ۔ اور ایک کثیر التعداد جماعت المغرب کے دور ترین حصے مین جاکر شہر فاس مین آباد ہو گئی ' اور ان کی اولاد آج تک وہان باقي ہي ۔ یہ ہین افریقیہ کے مختصر حالات *

ان کے علاوہ اس مین اور بھی بہت سے شہر تھے جو تباہ ہو چکے ہین ۔ مین ان کے نامون سے واقف نہین ہون ' کیونکہ مجھے افریقیہ کے حالات کی تفصیل سے بہت کم واقفیت ہی ۔ مین تونس کے سوا اسکے کسی اور شہر کو نہین گیا ۔ تونس مین بھی مین سنہ ۶۱۴ مین اندلس سے آتے ہوئے سمندر کے راستے سے داخل ہوا تھا ۔ اسکے حالات جو کچھہ مجھہ سے لکھے جا سکتے تھے ' لکھہ چکا ہون ' اور استفاضہ کرنے والے کے لئے صرف اسی قدر سن لینا کافي بھي ہي *

قیروان کي مذکورہ بالا تباہي کے بارے مین ابو عبد اللہ محمد بن ابی سعید بن شرف جذامي نے یہ اشعار کہے ہین —

مین المغرب کا بزرگ ترین مقام اور جائے علم ہی ۔ اس مین قیروان
قرطبہ کا علم جمع ہو گیا ہی کیونکہ ایک زمانے مین جس طرح
قیروان المغرب کا صدر مقام تھا، اسی طرح قرطبہ اندلس مین تھا ۔
مگر جب، جیسا کہ ہم کہہ چکے ہین، عربون کي آوردہ تباہي کے سبب
سے قیروان کا حال بگڑ گیا، اور اُدہر ابو عامر محمد بن ابي عامر اور انکے
بیٹے کي موت کے بعد قرطبہ مین بنو امیہ مین اختلاف پیدا ہو گیا،
تو ان دونون مقامات کے ہر طبقہ کے علماء و فضلاء فتنہ و فساد سے برداشتہ
خاطر ہوکر وہان سے چلے گئے، اور اکثر شہر فاس مین آکر مقیم ہوئے ۔
چنانچہ آج یہ شہر نہایت درجہ رونق اور کمال پر ہی ۔ اسکے باشندے
نہایت عقل مند اور عالی ظرف ہین ۔ ان کی زبان اس اقلیم کی باقی
تمام زبانون سے زیادہ فصیح ہی ۔ مین نے اکثر سنا ہي کہ مشائخ اسے
المغرب کا بغداد کہتے ہین، اور ان کا ایسا کہنا بالکل حق پر مبني ہي ۔
کیونکہ واقعہ یہ ہی کہ المغرب مین ہر قسم کی عالی ظرفي اور زیرکی
و دانائي صرف اسی شہر سے منسوب ہی، بلکہ وہ اسی مین موجود
اور اسی سے ماخوذ ہي، اور اہل المغرب مین سے کوئی شخص واحد بھی
اس قول کی تردید نہین کرتا ۔ اقوام لمتونہ و مصامدہ نے شہر مراکش
کو اس لئے وطن اور دارالملک نہین بنایا تھا کہ وہ فاس سے کسي بات
مین بہتر ہي، بلکہ اس لئے کہ وہ المصامدہ کے پہاڑون اور لمدونہ کے صحراء
سے نزدیک تھا ۔ اسي سبب سے مراکش کرسی مملکت تھا ۔ ورنہ یہ شہر
اس سے کہین زیادہ اس امر کا حق دار ہی ۔ مین نہین سمجھتا
کہ دنیا بھر مین کوئي شہر بھی فاس جیسا ہوگا، جہان سامان آسائش
بہ کثرت، اسباب زندگی وسیع تر ہین، اور اطراف نہایت سر سبز ہین ۔
اسکي وجہ یہ ہي کہ وہ ایسا شہر ہي کہ پانی اور درخت اسے ہر طرف
سے گھیرے ہوئے ہین، اور اس کے دور کے اکثر حصے مین ندیان اور نہرین
جاري ہین ۔ چنانچہ اس کے دروازون کے سامنے سے تقریباً چالیس سے

زیادہ نہریں گذرتی ہیں ' جو اس کی فصیلوں کو گھیرے ہوئے ہیں ۔ مزید براں اس کے اندر اور اس کی فصیلوں کے نیچے تقریباً تین سو چکیاں ہیں جو پانی سے کام کرتی ہیں ۔ میں نے المغرب میں سوا شہر فاس کے اور کہیں کا یہ حال نہیں سنا کہ صرف ایک عطر ہندی کے سوا اسے اور کسی چیز کو باہر سے لاکر استعمال کرنے کی ضرورت نہ پڑتی ہو ۔ فاس کو اپنی ضروریات کے لئے کسی اور شہر کا دست نگر نہیں ہونا پڑتا ' بلکہ وہ اور شہروں کو بھی سامان آسائش بہم پہنچاتا اور انکو ہر طرح کی خیر و برکت سے پُر کردیتا ہے ۔ شہر فاس سے شہر مکناسۃ الزیتون تک ایک تیز رفتار شخص کے لئے پورے ایک دن کا راستہ ہے ۔ پھر مکناسۃ الزیتون سے شہر سلا تک چار مراحل ہیں ۔ یہ شہر سلا بحر اعظم موسوم بہ اقیانوس پر واقع ہے ۔ جنوب کی طرف ' جیسا کہ ہم ذکر کرچکے ہیں ' اس میں ایک دریا آکر گرتا ہے ' جسے وادی الرمان کہتے ہیں ۔ وہ وہاں سے ہوتا ہوا بحر اعظم مذکور میں جا گرتا ہے ۔ المصامدہ نے اس سمندر کے ساحل پر مراکش سے متصل ایک بہت بڑے شہر کی بنیاد ڈالی تھی ' جس کا نام انہوں نے رباط الفتح رکھا تھا ۔ اس کی داغ بیل ابو یعقوب یوسف بن عبد المومن نے ڈالی ' اور ان کے بیٹے یعقوب نے اسے پورا کیا ۔ پھر اس میں ایک بڑی سی مسجد بنائی ' جس کا ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں ۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے خاص ابن تومرت کے حکم سے یہ شہر آباد کیا تھا ؛ کیونکہ ابن تومرت نے ان سے پیشینگوئی کے طور پر یہ کہا تھا کہ " تم اس سمندر کے ساحل پر ایک بڑا شہر بساؤگے ۔ پھر تمہارے امر میں اضطراب واقع ہوگا اور تمہارے شہر تمہارے ہاتھ سے نکلتے چلے جائینگے ' یہاں تک کہ صرف وہی ایک شہر باقی رہ جائیگا ۔ خدائے تعالیٰ تم کو دوبارہ فتح دیگا ' تم میں اتفاق و اجتماع پیدا کریگا ' اور تمہارا امر پہلے کی طرح ترقی پذیر ہوگا " ۔ اس وجہ سے انہوں نے اس شہر کا نام رباط الفتح رکھا ۔ اس شہر کے اور

شہر سلا کے قدیم کے درمیان وہی دریائے مذکور حائل تھا ۔ انہون نے اسپر لکڑی کے تختون اور پتھرون کا ایک پل بنایا ' جس پر سے لوگ دریا کی طغیانی کے وقت عبور کرکے دوسری طرف جاتے تھے ۔ لیکن جب دریا اتر جاتا تھا ' تو وہ بجرون سے کام لیتے تھے ۔ سلا اور دارالسلطنت مراکش کے مابین نو مراحل ہین ۔ اس طرح مراکش المغرب مین آخری شہر ہے ۔ اس کی حد بندی لمتونہ کے بادشاہ تاشفین بن علی نے کی تھی ۔ اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف بن تاشفین نے اس مین ایزاد کی ۔ پھر ان دونون کے بعد علی بن یوسف بن تاشفین نے اور بھی اضافہ کیا ۔ بعد ازان اس پر المصامدہ قابض ہو گئے ' جنھون نے اس مین اور بھی اضافے کئے ۔ اس طرح ہوتے ہوتے وہ اپنی نہایت بزرگی کو پہنچ گیا ۔ چنانچہ آجکل وہ اپنے طول و عرض کے لحاظ سے چار فرسنگ کے برابر ہے ۔ مگر یہ اندازہ اس حالت کا ہے کہ جب اس مین بنو عبد المومن کے قصور و عمارات کو بھی شامل کردیا جائے ۔ المصامدہ نے اس مین اس قدر پانی جاری کیا کہ اس سے پہلے کبھی نہ تھا ' اور ایسے ایسے قصر بنائے کہ ان سے پہلے کسی اور بادشاہ کے زمانے مین نہ تھے ۔ اس سے مراکش انتہائے حسن اور غایت کمال کو پہنچ گیا ' جیسا کہ کوئی پہلے کہہ گیا ہے کہ —

لیس فیها ما یقال له * كَمُلَت لو انه كملا

[یعنی :— اس مین کوئی ایسی چیز نہین کہ جسے یہ کہا جائے کہ وہ مکمل ہے ۔ کاش کہ وہ کامل ہوتا ! (مترجم)]

یہی شہر یعنی مراکش میرا جنم بھوم ہے ' اور یہ پہلی سرزمین ہے جسے میری جلد نے چھوا ۔ مین وہان ابو یوسف یعقوب بن یوسف بن عبد المومن ابن علی کے ایام اولین مین ماہ ربیع الآخر کی ساتوین تاریخ کو پیدا ہوا تھا ۔ نو برس کی عمر مین وہان سے شہر فاس کو گیا '

اۆر علوم قرآن و تجوید حاصل کرے اۆر وهان کے زبردست علماء قرآن و تجو سے روایت کرنے کے وقت تک وهین رها ۰ پهر مراکش واپس آیا ۰ اۆر کچهه عرصه تک اسی طرح ان دونون شهرون مین آمد و رفت کرتا رها ۰ بعد ازان سنه ۷۰۳ کے آغاز مین وهان سے حرمین کو گیا ۰ اندلس گیا ۰ وهان مین نے هر طرح کے فضلاء کی جماعت کو پایا ۰ مگر مین نے ان سے سوا ان علماء و فضلاء کے ناموں، ان کی پیدائشون، وفاتون اۆر ان کے علوم کے ناموں کے اۆر کچهه نهین حاصل کیا ۰ وه سب اپنی اپنی فضیلت کو لئے هوئے مجهه سے الگ هي رهے ۰ مگر جو کچهه خدا دے اسکا کوئی روکنے والا، اۆر جس کو وه روک دے اس کا کوئي دینے والا نهین هي ۰ وه اپني رحمت کے لئے جس کو چاهتا هي مخصوص کردیتا هي، اۆر وه صاحب فضل عظیم هي ۰ الغرض یه مراکش المغرب کے بڑے اۆر مشهور شهرون مین سب سے آخري هی ۰ اس کے بعد اۆر کوئی شهر ایسا نهین هي جو قابل ذکر یا پُر رونق هو ۰ البته سوس اقصي مین چند چهوٹے چهوٹے شهر هین ۰ چنانچه ان مین ایک ذرا سا شهر هي جس کو تارو دانت کهتے هین ۰ یه سوس کا سب سے بڑا اۆر پر رونق مقام هي، اۆر یهین تمام اهل سوس جمع هوتے هین ۰ ایک اۆر چهوٹا سا شهر هي جو رُجندر کهلاتا هی ۰ وه چاندي کي ایک کان پر واقع هي، اۆر اس مین وهي لوگ آباد هین جو اس کان مین سے چاندي نکالتے هین ۰ پهر بلاد جزوله مین کُست نام ایک شهر هي، جو وهان کا بهترین مقام هی ۰ بلاد لمطه کا صدر مقام نول لمطه بهی ایک اۆر شهر هی *

یه هین وه شهر جو مراکش کے پیچهے واقع هین ۰ تارو دانت اۆر زجندر مین تو مئین خود گیا هون، اۆر ان سے واقف هون، بلکه وهان کے تجار اۆر مسافرون سے بهي آشنائي رکهتا تها، خصوصاً ان سے که جو رجندر کي مشهور و معروف کان کو جایا کرتے تهے ۰ مگر شهر جزوله اۆر لمطه کا یه حال هي که وهان سوا ان کے اهلي کے اۆر کوئي نهین جاتا *

المغرب میں چاندی، لوھے، گندھک، رانگ، پارہ وغیرہ کی کانیں اور ان کے مواضع کے اسماء

اس سے قبل گندھک کی اس کان کا ذکر ہو چکا ہے جو برقہ اور طرابلس کے درمیان واقع ہے، اور یہ بھی کہا جا چکا ہے کہ وہ طلمیثہ نامی ایک قلعہ کے قریب ہے۔ سبتہ اور وھران کے مابین ساحل بحر کے قریب بمسامان ایک مقام ہے جہاں لوھے کی کان ہے۔ سلا اور مراکش کے درمیان بحر اعظم کے ساحل کے قریب ایک دن یا اس سے کسیقدر زائد کی مسافت پر ایک جگہ ہے جسے ایسنتار کہتے ہیں۔ وہاں بھی لوھے کی کان ہے۔ یہ جگہ مسافروں کے راستے پر واقع نہیں ہے، وہاں صرف وہی لوگ جاتے ہیں جنھیں وہاں سے لوہا لانا منظور ہوتا ہے۔ پھر مکناسۃ الزیتون کے قریب اس سے تین مراحل پر ورکناس نام ایک قلعہ ہے جہاں چاندی کی کان ہے۔ ہم اس سے قبل زجندر واقع سوس کی کان کا ذکر کر چکے ہیں۔ مگر اس کی، یعنی معدن زجندر کی، چاندی وہاں نہیں ملتی۔ سوس ہی میں تانبے اور توتیا کی دو کانیں ہیں؛ اور وہ توتیا وہ ہے کہ اگر اس سے سرخ تانبا رنگا جائے تو زرد ہو جاتا ہے *

یہ تو وہ تمام کانیں ہیں جو المغرب کی بلند سرزمین میں واقع ہیں۔ ان کے علاوہ جزیرہ نمائے اندلس میں بھی اور کانیں ہیں۔ ان میں سے چاندی کی وہ کانیں ہیں جو مغرب کی طرف اہل روم کے ملک میں مقام شنترہ میں واقع ہیں۔ مزید برآن شہر قرطبہ کے چار مراحل کے فاصلے پر ایک مقام ہے جس کا نام شلون ہے۔ اس میں پارے کی کان ہے، جہاں سے تمام المغرب میں پارہ بھیجا جاتا ہے۔ پھر اعمال مریہ میں اس سے ڈیڑھ دن کی مسافت پر ایک مقام موسوم بہ دلایہ میں رانگے کی کان ہے۔ اعمال مریہ ہی میں، اور اس

سے ڈیڑھ دن ہی کے فاصلے پر' ایک اور مقام ہی جسے نکارش کہتے ہین • اس مین لوھے کی کان ہي • دانیہ اور شاطبہ کے درمیان' دانیہ سے نصف یوم کے فاصلے پر ایک مقام موسوم بہ آورہ مین بھی لوھے کی کان ہی *

یہ تمام کانین وہ ہین جو اندلس مین واقع ہین • رہا سونا' وہ بلاد سودان سے لایا جاتا ہی *

المغرب کے بڑے بڑے دریاؤن کے نام

(۱) سب سے پہلا دریا وہ ہي جس کا نام بجردہ ہی' جو بلاد افریقیہ مین شہر تونس سے نصف مرحلہ کے فاصلے پر بہتا ہی • وہ وھان کے ایک پہاڑ سے نکلتا اور بحر روم مین جا گرتا ہی *

(۲) بجایہ کا دریا جسے الوادي الکبیر کہتے ہین • وہ بجایہ کا نزہت گاہ ہی' اور اسی پر اس کے باغات و قصور واقع ہین *

(۳) تلمسان اور رباط تارا کے مابین ایک اور دریا ہی' جو وادي مُلویہ کہلاتا ہی • وہ بھی بحر روم مین گرتا ہی *

(۴) دریائے سبو' جو شہر فاس کو مشرق اور مغرب کی طرف سے گھیرے ہوئے ہی • اسی کے قریب ایک اور بڑا دریا ہی' جسے

(۵) وَرغہ کہتے ہین • یہ دونون بحر اعظم یعني بحر اقیانوس پر ملنے سے پہلے معمورہ نام ایک مقام پر مل جاتے ہین *

(۶) مکناسہ اور سلا کے درمیان ایک دریا ہی جو بھتا کے نام سے موسوم ہی • وہ بھی بحر اعظم مین گرتا ہي *

(۷) سلا کا مقدم الذکر دریا *

(۸) سلا اور مراکش کے درمیان ۔ مراکش سے تین مراحل کے فاصلے پر، ایک زبردست دریا ہی جو اُمّ ربیع کہلاتا ہی ۔ وہ جبال صنہاجہ میں سے مقام واسیفن سے نکلتا اور بحر اعظم ہی میں گرتا ہی *

(۹) مراکش سے چار میل پر ایک اور دریا تانسیفت ہی، جس پر ایک بہت بڑا پل بنا ہوا ہي *

(۱۰) سوس اقصیٰ کا دریا، اور

(۱۱) بلاد حاحہ کا دریا، جسے شفشاوہ کہتے ہیں *

یہ تمام دریا بحر اعظم میں گرتے ہیں، اور یہ ہیں المغرب کے بڑے بڑے دریا، جن کا پانی نہ کبھی کم ہوتا ہی اور نہ گرمی یا سردي کے موسم میں سوکھتا ہی ۔ ہم نے ان چھوٹے چھوٹے دریاؤں اور ندیوں کی طرف توجہ نہیں کی جو گرمیوں میں سوکھ جاتي ہیں *

جزیرہ نمائے اندلس اور اس کے شہر و دریا

جزیرہ نمائے اندلس زمانۂ قدیم میں اہل روم کے ہاں جزیرہ نمائے اشبانیہ کے نام سے مشہور تھا ۔ اس کی حدود کا ذکر اس کتاب کے شروع میں ہو چکا ہی، اس لئے یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہی ۔ زمانۂ قدیم میں اس کے باشندے مذہب صابیہ کے پیرو تھے، جس میں کواکب کي پرستش کرنا، ان کے قوی کي طلب نزول اور انواع و اقسام کی قربانیوں سے ان کے ہاں تقریب حاصل کرنا داخل تھا ۔ اس امر کی شہادت ان طلسمات سے ملتي ہي، جو وہاں پائے گئے اور جن کو وہاں قدیم باشندوں نے جمع کر رکھا تھا ۔ بعد ازاں جب حضرت مسیح علیہ السلام کے اصحاب کے ذریعے نصرانیت وہاں پہنچي، تو اہل اندلس بھي تبدیل مذہب کرکے نصراني ہو گئے ۔ یہ جزیرہ نما،

يعني اندلس ، بادشاه روم كي سلطنت مين سے ملي تهي ، اور وه اپنے اصحاب مين سے جسے چاهتا تها اس پر عامل مقرر كرديتا تها ، اسكي يهي حالت رهي ، اور اهل روم برابر اس پر حكمران رهے ، اس ملك مين ان كا دارالسلطنت شهر طالقه تها ، جو اشبيليه سے دو فرسنگ كے فاصلے پر واقع هي ، وه ايك بڑا شهر تها ، جس كے آثار آج تك باقي هين ، آخركار قوم قوطا ، جو قبائل فرنگ مين سے ايك قبيله هي ، ادهر غالب آگئي ، اور انهين جزيره نما سے نكال كر ان كے شهر روم كو پهنچا ديا ، قوط جزيره نما كے مالك واحد بن گئے ، چنانچه انهون نے اس پر نهايت طويل مدت ، يعني تقريباً تين سو سال ، تك حكومت كي ، قوطا كے بادشاه كا دارالسلطنت شهر طليطله تها ، جو جزيره نما مين وسط كے قريب واقع هي ، وه لوگ وهين حكمران رهے ، اور طليطله برابر ان كا دارالملك رها ، تا آنكه اسے مسلمانون نے سنه ٩٢ كے ماه رمضان مين فتح كرليا ، جيسا كه هم كتاب كے شروع مين كهه آئے هين ، جب مسلمان اسے فتح كرچكے تو انهون نے شهر قرطبه كو اختيار كيا ، اور اسي كو اپنا دارالخلافت ، مقر تدبير اور موضع حل و عقد بنايا ، قرطبه بهي اسيطرح دارالسلطنت رها ، جبكه فتنه آئها اور ، جيسا كه هم شروع كتاب مين بيان كرچكے هين ، الحكم المستنصر كي موت اور ابو عامر محمد بن ابي عامر اور ان كے بيٹے كے هشام المؤيد بن الحكم المستنصر پر تغلب حاصل كرنے كي وجه سے بنو اميه كا امر مضطرب هوگيا *

يه هي خلاصه جزيره نمائے اندلس كے اخبار و حالات كا ، اب مين انشاء الله اس كي ان حدود اور شهرون كا ذكر كرونگا ، جو يهان سے عبور كركے اس مين جاكر سب سے پهلے ملتے هين ، لهذا مين يون بيان كرتا هون :—

اس سے قبل ذكر هوچكا هي كه بحرين ، يعني بحر روم اور بحر اقيانس ، ساحل سبته كے پاس ايك دوسرے سے مل جاتے هين ، پهر خليج تنگ

هوتي هوئی ' دونون ساحلون کے سطوح مرتفعہ کے قریب سے گذرتي هوئي ' ملک بربر مین قصر مصمودہ پر اؤر اندلس مین جزیرۂ طریف پر منتہي هوتی ہی ؛ اؤر وهان سے بحر کشادہ هو جاتی ہي ۔ اس خلیج کا اولین حصہ ' جو طنجہ سے ملا هوا ہی ' وہ پہاڑ ہی جو بحر اعظم کے اندر تک نکلا هوا ہی اؤر " طرف اشبرتال " کے نام سے موسوم ہي ؛ اؤر اس کا آخرین حصہ وہ پہاڑ ہي ' جو سبتہ کے مشرق مین واقع ہي ۔ اگر آپ سبتہ سے سمندر کو عبور کرکے اندلس کو جائین ' تو سب سے پہلے جو مقام آپ کو ملیگا وہ ایک شہر ہی جو جزیرۂ خضراء کے نام سے مشہور ہي ۔ لیکن اگر قصر مصمودہ سے عبور کرکے وهان پہنچین ' تو آپ جزیرۂ طریف مین پہنچینگے ۔ جو شہر جزیرۂ خضراء کے نام سے مشہور ہي ' وہ بي الحقیقت بحر روم کے ساحل پر واقع ہی ' اؤر جزیرۂ طریف بحر اعظم کے ساحل پر ہی ۔ ان دونون ' یعنی جزیرۂ خضراء اؤر طریف ' کے مابین اتھارہ میل کا فاصلہ ہی ۔ جزیرۂ خضراء کے مشرق مین پہاڑ ہي ' جو " جبل الفتح " یا " جبل طارق " کہلاتا ہي ۔ اس کا ایک حصہ سمندر کے اندر تک پہنچا هوا ہی ' جس کا نام " طرف الفتح ' ہی ۔ اسی مقام پر جزیرہ نمائے اندلس پر پہنچ کر دونون سمندر ملتے ہین ۔ یہ ہی ملخص اندلس تک کے گذرگاہ کے حالات کا *

اب رہا اندلس کے شہرون کا ذکر ۔ اس مین بہت سے شہر تھے جن پر نصاریٰ غالب هوگئے ہین ۔ مین ان شہرون کے نام بیان کرتا هون ' جو آجکل ہمارے زمانے مین بھی نصاریٰ کے هاتھہ مین ہین ' اؤر مشرق و مغرب مین ان کے مواضع بھي بتاتا هون ۔ مگر ان کے مابین کا فاصلہ وغیرہ بیان نہ کرونگا ' کیونکہ نصاریٰ کی موجودگي کی وجہ سے اس کا علم حاصل هونا مشکل امر ہی ۔ جنوب مشرقي حدود مین ساحل بحر روم پر شہر هائے برشلونہ ' طرّکونہ ' اؤر طرطوشہ واقع ہین ۔ یہ سب بحر روم ہي کے ساحل پر ہین ۔ خدا ان کو پھر مسلمانون کے پاس پہنچائے

پھر ان ہی حدود میں وہ شہر' جو ساحل پر بہیں ہیں' سرقسطہ' لاردہ' افراغہ' اور قلعہ ایوب ہیں ۔ ان سب پر صاحب برشلونہ (لعنہ اللہ) قابض ہے ۔ یہ وہ جہت ہے جسے ارغن کہتے ہیں ۔ پھر جنوب و مغرب کے درمیان حدود متوسط میں مشہور شہر طلیطلہ' کونکہ' اقلیج' طلبیرہ' مکادہ' منسرط' وبذ' وابلہ' اور شقوبیہ ہیں ۔ یہ سب کے سب ادفنش (لعنہ اللہ) کی ملکیت میں ہیں ۔ اس جہت کا نام قشتال ہے ۔ اس علاقہ ملک کے قریب کسی قدر شمال کی جانب بھی اور بہت سے شہر ہیں' مثلاً' سمورہ' شلمنکہ' سبطاط' اور قلمریہ ۔ یہ تمام شہر ببوج نامی ایک شخص کی حکومت میں ہیں (لعنہ اللہ) ۔ اس جہت کا نام لیون ہے ۔ حدود مغرب میں بھی' جو بحر اعظم بحر اقیانس کے ساحل سے ملحق ہیں' کئی شہر ہیں' جن میں اشبونہ' شنترین' باجہ' سنترہ' شنتیافو' اور بابرہ شامل ہیں ۔ ان کے علاوہ اور بھی کثیر التعداد شہر ہیں' جن کے نام میرے ذہن سے اتر گئے ہیں' اور جن پر ایک شخص' جو ابن الرنق کے نام سے مشہور ہے' قابض ہے (لعنہ اللہ) ۔ یہ وہ شہر ہیں جو جزیرہ نمائے اندلس میں مسلمانوں کے ملک سے ملحدہ علاقہ میں واقع ہیں اور عیسائیوں کے قبضے میں ہیں ۔ ان شہروں کے اُدھر اُس علاقے میں بھی شہر آباد ہیں' جو بلاد روم سے ملحق ہے ۔ مگر چونکہ وہ ہم سے دور ہیں' اور ایسے مقامات ہیں جنکو مسلمانوں نے کبھی فتح نہیں کیا' اس لئے وہ ہمارے ہاں مشہور نہیں ہیں ۔ اصل یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے اس جزیرہ نما کو فتح کیا' تو اس کے پورے حصے پر قابض نہیں ہوئے تھے' کیونکہ ایک بڑے حصے کے مالک ضرور ہو گئے تھے *

اب اس کے بعد میں ان شہروں' ان کے درمیانی فاصلوں' اور سمندر سے ان کے قرب و بعد کا وضاحت کے ساتھ ذکر کرتا ہوں' جو مسلمانوں کے قبضے میں باقی رہ گئے ہیں :-

سب سے پہلي چيز جو آجکل مسلمانون کے قبضے مين ہی وہ بحر روم کے ساحل پر ايک چھوٹا سا قلعہ ہی ' جس کا نام بنشکلہ ہی • اس کے اور شہر بلنسيہ کے مابين تين مراحل کا فاصلہ ہي • يہ قلعہ بلاد روم کے ملحقہ علاقہ مين واقع ہی ' اور اس سے طرطوشہ تک دو يا کچھ زيادہ مراحل کي مسافت ہی • اس کے بعد شہر بلنسيہ ہی ' جو نہايت سرسبز اور معتدل الهواء ہی • زمانۂ سلف مين اہل اندلس اسے "مطيب الاندلس" کہتے تھے • ان کے ہان "مطيب" سے ايک باغيچہ مراد ہوتا ہي ' جس مين وہ طرح طرح کے خوشبو پھول ' نرگس اور آس وغيرہ مشمومات لگاتے ہين ' اور ان ہی درختون کي کثرت اور ان کی خوشبو کی وجہ سے انہون کا اس کا نام بلنسيہ رکھا ہی • اس شہر کے اور بحر روم کے درميان قريب چار ميل کے فاصلہ ہي • بلنسيہ کے بعد شہر شاطبہ ہی • ان دونون مين دو مراحل حائل ہين • ان کے درميان ايک اور چھوٹا سا شہر ہی جسے جزيرۃ الشقر کہتے ہين • اس کو جزيرہ اس لئے کہا جاتا ہی کہ وہ ايک بڑے دريا کے وسط مين واقع ہی ' جو اسے ہر جانب سے گھيرے ہوئے ہي ' اور سوا پل کے اس تک پہنچنے کي اور کوئي سبيل نہين ہي • شاطبہ سے دانيہ تک ' جو بحر روم پر واقع ہي ' پورے ايک دن کا راستہ ہي ' اور شاطبہ سے مرسيہ تک تين دن کا • مرسيہ سے بحر روم تک دس فرسنگ ہين ' اور اس سے اغرناطہ تک سات مراحل • ان دونون کے مابين کئي ذرا ذرا سے شہر ہين' جن مين سب سے پہلے مرسيہ کے قريب حصن لرقہ ہي • پھر ايک اور حصن ہی ' جو بلس کہلاتا ہي • اس کے بعد حصن قليہ ہی • پھر بسطہ نام ايک چھوٹا سا شہر ہی • اس کے بعد وادي آش نامي ايک اور ذرا سا شہر ہي ' جو اغرناطہ سے ايک دن کي راہ پر واقع ہي • اسے وادي الاشي بھی کہتے ہين ' اور مين نے شعرا کو اسے اشعار مين اسي نام سے ياد کرتے سنا ہي *

یہ وہ تمام چھوٹے چھوٹے شہر ہیں ' جو اغرناطہ اور مدینۂ کے مابین واقع ہیں ۔ پھر وادی آش کے سامنے بحر روم کے ساحل پر شہر مُرِیَہ (بہ تخفیف حرف راء مہملہ) ہی ' جو ایک مشہور مقام ہی ' اور سمندر کی موجین اس کی فصیل سے تکراتی ہوئی گزرتی ہین ۔ اس مین اور وادی آش مین ایک تیز رو مسافر کے لئے دو مراحل کا فصلہ ہی ۔ ساحل بحر روم کے اس شہر مریہ کے بعد حصن مامت نام ایک چھوٹا سا شہر ہي ' اور اس کی فصیل سے بھی سمندر ٹکراتا ہی ۔ اس سے مریہ تک چار مراحل کا اور مالقہ تک تین کا فصلہ ہی ۔ پھر مالقہ اور جزیرۂ خضراء مین ایک تیز رو آدمي کے لئے تین مراحل کی مسافت ہي ۔ اسی جزیرۂ خضراء یا جبل الفتح مین ' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین ' دونون سمندر یکجا ہو جاتے ہین ۔ مختصر یہ کہ جزیرہ نمائے اندلس مین بحر روم کے ساحل پر مسلمانون کے شہر یہ ہین —

جزیرۂ خضراء ' مالقہ ' منکب ' مریہ ' اور دانیہ *

مریہ اور دانیہ مین تقریباً آٹھ مراحل کا فاصلہ حائل ہي ۔ دانیہ کے پیچھے ایک قلعہ ہی جس کو بدشکلہ کہتے ہین ۔ اوپر اس کا ذکر ہو چکا ہي *

یہ ہین وہ تمام شہر جو اندلس کے بلاد مسلمین مین ساحل بحر پر واقع ہین ' یعنی جن کی فصیلون کے نیچے سمندر جاري ہی ۔ شہر بلنسیہ اور سمندر کے درمیان ' حسب ذکر بالا ' چار میل کے قریب فاصلہ ہي *

اب ہم ان شہرون کا ذکر کرتے ہین ' جو ساحل بحر پر واقع نہین ہین —

اغرناطہ سے سمندر تک تقریباً چالیس میل ہین ' جو پورے ایک دن ' یا آہستہ آہستہ چلنے والے کے لئے دو دن ' کا راستہ ہي ۔ شہر اغرناطہ

سے شہر حیان تک اؤر جیان سے قرطبہ تک دو دو مراحل کا فاصلہ ہی اؤر جیان اؤر بحر روم کے درمیان تین کا ۔ شہر قرطبہ کے متعلق ہم پہلے کہہ چکے ہین کہ وہ فتنہ اُٹھنے اؤر بنو امیہ کے امر کے اختلال پذیر ہونے تک مسلمانون کا دار الملک اؤر مصر تدبیر رہا ۔ وہ اپنی قوت، آبادي کي کثرت، اؤر آدمیون کے ازدحام مین اس اعلی درجے کو پہنچ گیا تھا جہان تک کوئي اؤر شہر کبھي نہین پہنچا ۔ ابن فیاض اپني تاریخ مین قرطبہ کے حالات مین بیان کرتے ہین کہ اس کے مشرقی حصے مین ایک سؤ ستر عورتین رہا کرتي تھین، جو سب کی سب خط کوفی مین مصاحف لکھا کرتي تھین ۔ یہ اس کے صرف ایک گوشے کا حال ہي تو اس سے جمیع جہات کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہی کہ کیا حال ہوگا ۔ کہتے ہین کہ اس مین تین ہزار (۱) مفلس تھے، اؤر ان دنون صرف اسی شخص کو تفلس کی اجازت ہوتي تھي، جو حواشي کی صلاحیت رکھتا ہو ۔ مین نے بلاد اندلس کے ایک سے زیادہ شیوخ سے سنا ہي کہ مسافر قرطبہ سے تین فرسنگ کے فاصلے پر سے اس کی روشنیون سے فیض یاب ہوتا تھا ۔ اس قدر فاصلے تک اسکي روشني برابر بلا انقطاع پہنچا کرتي تھي ۔ اس مین وہ جامع اعظم ہي، جسے ابو المطرف عبد الرحمان بن محمد، الملقب بہ الناصر لدین اللہ، نے بنایا تھا، اؤر ان کے بعد ان کے بیٹے الحکم المستنصر باللہ نے اس مین ابزاد کی تھي ۔ الحکم کی یہ ابزاد آج تک مشہور ہی ۔ ابو مروان بن حیان (رحمۃ اللہ علیہ) قرطبہ کے حالات کے بیان مین لکھتے ہین کہ جب الحکم نے مسجد مین اپنی مشہور ابزاد کي، تو لوگ بہت دن تک اس مین نماز پڑھنے سے پرہیز کرتے رہے ۔ الحکم کو اس کي اطلاع ہوئی، تو انہون نے اس کا سبب دریافت کیا ۔ ان سے کہا گیا کہ لوگ کہتے

---

(۱) مفلس (از تفلیس) یعنی وہ لوگ جو شاہان و امراء کے ورود کے وقت استعمال کے لئے دف بجاتے، رقص و سرود کرتے اور طرح طرح کے تماشے اور کرتب دکھاتے ہین ۔ (مترجم)

ہین کہ "ہمین نہین معلوم کہ جو روپیہ اس مسجد مین لگاکر مین صرف کیا گیا ہی وہ کہان سے حاصل کیا گیا ہی"۔ انہون نے گواہون اور قاضی ابوالحکم منذر بن سعید البلوطی کو (جو ان کے قضاۃ مین سے تھے اور جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہی) بلاکر اور خود قبلہ رخ ہوکر مروجہ شرعی قسم کے ساتھ بیان کیا کہ انہون نے اس مین مال غنیمت کے خمس کے روپیے کے سوا اور کسی طرح کا مال و زر صرف نہین کیا۔ اس طرح جب لوگون کو ان کی قسم اور مال خمس کے صرف سے آگاہی ہوگئی تب انہون نے اس مین نماز پڑھنی شروع کی۔ الحکم کے والد نے اس کی بنا ڈالی تھی اور الحکم کے بعد ابو عامر محمد بن ابی عامر نے اس مین پھر کچھ اضافہ کیا تھا۔ غرض کہ وہ ایسی مسجد ہی جس مین زر خمس کے سوا اور کسی طرح کا روپیہ صرف نہین ہوا۔ وہ مسجد اہل اندلس کے نزدیک نہایت قابل تعظیم اور مبارک ہی۔ اس مین جو شخص نماز پڑھکر کسی دینی یا دنیوی امر کے لئے دعا کرتا ہی ضرور قبول ہوتی ہی۔ اس مسجد کے متعلق یہ امر مشہور و معروف ہی۔ اہل اندلس نے فضائل مالک اس کے باشندون اور اس مین آنے والے صلحاء، فضلاء، اور علماء کے حالات مین کئی کتابین لکھی ہین *

شہر قرطبہ سے شہر اشبیلیہ تک تین مراحل کا فاصلہ ہي۔ اشبیلیہ اب ہمارے زمانے مین اندلس کا بزرگ ترین شہر ہي۔ یہي شہر زمانۂ سابق مین حمص کے نام سے موسوم تھا۔ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا تھا کہ اس مین مسلمانون کی فتح اندلس کے وقت حمص کی فوجین آکر ٹھہری تھین۔ اس شہر کا حال ہر واصف کي وصف اور ہر ناعت کی نعت سے بالاتر ہی۔ وہ ایک زبردست دریا کے کنارے آباد ہی، جو کرۂ شقورہ سے نکلتا ہی اور جس مین اور بہت سی ندیان آکر گرتی ہین۔ وہان پہنچ کر اس دریا کي یہ حالت ہو جاتي ہي

کہ گویا وہ ایک بحر ذخار ہی ' جس مین بحر اعظم سے بڑے بڑے جہاز آ آکر شہر کے دروازے پر لنگر انداز ہوتے ہین • اس مین اور بحر اعظم مین سفر میل یعنی دو مراحل کا فاصلہ ہي • یہ شہر ' حسب تفصیل متقدم الذکر ' بنو عباد کا صدر مقام تھا • المصامدہ نے اپنے قیام اندلس کے زمانے مین اسے اپنا مستقر بنا رکھا تھا ' جہان سے ان کا امر نافذ ہوتا تھا اور جہان ان کا بادشاہ مقیم تھا • انہون نے اس مین بڑے بڑے قصر بنائے ' پانی جاري کیا ' اور باغات لگائے ' جس سے اس کے حسن مین اور بھی اضافہ ہوگیا ہی • شہر اشبیلیہ سے شہر شلب تک ' جو بحر اعظم کے ساحل پر واقع ہی ' پانچ مراحل کا فاصلہ ہی • ان دونون کے درمیان لبلہ ' حصن مرتلہ ' طبیرہ ' علیا ' اور شنتمریہ جیسے چھوٹے چھوٹے شہر آباد ہین ' اور یہ سب اندلس کے مغرب مین اشبیلیہ اور شلب کے درمیان ہی ہین • قرطبہ اور بحر روم مین پانچ مراحل کا فاصلہ ہي • قرطبہ بھی اسی دریا کے کنارے آباد ہی جو اشبیلیہ مین سے گذرتا ہی • فرق صرف یہ ہی کہ اشبیلیہ مین اس کا پاٹ اتنا چوڑا ہوجاتا ہی کہ ' حسب ذکر بالا ' اس مین جہاز آ سکتے ہین • جو چاہتا ہی اشبیلیہ سے قرطبہ تک کشتیون مین سفر کرتا ہی علی ہذا القیاس قرطبہ سے اشبیلیہ کي طرف بھی جا سکتے ہین • اشبیلیہ اور شہر شریس مین دو مراحل کا ' اور شریس اور سمندر مین تین مراحل کا فاصلہ ہی *

یہ حالات ہین بلاد المغرب اور جزیرہ نمائے اندلس کے ' اور تخمینی طور پر ان کے مختلف شہرون کے مختلف بُعد اور فاصلون کے • ان مین سے بعض ایسے ہین جن مین مین خود گیا ہون ' اور بعض ایسے ہین جن کو مین نے وہان جانے آنے والون کے سفر نامون سے اخذ کیا ہی *

فصل

مجھے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ یہان اندلس کے بڑے بڑے اور مشہور دریاؤن کا حال بھی لکھون *

(۱) ان مین سے سب سے پہلا دریائے طرطوسہ ہی جو مشرق کی طرف ہی ۔ وہ ایک بڑا سا دریا ہی جو وشقین کے ایک پہاڑ سے نکل کر شہر طرطوسہ سے ہوتا ہوا بحر روم مین جا گرتا ہی ۔ طرطوشہ اور بحر روم کے مابین بارہ میل کا فاصلہ حائل ہی *

(۲) دریائے مرسیہ ۔ یہ بھی بحر روم مین گرتا ہی ۔ اس کا منبع کوہ شقورہ ہی ۔ یہ اور دریائے اشبیلیہ ایک ہی قسم کے دریا ہین اور دونون کا منبع بھی ایک ہی ہی ۔ مگر بعد مین دونون متفرق ہو جاتے ہین ۔ ایک اشبیلیہ کی طرف چلا جاتا اور دوسرا مرسیہ کی جانب *

(۳) دریائے اشبیلیہ ۔ اس کے منبع کا اوپر ذکر ہو چکا ہی ۔ اشبیلیہ پہنچنے سے پہلے اس مین بہت سی ندیان گرتی ہین جن سے وہ جیسا کہ ہم کہہ چکے ہین اس قدر بڑا ہو جاتا ہی کہ خاصا سمندر بن جاتا ہی اور بحر اعظم موسوم بہ اقیانوس مین جا گرتا ہی *

(۴) بلاد رومیہ مین ایک اور زبردست دریا ہی جسے تاجو کہتے ہین ۔ شہرہائے طلیطلہ و شنترین اسی پر واقع ہین ۔ ان دونون شہرون مین تقریباً دس مراحل کا فاصلہ ہی ۔ اسی دریا پر شہر اشبونہ بھی ہی جس مین اور سمندر مین تین مراحل حائل ہین ۔ یہ دریا بحر اعظم مین گرتا ہی *

یہ ہین اندلس کے مشہور دریا *

اب ہم اس تمام تحریر کو اپنے آقا و مولا کی تحریر عالیہ کے مطابق ختم کرتے ہیں * میں نے اس تمام کتاب میں اپنی معاصر دیری کی عادت کو برابر قائم رکھا ہی * میں نے ایسے تمام چھوٹے چھوٹے فردوں ' علاقوں ' دردکوں ' وغیرہ کے نام چھوڑدئے ہیں ' جن کی نہ ضرورت پڑتی ہي اؤر نہ ان کے ترک کرنے سے تصنیف میں کوئي خلل واقع ہوتا ہی *

اگر یہ تحریر میرے آقا و مولا کی طبیعت کے موافق ' ان کے مزاج کے لائق ' اؤر ان کی خواہش کے مطابق ہوئي ' تو یہی میري بڑي مراد ہي اؤر یہی زبردست تمنا ' جس کے لئے میں برابر تکلیف اٹھاتا اؤر سعي کرتا ' اؤر اسکي طرف بڑھنے کی کوشش کرتا رہا * لیکن اگر یہ تحریر اس کے سواء اؤر کچھہ ہوئی ' تو میں ایسا پہلا ہی شخص نہیں ہوں جس نے جد و جہد کی مگر صحت و صواب کو نہ پہنچ سکا ' مقصود کو حاصل نہ کر سکا ' اؤر مراد کو نہ پا سکا * میں خدا ہي سے اعتصام ' اسی سے طلب ہدایت ' اؤر اسی پر اعتماد کرتا ہوں ؛ وهو حسبي و نعم الوكيل *

اس تحریر سے سنہ ۹۶۱ میں ' ماہ جمادي الاخر کے اختتام سے چھہ دن قبل ' بروز شنبہ ' فراغت حاصل ہوئی * والحمد لله رب العالمين و صلي الله علي سيدنا محمد و آله و صحبه اجمعين ' و حسبنا الله و نعم الوكيل *

(تمام شد)

تلفظ اسـماء و الفاظ واردۂ کتاب هذا +

ارغن . اول مفتوح ٔ دوم ساکن ٔ سوم مضموم *

آروا . اول ممدود ٔ دوم مضموم *

اره . اول مفتوح ٔ دوم مضموم *

اشبانیه . اول مفتوح ٔ دوم ساکن ٔ پنجم مکسور ٔ ششم مفتوح *

اشبرتال . اول مفتوح ٔ دوم ساکن ٔ سوم مفتوح ٔ چهارم ساکن *

اغمات . اول مفتوح ٔ دوم ساکن *

اقلیج . اول مضموم ٔ دوم ساکن ٔ سوم مکسور *

انیف . اول مضموم ٔ دوم مفتوح ٔ سوم ساکن *

اوربه . اول مفتوح ٔ دوم ساکن ٔ سوم مکسور ٔ چهارم مفتوح *

ایجلي ان وارغن . لفظ اول مین اول مکسور ٔ دوم ساکن ٔ سوم و چهارم مکسور ؛ لفظ دوم مین الف مفتوح ٔ اؤر لفظ سوم مین اول مفتوح ٔ سوم ساکن اؤر چهارم مفتوح هی *

ایسرغینن . اول مکسور ٔ دوم ساکن ٔ سوم مفتوح ٔ چهارم ساکن ٔ پنجم مکسور ٔ ششم ساکن ٔ هفتم مفتوح *

ایسنتار . اول مکسور ٔ دوم ساکن ٔ سوم مفتوح ٔ چهارم ساکن *

ایفتی . اول مکسور ٔ دوم و سوم ساکن ٔ چهارم مکسور *

باجه (ابن) . اول مفتوح ٔ سوم مشدد و مفتوح *

+ دیکهو دیباچه . ان الفاظ مین هر ی جس کا حرف ماقبل مکسور هی اور هر واو جس کا حرف ماقبل مضموم هی معروف هی ٔ مجهول کهین نهین هی . مین نے الف کے ماقبل حروف کا اعراب کهین نهین لکها هی . ظاهر هی که ان حروف کو مفتوح هی پڑها جائیگا .

تباشتر . اول مضموم ' دوم مفتوح ' چهارم ساکن ' پنجم مفتوح *

ببوج . اول مفتوح ' دوم مضموم *

بجرده . اول و دوم مفتوح ' سوم ساکن ' چهارم مفتوح *

برزال (بنو) . اول مفتوح ' دوم ساکن *

برشانه . اول مضموم دوم ساکن ' پنجم مفتوح *

برطل (ابن) . اول و سوم مفتوح ' دوم ساکن *

برغواطه . اول و دوم مفتوح ' سوم ساکن ' ششم مفتوح *

بريهه . اول مضموم ' دوم مفتوح ' سوم ساکن ' چهارم مفتوح *

البزار . سوم مفتوح ' چهارم مشدد و مفتوح *

بسطه . اول مفتوح ' دوم ساکن ' سوم مفتوح *

بسکره . اول ' سوم و چهارم مفتوح ' دوم ساکن *

بقنه . (ابن) . اول و دوم مفتوح ' سوم مشدد و مفتوح *

بقي بن مخلد . لفظ اول میں اول مفتوح ' دوم مکسور ' سوم مشدد .
لفظ سوم میں اول و سوم مفتوح ' دوم ساکن *

بکارش . اول مفتوح ' دوم مشدد و مفتوح ' چهارم مکسور *

بلجين . اول و دوم مضموم ' سوم مشدد و مکسور *

بلس . اول مفتوح ' دوم مشدد و مکسور *

بنت . اول مضموم ' دوم ساکن *

بنش (ایک بوٹي کا نام) . اول مفتوح ' دوم ساکن *

بنشکله . اول و دوم مفتوح ' سوم ساکن ' چهارم مضموم ' پنجم
مفتوح *

بينک (ریحان خصي) . اول مکسور ' دوم مفتوح ' سوم ساکن *

تاجوا . سوم مضموم *

تارودانت . سوم مضموم، چهارم و پنجم ساکن *

تاطنت . سوم مضموم، چهارم ساکن *

تانسیفت . سوم مفتوح، چهارم مکسور، پنجم و ششم ساکن *

تسول . اول مفتوح، دوم مضموم *

تمساهان . اول مکسور، دوم ساکن *

تنس . اول و دوم مفتوح *

توزر . اول و سوم مفتوح، دوم ساکن *

تومرت (ابن) . اول مضموم سوم مفتوح، چهارم ساکن *

جدمیوي . اول، سوم و پنجم مکسور، دوم و چهارم ساکن *

جزوله . اول و دوم مضموم، چهارم مفتوح *

جنفیسي . بروزن جدمیوي . دیکهو اوپر *

الجواس . سوم مفتوح، چهارم مشدد و مفتوح *

جهور . اول و سوم مفتوح، دوم ساکن *

حدیر بن وامنوا . لفظ اول مین اول مضموم، دوم مفتوح، سوم ساکن . لفظ سوم مین سوم ساکن . چهارم مضموم *

حزمون (علي ابن) . اول مفتوح، دوم ساکن، سوم مضموم *

حفصون (ابن) . بروزن حزمون . دیکهو اوپر *

حکیمه . اول مضموم، دوم و چهارم مفتوح، سوم ساکن *

حوراء . اول مفتوح، دوم ساکن *

خرداذبه (ابن) . اول مضموم، دوم ساکن، سوم، و پنجم و ششم مفتوح *

ابو الخصال . خائے معجمه مکسور *

ابو الخطار حسام بن ضرار . خطار مین اول مفتوح، دوم مشدد، حسام مین اول مضموم، ضرار مین اول مکسور *

الخنوت . سوم مكسور٬ چهارم مشدد و مفتوح٬ پنجم ساكن *

دلايه . اول و چهارم مفتوح *

رنمير (ابن) . اول مضموم٬ دوم ساكن٬ سوم مكسور *

رزين . اول مفتوح٬ دوم مكسور *

ريه . اول مفتوح٬ دوم مشدد و مفتوح *

زجندر . اول و دوم مضموم٬ سوم ساكن٬ چهارم مفتوح *

زلاقه . اول و چهارم مفتوح *

زهر (والدهٔ ابو عبد الله محمد) . اول و دوم مفتوح *

زهر (عبد الملك بن ابي العلاء) . اول مضموم٬ دوم ساكن *

زهير . اول مضموم٬ دوم مفتوح٬ سوم ساكن *

زيابه تيمي (ابن) . لفظ اول ميں اول و چهارم مفتوح٬ دوم مشدد .
لفظ دوم ميں اول مفتوح دوم ساكن٬ سوم مكسور *

ساحر (والدهٔ ابو يوسف يعقوب) . حائے حطي مكسور *

سبطاط . اول مكسور٬ دوم ساكن *

سبع بن حيان . لفظ اول ميں اول مفتوح٬ دوم ساكن٬ لفظ سوم
ميں اول مفتوح٬ دوم مشدد و مفتوح *

سبو . اول مفتوح٬ دوم مضموم *

بنو سجوت . اول مضموم٬ دوم مشدد و مضموم *

سرطه . اول و سوم مفتوح٬ دوم ساكن *

سكات . اول مفتوح *

السليم (محمد بن) . سوم مفتوح٬ چهارم مكسور *

سمح (بن مالك خولاني) . اول مفتوح٬ دوم ساكن . خولاني ميں
خائے معجمه مفتوح *

سموره . اول و چهارم مفتوح ' دوم مشدد و مفتوح ' سوم ساکن *

سیبانی . اول مفتوح *

سیر (ابن ابي بكر بن تاشفين) . اول مكسور *

سیوسیرات . اول ' سوم و چهارم مکسور ' دوم ساکن *

شانجه . سوم ساکن ' چهارم مضموم *

شفشاوه . اول و پنجم مفتوح ' دوم ساکن *

شقوبیه . اول و دوم مضموم ' چهارم مکسور ' پنجم مفتوح *

شقوره . اول و دوم مضموم ' چهارم مفتوح *

شلب لره . لفظ اول میں اول مفتوح ' دوم ساکن ' لفظ دوم میں
اول مکسور ' دوم مشدد و مفتوح *

شلبر . اول و سوم مفتوح ' دوم مشدد و مفتوح *

شلمنکه . اول ' دوم ' سوم و پنجم مفتوح ' چهارم ساکن *

شماخ . اول مفتوح ' دوم مشدد و مفتوح *

شمنت . اول و دوم مضموم ' سوم ساکن *

شنتره . اول ' سوم و چهارم مفتوح ' دوم ساکن *

شنتیاقو . اول و چهارم مفتوح ' دوم ساکن ' سوم مکسور ' ششم
مضموم *

شهید (ابو عامر احمد بن عبد الملک بن) . اول مضموم ' دوم مفتوح '
سوم ساکن *

صبح (والدۂ هشام المؤید) . اول مضموم ' دوم ساکن *

طالقه . سوم مکسور ' چهارم مفتوح *

طبنی . اول مضموم ' دوم ساکن ' سوم مکسور *

طرش . اول مضموم ' دوم مشدد و مضموم *

طرکونه . اول و پنجم مفتوح ' دوم مشدد و مفتوح ' سوم مضموم *
طلبیره . اول ' دوم ' سوم و پنجم مفتوح ' چهارم ساکن *
طلمیثه . اول مضموم ' دوم و چهارم ساکن ' سوم و پنجم مفتوح *
طوسي (ابو عبد الرحمان) . اول مفتوح ' دوم ساکن ' سوم مکسور *
بنو عبید . اول مضموم ' دوم مفتوح ' سوم ساکن *
عرجي . اول مفتوح ' دوم ساکن ' سوم مکسور *
ابن عشیر . اول مفتوح ' دوم مکسور *
عفراء . اول مفتوح ' دوم ساکن *
ابن عفیف . اول مفتوح ' دوم مکسور *
عقاب (مقام کا نام) . اول مفتوح *
ابن عکاشه . اول مضموم ' چهارم مفتوح *
ابن علوي (عبد المومن) . اول و دوم مفتوح ' سوم مکسور *
علیه . اول مضموم ' دوم مفتوح ' سوم مشدد و مفتوح *
عنبسه بن سحیم . لفظ اول مین اول ' سوم و چهارم مفتوح ' دوم
ساکن ؛ لفظ سوم مین اول مضموم ' دوم مفتوح ' سوم ساکن *
غمر (بن عبد الرحمان) . اول مفتوح ' دوم ساکن *
غیدقان . اول و سوم مفتوح ' دوم ساکن *
فاصکه بن ومزال . لفظ اول مین سوم ساکن ' چهارم مفتوح ؛
لفظ سوم مین اول و دوم مفتوح *
الفرج (قلعه) . سوم مفتوح ' چهارم ساکن *
فصکه . اول و سوم مفتوح ' دوم ساکن *
فضاله بن عبید . لفظ اول مین اول مضموم ' چهارم مفتوح ' لفظ
سوم مین اول مضموم ' دوم مفتوح ' سوم ساکن *
فنزاره . اول و پنجم مفتوح ' دوم ساکن *

ابن قبطرنه . اول و پنجم مضموم ' دوم و چهارم ساکن ' سوم مفتوح *
قسي (احمد ابن) . اول مفتوح ' دوم مکسور *
ابن القصيره . سوم و ششم مفتوح ' چهارم مکسور *
قصيط . اول مضموم ' دوم مفتوح ' سوم ساکن *
قطن . اول و دوم مفتوح *
قعطل . اول و سوم مفتوح ' دوم ساکن *
قلمريه . اول و دوم مضموم ' سوم ساکن ' چهارم مکسور ' پنجم
مفتوح *
قليه . اول مضموم ' دوم ساکن ' سوم مفتوح *
قنطش . اول مفتوح ' دوم ساکن ' سوم مکسور *
قمون . اول مفتوح ' دوم مشدد و مضموم *
كباشي . اول مضموم ' چهارم مکسور *
كست . اول مضموم ' دوم ساکن *
كونكه . اول مضموم ' دوم و چهارم مفتوح ' سوم ساکن *
لبله . اول و سوم مفتوح ' دوم ساکن *
لبونه . اول مضموم ' دوم مشدد ومضموم ' سوم ساکن ' چهارم مفتوح*
لذريق . اول مضموم ' دوم ساکن ' سوم مکسور *
لمتونه . اول و سوم مضموم ' دوم ساکن ' پنجم مفتوح *
لمطه . اول و سوم مفتوح ' دوم ساکن *
ليون . اول و دوم مضموم *
مارتله . سوم ساکن ' چهارم مضموم ' پنجم مفتوح *
متيجه . اول و چهارم مفتوح ' دوم مشدد و مکسور *
بنو مجبر . اول مضموم ' دوم ساکن ' سوم مفتوح *

ابن محسوه . اول و چهارم مفتوح ' دوم ساکن ' سوم مضموم *

مراکش . اول مفتوح ' دوم مشدد ' چهارم مضموم *

مرتله . اول و چهارم مفتوح ' دوم ساکن ' سوم مضموم *

مرزدغ . اول ' دوم و چهارم مفتوح ' سوم ساکن *

مزغنه . اول و سوم مفتوح ' دوم ساکن ' چهارم مشدد و مفتوح *

مسکاله . اول ' دوم و پنجم مفتوح ' سوم مشدد و مفتوح .

مسوفه . اول مضموم دوم مشدد و مضموم ' سوم ساکن ' چهارم مفتوح .
سین مهمله پر فتحه خفیفه بهي بولا جاتا هي *

مشریط . اول مضموم ' دوم ساکن ' سوم مکسور *

مصحفي . اول مضموم ' دوم ساکن ' سوم مفتوح ' چهارم مکسور *

مطیب الاندلس . لفظ اول مین اول مضموم ' دوم مفتوح ' سوم
مشدد و مفتوح *

معدان . اول مفتوح ' دوم ساکن *

معن بن صمادح . لفظ اول مین اول مفتوح ' دوم ساکن *

ابن مغن (ابو الحسن) . معن مین اول مضموم اور دوم ساکن *

المقدم . سوم مضموم ' چهارم مفتوح ' پنجم مشدد و مفتوح *

مکاده . اول و چهارم مفتوح ' دوم مشدد و مفتوح *

ملکه . اول و سوم مفتوح ' دوم ساکن *

ملاله . اول و چهارم مفتوح ' دوم مشدد *

ملویه . اول مضموم ' دوم ساکن ' سوم مکسور ' چهارم مفتوح *

میدمان . اول مفتوح ' دوم ساکن ' سوم ؟

میرقه . اول و چهارم مفتوح ' دوم مضموم ' سوم ساکن *

نصیر (موسي بن) . اول مضموم ' دوم مفتوح ' سوم ساکن *

نقاوس ۔ اول ؟ ‘ چہارم مضموم *

و اسنار ۔ سوم ساکن *

و انسیفن ۔ سوم و پنجم ساکن ‘ چہارم مکسور ‘ ششم مفتوح *

و بذ ۔ اول مفتوح ‘ دوم ساکن *

ورغه ۔ اول و سوم مفتوح ‘ دوم ساکن *

ورکناس ۔ اول و سوم مفتوح ‘ دوم ساکن ‘ چہارم مشدد *

الوزغي ۔ سوم و چہارم مفتوح ‘ پنجم مکسور *

هجفجف ۔ اول ‘ و دوم و چہارم مفتوح ‘ سوم ساکن *

هزرجی ۔ اول و سوم مفتوح ‘ دوم ساکن ‘ چہارم مکسور *

هسکوره ۔ اول و پنجم مفتوح ‘ دوم ساکن ‘ سوم مضموم *

ابن همشک ۔ لفظ دوم مین اول مفتوح ‘ دوم مضموم ‘ سوم ساکن *

هوزني ۔ اول و سوم مفتوح ‘ دوم ساکن ‘ چہارم مکسور *

هیلان ۔ اول مفتوح ‘ دوم ساکن *

یترابي ۔ اول مفتوح ‘ دوم ساکن ‘ سوم و چہارم مکسور *

یخلفتن ۔ اول ‘ سوم و پنجم مفتوح ‘ دوم و چہارم ساکن *

بنو یفرن ۔ اول و سوم مفتوح ‘ دوم ساکن *

یوجان هنتاتي ۔ لفظ اول مین اول و دوم مضموم ‘ سوم مشدد ؛
لفظ دوم مین اول مفتوح ‘ دوم ساکن ‘ پنجم مکسور *

یهتا ۔ اول مفتوح ‘ دوم ساکن *

ییجیت ۔ اول و سوم مکسور ‘ دوم ساکن *

ا ـ فهرست اسماء رجال و قبائل

ی

ب ـ فهرست اسماء مقامات

ب

و

ج ـ فهرست اسماء کتب

AT THE DIOCESAN PRESS, MADRAS. 1922—A 15064.